Reg. No. M. 4391. رجسٹر نمبر ۱۸۳

معلومات حیدرآباد

شمارہ ۷ | بابت ماہ خورداد سنہ ۱۳۵۲ ف - اپریل سنہ ۱۹۴۳ ع | جلد ۳

فہرست مضامین

اس رسالہ میں جن خیالات کا اظہار ہوا ہے یا جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان کا لازمی طور سے حکومت سرکار عالی کے نقطۂ نظر کا ترجمان ہونا ضروری نہیں ہے۔

شائع کردہ — سررشتہ معلومات عامہ — حیدرآباد دکن

"معلومات حیدر آباد" میں اشتہارات شائع کرنے کے نرخ

اشتہار کے لئے جگہ				کسی ایک زبان میں اشتہار دینے کے نرخ
اگلا سر ورق اندرونی جانب				
پورا صفحہ	ایک بار	....	....	۶۰ روپے
آدھا صفحہ	"	....	....	۳۵ "
پچھلا سر ورق اندرونی جانب		...	...	
پورا صفحہ	ایک بار	..	...	۷۵ روپے
آدھا صفحہ	"	....	....	۴۰ "
پچھلا سر ورق بیرونی جانب		....	....	
پورا صفحہ	ایک بار	....	....	۱۰۰ روپے
آدھا صفحہ	"	....	....	۶۰ "
اندرون رسالہ			...	
پورا صفحہ	ایک بار	...	...	۵۰ روپے
آدھا صفحہ	"	....	...	۳۰ "
چوتھائی صفحہ	"	....	...	۲۰ "
⅛ صفحہ	"	...	....	۱۰ "

ڈسکاؤنٹ

اگر کوئی اشتہار کسی دو زبانوں کی اشاعتوں کے ایک ھی شمارہ میں شائع کیا جائیگا تو مجموعی اجرت اشتہار میں سے ۵ فیصد ڈس کاؤنٹ دیا جائیگا۔

طویل مدت کیلئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے مزید ۱۰ فیصد ڈسکاؤنٹ

چھ ماہ کی مدت کے لئے مزید ۵ فیصد ڈسکاؤنٹ

جن زبانوں میں اشتہار شائع کیا جائے گا ان کی تعداد کا لحاظ کئے بغیر خصوصی ڈس کاؤنٹ کی شرح کا اطلاق ہوگا۔

تفصیلات

(۱) یہ ماہانہ رسالہ ھے اور فلسکیپ سائز پر طبع ہوتا ھے۔

(۲) اس کی اشاعت تمام مملکت حیدر آباد اور ھندوستان اور برطانیہ میں ہوتی ھے۔

(۳) یہ رسالہ اردو، انگریزی، تلنگی، مرھٹی اور کنڑی پانچ زبانوں میں شائع ہوتا ھے اور ھر طبقہ کے لوگ اسے پڑھتے ھیں۔

(۴) یہ رسالہ سر رشتہ معلومات عامہ سرکار عالی کی جانب سے شائع ہوتا ھے۔

(۵) زیادہ تر مفت تقسیم کیا جاتا ھے۔

(۶) بلاکس مشتہرین کو فراھم کرنے ہونگے۔

(۷) وقتی اشتہاروں کے لئے اجرت اشتہار کی ادائی پیشگی اور مدتی اشتہاروں کے لئے سہ ماھی ہونا ضروری ھے۔

معلوماتِ حیدرآباد

جلد ۳ — خورداد سنہ ۱۳۵۲ف - اپریل سنہ ۱۹۴۳ع — شمارہ ۷

احوال و اخبار

ممالک محروسہ میں مسئلہ اغذیہ - حکومت نے اپنے ایک حالیہ اعلامیہ میں عوام کو یقین دلایا ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں جوار کی اتنی پیداوار ہوئی ہے اور نیز ہم نے گیہوں اور صوبہ مدراس سے چاول درآمد کرنے کا مناسب انتظام کیا گیا ہے۔ چنانچہ اسے خیال کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ جوار امسال رواں کے اختتام تک کمیاب ہوگی۔ اس مدت کے بعد صارفین کی پریشانیاں دور ہوجانی چاہئیں اور ذخیرہ کنندوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ذخائر بازار میں فروخت کے لئے لائیں۔

مختلف علاقوں میں اشیاء خوردنی کی قیمت اور صارفین کے لئے ان کے بہ آسانی حصول پر حکومت اور قومی کارکن پوری توجہ کر رہے ہیں اور گزشتہ تجربات بھی آئندہ طرز کار کے تعین میں ممد و معاون ثابت ہونگے۔ توقع ہے کہ اس مسئلہ کا کوئی خوشگوار حل تلاش کرنے میں تمام نقطہ ہائے خیال کے تاجر، قومی کارکن حکومت سے مخلصانہ تعاون کریں گے۔

اغذیہ کے متعلق نشر و اشاعت - لیڈی حیدری کلب کے زیر سرپرستی خواتین حیدرآباد کے تمام اداروں کی نمائندوں پر مشتمل ایک مجلس قائم کی گئی ہے تاکہ خوراک سے پوری غذائیت حاصل کرنے کے مسئلہ سے نشر و اشاعت کے ذریعہ عوام کو واقف بنایا جاسکے۔ یہ مجلس تمام سرکاری کارکنوں کا تعاون حاصل کررہی ہے اور محکمہ صحت و طبابت عامہ سرکار عالی بھی اغذیہ کے متعلق تقریروں اور نمائشوں کا انتظام کرنے میں ضروری سہولتیں بہم پہنچانے پر آمادہ ہے۔ لیڈی حیدری کلب کی جانب سے تقریروں کا ایک سلسلہ بھی شروع کیا جا چکا ہے اور غریب عورتوں کے گھروں پر جاکر ان سے ذاتی ربط پیدا کرنے کی ایک اسکیم بھی اس مجلس نے مرتب کی ہے۔

اس سے تو سب ہی واقف ہیں کہ محکمہ طبابت وصحت عامہ سرکار عالی متعدد اضلاع کی اغذیائی تحقیقات مکمل کرچکا ہے اور غریب تر طبقوں کی محدود آمدنی کو مد نظر رکھتے ہوئے انہیں اپنی خوراک سے زیادہ غذائیت حاصل کرنے کے بارے میں قطعی مشورے دئے ہیں لیکن ان مشوروں کو عملی شکل دینے کے لئے تعلیم و ترغیب کی ضرورت تھی اور لیڈی حیدری کلب مستحق مبارکباد ہے کہ اس نے خواتین ممالک محروسہ کے تمام اداروں کے اشتراک عمل سے اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایک نمائندہ مجلس قائم کردی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ صرف خواتین ہی اس کام کو بہترین طریقہ پر انجام دے سکتی ہیں۔

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن - حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن لمیٹڈ جس کا کل سرمایہ حکومت سرکار عالی نے فراہم کیا ہے، پیدا کنندوں اور صرف کنندوں کے درمیان ربط پیدا کرنے کی غرض سے قائم کیا گیا ہے تاکہ غیر بازاری نرخ پر غلہ اور تجارتی کپڑا بہ آسانی حاصل کرسکیں۔ اس کارپوریشن کا مقصد تجارت کے مروجہ وسیلوں کو ختم کرنا نہیں ہے لیکن درمیانی اشخاص کی بیجا اندوزی پر قابو پانا اس کا ایک اہم مقصد ہے تاکہ صارفین پر اس اضافہ شدہ منافع کا بار نہ پڑے جو درمیانی اشخاص اب تک کماتے رہے ہیں اور یہ بھی پیش نظر ہے کہ جو فائدہ ہورہا ہے اس سے خود کاشتکار بھی مستفید ہوسکیں۔ حکومت اپنی ضروریات کے لئے اشیاء خوردنی کی خریداری اسی کارپوریشن کے توسط سے کرے گی اور اپنے متصلہ محکموں کے لئے جن اشیاء خوردنی کی قلت ہے ممالک محروسہ کی فاضل پیداوار اسی ادارہ کے ذریعہ برآمد کی جائے گی۔

اشیاء خوردنی کی برآمد کے متعلق عوام میں کچھ غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے اور بالعموم یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ اگر زائد از ضرورت پیداوار برآمد نہ کی جائے تو فاضل اشیاء کی کاشت کرنے والے مزارعین اپنے جائز منافع سے بھی محروم رہیں گے۔ مزید برآں زائد از ضرورت پیداوار روک لینے کا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ ممالک محروسہ کے لئے ان اشیاء کی فراہمی سے انکار کردیا جائے جن کا درآمد کرنا بعض اشیاء خوردنی کی قلت کے مدنظر ضروری ہے۔ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن صرف وہی اشیاء برآمد کریگا جو زائد از ضرورت ہونگی اور ان کی صرف اتنی ہی مقدار برآمد کی جائے گی جتنی کہ مقامی ضروریات اجازت دیں گی۔

یہ اشیاء برآمد کرنے کی وجہ سے چاول اور گیہوں جیسی اشیاء درآمد کرنے میں سہولت ہوگی جن کی کہ ممالک محروسہ

میں قلت ہو گئی ہے ۔ تاہم [illegible] جو خریداری کریگا وہ مہیا نہ ہو گی لہذا حکومت سرکار عالی کا محکمہ نگرانی [illegible] خریداری کرنے کے لئے موزوں علاقوں اور خریداری کی مقدار کے تعین میں ہمیشہ لگا رہے گا تا کہ اس خریداری سے مقامی [illegible] نہ ہوں

ان ماہ [illegible] کے [illegible] پیدا [illegible] اور [illegible] ہے اور [illegible] عوام کی [illegible] اور [illegible] ان کا [illegible] کی [illegible]

تعلیمی ترقی ۔ [illegible] سرکار عالی کی سالانہ رپورٹ [illegible] ۱۳۵۰ ف (سنہ ۱۹۴۰ - ۱۹۴۱ ء) [illegible] اس سال کے اختتام پر ممالک محروسہ میں تعلیمی اداروں کی مجموعی تعداد (۷۰۰۰) تھی اور ان میں [illegible] لاکھ طلبا زیر تعلیم تھے ۔ [illegible] تعلیم کو جاری رکھنے [illegible] مصارف تعلیم کی مجموعی تعداد (۹۷) لاکھ روپے تھی ۔ بدوران سال [illegible] مدرس کی تعداد (۵) ہزار سے بھی زیادہ ہو گئی ۔

تمام درجوں اور قسموں کے مدارس نسواں کی تعداد (۸۰۰) تھی جن میں (۸۰۰۰۰) طالبات زیر تعلیم تھیں ۔ بدوران سال تعلیم بالغان کے لئے (۹۲) مدارس اور پست اقوام کے لئے (۷۲) خصوصی مدارس قائم کئے گئے ۔ مختلف اقسام کے مدارس میں پست اقوام کے گیارہ ہزار سے زیادہ طلبا زیر تعلیم تھے ۔ سرکاری امداد پانے والے خانگی مدارس کی تعداد (۲۲۵۸) تھی اور بدوران سال (۶) لاکھ سے زیادہ رقم بطور امداد عطا کی گئی ۔ تعلیمی قرضوں اور وظیفوں پر [illegible] (۲½) لاکھ روپے صرف ہوئے ۔

اٹھارہ ماہ قبل کے یہ اعداد حوصلہ افزا ہیں اور اس سے تو یہ بخوبی واضح ہے کہ جنگ کے عاید کردہ بندشوں کے باوجود تعلیمی موازنہ میں کوئی تخفیف نہیں کی گئی ۔ چنانچہ اس کی پوری توقع کی جا سکتی ہے کہ گزشتہ اٹھارہ ماہ کے دوران میں مزید ترقی ہوئی ہے ۔ رپورٹ کے تفصیلی مطالعہ سے یہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ سررشتہ تعلیمات اپنی سرگرمیوں کو وسعت دینے کے لئے بہت ہی مضطرب ہے ۔

حکومت نے اس رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے بدوران سال (۱۰۶۱) نئے مدارس کے قیام اور طلبا کی تعداد میں (۹۰۰۰) کے اضافہ پر اظہار اطمینان کے ساتھ ہی نارمل اسکولوں اور [illegible] کے طرز تعلیم پر عدم اطمینانی ظاہر کی ہے ۔ ہمیں یقین ہے کہ سررشتہ تعلیمات ان خامیوں کو جلد از جلد رفع کرے گا ۔

ضلع واری کانفرنسیں ۔ نلگنڈہ عادل آباد اور بیڑ میں منعقد شدہ کانفرنسوں کی روئداد اخباروں میں شائع ہو چکی ہے ۔ خطبات صدارت میں ان تمام امور کا مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے جو حکومت نے متعلقہ اضلاع میں عوام کے فائدہ کے لئے انجام دئے ہیں ۔ مندوبین کے سوالات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ عوام ان کانفرنسوں کی اہمیت اور فوائد کو محسوس کرنے لگے ہیں اور ان کے انعقاد سے جو مواقع فراہم کئے گئے ہیں ان سے پوری طرح فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ۔ ان مدنی اجتماعات سے حکومت اور رعایا دونوں کو جو مواقع حاصل ہوتے ہیں ان کی اہمیت مسلمہ ہے کیونکہ دونوں فریق اس طرح ایک دوسرے کی مشکلات اور نقطہ ہائے نظر کو صحیح طور پر سمجھ سکیں گے ۔

گزشتہ ماہ جو تین کانفرنسیں ہوئیں ان میں سے نلگنڈہ کی کانفرنس گزشتہ سال بھی منعقد ہوئی تھی ۔ چنانچہ صدر کانفرنس نے شرکا کو اس سے بھی آگاہ کیا کہ گزشتہ کانفرنس کی سفارشات بدوران سال کس حد تک روبہ عمل لائی گئیں ۔ صوبہ دار صاحب کی رپورٹ کا یہ حصہ کافی جاذب توجہ تھا اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کانفرنسوں کی سفارشات صرف محافظ خانہ میں محفوظ نہیں رکھی جاتیں بلکہ ختم سال سے قبل ہی انہیں عملی شکل بھی دیدی جاتی ہے ۔

باقی ماندہ بارہ اضلاع میں سے آٹھ اضلاع کی کانفرنسیں ماہ خورداد میں اور چار کی ماہ تیر میں منعقد ہونگی اور امید ہے کہ متعلقہ اضلاع کے باشندے ان کانفرنسوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں گے ۔

معزز ناظرین!

اگر آپ کو "معلومات حیدرآباد" کے پرچہ پابندی سے وصول نہ ہو رہے ہوں تو براہ کرم ناظم صاحب محکمہ معلومات عامہ سرکار عالی - حیدرآباد - دکن - کو مطلع کیجئے اور اپنا پورا پتہ لکھیے

حیدرآباد کی برآمدات میں چار کروڑ سے زیادہ کی کمی

محاصل کروڑگیری میں تقریباً (۱۹) لاکھ کی کمی ہوئی

سمندر پار مارکٹ مسدود ہو جانے کے باعث روغن سازی اور پارچہ بافی میں اضافہ ہوگیا

بدعنوانی، عدم کارکردگی یا فرایض سے بےاعتنائی کے باعث سررشتہ کروڑگیری کے (۷۰) ملازمین کی برطرفی یا تنزلی

سنہ ۱۳۵۱ف کے اعداد سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ممالک محروسہ کے محاصل کروڑگیری میں تقریباً (۱۹) لاکھ روپیے کی کمی ہوگئی اور اشیائے برآمد میں چار کروڑ سے زیادہ کی کمی ہوئی۔

سررشتہ کروڑگیری کے (۷۰) ملازمین کو بدعنوانی، عدم کارکردگی یا فرائض سے بےاعتنائی کی بناء پر یا تو برطرف کردیا گیا یا ان کے تنزل کی کارروائی عمل میں آئی۔

سمندر پار کے مارکٹ بند ہوجانے کی وجہ سے کپاس اور روغن دار تخم کی کاشت کرنے والے مزارعین کو بری طرح نقصان پہونچا لیکن اس نقصان کی تلافی ایک حد تک اس طرح ہوگئی کہ ایک طرف تو روغن سازی کی صنعت کو فروغ ہوا دوسری طرف دستی پارچہ بافی کو بھی ترقی ہوئی۔

سنہ ۱۳۵۱ف (اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ع تا اکتوبر سنہ ۱۹۴۲ع) میں سررشتہ کروڑگیری کو (۱۳۳۶۶۱۲۲) روپئے آمدنی ہوئی اس کے برعکس سابقہ سال (۱۰۵۲۶۶۸۹) روپئے آمدنی ہوئی تھی گویا کہ اس سال (۱۸۹۶۰۶۷) روپئے یا (۱۲۰۴) فی صد کمی واقع ہوئی۔

ریل کے ذریعہ منتقل کی جانے والی تجارتی اشیاء سے (۱۰۳۷۹۱۰۴) روپیے یا (۷۰۷۷) فیصد آمدنی ہوئی اور سڑکوں کے ذریعہ منتقل کی جانے والی اشیاء تجارت سے (۲۹۸۶۹۶۸) روپئے یا (۲۲۰۳) فی صد آمدنی ہوئی۔

سنہ ۱۳۵۱ف کی مجموعی آمدنی میں سے درآمد کی مقدار (۷۷۰۵۴۹۰) روپئے یا (۵۰۰۲) فی صد تھی اور برآمد کی مقدار (۵۶۶۰۶۳۲) روپئے یا (۴۲۰۸) فی صد تھی۔ متفرق آمدنی کی مقدار (۱۹۵۱۱) روپئے تھی۔ مجموعی آبادی کا لحاظ کرتے ہوئے محصول کروڑگیری کا فی کس اوسط ۳ آنہ ۲ پائی ہے۔

اشیاء درآمد کی قیمت میں معمولی کمی

بدوران سنہ ۱۳۵۱ف اشیائے درآمد کی مجموعی قیمت (۰۰۰۳۵۴۷) روپئے سے کم ہوکر (۰۰۰۵۷۱۴۳۱) روپئے ہوگئی۔ جن خاص مداب کے تحت اضافہ ہوا وہ یہ ہیں۔ سوت (۰۰۰۴۳۲) روپئے، نمک (۰۰۰۹۳۱) روپئے، دستی پارچہ بافی (۰۰۰۵۸) روپئے، چاول اوردالیں (۰۰۰۸۶) روپئے چائے (۰۰۰۲۴) روپئے، آہنی اور فولادی اشیاء (۰۰۰۹۳) روپئے، بورے اورتھیلے (۰۰۹۲) روپئے، تماکو (۰۰۰۶۲) روپئے، چھالیہ (۰۰۰۴۲) روپیے، چاندی (۰۰۰۸۱) روپئے اور ادویات (۰۰۳۱) روپئے، ان کے برعکس جن اشیاء کے تحت کمی واقع ہوئی وہ یہ ہیں۔ پٹرول (۰۰۰۵۹) روپئے، مصنوعی ریشم (۰۰۰۰۶) روپئے، شکر (۰۰۰۸۴) روپئے، ناریل کا تیل (۰۰۰۰۴) روپئے، موٹرکاریں اورسامان (۰۰۰۹۳) روپئے، مٹی کا تیل (۰۰۰۸۳) روپئے، گڑ (۰۰۰۵۲) روپئے ریشمی اشیاء (۰۰۰۲۲) روپئے، گیہوں (۰۰۰۱۲) روپئے پیتلی اشیاء (۰۰۰۰۱) روپئے، خشک میوہ (۰۰۰۴۱) روپئے، عمارتی

ملاحظہ ہو صفحہ (۵)

شاہی محل یتیموں کے لئے مختص کردیا گیا

معذور بچوں کو روزی کمانے کے قابل بنایا جارہا ہے

حکومت نے (۵۰۰۰) روپیہ سالانہ کی امداد منظور کی ہے

حکومت سرکار عالی ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی یاد میں ایک یتیم خانہ ہے جہاں یتیموں کے لئے کھانا اور کپڑے فراہم کرچکی ہے اور انہیں اپنی روزی کمانے کے قابل بنانے کے لئے مختلف فنون کی تربیت دی ہے۔ اس فیض رساں کام کا آغاز تقریباً چالیس سال قبل ہوا تھا اور اس میں سال بہ سال اضافہ ہورہا ہے۔ اس یتیم خانہ کے لئے ایک شاہی محل مختص کردیا گیا ہے جس سے ملحق ایک صنعتی مدرسہ بھی قائم ہے اور حکومت نے اس مفید ادارہ کے مصارف کی تکمیل کے لئے (۵۰۰۰) روپئے سالانہ کا دائمی عطیہ بھی منظور کیا ہے۔

وکٹوریہ میموریل آرفنیج

شہر حیدرآباد سے تقریباً (۷) میل کے فاصلے پر سرورنگر کی صحت بخش فضا میں ایک نہایت ہی شاندار عمارت بنی ہوئی ہے۔ جو وکٹوریہ میموریل آرفنیج کے نام سے مشہور ہے۔ جہاں معذور یتیموں کے لئے کھانا اور کپڑا فراہم کرنے کے علاوہ انہیں اپنی روزی کمانے کے قابل بنانے کے لئے مختلف فنون کی تعلیم بھی دیجاتی ہے۔ یہ یتیم خانہ چالیس سال سے قائم ہے اور یہاں مذہب اور طبقہ کی کوئی تفریق روا نہیں رکھی جاتی۔

یہ ادارہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی یادگار کے طور پر حضرت غفران مکان نواب میر محبوب علی خان کے فرمان کی تعمیل میں قائم کیا گیا تھا۔ وکٹوریہ میموریل فنڈ میں چھ لاکھ روپئے چندہ جمع ہوگیا تھا لیکن سر ڈیوڈ بار جو اس وقت ریذیڈنٹ تھے اس رقم کو ایک اچھے یتیم خانے کی ضروریات کے لئے ناکافی تصور کیا اور حضرت غفران مکان سے (۵۰۰۰) روپئے سالانہ دائمی امداد عطا فرمانے کے لئے استدعا کی۔ حضرت غفران مکان نے انکی یہ درخواست منظور فرمانے کے علاوہ یتیم خانہ قائم کرنے کے لئے ایک محل بھی عطا فرمایا جو سرورنگر میں تعمیر ہورہا تھا۔

(۴۲۵) یتیموں کے لئے گنجائش

یتیم خانہ کے لئے عمارت کی فراہمی اور سوالی مصارف کی تکمیل کا مسئلہ جب اس طرح حل ہوگیا تو ۱۳ فروری سنہ ۱۹۰۵ع کو حضرت غفران مکان نے بہ نفس نفیس اس یتیم خانہ کی رسم افتتاح انجام دی۔ چنانچہ یہ ادارہ اس وقت سے یتیموں کی خدمت کر رہا ہے اور ان کی نگرانی ایک مجلس کے تفویض ہے جس کے صدر بہ اعتبار عہدہ آنریبل ریذیڈنٹ حیدرآباد ہوتے ہیں نواب مہدی یار جنگ بہادر اس ادارہ کے اعزازی معتمد ہیں۔ اس یتیم خانہ میں (۴۲۵) یتیموں کے لئے رہائش کا انتظام ہے۔ فی الحال یہاں (۴۱۱) یتیم رہتے ہیں جن میں سے (۲۴۰) لڑکے اور (۱۷۱) لڑکیاں ہیں۔ متعدد ممتاز افراد نے اس ادارہ کا معائنہ کرکے اس کی تعریف کی ہے جن میں شاہ جارج پنجم آنجہانی، لیڈی ڈشولیدی ولنگڈن اور لیڈی لنلتھگو خاص طور قابل ذکر ہیں۔

یتیموں کو روزی حاصل کرنے کے قابل بنانے کی کوششیں

یتیم خانہ سے ملحق ایک صنعتی مدرسہ ہے جہاں حسب ذیل فنون اور صنعتوں کی تعلیم دیجاتی ہے۔

(۱) پارچہ بافی	(۴) بید بافی
(۲) شطرنجی اور قالین بافی	(۵) نجاری
(۳) بنائی	(۶) خیاطی
(۷) رنگ سازی	(۱۲) تارگر کا کام
(۸) جوتا سازی	(۱۳) سلائی
(۹) دھاتی اشیاء کی تیاری	(۱۴) کھانے پکانا
(۱۰) سار داری	(۱۵) بینڈ بجانا
(۱۱) باغبانی	

یتیم خانہ کی لڑکیاں کھانا پکانے کے علاوہ اپنا لباس بھی تیار کرتی ہیں اور انہیں بچوں کی پرورش کرنے کی بھی تربیت دیجاتی ہے۔ ورزش اور ورزشی کھیل سب کے لئے لازمی ہیں اور ان کے لئے وسیع بازی گاہیں موجود ہیں۔ یتیم خانہ میں (۲۷) بوائے اسکاوٹس (۲۷) جانالڈ اسکاوٹس (۲۴) گرل گائیڈس اور (۲۰) بلو برڈس بھی ہیں۔ یتیموں کو مذہبی اور اخلاقی تعلیم دی جاتی ہے اور ڈرائنگ اور باغبانی سے بھی انہیں واقف کیا جاتا ہے۔ ہندوؤں مسلمانوں اور عیسائیوں کو مذہبی تعلیم دینے کے لئے جداگانہ استاد مقرر کئے گئے ہیں۔

درشہوار ریڈنگ روم

یتیم خانہ کے دارالمطالعہ میں تقریباً (۰۰۵) کتابیں موجود ہیں اور اردو اور انگریزی کے متعدد اچھے اخبارات بھی آتے ہیں اس دارالمطالعہ کا نام درشہوار ریڈنگ روم ہے۔

یتیموں کے لئے جو کپڑے فراہم کئے جاتے ہیں وہ خود یتیم خانہ میں تیار کئے ہوئے کھدر کے ہوتے ہیں۔ بچوں کو دن میں تین مرتبہ کھانا ملتا ہے۔ تازہ ترکاریاں روزانہ دی جاتی ہیں۔ گوشت ہفتہ میں دو مرتبہ ملتا ہے اور مخصوص تہواروں کے موقعوں پر میوہ اور مٹھائیاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں بیمار بچوں کو مناسب پرہیزی غذا دی جاتی ہے اور دس سال سے کم عمر والے تمام بچوں کو روزانہ چار اونس دودھ بھی دیا جاتا ہے۔ ایک مقیم ڈاکٹر کے تحت یتیم خانہ سے ملحق ایک چھوٹا سا شفا خانہ بھی موجود ہے۔ تیرنے کے لئے ایک حوض بنایا گیا ہے اور بڑی لڑکیوں کے لئے ایک علحدہ [illegible] بھی تعمیر کی گئی ہے۔

لڑکوں کے لئے روزگار کی فراہمی اور لڑکیوں کی شادی

لڑکے (۱۸) سال کی عمر میں یتیم خانہ سے رخصت کئے جاتے ہیں اور اس امر کی کوشش ہوتی ہے کہ ان کے لئے مناسب روزگار فراہم کردیا جائے۔ لڑکیوں کی عمر جب (۱۶) سال کی ہوجاتی ہے تو مجلس معاونین کی منظوری حاصل کرکے موزوں خواہش مند اشخاص کے ساتھ ان کی شادی کردی جاتی ہے۔

حال ہی میں ہوائی حملوں سے حفاظت کی تدابیر بھی اختیار کی گئیں ہیں گذشتہ سال (۱۵) لڑکوں اور (۱۳) لڑکیوں کو ابتدائی طبی امداد کی تربیت دی گئی تھی۔ ایک مجلس قرضہ امداد باہمی قائم کی گئی ہے جس کا اندوختہ سرمایہ (۰۰۰۳) روپئے سے زیادہ ہے۔

یتیم خانہ کے متعلق اداروں میں ایک مجلس حوادث بھی ہے جس کی صدر [illegible] مہدی یار جنگ اور معتمد مسز آرمسٹڈ ہیں۔ اس یتیم خانہ کے سالانہ مصارف کی مقدار تقریباً (۰۰۰۸۵) روپئے ہے۔ سنہ ۱۳۵۱ف میں (۳۸۷) یتیموں نے مختلف فنون اور صنعتوں کی تعلیم حاصل کی تھی۔

بسلسلہ صفحہ (۳)

لکڑی اور بانس (۰۰۱۲) روپئے، سرود آئیل (۰۰۰۱۱) روپئے، دیگر اشیاء (۰۰۰۰۱) روپئے، لاکھ کی مصنوعات (۰۰۰۱) روپئے اور السی، ڈھلا ہوا لوہا اور [illegible] (۰۰۰۹) روپیے۔

اشیاء برآمد کی قیمت میں چار کروڑ کی کمی

برآمدات کی مجموعی قیمت (۰۰۱۱۶۷۱۱) روپئے ہے اس کے برعکس سنہ ۱۳۵ف میں یہ مقدار (۰۰۰۱۶۵ـ۰۱) روپئے تھی۔ جن اہم مدات کے تحت کمی واقع ہوئی وہ یہ ہیں کپاس (۰۰۰۸۳۲) روپئے، مونگ پھلی (۰۰۰۷۰) روپے، تیل (۰۰۰۲۴۲) روپئے، متفرق اشیائے خوردنی (۰۰۵۷۱) روپئے، کپاس کے تخم (۰۰۱۵۸) روپئے، السی (۰۸۹۰) روپئے، جوار (۰۱۸۰) روپئے، کھلی (۰۰۰۴۵) روپئے۔ ان کے برعکس جن اشیاء کے تحت اضافہ ہوا وہ یہ ہیں۔ نیل (۰۰۰ـ۱۱) روپئے، باجرا (۰۰۰۸۷) روپئے، ارنڈی کے تخم (۰۰۰۵۲) روپئے، اون (۰۰۰۳۱) روپئے، مرچ (۰۰۰۲۲) روپے، مویشی (۰۰۰۲) روپئے، بھیڑیں اور بکریاں (۰۰۰۱۵) روپئے، شاہ آبادی پتھر (۰۰۰۱۱) روپئے اور گڑ (۰۰۰۰۱) روپئے۔

کپاس اور روغن دار تخم کی تجارت کو شدید نقصان

سنہ ۱۳۵۰ف میں اکثر دوسرے ممالک کی طرح ممالک محروسہ سرکار عالی کی تجارت برآمد میں بھی کمی ہو گئی۔ کپاس اور مونگ پھلی کی برآمد خاص طور سے بری طرح متاثر ہوئی اور اس کا سبب بیرونی مارکٹ کی مسدودی ہے۔ تاہم اس امر کی پوری کوشش کی گئی کہ کپاس سے تیار کردہ اشیاء کے صرفہ میں بڑا اضافہ ہوجائے تاکہ برآمد میں کمی کی ایک حد تک تلافی ہوسکے۔ کپڑا بننے کی گرنیاں زیادہ مقدار میں کپاس خریدنے پر مائل ہیں کیونکہ ایک تو کپاس کی قیمت کم ہوگئی تھی دوسرے حکومت کثیر مقدار میں مختلف قسم کے کپڑے خریدنے لگی۔

جاپان سے درآمد کی مسدودی کے باعث دستی پارچہ بافی کی صنعت کو کافی فروغ ہوا اور سوت اور کپڑے کی قیمت میں نمایاں اضافہ ہونے کے باوجود سنہ ۱۳۵۰ف میں ان مدات کے تحت (۲۸۰۶۵۷،۱) روپئے آمدنی ہوئی۔

صنعت روغن سازی کی ترقی

روغن دار تخم بالخصوص مونگ پھلی کی برآمد میں بہت زیادہ کمی ہوگئی۔ ممالک محروسہ میں جس رقبہ پر مونگ پھلی کی کاشت ہوتی ہے وہ تمام ہندوستان میں اس فصل کے زیر کاشت رقبہ کا (۱۳۵۴) فیصد ہے اس لئے برآمد کی کمی کے اثرات زیادہ محسوس کئے جانے لگے۔ تاہم اندرون ملک روغن میں متواتر اضافہ ہورہا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل اعداد سے ظاہر ہوگا اور اس کا خاص سبب صنعت روغن سازی کی ترقی ہے۔

سنہ	پلے
۱۳۴۶ف	۱۲۵۷۷۵
۱۳۴۷ف	۲۰۲۳۸۵
۱۳۴۸ف	۲۷۳۶۹۳
۱۳۴۹ف	۲۹۸۴۶۲
۱۳۵۰ف	۳۸۸۹۵۱

غربا کے لئے سستا غلہ اور کپڑا

ایک ایسا ادارہ جسکا مقصد منافع کمانا نہیں ھے

حکومت نے پیدا کنندوں اور صرف کنندوں کے درمیان ربط قائم کردیا

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے فوائد صرف ممالک محروسہ تک ھی محدود نہیں

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن جس کا مقصد منافع کمانا نہیں ھے اور جو منافع حاصل کئے بغیر برقرار رہ سکتا ھے پیدا کنندوں اور صرف کنندوں کے درمیان ربط پیدا کرنے کی غرض سے قائم کیا گیا ھے اور حکومت سرکارعالی کے محکمہ نگرانی نرخ اشیاء کے تعاون اور مشورہ سے کام کریگا۔ یہ کارپوریشن ایک سرکاری ادارہ ھے اور اس کا سرمایہ حیدرآباد اسٹیٹ بنک فراہم کریگا۔

اگرچہ کہ اس ادارہ کا مقصد درمیانی اشخاص کو بالکل خارج کردینا نہیں ھے تاھم یہ نفع اندوزی کی پوری روک تھام کریگا تاکہ غریب صارفین کم قیمت پر اشیاء حاصل کرسکیں۔ لیکن اس کارپوریشن کی سرگرمیوں کے باعث لازمی طور پر ذخیرہ کرنے والوں اور چور بازاروں کی سرگرمیاں سرد پڑ جائیں گی۔ اس ادارہ کے فوائد صرف ممالک محروسہ سرکارعالی تک ھی محدود نہ ہونگے بلکہ وہ علاقے بھی اس سے مستفید ہوں گے جہاں مقامی ضروریات پوری ہونے کے بعد فاضل پیداوار روانہ کی جائے گی۔

غلے اور کپڑے کی بازاروں کی حالت بہتر بنانے اور غریب صارفین کے لئے اشیاء خوردنی اور معیاری کپڑا واجبی قیمت پر فراہم کرنے کی غرض سے حکومت سرکارعالی نے قانون کمپنی جات ممالک محروسہ کے تحت ایک ادارہ قائم کیا ھے۔ جو حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن لمیٹڈ کہلاتا ھے۔ حکومت نے ایک لاکھ روپے کے حصص خریدے ہیں اور اس کا بھی انتظام کیا ھے کہ اسٹیٹ بنک اس کارپوریشن کو دس لاکھ روپے قرض دے۔

کارپوریشن کی اہم مصروفیات حسب ذیل ہیں:-

(الف) حکومت کی جانب سے موزوں مارکٹوں میں غلہ خرید کر حکومت کی قائم کردہ ارزاں فروشی کی دوکانوں پر فروخت کی غرض سے اور محکمہ نگرانی نرخ اشیاء کے لئے اور جن علاقوں میں غلہ کی قلت ہے ان علاقوں کے لئے غلہ فراہم کرنا۔

(ب) حکومت ہند اور صوبہ جاتی حکومتوں کو جن اشیاء کی ضرورت ہو وہ خرید کر براہ راست متعلقہ حکومت کے پاس روانہ کرنا۔ ان فرمائشات کی تکمیل محکمہ نگرانی نرخ اشیاء کے احکام کے مطابق ہوگی جو مقامی ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ تصفیہ کرے گا کہ کارپوریشن ان فرمائشات کی تکمیل کے لیے کن کن علاقوں سے کتنی مقدار میں خریداری کرے۔

(ج) مستحق صارفین کے لئے مقررہ نرخ پر معیاری کپڑا حاصل اور فراہم کرنا۔

غلے کی خریداری میں کارپوریشن اس کا پورا لحاظ رکھیگا کہ پیدا کنندوں کو مناسب قیمت ملے جس کا تعین ان کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کی جانب سے کیا جائے گا۔

درمیانی شخص کثیر منافع حاصل نہیں کرسکے گا

جن مقامات میں امداد باھمی کی انجمن ہائے فروخت موجود ہیں وہاں غلہ کی خریداری میں کارپوریشن ان انجمنوں کی خدمات سے استفادہ کریگا تاکہ کارپوریشن کی جانب سے جو کمیشن دیا جائے وہ انجمنوں کے ارکان میں تقسیم کیا جاسکے اور یہ ارکان بالعموم کاشتکار ہی ہوتے ہیں۔ جہاں ایسی انجمنیں موجود نہ ہوں گی وہاں کارپوریشن مستند تاجران غلہ کی خدمات سے استفادہ کرے گا اور انہیں مقررہ کمیشن دیگا۔ اس طریقہ کو اختیار کرنے کا مقصد یہ ھے کہ درمیانی اشخاص ضروریات سے زیادہ منافع نہ کما سکیں اور غریب صارفین کے لئے قیمتیں کم رہیں کیونکہ جب درمیانی شخص کی نفع اندوزی پر قابو پالیا جائیگا تو یہ ممکن ہوسکیگا کہ اشیا کی قیمتیں بھی قابو میں رہیں۔

تھوک خریداری میں حکومت کے کارندہ کی حیثیت سے کام کرنے کے باعث ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ یہ کارپوریشن اپنی سرگرمیوں کے باعث لازمی طور پر چوربازاروں اور غلہ ذخیرہ کرنے والے نفع اندوزوں کا انسداد کرسکیگا۔

مالی استحکام

یہ کارپوریشن کاروبار کرکے منافع کمانا نہیں چاہتا اور صرف وہی مصارف وصول کریگا جو غلہ کی وجہ سے عائد ہوں گے ممکن ہے کہ مینیجنگ ڈائرکٹر کی پوری تنخواہ بھی کارپوریشن سے وصول نہ کی جائے اور حکومت بھی اس کا ایک حصہ ادا کرے۔

حیدرآباد اسٹیٹ بنک نے کارپوریشن کو دس لاکھ روپے قرض دئے ہیں اور اگر ضرورت ہوئی تو اس رقم میں مزید اضافہ کیا جائیگا۔ بوقت ضرورت کارپوریشن اپنی خرید رھن رکھکر اس بنک سے کثیر رقمیں حاصل کرسکیگا اور اس طرح لامحدود طور پر یہ کارپوریشن اپنے کاروبار کو ترقی دے سکے گا۔

ملاحظہ ہو صفحہ (۸)

سرمایہ لگانے والوں کے مفاد کا تحفظ

حکومت کی پیش قدمی

حیدرآباد اسٹاک اکسچینج کا مجوزہ دستور

حکومت سرکار عالی نے اس امر کے پیش نظر حیدرآباد میں ایک منظم اسٹاک اکسچینج کے قیام کی ضرورت محسوس کی ہے کہ مقامی اداروں سے وسیع مفاد وابستہ رکھنے والے برطانوی ہند کے سرمایہ کاروں کے علاوہ حکومت سرکار عالی اور ممالک محروسہ کے سرمایہ دار بھی صنعت و حرفت بینک کاری اور دوسری نفع بخش سرگرمیوں میں کثیر سرمایہ صرف کر رہے ہیں ۔ تمسکات کی منتقلی حیدرآباد میں وسیع پیمانہ پر جاری ہے اور متعدد دلال اور بنک کار خود اپنی یا اصل کاروبار کرنے والے اشخاص کی جانب سے حیدرآباد اور بمبئی کے مارکٹوں میں یہ کام انجام دے رہے ہیں ۔ چنانچہ ان حالات کے تحت یہ محسوس کیا گیا کہ اگر یہ کاروبار کسی باقاعدہ اسٹاک اکسچینج کے ذریعہ منظم نہ کیا گیا تو ممکن ہے کہ عوام کے لئے اس کے نتائج بہتر نہ ہوں اور ایسی صورتیں پیدا ہوجائیں جن سے سٹہ بازی کا اندیشہ ہو ۔

کمیٹی کا تقرر

ان حالات کے مدنظر صدرالمہام بہادر مالیات نے اس کاروبار سے دلچسپی رکھنے والے افراد کی ایک کانفرنس طلب فرمائی اور نواب کمال یار جنگ بہادر کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی گئی تاکہ اس ضمن میں مناسب تجاویز پیش کی جائیں ۔ راجہ پنا لال پتی ، خان بہادر احمد علاءالدین ، مسٹر این-جی چینائی ، رائے صاحب پنالال لاہوٹی ، مسٹر لائق علی ، مسٹر ٹی ۔ آر پارکھ ، سیٹھ رگھوناتھ مل ، مسٹر اقبال علی ، مسٹر کے- جے ویکاجی اور مسٹر کپور چنداس کمیٹی کے ارکان اور مسٹر سی-اے-ریبیلو اسکے معتمد ہیں ۔ اس کمیٹی کے کئی جلسے منعقد ہوئے جن میں حیدرآباد کے حالات کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ، برطانوی ہند میں مماثل اداروں کے اصول و ضوابط کا مطالعہ کیا گیا اور ممالک محروسہ کے خصوصی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کمیٹی نے اپنی سفارشات مرتب کیں ۔

کمیٹی نے اپنی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کردی ہے اور اس میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ممالک محروسہ کے قدرتی وسائل ، صنعتوں کی اجرائی کے بارے میں حاسہ احساس اور معقول اسباب کی بنا پر اپنے تمسکات کی علحدگی اور معاشی سرگرمیوں کو ترقی دینے کے لئے مزید سرمایہ لگانے پر حکومت کی آمادگی کے مدنظر ایک کامیاب اکسچینج قائم کرنے کے واسطے مناسب حالات موجود ہیں ۔

کمیٹی کی سفارشات

اپنی سفارشات مرتب کرنے میں کمیٹی نے یہ کوشش کی ہے کہ وہ برطانوی ہند کے مماثل اداروں کے تجربوں سے فائدہ اٹھائے اور ان خامیوں اور لغزشوں سے محفوظ رہے جو ان اداروں کو پیش آچکی ہیں ۔ کاروبار کی انجام دہی میں سہولت پیدا کرنے کے لئے کمیٹی کی یہ تجویز ہے کہ طرزکار زیادہ تفصیلی نہ ہو ۔ چنانچہ اس نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ قطعی اور فوری فیصلے اسٹاک اکسچینج کے کاروبار کے لئے لازمی ہیں اور اسی بنا پر ایسے دستور کی ضرورت ہے جو خود اختیاری ہو اور آئندہ ترقیوں کے بارے میں اکسچینج کو کافی آزادی دے ۔

اسٹاک اکسچینج کے مقاصد یہ ہونگے (الف) تمسکات کے کاروبار کو بہتر طریقہ پر منظم کرنا ۔ (ب) ناپسندیدہ طریقوں کو مسدود کرنا (ج) اراکین کی باہمی نزاعات اور اراکین اور انکے انتخاب کنندوں کے درمیان نزاعات میں ثالثی اور تصفیہ کرنا (د) جب مقدار کاروبار اسکی اجازت دے تو بندی شدہ کیلئے حساب گھر کا انتظام کرنا ۔

مجوزہ قواعد و ضوابط

اکسچینج کی نگرانی ایک گورننگ بورڈ کے تفویض کردینے کی تجویز ہے جو حکومت ، اسٹیٹ بنک ، کمپنی ساہوکاران ایوان تجارت اور اراکین اسٹاک اکسچینج کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی ۔ یہ بورڈ ایسے تمسکات کی فہرست کا تعین کریگا جن کے لین دین کی اجازت ہوگی ، دلالی کی شرح مقرر کریگا اور اکسچینج اور اس کے سرمایہ کے کاروبار کی نگرانی کریگا ۔ کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ کم از کم اختتام جنگ تک اکسچینج میں تمام کاروبار فوری اور نقد ہوا گرچہ کہ حوالگی اور ادائی کی مدت کے بارے میں بعض سہولتیں فراہم کی جائینگی ۔ کسی شخص کو اس وقت تک اس کاروبار میں داخل ہونے کی اجازت نہ ہوگی جب تک کہ جوکھم کے طور پر کافی رقم نہ ہو ۔ اراکین کی تعداد محدود ہوگی اور ہرایک رکن اور اسکے مستند ایجنٹ کو رکنیت کے کارڈ کی قیمت ادا کرنی ہوگی ۔ اراکین سے یہ بھی توقع کی جائیگی کہ وہ نقد ضمانت داخل کرینگے ۔ تمام اراکین کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ ان تمام اقسام کے کاروبار کا پہلے ہی اظہار کردیں جن میں وہ دلچسپی لیتے ہیں ۔ رکن یا تو ممالک محروسہ کا باشندہ ہو یا رکنیت کیلئے درخواست دینے سے قبل ایک معینہ مدت سے وہ ممالک محروسہ کے کسی مقام میں کاروبار کررہا ہو ۔ حیدرآباد اسٹاک اکسچینج کے اراکین کو ہندوستان کے کسی اور اسٹاک اکسچینج کا رکن بننے کی اجازت نہ ہوگی ۔ جن اراکین کی نسبت یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہ بے نامی کاروبار کررہے ہیں یا کسی فرضی نام سے کاروبار کرتے ہیں وہ رکنیت سے خارج کردئے

جائیں گے اور وہ اراکین بھی رکن نہ رہ سکیں گے جو دلالی کے پورے نرخ وصول نہیں کرتے یا منہائی روا رکھتے ہیں۔ اکسچینج میں کاروبار کے لئے اکسچینج کے کسی رکن کو غیر رکن سے شراکت کی اجازت نہ ہوگی جن کمپنیوں کے نام اکسچینج کی فہرست میں شامل ہونگے انہیں سالانہ کچھ رقم ادا کرنی ہوگی اور حسابات اور اشیاء کے ضمن میں بھی بعض اصول کی پابندی کرنی پڑیگی

حکومت سے سفارشات

کمیٹی نے قانون کمپنی جات پر نظرثانی کرنے اور قانون ثالثی مرتب کرنے کی بھی سفارش کی ہے اور اس کی یہ بھی تجویز ہے کہ عدالت عالیہ اور عدالت ہائے مطالبات خفیفہ میں تجارتی قانون کے ماہروں کو بھی مقرر کیا جائے۔ مزید برآں کمیٹی کی یہ بھی سفارش ہے کہ اکسچینج سرکاری تمسکات اور حکومت کے ضمانتی تمسکات اور کمپنیوں کے ایسے تمام حصص اور ڈبنچرس تک کاروبار کرے جن کی مجلس انتظامی اجازت دے۔

کمیٹی کی رپورٹ حکومت کے زیر غور ہے۔

بسلسلہ صفحہ (۲)

اشیاء کے نرخوں کا تعین، ارزاں غلہ فروخت کرنے والی دوکانوں کی تعداد میں اضافہ، ضروریات سے زیادہ اور کافی یا ناکافی مقدار میں غلہ رکھنے والے علاقوں کی تخصیص اور مقامی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف مارکٹوں سے غلہ خریدنے کی مقدار کا تعین ایسے مسائل ہیں جو حکومت سرکارعالی کے محکمہ نگرانی نرخ اشیاء کے دائرہ عمل میں داخل ہیں اور یہ محکمہ ان امور کے متعلق وقتاً فوقتاً کارپوریشن کو ہدایات دیتا رہیگا۔

صارفین کے لئے نعمت غیر مترقبہ

حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اجناس کی درآمد یا برآمد کا کام خود متعلقہ حکومتیں انجام دیں اور اسکو تاجروں پر نہ چھوڑیں اور یہ فیصلہ بھی کارپوریشن کے قیام کا ایک باعث ہے کیونکہ یہ حکومت سرکارعالی کی طرف سے درآمد و برآمد کا کام انجام دیگا اور اندرون وبیرون ممالک محروسہ صارفین کو اس کثیر منافع کی ادائی سے محفوظ رکھیگا جو خانگی کاروبار کرنے والی ایجنسیاں وصول کرتی ہیں اور اس طرح حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن نہ صرف ممالک محروسہ بلکہ ان تمام علاقوں کے صارفین کے حق میں ایک نعمت غیرمترقبہ ثابت ہوگا جہاں مقامی ضروریات سے بچا ہوا غلہ برآمد کیا جائیگا۔

مقررہ نرخ پر کپڑے کی فراہمی

جہاں تک کہ معیاری کپڑے کی فراہمی کا تعلق ہے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن ہی تمام ممالک محروسہ میں اس کی وصولی اور تقسیم کا ذریعہ ہوگا اور اپنے حدود میں صرفہ کے لئے اسے تین کروڑ گز معیاری کپڑا دیا جائیگا۔ کارپوریشن حکومت ہند سے معیاری کپڑا خریدیگا اور ایسے ایجنٹوں کے ذریعہ ممالک محروسہ میں تقسیم کریگا۔ یہ ایجنٹ بالعموم وہی اشخاص ہوں گے جو کپڑے کی تجارت کررہے ہیں۔ خیال ہے کہ ممالک محروسہ میں کپڑا تقسیم کرنے کے تقریباً (۲۰۰) مراکز قایم کئے جائیں اور ایک ایسی تجویز مرتب کی جارہی ہے جس کے مطابق غریب طبقے یہ کپڑا سب سے پہلے حاصل کرسکیں گے۔ کارپوریشن کی جانب سے معیاری کپڑا فروخت کرنے کے لئے جو ایجنٹ مقرر کئے جائیں گے ان کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ کارپوریشن کے مقررکردہ نرخ پر کپڑا فروخت کریں اور صرف کمیشن لیں۔

فوائد

درمیانی شخص کے من مانے منافع کی روک تھام کرتے یہ کارپوریشن صارفین کے لئے ارزاں غلہ اور کپڑا فراہم کریگا اور چونکہ یہ ادارہ پیداکنندوں کے لئے منافع بخش نرخ پر کثیر مقدار میں غلہ خریدیگا اسلئے وہ ذخیرہ کنندوں اور نفع اندوزوں کے قبضہ میں غلہ پہونچ جانے کی موثر روک تھام کرسکیگا۔ اس کے علاوہ غلہ کی درآمد و برآمد کا اجارہ بھی اسے حاصل ہوگا اور اس کی وجہ سے درمیانی شخص کا منافع بہت کم ہوجائیگا۔ چنانچہ اندرون وبیرون ممالک محروسہ تمام صارفین کو ارزاں نرخ پر غلہ مل سکیگا۔ مزید برآں چونکہ یہ کارپوریشن معیاری کپڑے کی وصولی اور تقسیم کا بھی واحد ذریعہ ہوگا اسلئے اضافہ شدہ نرخ پر کپڑا فروخت کرنے کا انسداد ہوسکیگا۔ ان تمام امور کا لحاظ کرتے ہوئے جنگ کی پیدا کردہ مشکلات کے دور میں یہ کارپوریشن پیدا کنندوں اور صرف کنندوں دونوں کے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوگا۔

حیدرآباد میں تلنگی مونوٹائپ مشین کی ایجاد

آندھرا کے ادب میں جامعہ عثمانیہ کے اساتذہ کا بیش قیمت حصہ

تلنگی زبان کے ایسے متعدد نثرنگار اورشاعرحیدرآبادی تھے جن کی تصانیف کو مختلف فرقے مقدس تصور کرتے ہیں جامعہ عثمانیہ کے اساتذہ نے نظم و نثر دونوں میں اپنی تصانیف کے ذریعہ بیش بہا اضافہ کیا ہے ۔

ممالک محروسہ کے متعدد ادارے مستقل اہمیت رکھنے والے ادب میں اضافہ کررہے ہیں ۔ تلنگی مونوٹائپ مشین جو مارکٹ میں اپنی نوعیت کی واحد مشین ہے دارالطبع سرکارعالی کی محنت و کوشش کی بدولت ایجاد ہوئی ہے ۔

حکومت سرکارعالی نے جامعہ آندھرا کو ایک لاکھ روپیہ کا عطیہ دیا ہے اور عہدآندھرا کے آرٹ پر ایک جامع کتاب شایع کرنے کےلئے ایک کثیر رقم بھی اس کے تفویض کردی ہے اوراس سے بہ بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت سرکارعالی باشندگان آندھرا اوران کے تمدن کا کسقدر لحاظ رکھتی ہے ۔

تلنگی ممالک محروسہ سرکارعالی کے علاقہ تلنگانہ کی زبان ہے اور یہ علاقہ ہمیشہ تلنگی زبان و ادب کا مرکزرہا ہے کاکیتیاؤں کے زمانہ میں اور پھر اس کے بعد قطب شاہی سلاطین کے دورحکومت میں اس زبان کو غیرمعمولی فروغ حاصل ہوا اور بعض مستند کتابیں ان خاندانوں کے شہزادوں اورامیروں کی سرپرستی میں لکھی گئیں ۔ تلنگانہ کی سمستانوں بالخصوص گدوال اور ونپرتی نے بھی ممالک محروسہ میں تلنگی ادب کو ترقی دینے میں پورا حصہ لیا ہے ۔ قدیم شعرا میں سے سریمدبھگوت کا مشہور مصنف پوٹانا ، تلنگی شاعری پرمعیاری تصنیف اباکاویا کا ممتاز مصنف اپاو کاوی ،لنگایتوں کی ایک مقدس کتاب بسوابورنا کا نامورمصنف سوماناتھ ،قطب شاہی دربار کے ایک مسلمان امیر کے نام سے معنون کی ہوئی ایک مشہور تصنیف نپاتی سم ورانا کا مصنف گنگا دھر اور دوسرے متعدد شاعر خاص طورپر قابل ذکر ہیں اورتلنگی ادب کی قدیم تاریخ میں انہیں نمایاں مرتبہ حاصل ہے ۔ حالیہ دور میں تلنگی اورسنسکرت کے مشہور عالم مسٹر ایم ۔ رام کرشنا کوی اور مشہور مورخ وآثارقدیمہ کے ماہر اورتلنگی قاموس کے مرتب آنجہانی کے وی ۔ لکشمن راؤ جیسے ذی علم اشخاص نے سب سے پہلے حیدرآباد کو اپنی ادبی سرگرمیوں کی جولان گاہ بنایا تھا ۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تلنگی کا پہلا کتب خانہ عامہ بھی سنہ ۱۹۰۰ ع میں حیدرآباد میں قایم کیا گیا ۔ یہ کتب خانہ جو کہ کرشنا دیوریا آندھرا باشانیلایم کہلاتا ہے اپنی ابتدا ہی سے ممالک محروسہ میں تلنگی زبان کی ادبی سرگرمیوں کا مرکز رہا ہے ۔

تلنگی صحافت

شہر حیدرآباد اور اضلاع سے مختلف اوقات میں متعدد جرائد شائع ہوتے رہے ہیں جن میں سے تقریباً بیس قابل ذکرہیں ۔ گولکنڈہ پتریکا، دبوباوی وی بھوتی اور تلگوتالی ان جرائد میں شامل ہیں جو کہ فی الوقت شائع ہورہے ہیں مسٹرمادایتی ہنمنت راؤ کو شہر حیدرآباد سے ایک تلگو روزنامہ جاری کرنے کی اجازت عطا ہوچکی ہے ۔ دیہی باشندوں کےلئے سررشتہ اتحاد باہمی اورانجمن ترک مسکرات کی جانب سے علی الترتیب دورسالے گاؤں سدھار اورترک مسکرات شائع ہورہے ہیں ۔ ان کے علاوہ حکومت سرکارعالی اپنا ماہانہ رسالہ "معلومات حیدرآباد" تلنگی میں بھی شایع کرتی ہے ۔

جامعہ عثمانیہ میں تلنگی کی تعلیم

جامعہ عثمانیہ میں تلنگی کا ایک جداگانہ شعبہ قائم ہے جس کے صدر کو پروفیسر کا درجہ حاصل ہے ۔ دورجدید کے مشہور تلگو شاعر پروفیسر آر ۔ سبا راؤ ابتدا ہی سے اس شعبہ کے صدر رہے ہیں ۔ تمام طلباتی جامعوں میں بحیثیت مضمون اختیاری تلنگی کی تعلیم دیجاتی ہے اور تلنگی کا مابعد طیلسان شعبہ بھی موجود ہے ۔ جامعہ میں تلنگی کی تعلیم پانے والے طلبا کو فیاضانہ طورپر امدادی وظیفے دیئے جاتے ہیں اجرت تعلیم معاف کیجاتی ہے اور امتیازی وظائف بھی عطا کئے جاتے ہیں ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جامعہ عثمانیہ ہی اپنی نوعیت کا وہ واحد ادارہ ہے جہاں تلنگی میں مابعد طیلسان تعلیم کا بھی انتظام ہے ورنہ جامعہ آندھرا میں بھی صرف آنرس کے نصاب تک ہی تعلیم دی جاتی ہے ۔

جامعہ عثمانیہ کے اساتذہ نے تلنگی زبان میں قابل قدر تحلیتی اور تحقیقی کام انجام دیا ہے ۔ پروفیسر سبا راؤ کے کلام کے چار مجموعوں کو جدید تلنگی ادب میں ممتاز حیثیت حاصل ہے ۔ رسا گندر اکاجو ایڈیشن انہوں نے اپنے فاضلانہ مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے وہ سنسکرت کے فن شاعری میں ایک بیش قیمت اضافہ ہے اور تلنگی شعریات کا انحصار بڑی حدتک سنسکرت شعریات پرہے ۔ پروفیسر کے ۔ سیتا راما نے جدید تلنگی ادب کی ایک ضخیم تاریخ شایع کی ہے ۔ جو تلنگی زبان میں اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے اور ذی علم افراد نے اس کے بارے میں بہت اچھی رائے ظاہر کی ہے ۔ ان کی ایک اور کتاب "تاریخ شاہان تنجور" بھی ایک مستند تالیف ہے ۔ ان کے تحقیقی مضامین بھی انگریزی اورتلنگی رسالوں میں شایع ہوتے ہیں اورمعلومات افزا تصور کئے جاتے ہیں ۔ شعبہ تلنگی کے ایک جونیر لکچرار مسٹرلکشمی رنجانم نے بھی تلنگی زبان میں بعض اچھی تصانیف شائع کی ہیں ۔

جامعہ عثمانیہ نے حال ہی میں برگی مخطوطات کا ایک قدیم ذخیرہ بھی حاصل کرلیا ہے جو پہلے حکیم محمد قاسم مرحوم کی ملک تھا۔ یہ مجموعہ (۱۶۰۰) مخطوطات پر مشتمل ہے جن میں سے اکثر تلنگانہ کے شاعروں اور نثر نگاروں کی تصانیف ہیں۔ ان مخطوطات کے مطالعہ سے یہ قابل ذکر دریافت ہوئی ہے کہ ان میں سے متعدد مخطوطات تلنگی رسم الخط میں لکھی ہوئی اردو اور عربی کی تصانیف ہیں۔ مخطوطات کی مفصل فہرست زیر ترتیب ہے۔ جامعہ عثمانیہ میں تلنگی کی مطبوعہ کتابوں کا ایک اچھا کتب خانہ بھی موجود ہے۔

نظام کالج

نظام کالج کی تمام جماعتوں میں بھی تلنگی کی تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے اور ایک اچھا کتب خانہ بھی موجود ہے۔ بزم تلنگی نظام کالج کی جانب سے ایک تلنگی رسالہ بھی شائع ہوتا ہے جس کا نام ''ودیارتھی'' ہے۔ شعبہ تلنگی کی خدمت انجام دینے والے ذی علم اشخاص میں مسٹر آر۔ آر۔ سومایا جولو اور مسٹر وشوندھا شاستری بھی شامل ہیں۔ مسٹر شاستری نے ملٹن کی تصنیف 'کومس' کا جو تلنگی میں ترجمہ کیا ہے اسے جامعہ مدراس نے امتحان ودوان کے نصاب میں بھی شامل کیا تھا۔

ادبی ادارے

ادبی اداروں میں لکشمن رایا پرشود ھ منڈلی، حیدرآباد تلگو اکاڈمی اور روجنا وردھنی پرشد زیادہ اہم ہیں۔ اول الذکر ادارہ راؤ بہادر کے۔ وی لکشمن راؤ آنجہانی کی یادگار کے طور پر قائم کیا گیا ہے۔ کتاب تلنگانہ اس کی اہم اشاعت ہے۔ حیدرآباد تلگو اکاڈمی دس سال پہلے قائم کی گئی تھی اور اب تک چار کتابیں شایع کرچکی ہے۔ تلنگی ادب کے متعلق انگریزی میں دو کتابیں زیر طبع ہیں۔ پروفیسر کے سیتا راما کی لکھی ہوئی اعلحضرت بندگانعالی کی سیرت مثالی حکمران اور جدید تلنگی ادب کی تاریخ اور قاسم خان صاحب کا لکھا ہوا قرآن پاک کا ترجمہ اس ادارہ کی شائع کردہ کتابوں میں شامل ہیں۔ وجنانا وردھنی پرشد کو قائم ہو کر ایک سال سے زیادہ عرصہ ہوا ہے اس ادارہ کے مد ہی جلسے ہوئے ہیں جن میں مختلف علمی موضوعات پر مقالے پڑھے جاتے ہیں۔ مسٹر اس۔ پرتاب ریڈی کا مقالہ 'رامائن کے متعلق بعض دلچسپ واقعات' بھی ایک جلسہ میں پڑھا گیا تھا اور اب ایک مقامی رسالہ میں شایع ہورہا ہے۔ سرومی رنگھاچاری کی کتاب پرتاب ا دایا کا تلنگی ترجمہ بھی اس ادارہ کی جانب سے شایع کیا جارہا ہے۔ پروفیسر ار۔ سا راؤ کے زیرادارت مطبوعات کا ایک سلسلہ اس نرنگی گرنہتہ مالا، کے عنوان سے شایع ہورہا ہے ادارہ مذکور کی شایع کردہ پہلی کتاب 'رسا گنگا دھر' ہے۔

سرومنی اس۔ سوریا نارائن شاستری کے زیرادارت مطبوعات کا ایک اور سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے جس میں مختصر کہانیوں کے منظوم ترجمے بھی شامل ہیں۔ وی جوتی کے مدیر مسٹر ایس۔ پرتاب ریڈی کی نگرانی میں گولکنڈہ پریس سے بھی متعدد کتابیں شایع ہورہی ہیں۔

دیسو دھرکا گرنہتہ مالا اور آنہ گرنہتہ مالا دو اہم اشاعت خانے ہیں جن میں سے اول الذکر تقریباً ایک درجن مفید کتابیں شایع کرچکا ہے اور آنہ گرنہتہ مالا نے ایک ایک آنے والے تقریباً ایک سو علمی رسالے شایع کئے ہیں۔ کرسنا دیوار یا آندھرا بھاشا نیلایم ہرسال دو ادبی جلسے منعقد کرتا ہے جن میں متعدد ادیب شریک ہوتے ہیں بیرون ممالک محروسہ کے شاعروں اور دوسرے ذی علم اشخاص کو ان جلسوں میں خاص طور پر مدعو کیا جاتا ہے

مدارس میں تلنگی کی تعلیم

عثمانی مدارس کی جماعتوں میں اور لڑکیوں کے مدارس میں آٹھویں جماعت تک تلنگی میں تعلیم دیجاتی ہے۔ لڑکیوں کے ایک مدرسہ فوقانیہ میں بھی تلنگی ذریعہ تعلیم ہے۔ یہ مدرسہ کاروے کی جامعہ اناث سے ملحق ہے جسے حکومت سرکارعالی کی جانب سے (۱۲۰۰) روپے سالانہ امداد ملتی ہے۔

تلگو مونو ٹائپ

دارالطبع سرکارعالی نے تلگو مونوٹائپ مشین ایجاد کی ہے جو اپنی نوعیت کی واحد مشین ہے۔ ''معلومات حیدرآباد'' کی تلنگی اشاعت اور دوسری سرکاری مطبوعات کی حروف بندی اس مشین کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس مشین کی ایجاد سے نہ صرف سرعت و سہولت پیدا ہوگئی ہے بلکہ تلنگی مطبوعات کی خوشنمائی میں بھی اضافہ ہوگیا ہے۔ تلنگی رسم الخط کی مشکلات رفع کرنے میں جو سہولت پیدا ہوگئی ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے یہ ایجاد بہت ہی اہم ہے۔

سرکاری سرپرستی

حکومت سرکارعالی نے جامعہ آندھرا کو ایک لاکھ روپے کا فیاضانہ عطیہ دیا ہے اور آندھرا عہد کے آرٹ پر ایک جامع کتاب شایع کرنے کے لئے بھی ایک کثیر رقم اس جامعہ کے تفویض کردی ہے اور اس سے بہ خوبی ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت سرکارعالی باشندگان آندھرا اور ان کے تمدن کا کسقدر لحاظ رکھتی ہے۔ سررشتہ آثارقدیمہ بھی نہایت ہی بیش بہا تاریخی مواد فراہم کررہا ہے جو آندھرا زمانہ کی تہذیب و تمدن کی تاریخ مرتب کرنے میں بہت کارآمد ثابت ہوگا۔ کونڈ ربورسین حالیہ کھدائی اور ورنگل اور پالم پیٹھ اور خاندان آندھرا استھاونا کے قدیم دارالحکومت پٹن میں تاریخی آثار کے تحفظ کی وجہ سے قدیم تہذیب و تمدن کے مطالعہ میں بڑی مدد ملتی ہے۔

باشندگان برار کے لئے پر خلوص ہدیے

اعلیٰ حضرت فرمانروائے حیدرآباد و برار نے فیض رساں اداروں کو مالی امداد عطا فرمائی

جب سے سنہ ۱۹۳۶ع کا عہد نامہ برار ہوا ہے حکومت سرکار عالی نے برار اور صوبہ متوسط کے متعدد تعلیمی اور فیض رساں اداروں کو فیاضانہ عطیے دئے ہیں ۔ ان میں سے بعض اداروں کی سرگرمیاں پبلک کے لیے موجب دلچسپی ہونگی ۔

شیواجی مرہٹہ اسکول' امراوتی

یہ مدرسہ سنہ ۱۹۲۳ع میں قائم کیا گیا تھا اور صوبہ واری حکومت نے مدرسہ اور اقامت خانہ کی عمارتیں تعمیر کرنے کے لئے رقم عطا کی تھی ۔ مدرسہ سے ملحق اقامت خانہ (۴۰۰۰۰) روپے کے مصارف سے تعمیر ہوا ہے اور اس کا نام پرنس آف برارس ہاسٹل رکھا گیا ہے ۔ گزشتہ چھ سال سے اس مدرسہ کو صوبہ واری حکومت بھی کوئی امداد نہیں دے رہی تھی ۔ چنانچہ حکومت سرکارعالی نے اقامت خانہ تعمیر کرنے کی غرض سے (۲۰۰۰۰) روپئے عطا کئے ۔

انجمن ہائی اسکول' کھام گاؤں

یہ مدرسہ سنہ ۱۹۰۹ع میں خانگی مدرسہ وسطانیہ کے طور پر قائم ہوا تھا ۔ سنہ ۱۹۲۴ع میں مسلمہ مدارس کی فہرست میں شامل کیا گیا اور سنہ ۱۹۲۹ع میں مسلمہ امدادی مدرسہ فوقانیہ کا درجہ حاصل کرلیا ۔ مدرسہ کی عمارت دو لاکھ روپئے کے مصارف سے تعمیر ہوئی ہے جس میں سے (۶۶۰۰۰) روپے صوبہ واری حکومت نے اور (۲۰۰۰۰) روپے حکومت سرکارعالی نے عطا کئے تھے ۔ اس ادارہ سے ملحق وسیع بازی گاہیں بھی ہیں جن کے سالانہ اخراجات کی مقدار (۱۱۰۰۰) روپے سے زیادہ ہے ۔ حکومت سرکارعالی نے دو سال کی مدت کے لئے اس مدرسہ کے واسطے (۶۰۰۰) روپے سالانہ کی منظوری دی ہے ۔

زچگی خانہ' کرانجہ

یہ زچگی خانہ سنہ ۱۹۳۷ع میں ایک خانگی ادارہ کے طور پر قائم کیا گیا تھا اور اس کی عمارت خود ادارہ کی ملک تھی ۔ اب اس کی نگہداشت مجلس بلدی کے تفویض ہے اور غربا کو اس سے بڑی امداد مل رہی ہے ۔ حکومت سرکارعالی نے اس ادارہ کو (۵۰۰۰) روپے عطا کئے ہیں ۔

سلور جوبلی میموریل ہاسپٹل' کھام گاؤں

یہ شفاخانہ شاہ جارج پنجم کی سلور جوبلی کی یادگار کے طور پر قائم کیا گیا تھا ۔ اس کی عمارت اور ضروری اشیاء کی فراہمی پر ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے صرف ہوئے اور یہ رقم عام چندہ کے ذریعہ جمع کی گئی تھی ۔ غیرمقیم مریضوں کا روزانہ اوسط ایک سو سے زیادہ ہے ۔ حکومت سرکارعالی نے اس شفاخانے کو (۱۳۰۰۰) روپے عطا کئے ہیں ۔

نیو ایجوکیشن سوسائٹی' امراوتی

یہ سوسائٹی سنہ ۱۹۱۴ع سے قائم ہے اور ہوائٹر ہائی اسکول اور گرلز اینگلو ورنیکولر اسکول نامی دو مدارس چلا رہی ہے ۔ ان دونوں اداروں کے طلباء کی مجموعی تعداد تقریباً (۱۲۰۰) ہے ۔ حکومت سرکارعالی نے اس سوسائٹی کو (۳۰۰۰) روپے عطا کئے ہیں ۔

اینگلو اردو گرلز مڈل اسکول' ناگپور

مسلمانوں کے ایک ادارے نے یہ مدرسہ قائم کیا ہے ۔ صوبہ واری حکومت اور مجلس بلدیہ ناگپور دونوں سے اسکو امداد ملتی ہے ۔ مدرسہ کی ذاتی عمارت ہے اور پردہ دار طالبات کے لئے ایک موٹر بس بھی ہے ۔ حکومت سرکار عالی نے اس مدرسہ کو (۶۰۰) روپے عطا کئے ہیں ۔

کسار پورہ لائبریری ناگپور

یہ کتب خانہ شہر ناگپور کے وسط میں واقع ہے اور ہندوؤں کی متعدد سرگرمیوں کا مرکز ہے ۔ کتب خانہ سے ملحق ایک اردو مکتب بھی ہے ۔ حکومت سرکارعالی نے اس کتب خانہ کو (۲۰۰) روپے عطا کئے ہیں

مومن پورہ لائبریری ناگپور

یہ ایک نہایت ہی منظم اردو کتب خانہ ہے جسے مجلس بلدی کی جانب سے بھی کچھ امداد ملتی ہے ۔ حکومت سرکار عالی نے اس کتب خانہ کو بھی (۲۰۰) روپیے عطا کئے ہیں ۔

نشرگاہ حیدرآباد سے کفایت شعاری کی تلقین

خواتین کا خواتین سے خطاب

نشری تقاریر کے اقتباسات

موجودہ جنگ کے پیدا کردہ حالات کے تحت روز مرہ اخراجات میں کفایت شعاری سے کام لینے کی شدید ضرورت ہے اور کفایت شعاری سے بہترین نتائج اسی صورت میں مترتب ہوسکتے ہیں جب کہ گھر کی مالکہ اس اصول کو اختیار کرے۔ چنانچہ نشرگاہ حیدرآباد نے حال ہی میں خواتین کے لئے ایسی چند تقاریر کا انتظام کیا تھا جن میں کفایت شعاری کی اہمیت اور ضرورت واضح کی گئی۔ ان میں سے چار تقاریر کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

مسز عبدالحفیظ نے اپنی تقریر میں اس امر کی وضاحت کی کہ اگر دنیا کو نازیوں کے دستور حیات سے محفوظ رکھنا ہے تو اشیاء مایحتاج کی قلت اور ان کی قیمتوں میں اضافہ کو لازمی طور سے برداشت کرنا ہوگا۔ چنانچہ وہ تمام افراد جو آزادی اور امن کو برقرار رکھنے کے خواہاں ہیں انہیں چاہئے کہ وہ موجودہ دشواریوں کو برداشت کریں اور حالات سے مطابقت پیدا کرلیں۔ مسز عبدالحفیظ نے اپنے سامعین کو یہ مشورہ دیا کہ اشیاء خوردنی کو ذخیرہ کرنے سے محترز رہیں، لباس جیسی شدید ضروریات زندگی بھی بلا ضرورت نہ خریدیں اور اشیاء تعیش کی خریداری یکسر موقوف کردیں ان اصولوں پر عمل کرنے سے بڑی کفایت ہوگی اور کفایت شعارانہ زندگی بسر کرنے سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ جو بچے اس ماحول میں پرورش پائیں گے وہ کفایت شعاری سیکھ جائیں گے اور فضول خرچی سے دور رہیں گے۔ مسز عبدالحفیظ نے شادیوں میں قیمتی تحائف دینے کے طریقہ اور زیادہ جہیز حاصل کرنے کی خواہش کو ناپسند کرتے ہوئے کہا کہ ایسے زمانہ میں جبکہ لاکھوں اشخاص کے فاقہ کشی میں مبتلا ہوجانے کا امکان ہے جواہرات کا استعمال بڑی سنگ دلی اور بے رحمی ہے۔

۲ - لطیف النساء بیگم نے اپنی تقریر میں یہ خیال ظاہر کیا کہ چونکہ اکثر اشخاص کا معیار زندگی ان کے وسائل سے بڑھا ہوا ہے اس لئے نہ صرف زمانہ جنگ میں بلکہ زمانہ امن میں بھی کفایت شعاری اختیار کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ چنانچہ انہوں نے مثال کے طور پر قیمتی فرنیچر کے عام استعمال کو غیر ضروری قرار دیا اس لئے کہ صاف ستھرہ فرش اس سے زیادہ آرام دہ ہوتا ہے اور سامعین کو یہ مشورہ دیا کہ اس گرانی کے زمانہ میں قیمتی پکوانوں کے بجائے جوار گیہوں یا باجرہ کی روٹی چاول اور ایک دو خوش ذائقہ سالن سے زیادہ کھانوں کا اہتمام نہ کریں باورچی خانہ اور طعام خانہ کی نگرانی خود گھر کی مالکہ کرے کیونکہ اگر یہ کام صرف ملازموں پر چھوڑدیا گیا تو فضول خرچی آمیزشی اور چوری کا سدباب کرنا بہت دشوار ہوگا۔ لطیف النساء بیگم نے اوسط طبقہ سے خاص طور پر یہ اپیل کی کہ وہ مغربی طرز معاشرت یا اپنے ملک کے امیر طبقہ کی نقالی ترک کردیں اور عادتوں کی اصلاح پرزور دیتے ہوئے انہوں نے یہ اپیل کی کہ تمام اشخاص نہ صرف الکوحل اور تمبا کو بلکہ چائے اور کافی استعمال کرنے کی عادت بھی ترک کردیں کیونکہ یہ سب انسانی زندگی کے لئے نہ صرف غیر ضروری بلکہ مضرت رساں بھی ہیں۔ خانہ داری کرنے والی خواتین کو خاص طور پر مخاطب کرتے ہوئے لطیف النسا بیگم نے یہ مشورہ دیا کہ ڈبہ کی چیزیں اور بازار کے پکوان استعمال نہ کریں کیونکہ اگر بسکٹ اور کیک وغیرہ گھر میں تیار کئے جائیں تو باہر کی بہ نسبت عشر عشیر لاگت بھی نہیں آتی اور تھوڑی سی محنت اور ذرا سی توجہ سے اچار چٹنی اور مربہ وغیرہ بھی بہ آسانی اور بہت کفایت سے گھر میں تیار کئے جاسکتے ہیں۔ لطیف النسا بیگم نے جوار کی روٹی اور باجرہ کے بسکٹ کا استعمال ضروری قرار دیا اور اس امر پر زور دیا کہ مہمانوں کے لئے تکلفات برتنے کا طریقہ ترک کردیا جائے۔

۳ - مسز صوفی نے کپڑوں کی خریداری میں کفایت شعاری کو ملحوظ رکھنے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا کہ عورتیں بالعموم خریداری کے اصول سے واقف نہیں ہوتیں اور کسی دوکان میں داخل ہونے کے بعد ایسی ہر چیز خرید لینا چاہتی ہیں جو ان کو پسند آجائے چنانچہ گھر جانے کے بعد انہیں یہ پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے غیر ضروری اور ناموزوں چیزیں تو خریدلی ہیں لیکن در اصل جس چیز کی ضرورت تھی وہ خریدنا باقی ہے۔ لباس کے بارے میں تازہ ترین رجحان یہ ہے کہ وہ سادہ اور آرام دہ ہو۔ قیمتی کپڑوں کا اب رواج نہیں رہا اور بہت دولت مند خواتین بھی سوتی ساڑیاں اور بلاؤز استعمال کرتی ہیں۔ چنانچہ مسز صوفی نے خواتین حیدرآباد کو یہ مشورہ دیا کہ وہ سنگاریڈی، کریم نگر، اورنگ آباد اور نانڈیڑ میں بنا ہوا کپڑا استعمال کریں اور اپنے پرانے کپڑے ضائع نہ کریں کیونکہ یہ کپڑے معمولی ردو بدل اور کاٹ چھانٹ کے بعد بچوں کے کام آسکتے ہیں۔

۴ - مسز انور اللہ نے یہ خیال ظاہر کیا کہ انسانی ضروریات میں بہت زیادہ لچک ہے۔ اگر ضروریات کم کر لیا جائے تو وہ بہت محدود ہوجاتی ہیں اور اگر بڑھایا جائے تو ان کی کوئی حد نہیں رہتی۔ چنانچہ انہوں نے بلا ضرورت موٹروں کے شوقیہ استعمال اور سینما، تقریبوں اور ضیافتوں جیسے سامان تعیش کو ناپسند کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں ان لوگوں کا بھی خیال رکھنا چاہئے جو بہت ہی ابتر حالت میں ہیں اور جنہیں کھانا اور کپڑا تک نصیب نہیں اور اگر ہم نے اس بات کوملحوظ رکھا تو یقیناً ہم ضروریات زندگی میں بھی کفایت شعاری کو پیش نظر رکھیں گے۔

قدیم ہندوانی تمدن کی یادگاریں

سررشتہ آثار قدیمہ کی اختیار کردہ حفاظتی تدابیر

موضع چلکور ضلع اطراف بلدہ میں ایک قدیم شہر کے آثار اور جین مت سے متعلق بعض مجسمے برآمد ہوئے ہیں اور ایلونی ضلع ورنگل میں بھی ایک قدیم مندر دریافت ہوا ہے یہ مندر کاکیتیائی فن تعمیر کا ایک بہترین نمونہ ہے اور اس کے گرد ایک مضبوط چار دیواری بھی بنی ہوئی ہے اس کے علاوہ کاکیتیا دور کے دو اور مندر بھی پالم پیٹھ کے قریب دریافت ہوئے ہیں اور اضلاع نلگنڈہ اور ورنگل میں ایسے متعدد مقامات کا پتہ چلایا گیا ہے جہاں قبل از تاریخ زمانہ کی قبروں اور راستوں کے آثار موجود ہیں ۔ بلیشورہ ضلع نلگنڈہ میں بھی ایک ایسی جگہ دریافت ہوئی ہے جہاں پہلی صدی قبل مسیح یا اس سے قریبی مدت میں کوئی بدھی اسٹوپا موجود ہوگا ۔

* * * *

بھونگیر میں جو دریافت شدہ غار کے ایک ستون پر کندہ کیا ہوا کتبہ پڑھ لیا گیا ہے اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ ستون پر نویں صدی عیسوی کے کنڑا تلگو رسم الخط میں ”شری انہٹی پڈوگو ،، لکھا ہوا ہے جو غالباً کسی تلگو چولا یا پلاوا سردار کا نام ہے ۔

* * * *

کاوور ضلع رائچور میں کھدائی کے دوران میں قبل از تاریخ زمانہ اور آخر حجری دور کی متعدد چیزیں برآمد ہوئی ہیں جن سے مسی دور پر کافی روشنی پڑتی ہے کیونکہ دکن میں یہ دور حجری دور سے مربوط رہا ہے ان آثار کے علاوہ سررشتہ آثار قدیمہ نے کونڈاپور ضلع میدک میں آندھرا دور کے ایک شہر اور اٹنور کے قریب نوگل گوڑہ میں ایک نہایت ہی قدیم اور فلزاتی اعتبار سے بہت ہی اہم تاریخی مقام کے آثار بھی حال ہی میں دریافت کئے ہیں ۔

* * * *

نوادر خانہ آثار قدیمہ میں سنگتراشی کے بعض اور نادر و نایاب نمونوں کا اضافہ ہوا ہے جو ورنگل میں کھدائی کے دوران میں برآمد ہوئے ہیں ۔ ان میں اہم ترین بعض خوشنما منقش ستون اور چھت بنانے کے پتھر ہیں جن سے حال ہی میں کاکیتیا طرز تعمیر کا ایک منڈپ بنایا گیا ہے برآمد شدہ اشیاء میں ایک پرانی تلوار بھی ہے جس کے پھل پر ہندو دیوتاؤں کی تصویریں موجود ہیں ۔ ان اشیاء کے علاوہ ماہر میں برآمد شدہ جینی دور کے ایک مجسمہ ڈچپلی میں دریافت شدہ یک سنگی نقشی محراب اور کلورمیں برآمد شدہ ایک تانبے کی ٹوٹے ہوئے تبر کا بھی اس نادر مجموعہ میں اضافہ کیا گیا ہے۔

مویشیوں کو لیور فلوک سے محفوظ رکھنے کی تدبیریں

علاقہ نظام ساگر میں سررشتہ علاج حیوانات کی مصروفیات

جب سررشتہ علاج حیوانات کو اس کا علم ہوا کہ علاقہ نظام ساگر کے مویشیوں میں لیور فلوک نامی ایک مرض بہت پھیل رہا ہے تو سررشتہ مذکور نے فوراً اس مرض کے اسباب ۔ انسدادی طریقوں اور علاج کے بارے میں ضروری دریافت شروع کردی ۔ علاقہ نظام ساگر میں ہر قسم کے مویشیوں کے متعلق تفصیلی تحقیقات کے بعد یہ معلوم ہوا کہ تعلقہ جات بانسواڑہ اور بودھن میں اس مرض کے اثرات سب سے زیادہ ہیں اور اس کے پھیلنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ نہر نظام ساگر سے سیراب ہونے والے مواضعات میں کئی مقامات پر پانی جمع رہتا ہے اور اس کی وجہ سے مویشیوں میں کیڑوں کے ذریعہ پھیلنے والے امراض میں اضافہ ہوجاتا ہے ۔ چنانچہ اس مرض کی روک تھام کیلئے سب سے پہلے گھونگے ضایع کردئے گئے اور اس علاقہ کے بعض تالابوں اور کنٹوں کو ادویات کے ذریعہ صاف کیا گیا۔

لیور فلوک کے دور زندگی میں رخنہ

تحقیقات کی تکمیل کے بعد یہ علم ہوا کہ کاربن ٹٹرا کلورائیڈ اور اگیٹول اس مرض کا بہترین علاج ہیں ۔ گھونگے ضایع کرنے کے لئے دو طریقے اختیار کئے گئے ایک تو یہ کہ آلات کے ذریعہ کیچڑ سے نکالکر پھینکے گئے اور دوسرے اسٹرپ پمپ کے ذریعہ ان مقامات میں کاپر سلفیٹ سولیوشن چھڑکا گیا جہاں پانی جمع تھا ۔ ان طریقوں کے علاوہ اس مرض کا انسداد کرنے کی بہترین تدبیر یہ کی گئی کہ لیور فلوک کا دور زندگی منقطع کردیا گیا ۔ سنہ ۱۳۵۱ف میں مرض لیور فلوک میں مبتلا (۱۵۵۱) مویشیوں کا علاج کیا گیا ۔ سابقہ سال یہ تعداد (۱۱۰۹) تھی ۔

ضلع نظام آباد میں پانی کی گھاس صاف کرنے کے لئے مقرر کردہ ہفتہ میں گھونگے ضایع کرنے کا کام بھی بہت شدت سے جاری رہا ۔ بانسواڑہ ۔ علی ساگر اور بودھن میں مویشیوں کی نمائشیں منعقد کی گئیں اور سررشتہ علاج حیوانات کے عہدہ داروں نے مویشیوں کے امراض کی روک تھام کے لئے جاری کردہ مہم میں باشندگان مواضعات کا تعاون حاصل کرنے کی غرض سے تعلیمی پروپگنڈہ بھی جاری رکھا ۔

حیدر آبادی فضائی دستے دشمن کے ایک سو سے زیادہ طیارے تباہ کر چکے ہیں

برسٹل ۔ ڈورسٹ اور ساؤتھمپٹن کی مدافعت میں حصہ

۴۶ جنگی اعزازات حاصل کرنے میں کامیابی

شاہی فضائیہ میں تین حیدرآبادی دستے بھی شامل ہیں جن میں سے ایک دستہ گزشتہ جنگ عظیم میں اعلیحضرت بندگان عالی کے عطیہ سے قائم کیا گیا تھا اور بلنہیم بمباروں پر مشتمل ہے ۔ اور باقی ماندہ دونوں دستے فائٹر اسکواڈرنس (حربی دستے) ہیں جو موجودہ جنگ کے دوران میں حضرت اقدس و اعلی اور ان کی رعایا کے فیاضانہ عطیوں سے قائم کئے گئے ہیں ۔ ان دستوں میں سے ایک اسپٹ فائر اور دوسرا ہریکن طیاروں پر مشتمل ہے ۔

حیدرآبادی بمبار دستے نے موجودہ جنگ میں بھی اس شہرت کو برقرار رکھا ہے جو اس کے ہوا بازوں نے سنہ ۱۸ ۔ ۱۹۱۴ع کی جنگ میں حاصل کی تھی ۔ اس کے عہدہ داروں میں سے ایک نے جی ۔ سی ایک نے ڈی ۔ ایس ۔ او ۔ سترہ نے ڈی ایف سی اور ایک نے بار اور انیس نے ڈی ۔ ایف ۔ ایم اور ایک نے ایم ۔ بی ۔ ای کے اعزازات حاصل کئے ہیں اور ایک ونگ کمانڈر کو جو پہلے ڈی ۔ ایس ۔ او کا اعزاز حاصل کر چکا تھا جارج کراس بھی عطا کیا گیا ہے ۔

صرف ایک دستے میں ڈی ۔ ایف ۔ ایم کا اعزاز حاصل کرنے والے انیس ہوا بازوں کی موجودگی بے نظیر تصور کی جاتی ہے لیکن اس سے زیادہ بے نظیر وہ حیرت انگیز کار نامے ہیں جنہیں انجام دیکر ان ہوا بازوں نے یہ اعزازات حاصل کئے ہیں ۔

اسپٹ فائر اور ہریکن طیاروں کے حیدرآبادی دستوں نے بھی جرمنی کے حملہ آور طیاروں کے خلاف قابل تعریف کام انجام دئے ہیں ۔ یہ دونوں دستے دشمن کے ایک سو سے زیادہ طیارے گرا چکے ہیں اور جب دشمن جنوبی ساحل پر شدید حملے کر رہا تھا تو صرف اسپٹ فائر طیاروں نے ہی چوبیس حملہ آور طیارے تباہ کئے تھے ۔

اسپٹ فائر طیاروں کا یہ دستہ برسٹل اور ساؤتھمپٹن کی مدافعت اور ڈورسٹ پر دشمن کے ایک زبر دست حملے میں نمایاں خدمات انجام دے چکا ہے اور برسٹل پر ایک فضائی حملے کے دوران میں اس دستے نے دشمن کے آٹھ بمباروں اور حربی طیاروں میں سے پانچ طیارے مار گرائے تھے ۔

اسپٹ فائر اور ہریکن طیاروں کے ہوا بازوں میں سے چھ ڈی ۔ ایف ۔ سی کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں اور اب حیدرآباد کے تینوں فضائی دستوں میں جنگی اعزازات حاصل کرنے والے افراد کی تعداد (۴۶) ہوگئی ہے ۔

حیدر آباد کی پبلک سرمایہ لگانے پر مائل ہے

ناجائز منافع سے محترز رہنے کے لئے ایوان تجار کی تنبیہ

حیدر آبادی ایوان تجارت و صنعت کی رپورٹ بابت سنہ ۴۲ ۔ ۱۹۴۱ع کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں ۔

قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ اور اشیاء تجارت کی قلت کے ساتھ ہی نقل و حمل کی دشواریوں کے باعث بہ حیثیت مجموعی تجارت پر برا اثر ہوا ہے ۔ چنانچہ تجارتی میدان میں کوئی اہم قدم نہیں اٹھایا جا سکا تاہم موجودہ صورت حال بالخصوص گرد و پیش کے حالات میں اس ملک کے تجارت پیشہ طبقات نے جس طرح توازن قائم رکھا ہے وہ بہ حیثیت مجموعی اطمینان بخش ہے ۔

جدید محاصل عائد کرنے کی اسکیم کا تجزیہ

موجودہ مالیاتی سال کے آغاز میں جدید محاصل عاید ہونے کے امکانات پر بہت کچھ قیاس آرائیاں ہوتی رہیں لیکن موازنہ میں جدید محاصل نہیں رکھے گئے تاہم صدرالمہام بہادر مالیات نے صحافتی کانفرنس اور اپنی ایک تقریر میں روز افزوں مصارف کی تکمیل کے لئے محاصل عاید کرنے کی ضرورت کے بارے میں اپنے نقطہ نظر کا اظہار فرمایا ۔ ایوان تجارت نے ایک ذیلی مجلس مقرر کی ہے تاکہ وہ موازنہ کا تفصیلی مطالعہ کرکے اپنی سفارشات پیش کرے ۔

صنعتوں کو وسعت دینے کے مواقع

موجودہ حالات نے باشندگان ممالک محروسہ میں وسیع بیداری پیدا کر دی ہے اور یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوتی ہے کہ سرمایہ دار ملک کی تجارتی اور صنعتی مساعی کے ضمن میں پورے اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں ۔ وسیع تر ادارے قائم کرنے کے لئے حالات بہت مناسب معلوم ہوتے ہیں اور اگر پوری طرح غور کردہ اسکیمیں پیش کی جائیں تو پبلک ان کے لئے سرمایہ فراہم کرنے میں کوتاہی نہ کریگی ۔ تاجروں کے لئے بہر صورت یہ لازمی ہے کہ وہ مستحکم تجارتی حکمت عملی کو اپنی تمام سرگرمیوں کی بنیاد قرار دیں اور ایسا کوئی موقع پیدا نہ ہونے دیں کہ پبلک تاجروں پر ناجائز منافع حاصل کرنے کا الزام عائد کرے ۔

اسلامی اور ہندوانی تمدنوں کا امتزاج

جامعہ عثمانیہ قدیم و جدید ثقافتوں میں ہم آہنگی پیدا کردیتی ہے

سر آر دنیر دلال کے خطبہ عطائے اسناد کے اقتباسات

جامعہ عثمانیہ نے طلباء کو ایک غیر زبان کی قید سے آزاد کردیا ہے اور منازل تمدن کا حصول ان کے لئے آسان اور خوش گوار بنادیا ہے۔ اس نے ایک طرف تو مسلمانوں اور ہندوؤں کے تمدنوں میں ہم آہنگی پیدا کردی ہے اور دوسری طرف قدیم وجدید ثقافتوں کا ایک خوشگوار امتزاج پیش کیا ہے۔

جامعہ عثمانیہ کے متعلق مندرجہ بالا خیالات سر اے۔ آر۔ دلال نے جامعہ عثمانیہ کے حالیہ جلسہ عطائے اسناد کو مخاطب کرتے ہوئے ظاہر کئے ہیں۔ ممالک محروسہ کے وسائل سے پوری طرح معاشی استفادہ کرنے کے لئے سر آردشیر نے جامعہ میں شعبہ حرفیات کے قیام پر زور دیا اور یہ تجویز پیش کی کہ گھریلو صنعتوں کو بڑے پیمانہ کی صنعتوں میں تبدیل کردیا جائے۔

سر اے۔ آر۔ دلال کے خطبہ عطائے اسناد کے اقتباسات درج ذیل ہیں۔

جامعہ عثمانیہ میں آپ نے ایک ایسے کام کا بیڑا اٹھایا ہے اور اس میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کرلی ہے جو اس ملک کی تعلیمی تاریخ میں بے مثل ہے۔ غیر زبان میں تعلیم دینے کے نظام کی خامیوں کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے، مثلاً طلباء کے حافظے پر بیجا بار پڑنا جدت کا پامال ہونا تعلیم یافتہ جماعتوں اورعوام میں ایک ناقابل عبور خلیج کا حائل ہونا، آپ ایک ایسی جامعہ کا قیام عمل میں لائے جس کا ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ یہ آپ کی وسیع النظری اورعالی ہمتی کی دلیل ہے۔ نیز آپ نے اپنے سررشتہ تالیف وترجمہ میں اعلی تعلیم یافتہ مترجموں کے ذریعہ بیشتر ایسی کتابیں ترجمہ کرالینے میں کامیابی حاصل کی جو فی الواقع جامعہ کی ہمہ گیر تعلیم کے لئے ضروری تھیں۔ اس طرح سے آپ نے نہ صرف طلباء کو غیرزبان کے جوے سے آزاد کیا ہے بلکہ اردو زبان اورادب کو پروان چڑھانے میں ایک زبردست معرکہ سر انجام پہنچایا ہے۔

جامعہ کے قیام کا مقصد

اعلحضرت حضورنظام نے جن کے نام نامی واسم گرامی پر جامعہ کا قیام عمل میں آیا ہے نہ صرف اپنی ریاست کو ایک بیش بہا تعلیمی نظام سے سرفراز فرمایا ہے بلکہ سارے ہندوستان پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ فرمان مبارک میں قیام جامعہ کے وقت یہ ارشاد ہمایونی ہوا تھا کہ ''ایک ایسی یونیورسٹی قائم کی جائے جس میں جدید وقدیم مشرقی ومغربی علوم وفنون کا امتزاج اس طور سے کیا جائے کہ موجودہ نظام تعلیم میں نقائص دور ہوکر جسمانی اوردماغی اور روحانی تعلیم کے قدیم وجدید طریقوں کی خوبیوں سے پورا فائدہ حاصل ہوسکے۔ اور جس میں علم پھیلانے کی کوشش کے ساتھ ساتھ ایک طرف طلباء کے اخلاق کی درستی کی نگرانی ہو اور دوسری طرف تمام علمی شعبوں میں اعلی درجہ کی تحقیق کا کام بھی جاری رہے۔'' جامعہ نے اپنے قیام کے بعد سے جو ترقی کی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا یہ مقصد پایہ تکمیل کو پہونچ رہا ہے۔

بہترین قسم کی جامعہ

آپ کی جامعہ اقامتی وتدریسی ونیز امتحانی جامعہ کی خصوصیات سے مالا مال ہے اورمجھے یہ ماننے میں ذرا بھی پس وپیش نہیں کہ یہ جامعہ آپ کے مقامی حالات کے لحاظ سے بہترین جامعہ ہے طلبہ پر اقامت خانوں میں رہنے کے لئے جو لزوم عاید کیا گیا ہے اس سے وہ اتحادی زندگی، آپس کے میل جول اوراساتذہ کی قربت میں رہنے کی خوبیوں سے بہر طور متمتع ہوتے رہتے ہیں یہ اس جامعہ کا ایک اورقابل تعریف پہلو ہے۔ اس کے علاوہ جامعہ میں اناث کی تعلیم کے لئے فنون سائنس اورفنی تعلیم میں ایم۔ اے تک کی ڈگریوں کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے اور ان کے لئے بھی اس طرح کی اتحادی زندگی گذارنے کے لئے مواقع فراہم کئے گئے ہیں۔

تمدنوں کا امتزاج

یہ آپ کے شاہ دیجاہ کا ایک مہتم بالشان کارنامہ ہے کہ آپ نے اس جامعہ کو فرقہ واری جامعہ کے محدود تصور سے آزاد رکھ کر ایک ایسا ادارہ قایم فرمایا ہے جس سے حیدرآباد کے نوجوان بلا امتیاز مذہب وملت حقیقی جامعہ کے ہمہ گیر مطمح نظر سے پوری طرح مستفیض ہوسکتے ہیں ۔ یہ اصول رواداری اور تہذیب کا یہ امتزاج خود آپ کی شاندار عمارتوں کی تعمیر کاری میں عیاں ہے ۔ آپ کی عمارتوں میں اجنتہ اور مغلوں کے زمانے کی تعمیر کاری کے نمونوں کا جو ہم آہنگ امتزاج ہوا ہے وہ ایک بہترین نمونہ ہے اور زندہ سبق ہے ۔ یہ عمارت ملک کی دو بڑی جماعتوں یعنی ہندو اور مسلمانوں کی باہمی محبت اورخلوص اور آصفجاہی خاندان کے حکمرانوں نے رواداری کی جو روایات قایم کی ہیں اورجن کو عزیز رکھا جاتا ہے ان کا زندہ نمونہ ہے ۔ یہ ان تمام لوگوں کے لئے دائمی وصف کا ایک زندہ سبق ہے جو اسکے حدود میں داخل ہوکر اس کی روایات کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں اورتمام جماعتوں میں محبت اور برادری کے احساسات کو مضبوط کرنے کے خواہاں ہیں ۔

قدیم وجدید ثقافتوں میں ہم آہنگی

میں ارباب جامعہ کو اس بات پر مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے یہاں توسیعی اور بیرون جامعہ تقاریر کا انتظام کیا ہے ۔ جب میں ان مقرروں کی فہرست کا جائزہ لیتا ہوں جنہوں نے یہاں توسیعی لکچر دئے ہیں توان میں مجھے ممتاز فلسفیوں شاعروں سائنسدانوں اور سیاست دانوں کے نام نظر آتے ہیں محمد اقبال رابندرناتھ ٹیگور یاسی ۔ وی راس کی تقاریر سننا خود ایک طرح کی لبرل تعلیم ہے ۔

آپ کی بیرون جامعہ مصروفیتیں آپ کو اس قابل بناتی ہیں کہ آپ شمع علم کی روشنی عوام کو دکھلاسکیں اور اعلی تعلیم کے فواید سے ان لوگوں کو بھی مستفید ہونے کا موقع دیں جنہیں بدقسمتی سے حصول تعلیم کے مواقع دستیاب نہ ہوسکے ۔

اس جامعہ کے بانی کے اس مقصد کی تکمیل میں کہ قدیم و جدید تہذیب میں ایک ہم آہنگی پیدا کی جائے آپ مشرقی زبانوں سنسکرت اور عربی کے مطالعہ اورتحقیق کو پروان چڑھانے میں نمایاں حصہ لے رہے ہیں ۔ دائرۃ المعارف نے جو عربی زبان کے مخطوطات کو مرتب اور شایع کرنے کا کام انجام دیتا ہے بین الاقوامی شہرت حاصل کرلی ہے ۔ نہ صرف قدیم و جدید تہذیب کا بلکہ ہندو اورمسلم تفکر اوراسپرٹ کا بھی وہ ہم آہنگ امتزاج ہے اوریہی وہ خوشگوارترکیب ہے جس کا حصول آپ کی جامعہ کا اولین مقصد اور طرہ امتیاز ہونا چاہئے ۔

صنعتی شعبہ

جامعہ کا ایک مقصد جیسا کہ اعلحضرت بندگان عالی کے منشور سے ظاہر ہوتا ہے تمام سائنسی مضامین میں تحقیقات کا رجحان پیدا کرنا ہے ۔ آپ کی جامعہ نے مختلف مضامین میں پی ۔ ایچ ۔ ڈی کی ڈگری کے لئے انتظام کیا ہے جس میں ریاضیات ۔ حیوانیات اور کیمیا شامل ہیں ۔ اس کام کے لئے طالبعلموں کو جامعہ کے اساتذہ کی نگرانی میں کم از کم تین سال تک کام کرنا ہوگا ۔ آپ کی جامعہ کے اساتذہ میں تحقیقاتی جوہر رکھنے والے حضرات کافی تعداد میں موجود ہیں ۔ مضامین کی بڑھتی ہوئی اہمیت کے مدنظر کیا میں یہ تجویز پیش کرسکتا ہوں کہ عملی طبعیات میں بھی پی ایچ ۔ ڈی کی ڈگری کا انتظام کیا جائے ۔ اور جامعہ کے موجودہ شعبوں میں شعبہ ٹکنالوجی کا اضافہ کیا جائے ۔

معاشی پیمائش

میں سمجھتا ہوں کہ اس ریاست میں ارضیاتی پیمایش کا کام ابھی تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچا ۔ کسی ملک کے ذرائع کی مکمل ارضیاتی پیمایش اس کی صنعتی ترقی کی اساس ہوتی ہے ۔ اور ایسا پیمایشی کام جو اس جامعہ کے ارضیات کے طالب علموں کے لئے ایک مفید میدان عمل مہیا کردیگا ، آغاز کیاجا ناچاہئے ۔

کسی ملک کی صنعتی ترقی کی عمارت اساسی اورکلیدی صنعتوں کی بنیاد پر رکھی جانی چاہئے ۔ سب سے پہلے ضرورت، جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے، اس امر کی ہے کہ مکمل ارضیاتی پیمایش سے کسی علاقہ کے معدنی خزینوں کا انکشاف کیاجائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ طاقت پیدا کرنے کے حرارتی اورآبی ذرائع کا پتہ لگانا بھی ضروری ہے ۔ کیونکہ وہ دوسری صنعتوں کو چلانے کے لئے قوت کا کام دیتے ہیں ۔ ذرائع آمدورفت میں بھی ترقی ہونی چاہئے اورمعدنی اور فلزیاتی اورانجینیری صنعتوں کا افتتاح کیاجاناچاہئے ۔ مجھے اس جسارت کے لئے معاف کیا جائے کہ میں نے ریاست کے ان امور کوموضوع بحث بنایا ہے جس کے ذرائع کا مجھے تھوڑا ساعلم ہے ۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ کے پاس ٹکنکل اورحرفتی تعلیم کا شعبہ ایک ٹکنیکل کالج اورایک آرٹ اینڈ کریفٹ کالج اورصنعتی تحقیقاتی تجربہ خانہ موجود ہے ۔ مجھے ایک عمارت کا معائنہ کرایا گیا ہے جو بہت جلد پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گی اورجس میں پالی ٹکنک انسٹی ٹیوٹ قایم ہوگا ۔ ان سب باتوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے ریاست کی صنعتی ترقی کا لائحہ عمل موجود ہے ۔ انڈسٹریل ٹرسٹ فنڈ کے لئے ایک کروڑ روپیہ رقم کی جو گنجایش رکھی گئی ہے تا کہ اس سے صنعتوں میں ترغیب دیجاسکے ، ایک ایسا دانشمندانہ اورمفکرانہ اقدام ہے کہ اس کے لئے میں اعلحضرت بندگانعالی کی خدمت بابرکات میں ہدیہ تبریک پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں ۔ اورآپ کے وفاشعار مشیروں کو مبارک باد دیتا ہوں ۔ آپ نے اس طرح سے امداد دیکر ریاست میں نئی طرح کی صنعتوں کا آغاز کردیا ہے سنگارینی کی کوئلہ کی کانیں طاقت کا ایک [illegible] قدرمنبع ہیں ۔ نظام اسٹیٹ ریلوے نہ صرف ایک ذریعہ آمد ورفت ہے بلکہ ایک ایسا بڑا صنعتی گہوارہ ہے جس میں بہت

عمدگی کے ساتھ کئی انجینیری صنعتیں جنم لے سکتی ہیں اور جہاں ان صنعتوں کے لئے انجینیروں اورفن کاروں کو تربیت دیکر تیار کیا جاسکتا ہے ۔ اس نقطہ نظر سے کیا میں آپ کے انجینیری کالج میں ٹکنیکل اورالکٹرکل انجینیرنگ پر غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت پرزور دیسکتا ہوں تاکہ آپ بھی اپنے طلبہ کے ذریعہ معاش کے فراہم کرنے میں ہندوستان کی دوسری جامعات کی طرح عمل کرسکیں ۔

ارزاں برقی قوت کی ضرورت

راست صرف کے واسطے سامان پیدا کرنے والی پیداوار کو بطور اصل صنعت و حرفت کام میں لانے والی صنعتوں کا جہاں تک تعلق ہے آپ کے پاس پارچہ بافی کی گرنیاں شکرسازی کی گرنیاں کاغذ کی گرنیاں ادویات کے کارخانے وغیرہ موجود ہیں ۔ اس میں شبہ کی گنجایش نہیں کہ ملک کے زیرنگرانی ان صنعتوں میں وسعت ہوتی جائیگی اور مستقبل قریب میں نئی صنعتیں جیسے کہ ۔ صنوعی ریشم موزے اور بنیان چرم اورتیل کی صنعتیں جنم اینگی ۔ خام اشیا کی حد تک ریاستی درائع پرنظر ڈالنے سے مجھے آخری دوصنعتوں کی ترقی کے پورے پورے امکانات نظر آتے ہیں ۔ آپ کے پاس متعدد ترقی یافتہ گھریلو صنعتیں آرٹس اور کرفٹس موجود ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ یہاں بھی جاپان کے نمونہ پر ایک ایسا نظام قائم کیاجائے جس کی بدولت گھریلو صنعتیں بڑی صنعتوں کے سانچے میں ڈھل جائیں تاکہ کسی بڑی صنعت کے اجزا کو کسی گاؤں میں منتشر ہروں میں اٹھائے جاسکیں ۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے دیہی ذرائع آمدورفت کی توسیع اور دیہات میں برقی قوت کی بہم رسانی نہایت ضروری ہے ۔

جامعہ عثمانیہ عنقریب اپنا جشن سیمین منانے والی ہے ۔ اب میں اس دعا پر اپنا خطبہ ختم کرتا ہوں کہ یہ جامعہ مدت دراز تک ریاست کی خدمت گذاری میں اور تہذیب و ترقی کے معاملوں میں کامیابی حاصل کرتی رہے ۔

حیدرآباد میں صنعتی تحقیقات

جنگ کے باعث نئے کارخانوں کا قیام

ممالک محروسہ سرکارعالی سے ختم جنوری سنہ ۱۹۴۳ع تک جنگی اغراض کے لئے جو مصنوعات فراہم کی گئیں ان کی مجموعی قیمت تقریباً دو کروڑ پندرہ لاکھ روپے ہے۔ چنانچہ اب اس ضمن میں تقریباً بیس لاکھ روپیہ مالیت کی اشیاء ہر مہینہ فراہم کی جارہی ہیں۔

صنعتی ترقی

(۱) حیدرآباد اسٹارچ پروڈکٹس لمیٹڈ - اس کارخانہ کی تعمیر کا کام مکمل ہوچکا ہے۔ مشینس اور موٹریں وغیرہ نصب کردی گئی ہیں لیکن ڈرائنگ پلانٹ ابھی تک بمبئی سے نہیں آیا۔ توقع ہے کہ یہ کارخانہ جلد کام شروع کردیگا۔

(۲) حیدرآباد پلاسٹک لمیٹڈ - اس مفید صنعت کو جاری کرنے کے لئے ضروری انتظامات شروع کردئے گئے ہیں۔

نئے کارخانے

ممالک محروسہ سرکار عالی میں ضروری صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے مندرجہ ذیل کارخانے قائم کئے گئے :-

(۱) حیدرآباد آلوین میٹل ورکس لمیٹڈ
(۲) حیدرآباد کیمکل اینڈ فارمیسیوٹیکل ورکس لمیٹڈ
(۳) حیدرآباد انامل ورکس لمیٹڈ
(۴) آرڈننس کلوتھنگ فیکٹری
(۵) آرگنائزیشن فارمیو فیکچر آف ٹنٹس
(۶) نظام نائف فکٹری
(۷) پنا لال اینٹی گیس فیبرکس لمیٹڈ
(۸) اسپال اسکبل انڈسٹریز
(۹) پرل سرجیکل اینڈ ڈریسنگ ورکس

اسی سال حسب ذیل کارخانوں کی تعمیر کا بھی آغاز ہوا اور یہ کام تیزی سے جاری ہے:-

(۱) حیدرآباد اسٹارچ اینڈ گلوکوز لمیٹڈ
(۲) حیدرآباد رولر لمیٹڈ
(۳) حیدرآباد ویجیٹیبل آئل پروڈکٹس لمیٹڈ
(۴) حیدرآباد کیمکلس اینڈ فرٹیلائزرس لمیٹڈ
(۵) حیدر آباد لیدر گڈس فیکٹری

تحقیقات و دریافت

(۱) ویجیٹیبل آئل پولیمرائزیشن کمپنی - طباعتی روشنائی کی تیاری کا کام مکمل ہوگیا ہے۔ موم جامہ بنانے کا کام جاری ہے اور بعض اچھے نمونے تیار کئے جا چکے ہیں۔

(۲) فائبر ریسرچ کمپنی - آگ اور پانی سے محفوظ رہنے والے تختوں کی تیاری کیلئے تجربات جاری رہے اور ریشہ، سلیکا کے مرکب اور پھٹکری کے مختلف تناسبات کی آزمائش کی گئی چنانچہ قابل اطمینان نمونے تیار کرنے میں کامیابی ہوئی ہے۔

(۳) فارمیسیوٹیکل اینڈ ڈرگس کمپنی - جیگری سے خالص خمیر تیار کرنے کے لئے تجربات شروع کئے گئے اور اس کا ایک تیار شدہ نمونہ حیدرآباد کیمیکل اینڈ فارمیسیوٹیکل ورکس لمیٹڈ کے پاس اظہار رائے کیلئے روانہ کیا گیا ہے۔

(۴) ھیوی کیمکلس کمپنی - الومینانیرک سے لوہا علیحدہ کرنے اور کمہالی کلے سے ٹیٹانیا حاصل کرنے کے بارے میں تحقیقات کی گئی جو اب مکمل ہوچکی ہے۔ ھڈیوں سے گلو حاصل کرنے کے تجربات بھی ایک پائلٹ پلانٹ کے ذریعہ کئے جاتے رہے۔

(۵) سیرمک ریسرچ کمپنی - کاربونیٹ سے مبرا چینی مٹی کے چند نمونے تیار کرکے ان کا تجربہ کیا گیا اور آزمائش کے لئے یہ نمونے سرپور کے کارخانہ کاغذ سازی میں روانہ کردئے گئے۔ خالص چینی مٹی کے بعض اور نمونے تاج کلے ورکس اور حیدرآباد انامل ورکس کے پاس بھی اسی غرض سے روانہ کئے گئے ہیں۔

صنعت پارچہ بافی کے لئے مناسب چینی مٹی تیار کرنے کی غرض سے لوہے کو یکسر خارج کردینے کے تجربات بھی کئے گئے جو اب تک جاری ہیں۔

سنہ ۱۹۴۲ع میں سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ بورڈ نے (۳۰) حکمیاتی مسائل پر توجہ کی جن میں سے (۱۶) کے متعلق تجرباتی کام اطمینان بخش طریقہ پر مکمل ہوگیا (۴) کے بارے میں تفصیلی اسکیمیں مرتب کی گئیں اور باقی ماندہ مسائل سے متعلق ضروری امور کی انجام دہی جاری ہے۔

حیدرآباد میں تعلیم نسواں

ممالک محروسہ سرکارعالی میں مدارس نسواں کی تعداد (۸۰۰) ہے جہاں (۸۰۰۰۰) لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔ لڑکوں کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والی لڑکیوں کی تعداد (۱۶۶۰۰) ہے۔ استانیوں کی مجموعی تعداد (۱۲۰۰) سے زیادہ ہے۔ تعلیم نسواں کے سالانہ مصارف کی مقدار (۱۲۲۵۰۰۰) روپے ہے اس کے علاوہ عمارات فرنیچر تعلیمی ضروریات اقامت خانہ جات اور دوسرے متفرق مدات کے تحت تقریباً (۵) لاکھ روپئے سالانہ صرف ہوتے ہیں۔

گرل گائیڈ کپنیز کی تعداد (۱۷۰) اور گائیڈس کی تعداد تقریباً (۳۰۰۰) ہے۔

دارالطبع سرکارعالی

هندوستان میں اپنی نوعیت کا ایک بہترین ادارہ

دارالطبع سرکار عالی سر سالار جنگ اعظم کے عہد میں سرکاری احکام طبع کرنے کی غرض سے قائم کیا گیاتھا ۔ سر سالار جنگ نے یہ مطبع اپنے دفتر سے متصل ایک عمارت میں قائم کیا تھا اور بسااوقات اہم مطبوعات کے پروفس خود هی دیکھا کرتے تھے ۔ کسی زمانہ میں دارالطبع معتمدی سیاست و مالیات سے متعلق تھا لیکن کچھ مدت کے بعد یہ صدر محبس کے تحت منتقل کردیا گیا اور طباعت کا شمار خاص میں انجام دئے جانے والے امور میں هونے لگا ۔ بالآخر یہ محسوس کیا جانے لگا کہ دارالطبع کی تنظیم جدید ضروری ہے چنانچہ یہ شعبہ ایک کل وقتی وفن دان مہتمم کے زیر نگرانی کردیا گیا۔ اس انتظام کے بعد یہ ادارہ ایک روبہ ترقی جداگانہ ادارہ بن گیا اور هندوستان کے دوسرے سائل اداروں کا مقابلہ کرسکنے کے قابل هو گیا ۔

مسلسل ترقی

جب دارالطبع کے کام میں متواتر اضافہ هونے لگا تو متعدد مشینیں نصب کی جانے لگیں ۔ انگریزی کے شعبہ حروف بندی میں متعدد مونو ٹائپ مشینیں نصب کی گئیں اور اس کے ساتھ هی مقامی زبانوں پر بھی توجہ کی گئی ۔ چنانچہ دارالطبع کی جدو جہد کے باعث اب تلگو اورمرہٹی اور دوسری هندوستانی زبانوں کی طرح مونو ٹائپ مشین کے ذریعہ اردو حروف کی بندش بھی کی جانے لگی ہے ۔اردو خط نسخ کی حروف بندی بھی اب اتنی هی آسانی سے کی جانے لگی ہے جیسی کہ انگریزی کی اور یہ یقیناً اردو طباعت میں ایک غیر معمولی تبدیلی ہے ۔ بمبئی کے اخبار انڈین ڈیلی میل کے مطبع کی تمام مشینوں ، جن میں متعدد انٹر ٹائپ مشینیں بھی شامل هیں، اور طباعت خانہ سے متعلق دوسرے ساز و سامان کی خریداری کے بعد یہ مطبع هندوستان میں اپنی نوعیت کے سب سے بڑے اداروں میں شمار کیا جانے لگا ہے ۔

نستعلیق ٹائپ کی ایجاد

دارالطبع سرکار عالی کا سب سے بڑا کار نامہ نستعلیق ٹائپ کی ایجاد اور اردو حروف بندی میں اس کا عملی اطلاق ہے یہ ٹائپ ایرانی خط سے قریبی مشابہت رکھتا ہے اور بہت زیادہ مقبول هورہا ہے ۔

نقشے اور اردو کی دستی تحریرات طبع کرنے کے لئے ایک طباعتی روٹیری آفسٹ پلانٹ بھی نصب کیا گیا ہے ۔

فی الحال یہ شعبہ ایک روپیہ والے لئے کرنسی نوٹ طبع کرنے میں مصروف ہے ۔ جوکہ بہت هی مہارت طلب کام ہے اور اس مطبع میں پہلی بار انجام دیا جا رہا ہے ۔ ناسک کے سکیوریٹی پریس کے سوا هندوستان کے کسی اور مطبع میں اب تک یہ کام انجام نہیں دیا گیا تھا۔

پروسس اسٹوڈیو جو بلاک طبع کرنے کی غرض سے قائم کیا گیا تھا اقسام و مقدار طباعت کے اعتبار سے برابر ترقی کررہا ہے۔

امدادی رقم میں تخفیف

دارالطبع سرکارعالی ایک نیم تجارتی ادارہ کے طور پر عمل کررہا ہے لیکن حسابی طریقہ حکومت هند کے مطابع میں اختیار کردہ طریقہ کے مماثل ہے۔ حکومت سرکارعالی سرکاری جریدوں کی بلا قیمت طباعت و تقسیم اور مختلف محکمہ جات کے لئے انجام دئے هوئے طباعتی کام کے بالائی اخراجات میں (۴۰) فی صد مبانی کے معاوضہ میں دارالطبع کو امدادی رقم دیتی ہے ۔ یہ رقم ابتداءً (۱،۰۱،۱۰۰) روپے تھی جو بتدریج کم کرکے اب (۷۰،۰۰۰) روپے کردی گئی ہے ۔

دارالطبع سرکار عالی کے گزشتہ تین سال کے اعداد آمد و خرچ درج ذیل هیں۔

سنہ	آمد	خرچ
۱۳۴۹ف	۳۸۰۶۹۰-۵-۱	۴۵۲۲۳۰-۱۳-۶
۳۵۰ف	۳۵۶۹۱۴-۸-۶	۴۲۰۸۲۱-۱۰-۴
۱۳۵۱ف	۴۲۰۳۴۸-۱-۸	۴۱۶۰۷۲-۱۵-۷

عملہ کی تعداد حسب ذیل ہے ۔

مستقل	۱۸۴
هنگامی	۱۲۵
روزانہ اجرتی	۱۲۰
وقتیہ اجرتی	۱۸۲
کرنسی نوٹ سکشن	۴۰
جملہ	۶۵۱

هندوستان کے سب سے بڑے مطابع میں شمار

سرکاری کام کے علاوہ یہ مطبع خانگی اور نیم سرکاری کام بھی انجام دیتا ہے ۔ اعلی حضرت بندگان عالی کی روشن خیالانہ حکمت عملی کی بدولت یہ دارالطبع معمولی حالت سے ترقی کر کے ملک کا ایک عظیم ترین ادارہ بن گیا ہے جہاں (۶۰۰) سے زیادہ ملازم کام کررہے هیں اور جو اپنے ساز و سامان اور اپنے کام کی خوبی کے اعتبار سے هندوستان کے هر ایک دارالطبع کا مقابلہ کرسکتا ہے ۔

حیدرآباد میں 'پست اقوام' پست حالت میں نہیں ہیں

ممالک محروسہ سرکار عالی میں آدی ہندوؤں (جو پست اقوام کے نام سے بھی موسوم کی جاتی ہیں) کی تعداد (۲۶) لاکھ ہے۔ جشن سیمین کے موقع پر ان کے پیش کردہ سپاسنامہ کے جواب میں اعلحضرت بندگانعالی نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ۔

"میری نظر میں نہ کوئی قوم بلند و پست ہے اور نہ کوئی اچھوت ہے جب تک کہ وہ نیک کردار کی حامل ہے۔ بلکہ میں سب کو بحیثیت بنی نوع ایک طرح سے برابر سمجھتا ہوں۔ اس قوم کے افلاس اور کمی تعلیم کی وجہ سے میری گورنمنٹ کی توجہ کے وہ زیادہ مستحق ہیں بالخصوص اس لئے کہ ان کی تعداد میری ریاست میں بہت کثیر ہے۔ میں یہ سن کر خوش ہوا کہ ان کی تعلیم کی طرف توجہ کی جارہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کی تعلیمی ترقی اور فلاح و بہبود کی طرف میری گورنمنٹ بہ طور خاص توجہ کرے گی تاکہ اس گروہ کے حق میں آیندہ مفید نتائج پیدا ہوں اور موجودہ صورت حال مبدل ہو کر اس قوم کا شمار بھی دوسری اقوام کے ساتھ ہوسکے۔"

اس فرمان مبارک کی تعمیل میں حکومت نے آدی ہندوؤں کی حالت بہتر بنانے کے لئے حسب ذیل تدبیریں اختیار کی ہیں۔

(۱) جبری مزدوری کا طریقہ مسدود کردیا گیا اور ضوابط بھگیلا کا نفاذ کیا گیا۔

(۲) اس قوم کے آراضی سے محروم مزدوروں کو زمین عطا کرنے کے لئے احکام جاری کئے گئے۔

(۳) آدی ہندوؤں کے لئے دو قسم کے مدارس قائم کئے گئے ایک تو وہ جہاں معمولی تعلیم دیجاتی ہے۔ اور دوسرے وہ جہاں فنون و دستکاری مثلاً پارچہ بافی خیاطی بید بافی چرم سازی اور کھلونا سازی وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ آدی ہندوؤں کے صنعتی مدارس میں عملی تربیت دینے کے واسطے جن خام اشیا کی ضرورت ہوتی ہے ان کی خریداری کے لئے بھی (۱٫۸۰۰) روپے سالانہ کی منظوری دی گئی ہے۔ طلباء سے اجرت تعلیم مطلق نہیں لی جاتی اور ان کے لئے کتابیں اور لکھنے کا سامان بھی حکومت کی جانب سے مفت فراہم کیا جاتا ہے۔ طلبا کو حصول تعلیم پر مائل کرنے کے لئے حکومت انعامات دیتی ہے اور ان کے لئے ضروری لباس بھی فراہم کرتی ہے۔ اس قوم کے جو طلباء ثانوی یا کلیاتی تعلیم حاصل کرتے ہیں انہیں رعایتاً اجرت تعلیم معاف کرنے کے علاوہ خصوصی وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ اضلاع کے مدارس میں بھی یہ طلبا شریک ہوتے ہیں اور جہاں ان کی تعلیم میں مناسب سہولتیں نہیں ہوتیں وہاں ان کے لئے خصوصی امدادی مدارس قائم کئے گئے ہیں۔ آدی ہندو طلبا کی تعلیمی حالت کی نگرانی کرنے کے لئے حال ہی میں ایک ناظر کا تقرر کیا گیا ہے جسکا تعلق اسی طبقہ سے ہے۔ مزیدبرآن آدی ہندو طلبا کے لئے خصوصی سہولتیں فراہم کرنے کی غرض سے سال رواں کے موازنہ میں ایک لاکھ روپے کی رقم مختص کردی گئی ہے اور ان کے لئے جو خصوصی مدارس قائم کئے گئے ہیں ان میں اسی قوم کے استادوں کو مقرر کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

پست اقوام کے لئے (۷۵) خصوصی مدارس قائم ہیں جن کے سالانہ مصارف کی مقدار (۲۵٫۰۰۰) روپے ہے اور مختلف اقسام کے مدارس میں پست اقوام کے گیارہ ہزار طلبا زیر تعلیم ہیں۔ حکومت نے ہریجن ہاسٹل کے لئے بھی (۶۰۰) روپے سالانہ کی امداد منظور کی ہے۔ یہ ہاسٹل آدی ہندو لیگ نے شہر حیدرآباد میں قائم کیا ہے۔

سرکاری ملازمتوں میں پست اقوام کے خلاف کوئی تفریق جائز نہیں رکھی جاتی ہے اور اس حکمت عملی کے باعث

آدی ہندو فرقہ کے متعدد اہل افراد کو نظم و نسق میں مناسب جگہ مل گئی ہے۔

حکومت سرکار عالی کے محکمہ مالگزاری نے پٹے کے جو نئے ضوابط مرتب کئے ہیں ان سے استفادہ کرنے والوں میں ہریجنوں کو بھی شامل کیا ہے ۔ چنانچہ اس طبقہ کے افراد دوسرے طبقوں کی طرح مذکورہ ضوابط کے تحت اراضی حاصل کرسکتے ہیں ۔

محکمہ صنعت و تجارت اور مجلس تنظیم دیہی دیہاتی آبادی کے فائدہ کےلئے گھریلو صنعتوں کو باقاعدہ طور پر ترقی دینے میں کوشاں ہیں اور چونکہ دیہی آبادی میں ہریجنوں کی تعداد بہت کافی ہے اسلئے انہیں ان کوششوں سے بہت فائدہ پہونچیگا ۔

محکمہ تعمیرات عامہ مجلس بلدیہ مجلس آرائش بلدہ محکمہ ڈرینیج اور مقامی مجالس اضلاع کے سرکاری ٹھیکہ داروں کی فہرست میں بھی طبقہ ہریجن کے متعدد افراد کے نام شامل ہیں ۔

مجلس آرائش بلدہ اور مجلس بلدیہ نے شہر حیدرآباد اور اس کے گرد و نواح میں متعدد نو آبادیاں قائم کی ہیں جہاں ایسے غریب اشخاص آباد کئے جاتے ہیں جوزیادہ کرایہ نہیں دے سکتے ۔ ان نو آبادیوں کے مکانات کا ماہانہ کرایہ ایک روپیہ سے لیکر دو روپیہ تک ہے اور مذہب و طبقہ کےکسی امتیاز کے بغیر یہ مکانات غربا کو کرایہ پر دئے جاتے ہیں ۔

دستوری اصلاحات کی نئی اسکیم میں حکومت سرکارعالی نے مجلس وضع قوانین کی پانچ نشستیں ہریجن طبقہ کے اراکین کو نامزد کرنے کےلئے مختص کردی ہیں ۔ اسکے علاوہ اس مجلس میں مزدوروں کی بھی نمائندگی ہوگی اور ممکن ہے کہ یہ بعض نشستیں بھی پست اقوام حاصل کرلیں ۔ مزید برآں مجلس وضع قوانین کی عام ہندونشستوں کےلئے بھی پست اقوام کے اراکین انتخاب کےلئے امیدوار ہوسکتے ہیں ۔

حکومت سرکارعالی نے حال ہی میں آئینی مشاورتی مجالس کے اراکین کا اعلان کیا ہے اور ان میں سے اہم ترین مجالس یعنی مجلس مالیات، مجلس امور مذہبی اور مجلس تعمیمی میں طبقہ ہریجن کے اراکین نامزد کئے گئے ہیں

مجلس بلدیہ کے سرکاری نامز دکردہ اراکین میں طبقہ ہریجن کا ایک رکن بھی شامل ہے۔

چونکہ حکومت سرکارعالی کسی قسم کے مذہبی معاملہ میں کوئی مداخلت نہیں کرتی اس لئے وہ چھوت چھات کو ختم کرنے کےلئے قانون سازی میں پیش قدمی کرنے سے محترز رہی ہے ۔ لیکن یہ فرض کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ خود طبقہ ہریجن جسکے نمائندے مجلس وضع قوانین میں بھی شامل ہونگے ۔ دوسرے طبقوں کےصلاح و مشورے سے اپنی مرضی کے مطابق سماجی اصلاح کرنے کی غرض سے مناسب قوانین کے مسودے پیش نہ کرینگے ۔

گونگے بہرے اور اندھے بچوں کو کارآمد شہری بنانے کی کوشش

سررشتہ تعلیمات سرکارعالی نےگونگے بہرے اور اندھے بچوں کو اپنی روزی کمانے کےقابل کارآمد شہری بنانےکی غرض سے بلدہ حیدرآباد میں ایک ادارہ قایم کیاہے یہ ادارہ مدرسہ کو روکرو گنگ ہے جس کا افتتاح تین سال قبل نواب مہدی یارجنگ بہادر نے فرمایاتھا ۔ اس مدرسہ کاعملہ چار طیلسان اساتذہ پر مشتمل ہے جنھوں نے برطانوی ہند میں ان بدنصیب بچوں کو تعلیم دینے کی مخصوصی تربیت حاصل کی ہے ۔

فی الوقت اس مدرسہ میں (۶) اندھے اور (۱۹) گونگے اور بہرے بچے زیر تعلیم ہیں جن کے لئے ۰ وزوں فنون اور صنعتوں کی تعلیم کا بھی انتظام کیاگیاہے حکومت اس ادارہ پر سالانہ (۱۳۵۰۰) روپے صرف کر رہی ہے ۔

نابینا طلباء کو قوت لامسہ کے ذریعہ تعلیم دی جاتی ہے اور اس مقصد کےلئے بریل سسٹم اختیار کیا گیاہے ۔ گونگے اور بہرے طلباء کو ''لپ ریڈنگ اینڈ آرٹیکولیشن سسٹم'' کے تحت تعلیم دیجاتی ہے ۔ گونگے اوربہرے طلباء کو جلد سازی بید بافی اور خیاطی اور نابینا بچوں کو پارچہ بافی اور موسیقی بھی سکھلائی جاتی ہے ۔

اس مدرسہ کے طلباء نے فطری معذوری کے باوجود نہ صرف پڑھنا اور لکھنا سیکھ لیاہے بلکہ مفید دستکاریوں سے بھی واقف ہوگئے ہیں ۔ چنانچہ انہوں نے اتنی مہارت پیدا کرلی کہ بعض مقابلوں میں انعامات حاصل کرنےمیں بھی کامیاب ہوئے ۔

مسکرات کے استعمال میں کمی

عہد عثمانی کی برکت

مسکرات ترک کرنے کے لئے پروپیگنڈہ اور اضافہ شدہ محاصل منشیات کے استعمال میں کمی کا اہم سبب ہیں

اعلحضرت بندگانعالی کے تیس سالہ عہد حکومت میں ممالک محروسہ سرکارعالی میں تاڑی اور دوسری منشی اشیاء کے استعمال میں جو کمی ہوئی ہے اسکی وضاحت مندرجہ ذیل اعداد سے ہوتی ہے۔

منشیات	سنه ۱۳۱۹ف	سنه ۱۳۴۹ف
تاڑی	(۱۱۵) کروڑ سیر	(۱۷) کروڑ سیر
دیہی شراب	(۱۰) لاکھہ گیلن	(۴) لاکھہ گیلن
گانجہ	(۱۶۰۰۰) سیر	(۸۰۰۰) سیر
افیون	(۴۷۰۰۰) ,,	(۶۰۰۰) ,,
تاڑی کی دوکانیں	۲۱۴۶۰	۵۷۵۴
دیہی شراب کی دوکانیں	۱۰۲۳۷	۳۰۱۹
گانجہ کی دوکانیں	۹۲۷	۸۶۱
افیون کی دوکانیں	۱۲۰۹	۶۱۵

سنه ۱۳۵۱ف کی رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ منشیات کے استعمال میں مزید کمی ہوگئی ہے۔چنانچہ اب دیہی شراب کی دوکانوں کی تعداد کم ہوکر (۲۹۵۸) اور تاڑی کی دوکانوں کی تعداد (۵۶۹۱) رہ گئی ہے۔

شراب کی ناجائز کشیدی کے بارے میں محکمہ متعلقہ نے شدید تدبیریں اختیار کی ہیں۔ شراب کی یہ قسم صحت کے لئے اس سراب سے بھی زیادہ مضر ہے جو سرکاری کشیدخانوں سے فراہم کی جاتی ہے۔منشیات کے استعمال میں کمی کے باوجود کھپت کے اعداد میں جو سریع ترکمی ظاہر نہیں ہوئی اس کا سبب یہ ہے کہ سررشتہ آبکاری کی شدید نگرانی کے باعث ناجائز کشیدی شراب دشوار ہوگئی ہے۔ سنه ۱۳۵۱ف میں (۷۰۰۰) روپے سارقوں کو گرفتار کرنے کے لئے خفیہ فنڈ کے طور پر ناظم صاحب آبکاری کے تفویض کئے گئے تھے چنانچہ ناجائزطریقہ پر شراب بنانے کے (۶۶۰) واقعات کا پتہ چلا کرانہیں سزادی گئی۔اسی طرح افیون اور گانجہ سے متعلق ضوابط کی خلاف ورزی میں بھی (۴۱۲) مقدمات چلائے گئے۔ محکمہ مذکور کے (۲۶۴) ملازمین کو بد روی یا اپنے فرائض سے بے اعتنائی کے باعث سزا دی گئی سررشتہ آبکاری نے جو ترقی پسندانہ حکمت عملی اختیار کی ہے اس کی وجہ سے تاڑی شراب اور دوسری منشیات کے استعمال میں کافی کمی ہوگئی ہے۔ اس کمی کا ایک بڑاسبب ترک مسکرات کا پروپیگنڈہ بھی ہے جو حکومت کی مالی امداد سے جاری ہے اور سررشتہ آبکاری کی آمدنی میں اضافہ بھی مقدار کھپت کم کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوا ہے۔

دیرینہ روایات کی ایک مثال

ہندوؤں اور مسلمانوں کے اداروں میں باہمی ربط

کشن باغ کے مندر کی داستان

باقی ماندہ ہندوستان کے لئے قابل تقلید نمونہ

۲۰ - مارچ سنہ ۱۹۴۳ع کو حسب معمول کشن باغ کے مندر کا جاترا بڑی دھوم دھام سے منایا گیا ۔ راجہ ترمبک لال نے جو کہ راجہ موہن لال آنجہانی کے فرزند اور مندر کے نگراں ہیں اس موقع پر مختلف فرقوں اور طبقوں کے ایک ہزار سے زیادہ اشخاص کو مدعو کیا تھا ۔

کشن باغ کا مندر جس کے لئے شاہان آصفی نے (۲۱۰۰۰) روپے سالانہ آمدنی کی جاگیر عطا فرمائی ہے ۔

نواب سکندر جاہ بہادر آصفجاہ ثالث نے اس مندر کے اخراجات کے لئے (۱۸,۰۰۰) روپے سالانہ آمدنی کی ایک جاگیر عطا فرمائی تھی ۔ بعد کو (۳۵۰۰) روپے سالانہ آمدنی کی ایک اور جاگیر مصارف نوبت کے لئے عطا کی گئی اور یہ عطیہ ایک نمایاں امتیازی حیثیت رکھتا ہے ۔ کشن باغ کا مندر (۱۵۰) سال قبل تعمیر ہوا تھا اور سری کرشن جی کے نام سے منسوب ہے ۔ متذکرہ بالا جاگیروں کے علاوہ مندر کے نگراں خاندان کے لئے بھی جاگیریں عطا کی گئی ہیں ۔ جن کی سالانہ آمدنی تقریباً (۶۰,۰۰۰) روپے ہے ۔

ایک مسلمان بزرگ کی درگاہ

اس مندر سے متصل حضرت سید شاہ ندیم اللہ حسینی نامی ایک بزرگ کی درگاہ ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی قطب شاہی عہد کی ایک پرانی مسجد میں گزاری تھی اور یہ مسجد اس مندر کے حدود میں واقع ہے ۔ مندر کے پہلے پجاری راجہ رگھو رام کو حضرت سید شاہ ندیم اللہ حسینی سے بہت عقیدت تھی انکے انتقال کے بعد راجہ رگھو رام نے انکی یادگار کے طور پر متعدد عمارتیں بنوائیں اور ان کا

کشن باغ کے مندر کی حدود میں واقع مسجد

سالانہ عرس بھی اسی جگہ منعقد ہوتا ہے ۔ عرس کے تمام مراسم کی ادائی میں راجہ رگھورام کا خاندان حصہ لیتا ہے اور غریبوں کو کھانا کھلاتا ہے ۔ یہ تمام روایات مدت سے قائم ہیں اور مندر کے لئے جو جاگیر وقف ہے اس سے یہ خاندان متعلقہ مسجد کے مصارف کی بھی تکمیل کرتا ہے ۔ مزید برآں مندر کے نگراں کاروں نے درگاہ حضرت سید شاہ ندیم اللہ حسینی کے سجادہ کے واسطے رہائش گاہ اور کاشت کرنے کے لئے زمین بھی فراہم کی ہے ۔

روایات آصفی کی نمایاں خصوصیات

آصفجاہی حکمرانوں نے کشن باغ کے مندر کے واسطے بڑی جاگیریں عطا فرمائیں اور مندر کے محافظوں کا خاندان گذشتہ (۱۵۰) سال سے مندر کے لئے عطا کردہ جاگیر کی آمدنی سے مسجد اور درگاہ کے مصارف پورے کررہا ہے ۔ مندر مسجد اور درگاہ کی پہلو بہ پہلو موجودگی اور ان دونوں مذہبی اداروں کے باہمی خوشگوار روابط آصفجاہی حکمرانوں کی قائم کردہ روایات کی نمایاں خصوصیات ہیں جنہیں باشندگان حیدرآباد کی زندگی کا لب لباب کہنا چاہئے ۔ اس مندر کے حالات باقی ماندہ ہندوستان کے لئے قابل تقلید مثال ہیں ۔

۱۷۰۰ کنویں مکمل ہوگئے اور ۶۰۰ زیر تعمیر ہیں

حکومت سرکار عالی کے محکمہ کندیدگی باولیات نے اختتام ماہ بہمن سنہ ۱۳۵۲ف تک ضلع گلبرگہ میں ۱۲۳۷ کنویں تعمیر کئے اور ۹۲ کنویں زیر تکمیل تھے ۔ ضلع عثمان آباد میں ۳۶۳ کنویں مکمل ہوئے اور ۲۰۹ زیر تعمیر تھے اور ضلع بیڑ میں ۲۴ کنویں تکمیل شدہ اور ۲۹۸ زیر تکمیل تھے ۔

حکومت اور رعایا کے درمیان قریب تر تعاون عمل

اضلاعی کانفرنسوں کے ذریعہ ضروریات کا احساس

سالانہ ضلع واری کانفرنسیں جو کہ دستوری اصلاحات کی اسکیم کا ایک اہم جزو ہیں ۔ اس سال ہر ایک ضلع میں منعقد کی جا رہی ہیں ۔ ان کی ابتدا نلگنڈہ اور عادل آباد سے ہوئی ۔ اس رسالہ کے نمائندے دونوں کانفرنسوں میں شریک تھے اور ان کے تاثرات درج ذیل ہیں ۔

نلگنڈہ کی ضلع واری کانفرنس

انصاف پسندی کی ایسی فضاء میں جس نے کہ عدل جہانگیری کی یاد تازہ کردی نلگنڈہ میں ضلع واری کانفرنس منعقد ہوئی اور اس میں تمام نقطہ ہائے نظر کے حامل مندوبین نے شرکت کی ۔

صوبہ دار صاحب صوبہ میدک نے اپنے مختصر خطبہ صدارت میں ان متعدد امور پر تبصرہ کیا جو حکومت نے رعایا کے فائدہ کے لئے گذشتہ سال کے دوران میں انجام دئے ہیں اور یہ خیال ظاہر کیا کہ اگرچہ قیمتوں میں اضافہ ہوجانے کے باعث عوام کو مشکلات پیش آرہی ہیں لیکن یہ مسئلہ صرف ممالک محروسہ تک ہی محدود نہیں بلکہ دوسرے ممالک بھی ان مشکلات میں مبتلا ہیں ۔ حکومت نے ان پریشانیوں کو رفع کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے لیکن ان کوششوں کو کامیاب بنانے کے لئے کاشتکاروں اور تاجروں کا تعاون لازمی ہے ۔ صوبہ دار صاحب نے اس امر کی بھی وضاحت کی کہ ضلع نلگنڈہ اجناس خوردنی کے معاملہ میں خود مکتفی نہیں ہے ۔ چنانچہ زیادہ غلہ کاشت کرنے کی مہم پر خصوصی توجہ کر کے بہتر اقسام کے تخم اور کھاد کی فراہمی اور افتادہ اراضی کی کاشت کا انتظام کیا جارہا ہے ۔ صدر کانفرنس نے شرکاء جلسہ کو اس سے بھی آگاہ کیا کہ ضلع کے تمام سرکاری محکمے عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنے کی متواتر جدوجہد کررہے ہیں ۔ ڈنڈی پروجکٹ کا انہوں نے خاص طور پر ذکر کیا جو کہ اس سال مکمل ہوجائے گا اور رعایا اس کے فوائد سے عنقریب مستفید ہونے لگے گی ۔ مزارعین سے اس ضمن میں متعدد رعایتیں کی جائینگی جن میں پانچ سال کی مدت کے لئے رعایتی شرح لگان بھی شامل ہے ۔

صوبہ دار صاحب نے اس کا بھی اظہار کیا کہ رقبہ آیا کٹ میں سڑکوں کی تعمیر تقریباً مکمل ہوگئی ہے اور حفظان صحت کے اصول اور آبادکاری کے جدید طریقوں کو ملحوظ رکھکر اس علاقہ میں نئے مواضعات آباد کئے جارہے ہیں ۔

زمین کو بہتر بنانے کے خیال سے تمام ضلع میں درخت لگانے کی مہم بھی شروع کی گئی ہے اور سررشتہ جنگلات پرورش گاہ درختان قائم کرکے اس ضمن میں کافی امداد دے رہا ہے ۔ مختلف سررشتوں کی کارگزاریاں بیان کرنے میں عہدہ داروں نے زیادہ تفصیل و طوالت کے بجائے اختصار سے کام لیا ۔

کانفرنس میں جو سوالات کئے گئے وہ عموماً دو قسم کے تھے ۔ بلدی اور دیہی ۔ بھونگیر جنگاؤں اور دوسرے قصبات کے نمائندوں نے مزید طبی امداد کی فراہمی اور تحتانی مدارس کی ثانوی مدارس میں تبدیلی جیسے مسائل پیش کئے اور مواضعات کے رہنے والوں نے تعین لگان تخفیف مالگزاری اور شکستہ تالابوں کی مرمت جیسے مسائل کو زیادہ اہمیت دی ۔

نمائندوں کی دلچسپی اور جوش و خروش اور عہدہ داران ضلع کے ہمدردانہ نقطہ نظر سے اس کا بخوبی اظہار ہورہا تھا کہ یہ کانفرنس اپنے مقصد یعنی رعایا اور حکومت کے درمیان قریب تر ربط پیدا کرنے میں کامیاب رہی اور اسکے ذریعہ سیاسی فہم و شعور کی بھی بہتر طریقہ پر تربیت ہوتی رہی ۔ چنانچہ صدر کانفرنس نے مندوبین کو جس طریقہ پر ان کے بعض مطالبات کی خامیوں سے آگاہ کیا، مطالبات پیش کرنے کا صحیح طریقہ بتلایا اور انفرادی شکایات کی بناء پر کارروائی کی خواہش اور سرکاری حکمت عملی میں تبدیلی کے متقاضی مطالبات کا فرق بتلایا اس سے بظاہر ہوتا ہے کہ کانفرنسوں کے ذریعہ یہ مقصد حاصل ہورہا ہے اور مندوبین تجربہ سے فائدہ اٹھانے اور مختلف مسائل کو صحیح طور پر پیش کرنے کے طریقہ سے بخوبی واقف ہوجائینگے ۔

کوئی غیر متعلق شخص یہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا کہ اکثر سوالات بے ترتیب تھے جنہیں پیش کرتے وقت نمائندوں کے ذہن میں کوئی معینہ لائحہ عمل موجود نہ تھا چنانچہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اندھیرے میں کسی ایسی چیز کو تلاش کرنے کی کوشش کررہے ہیں جس سے وہ خود بھی واقف نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ معیار زندگی کی بہتری، انفرادی آمدنی میں اضافہ، گھریلو مصنوعات دیہی تنظیم، دیہی علاقوں میں وسائل نقل و حمل اور ایسے ہی دوسرے تمام مسائل جو کہ بحیثیت مجموعی قومی تعمیر کے لئے زیادہ اہم ہیں ان پر کافی توجہ نہ کی گئی اور اگر کسی نے ان کا تذکرہ کیا بھی تو بہت ہی مبہم اور پیچیدہ طریقہ پر کیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک کے دیہاتی باشندے ابتک ایسی حالت میں ہیں کہ جدید عمومیت کے پیچیدہ طریقوں سے مدت دراز تک فائدہ اٹھانے کے قابل نہ ہوسکیں گے ۔ ان کے لئے یہ کانفرنسیں ابتدائی تربیت گاہ ہیں جہاں انہیں سیاسی شعور پیدا کرنے کی صحیح تربیت ملے گی ۔ عہدہ داران ضلع جس طریقہ پر کانفرنس کے مقاصد کو کامیاب بنانے میں منہمک تھے، جس خندہ پیشانی سے انہوں نے

تنقیدوں کو سنا اور گذشتہ کانفرنس کی سفارشات کو جس طریقہ پر روبہ عمل لایا گیا اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ کانفرنسیں محض اجتماعات نہیں ہیں بلکہ ان کا مقصد کام کرنا ہے۔

کانفرنس سے متعلق دوسری سرگرمیوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا چنانچہ اس کے ساتھ ایک نمائش بھی منعقد کی گئی تھی جو تین شعبوں یعنی سررشتہ واری ترقی ضلع کی، مقامی مصنوعات اور مظاہرات و تجربات میں منقسم تھی۔ اس نمائش کے انعقاد سے عوام نے سرکاری محکموں کی سرگرمیوں اور اپنے ضلع کی صنعتوں سے واقفیت حاصل کی۔ مقامی صنعتوں کے لئے یہ نمائش اہم تشہیری ذریعہ بھی ثابت ہوئی کیونکہ مصنوعات کافی تعداد میں فروخت ہوئیں اور مقامی صنعتوں سے واقفیت ہوجانے کے باعث ان کے استعمال میں اضافہ ہونا بھی یقینی ہے۔ صنعتی نمائش کی طرح مظاہرہ امداد باہمی، نمائش مویشیان و مرغبانی، مظاہرات پرورش و بہبودی اطفال بھی اس کانفرنس کا نہایت ہی اہم جزو تھے اور ان سے ایسے امور کی تربیت ہوسکے گی جن کا صحیح سیاسی شعور کی بیداری سے قریبی تعلق ہے

عادل آباد کی ضلع واری کانفرنس میں مندوبین کے مطالبے

دستوری اصلاحات کی جدید اسکیم کے مطابق ضلع عادل آباد کی پہلی کانفرنس ۱۹ - اور ۲۰ - اردی بہشت کو عادل آباد میں منعقد ہوئی۔ صوبہ دار صاحب صوبہ ورنگل اس کانفرنس کے صدر تھے اور تمام عہدہ داران ضلع و تحصیلداران تعلقہ جات بھی شریک تھے۔ اس کانفرنس میں تقریباً (۳۰۰) مندوبین نے شرکت کی اور ان کے علاوہ ضلع کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے ایک ہزار شرکاء بھی موجود تھے۔

خطبہ صدارت کے بعد جس میں کہ ان تمام امور پر تبصرہ کیا گیا تھا جو حکومت نے عوام کے فائدہ کے لئے انجام دئے ہیں صدر کانفرنس نے مندوبین کو استفسارات و تحریکات پیش کرنے کا موقع دیا چنانچہ مندوبین کانفرنس نے جن میں ہندو اور مسلمان، تجار و کاشتکار، وکلاء و دیس مکھ سب ہی شامل تھے، (۳۲) سے زیادہ مطالبات پیش کئے۔ ایک تحریک تلنگی زبان میں بھی پیش کی گئی اور دو غریب کاشتکاروں نے صوبہ دار صاحب کے پاس درخواست پیش کی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ضلع واری کانفرنس نے غریب سے غریب کاشتکار کو بھی صوبہ دار کے پاس براہ راست اپنی شکایت پیش کرنے کا موقع دیا۔

متعدد مسائل سے متعلق قراردادیں

اس کانفرنس میں پیش کردہ قرار دادیں ضوابط لاؤنی، آب پاشی، چراگاہوں، مقامی صنعتوں، دیہی تنظیم، مقامی محاصل، طبی امداد، قلت آب، غلہ کے نرخوں، تعلیمی سہولتوں اور جنگلات کے مسائل جیسے متعدد موضوعات پر مشتمل تھیں اس کانفرنس کی ایک نمایاں خصوصیت وہ کامل نظم و ضبط ہے جس کا مظاہرہ مندوبین و مقررین سب نے یکساں طور پر کیا۔ عہدہ داران ضلع نے صدر کانفرنس کو اپنے محکموں سے متعلق امور میں ضروری معلومات بہم پہونچائیں۔

قابل کاشت افتادہ زمین رعایا کو عطا کرنے کے ضمن میں ایک قرار داد کے ذریعہ حکومت سے یہ استدعا کی گئی کہ تحصیلداروں اور تعلقداروں کو علی الترتیب ۱۰ اور ۲۵ ایکڑ تک لاؤنی عطا کرنے کا اختیار دیا جائے دوسری قرار دادوں میں حکومت سے یہ درخواست کی گئی کہ لاؤنی اراضی کا ہراج نہ کیا جائے بلکہ اس بارے میں وہی اصول اختیار کئے جائیں جو صوبہ متوسط میں نافذ ہیں اور یہ بھی خواہش کی گئی کہ یہ اراضیات صرف زراعت پیشہ اشخاص کو عطا کی جائیں۔ چراگاہوں کی وسعت اور صحرائی اراضی پر بلا معاوضہ مویشی چرانے کی اجازت کے لئے بھی حکومت سے استدعا کی گئی۔
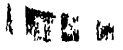
ایک قرارداد میں یہ شکایت کی گئی کہ ضوابط بھگیلہ سے بھگیلے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں اور زمانہ کاشت میں اپنے کام پر نہیں آتے۔ کئی مقرروں نے حکومت سے یہ درخواست کی کہ اشیاء خوردنی کی امکانی قلت اور غلہ اور کپڑے کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کی روک تھام کے لئے فوری انتظام کیا جائے۔ بعض قرار دادوں میں محفوظہ صحرائی علاقوں سے متصل اراضی رکھنے والے پٹہ داروں اور عہدہ داران جنگلات کے تعلقات کے ضمن میں سررشتہ جنگلات کی کوتاہیوں پر توجہ منعطف کراتے ہوئے ان کا حل پیش کیا گیا۔ بعض مواضعات میں نئے شفاخانوں کے قیام اور موجودہ شفاخانوں کی تنظیم جدید کے بارے میں بھی چند قراردادیں پیش کی گئیں۔ ایک مقرر نے قصبہ عادل آباد میں مدرسہ فوقانیہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی اور ایک مقرر نے ایسے تمام گڑھے پاٹ دینے کی اہمیت پر زور دیا جہاں مچھر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک مقرر کی پیش کردہ تحریک کا موضوع آراضیات کا فوری بندوبست اور تحفظ حقوق کا اندراج تھا۔ ماہور سے آئے ہوئے ایک مندوب نے ماہور اور سرکنڈ واڑی میں دیہی تنظیم کے مراکز قائم کرنے کے لئے درخواست کی اور نرمل سے آئے ہوئے ایک مندوب نے مسلمانوں کی تدفین کے لئے ایک قبرستان اور ہندوؤں کو جلانے کے لئے ایک مرگھٹ کے واسطے مستقل جگہ فراہم کرنے کی استدعا کی۔

صوبہ دار صاحب نے وعدہ کیا کہ متعلقہ محکموں کے توسط سے مقررین کے پیش کردہ تمام مسائل کے بارے میں حکومت کی توجہ منعطف کرائی جائے گی۔ اور ان کے نتائج سے مندوبین کو آئندہ کانفرنس میں مطلع کیا جائے گا۔

صوبہ دار صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں تاجروں کو متنبہ کیا کہ وہ ایسے حالات نہ پیدا کریں جن کی وجہ سے قیمتیں بہت بڑھ جائیں اور اشیاء خوردنی کی قلت ہو جائے ورنہ صورت حال خود ان کے مفاد کے لئے بھی نقصان رساں ہوگی۔

نمائشوں کا انعقاد

ضلع واری کانفرنس کے ساتھ ہی مقامی فنون ودستکاری اور سررشتہ جات جنگلات وآبکاری کی ترتیب دی ہوئی نمائشیں بھی منعقد ہوئیں ۔ نرمل کے مدرسہ فنون ودستکاری میں تیار کردہ کھلونے، ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا، چھڑیاں، جوتے، سرپور میں تیار کیا ہوا کاغذ اور اس ضلع میں تیار کی ہوئی دوسری متعدد چیزیں نمائش میں موجود تھیں ۔ اشیاء نمائش میں سے ایک منظر بہت دلچسپ تھا جو عادل آباد کے ایک استاد نے سموف سے ایک تختہ پر بنایا تھا ۔

شام میں تعلقدار صاحب کی جانب سے جوبلی پارک میں عہدہ داران اور مندوبین کو ایک عصرانہ دیا گیا ۔ جس سے مندوبین نے عہدہ داروں سے قریبی واقفیت پیدا کرلی ۔

مندوبین کے تاثرات

اس کانفرنس کی کامیابی کے متعلق مندوبین کا جو خیال ہے کہ وہ مسٹر شنکر راؤ، محمد اسمعیل صاحب، مسٹر نرہرراؤ اور محمد علی صاحب کی رائے سے ظاہر ہوتا ہے ان سب نے کانفرنس کی کارروائیوں میں نمایاں حصہ لیا تھا ۔

مسٹر شنکر راؤ نے کہا کہ اس کانفرنس نے باشندگان ضلع کے لئے اپنی شکایتوں اور خواہشوں کے اظہار کا بہترین موقع فراہم کیا ہے ۔

مسٹر نرہرراؤ نے بیان کیا کہ مندوبین نے پوری آزادی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا صدر کانفرنس کے جوابات نہایت ہمدردانہ تھے اور اس کانفرنس کا ہر ایک مندوب یہ محسوس کر رہا تھا کہ حکومت بلا امتیاز مذہب وطبقہ رعایا کی مشکلات اور ان کی خواہشات سے واقف ہونے کے لئے مضطرب ہے ۔

محمد اسمعیل صاحب نے یہ خیال ظاہر کیا کہ یہ کانفرنس آئندہ حکومتی حکمت عملی کے تعین میں عوام کے لئے وسیع تر مواقع فراہم کریگی ۔

محمد ذکی صاحب نے جو کہ کوٹ میں وکالت کرتے ہیں یہ رائے ظاہر کی کہ اس قسم کی کانفرنسیں عوام کے لئے نظم ونسق میں زیادہ حصہ لینے اور رعایا اور عہدہ داروں کے درمیان قریبی ربط پیدا کرنے کے بہترین مواقع فراہم کرینگی ۔

باشندگان حیدر آباد کے نام چینی لیڈر کا پیغام

چینی تعلیمی اور تمدنی وفد کے قائد ڈاکٹر کو نے شہر حیدرآباد میں اپنے قیام کے دوران میں باشندگان ممالک محروسہ کے نام ایک طویل پیغام میں یہ بیان کیا ہے کہ وہ اور ان کے شرکاءکار ایجنٹہ اور ایلورہ کے خوشنما غار دیکھ کر بہت مسرور ہوئے جنہیں کہ حکومت سرکار عالی نے نہایت اچھی حالت میں محفوظ کر رکھا ہے ۔ ڈاکٹر کو نے اس حقیقت کو واضح کیا کہ ہندوستان اور چین کے درمیان تقریباً دو ہزار سال سے تمدنی تعلقات قائم ہیں اور بڑی مسرت کے ساتھ اس واقعہ کا بھی ذکر کیا کہ مشہور چینی سیاح هیون سانگ نے (۱۳۰۰) سال قبل ایجنٹہ کے غار دیکھے تھے اور اپنے افسانہ ہائے سیاحت میں ان کا تذکرہ کیا ہے ۔

چینی وفد کے قائد نے اپنے پیام میں یہ بھی بیان کیا کہ چین میں غار ہائے تنگ ہوانگ لن من اور تائنگ میں ہندوستانی اثرات علانیہ طور پر نمایاں ہیں اور انہیں یہ دریافت کر کے مسرت ہوئی کہ غار ہائے ایجنٹہ وایلورہ کی فنکاری میں بھی چینی اثرات موجود ہیں ۔

نوادر خانہ سرکار عالی کا معائنہ کرنے کے بعد ڈاکٹر کو نے کہا کہ تقریباً ایک ہزار سال کے پرانے چینی ظروف دیکھ کر وہ بہت محظوظ ہوئے ۔

اپنے پیغام کے آخر میں ڈاکٹر کو نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مملکت حیدرآباد اب تک صرف شمالی اور جنوبی ہند کی ثقافتوں کا مقام اتصال تھی لیکن اب یہ مشرق ومغرب کے تمدنوں کا سنگم بن رہی ہے ۔

اضلاع کی خبریں

عادل آباد

سنہ ۱۳۵۱ف میں اس ضلع کے کاشتکاروں کو محکمہ مالگزاری میں (۲۲۵۰۰۰) روپے کی معافی دی گئی اور (۱۳۰۰۰) روپے تک التوائے مالگزاری منظور کی گئی - (۱۴۴۰۰۰) روپے کے قرضے جو کاشتکاروں کو ادا کرنے تھے معاف کردیئے گئے اور (۲۰۰۰۰) روپے بدوران سال بطور تقاوی تقسیم کئے گئے -

محکمہ تعمیرات عامہ نے بدوران سال اس ضلع پر (۳۳۰۰۰) روپے صرف کئے - سرکاری شفاخانوں میں اسی سال تین لاکھ مریضوں کا علاج کیا گیا - ہیضہ سے محفوظ رکھنے کے لئے (۰۰۰۰۰) اور چیچک سے محفوظ رکھنے کے لئے (۹۰۰۰) ٹیکے لگائے گئے اور (۲۱۵۳) آپریشن کئے گئے - وباؤں کا انسداد کرنے کے لئے (۳۲۴۵) کنوؤں اور تالابوں کو جراثیم سے پاک کیا گیا - یونانی اور آیورویدک شفاخانوں میں (۳۹۰۰) مریض رجوع ہوئے - محکمہ علاج حیوانات کے ڈاکٹروں نے (۲۱۰۰۰) مویشیوں کا علاج کیا اور (۰۰۰۰) کے ٹیکے لگائے - محکمہ لوکلفنڈ نے دیہی امور پر (۹۳۰۰۰) روپے صرف کئے - قصبہ عادل آباد میں آبرسانی کی ایک اسکیم روبہ عمل لانے کے لیے (۱/۲ ۵) لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں -

ضلع عادل آباد میں مدارس کی تعداد (۲۷۰) ہے جن میں (۱۳۰۰۰) طلباء زیرتعلیم ہیں - ان مدارس میں سے پانچ وسطانیہ مدارس ہیں جو عادل آباد، چنور، راحورہ، آصف آباد اور نیلم پلی میں واقع ہیں - نرمل میں ایک مدرسہ وقانیہ بھی ہے - بدوران سال سات نئے تحتانی مدارس قائم کئے گئے مدارس نسواں کی تعداد (۲۳) ہے جن میں سے (۱۲) مدارس میں تلنگی یا مرہٹی ذریعہ تعلیم ہے - سون اور کنتالا میں نئے مدارس بالغان بھی قائم کئے گئے ہیں جن میں (۹۷) اشخاص تعلیم حاصل کررہے ہیں - ایک اور مدرسہ بالغان تاسنی میں پست اقوام کے لئے خاص طور پر قائم کیا گیا ہے جہاں (۳۳) اشخاص تعلیم پارہے ہیں -

تعلقہ جات عادل آباد، اتنور، راحورہ، سرپور، لکشٹی پیٹھ، اور چنور میں سررشتہ زراعت کپاس اور گیہوں کی بہتر فصلیں حاصل کرنے کے لئے تجربات کررہا ہے - جرلا کپاس کی کاشت سے فی ایکڑ (۴۲۵) پونڈ پیداوار ہوتی تھی - خیال ہے کہ سررشتہ زراعت کپاس کے متعلق جو تحقیقات کررہا ہے اس کی وجہ سے اس ضلع کے مزارعین کو (۳۲) لاکھ روپے سالانہ تک فائدہ ہوگا -

اس ضلع میں (۶۶) ٹپہ خانہ ہیں جن میں سیونگ بنکس کی رقومات کی مقدار (۲۶۰۰۰۰) روپے ہے اور کھاتوں کی تعداد (۳۰۸۰) ہے - سنہ ۱۳۵۱ف میں ضلع عادل آباد کے ٹپہ خانوں سے (۹) لاکھ مجموعی رقم کے (۳۶۰۰۰) منی آرڈر روانہ کئے گئے اور (۴) لاکھ مجموعی رقم کے (۲۲۰۰۰) منی آرڈر تقسیم ہوئے -

کھلونہ سازی نرمل کی ایک مشہور صنعت ہے اور اس کو ترقی دینے کے لئے محکمہ صنعت و تجارت نے طلباء کے لئے (۸) وظیفے منظور کئے ہیں تاکہ اس فن کے سیکھنے میں انہیں سہولت ہو - چنور میں صنعت ریشم سازی کو فروغ دینے کی تدبیریں بھی اختیار کی جارہی ہیں -

ضلع عادل آباد میں امداد باہمی کے تین بینک ہیں جو نرمل، عادل آباد اور چنور میں قائم ہیں - ان بینکوں کے تحت امداد باہمی کی (۱۸۶) انجمنیں ہیں جن کے اراکین کی تعداد (۵۶۰۰) ہے ان انجمنوں میں (۲۲۹۴۳۶) روپے سرمایہ لگا ہوا ہے - (۹۱) مواضعات میں مجالس تنظیم دیہی بھی قائم ہیں -

نظام آباد

ضلع نظام آباد میں (۲۱۸) مدارس ہیں جن میں (۱۰۰۰۰) طلباء زیرتعلیم ہیں - توقع ہے کہ سنہ ۱۳۵۲ف کے اختتام تک اس ضلع میں مدارس کی تعداد (۲۵۰) ہوجائے گی - (۲۳) تحتانی مدارس زیر تعمیر ہیں اور اختتام سنہ ۱۳۵۳ف تک ان کے علاوہ (۳۷) مدارس مکمل ہوجائیں گے - چھ مدارس میں طلباء کو پارچہ بافی کی تعلیم دی جارہی ہے - دو مدارس بالغان بھی قائم ہیں جہاں (۷۱) اشخاص تعلیم حاصل کررہے ہیں -

نظام آباد کا برقی قوت خانہ (۵۱۸) صارفین کے لئے برقی قوت فراہم کررہا ہے - قوت خانہ کی آمدنی (۵۱۰۰۰) روپے ہے اور اب یہ ادارہ خود اپنی آمدنی سے اپنے مصارف کی تکمیل کررہا ہے - سنہ ۱۳۵۱ف میں تقریبا (۳) لاکھ یونٹ برقی قوت حاصل کی گئی -

اوسط طبقہ کے کاشتکار میوہ کی کاشت کرنے لگے ہیں اور خوش حال کاشتکار نیشکر کی کاشت کررہے ہیں جو کہ انتہائی نفع بخش ہے - ضلع نظام آباد کے (۲۶۲) مواضعات جن کا رقبہ (۱۲۶۰۰۰) ایکڑ ہے نظام ساگر اسکم کے مطابق آبی کاشت کے تحت آگئے ہیں -

اس ضلع میں پختہ سڑکوں کا مجموعی طول (۲۹۲) میل اور مورم کی سڑکوں کا طول (۲۰) میل ہے - سنہ ۱۳۵۱ف میں محکمہ تعمیرات عامہ نے بالائی سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر اور مرمت پر (۳۷۶۵۰۰) روپے صرف کئے -

ضلع نظام آباد میں زرعی تحقیقات کے دو مرکز ہیں ایک بودھن میں اور دوسرا ابراہیم پیٹھ میں - ان کے علاوہ (۵۱) امدادی مزارع بھی ہیں جن کے مالکوں کو سررشتہ زراعت کی جانب سے (۱۰۰۰) روپے فی کس مزرع کے ضروری مصارف کے لئے دیئے جاتے ہیں - نیشکر دھان گیہوں تمباکو مرچ اور السی کے متعلق تحقیقی کام جاری ہے - زیادہ غلہ پیدا کرنے کی مہم کے تحت اس ضلع میں بجواڑہ کے چاول

کے (۱۵۰۰) تھیلے بطور تخم تقسیم کئے گئے۔ اس تقسیم کی وجہ سے (۲۸۰۰) ایکڑ اراضی پر چاول کی کاشت کرنے میں امداد ملی۔ کھاد کے (۳۵۰۰۰) تھیلے جن کی قیمت (۱۲۰۰۰۰) روپے ہے بطور تقاوی تقسیم کئے گئے۔ یہ کھاد (۱۵۰۰۰) ایکڑ اراضی کے لئے استعمال کی گئی اور تخمینہ کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے پیداوار میں (۳۰) فیصد اضافہ ہوا ہے۔ کاشتکاروں کے لئے یہ کھاد تخفیف شدہ نرخ پر فراہم کی گئی اور اس رعایت کی وجہ سے سررشتہ متعلقہ کو (۲۲۰۰۰) روپے صرفہ کرنے پڑے۔ سررشتہ زراعت نے چاول کی بہتر قسم کی کاشت کو رائج کیا ہے اور اس کی وجہ سے کاشتکاروں کو زیادہ قیمت مل رہی ہے۔ بعض صورتوں میں تو (۵۰) روپے فی کھنڈی تک قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ بہتر قسم کے گیہوں کے (۵۵۲) تھیلے اور آلو کے (۳۵۰۱) تھیلے بھی بطور تخم تقسیم کئے گئے۔ اس ضلع میں (۳۲۱) مظاہراتی مزرعے بھی قائم کئے گئے ہیں جہاں کماد، نیشکر اور دھان کی کاشت ہوتی ہے۔

محکمہ علاج حیوانات کے عہدہ داروں نے سنہ ۱۳۵۱ ف میں (۵۵۰۰۰) مویشیوں کے ٹیکے لگائے اور (۲۰۰۰) مویشیوں کا علاج کیا۔

اس ضلع میں دیسی شراب کی دوکانوں کی مجموعی تعداد (۵۳۷) ہے۔

نلگنڈہ

ضلع نلگنڈہ میں (۱۲) لاکھ ایکڑ اراضی پر غلہ کی کاشت کی جاتی ہے۔ زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے تحت کاشتکاروں کے لئے مزید سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں۔ چنانچہ زرعی ضروریات کے لئے کنوئیں کھودنے کی غرض سے ایک کثیر رقم منظور کی گئی ہے اور کھاد اور تخم کی تقسیم بھی عمل میں آئی ہے اور ایسی قابل کاشت اراضیات جن پر اب تک کاشت نہوتی تھی پٹے پر دیدی گئی ہیں۔ ڈنڈی پروجکٹ تقریباً مکمل ہوگیا ہے اور امید ہے کہ اس سال کاشتکاروں کے لئے پانی فراہم کیا جاسکے گا۔ کاشتکاروں سے شرح مالگزاری میں خاص رعایت کی جائیگی۔ شکستہ نالابوں کی مرمت ہوچکی ہے اور دیوراکنڈہ سے بلبشورم جانے والی سڑک بسرعت تعمیر ہورہی ہے۔ کنوؤں، تحتانی مدرسوں اور چاوڑیوں کی تعمیر اطمینان بخش طور پر جاری ہے۔ تعلقہ دیورکنڈہ میں متعدد سڑکیں اور چاوڑیاں تعمیر کی جارہی ہیں۔ گذشتہ سال اعلحضرت بندگان عالی کی سالگرہ کے مبارک موقع پر اس ضلع میں جنگل سازی کے کام کا بھی آغاز کیا گیا۔

فصلوں کے متعلق پیش قیاسی

رینڈی کے تخم

تمام ہندوستان میں رینڈی کے زیر کاشت رقبے میں (۱۴) فیصد اور پیدا وار میں (۲۶) فیصد اضافہ ہوا ہے۔ زیر کاشت رقبے کا تخمینہ (۱۳½) لاکھ ایکڑ اور پیدا وار کا تخمینہ (۱½) لاکھ ٹن کیا گیا ہے۔ مملکت حیدر آباد میں اضافہ زیادہ نمایاں ہے فصل کی حالت بہتر قرار دی گئی ہے۔

مملکت حیدرآباد میں رینڈی کے زیر کاشت رقبے کا تخمینہ (۷۲۸۰۰۰) ایکڑ ہے اس کے برعکس گذشتہ سال یہ رقبہ (۳۵۷۰۰۰) ایکڑ تھا۔ مجموعی پیداوار کا تخمینہ (۳۸۰۰۰) ٹن ہے گزشتہ سال یہ تعداد (۳۰۰۰۰) ٹن تھی۔

مونگ پھلی

تمام ہندوستان میں مونگ پھلی کا زیر کاشت رقبہ (۷۴۰۰۰۰۰) ایکڑ ہے اور مجموعی پیداوار کا تخمینہ (۲۷۰۰۰۰۰) ٹن ہے۔

مملکت حیدر آباد میں مونگ پھلی کا زیر کاشت رقبہ تقریباً (۱۶½) لاکھ ایکڑ اور پیداوار کا تخمینہ (۶۰۹۰۰۰) ٹن ہے۔ ممالک محروسہ کی مجموعی مقدار پیداوار میں (۱۷) فیصد اضافہ ہوا ہے۔

کپاس

ہندوستان میں کپاس کی فصل بابتہ سنہ ۱۹۴۲-۴۳ ع کی چوتھی پیش قیاسی کے مطابق کپاس کے زیر کاشت مجموعی پیداوار کا اوسط (۷۸) فیصد ہے۔ اس کے برعکس گزشتہ سال یہ اوسط (۷۰) فیصد تھا۔

مجموعی رقبہ تقریباً (۱۹۰) لاکھ ایکڑ اور مجموعی پیداوار کا تخمینہ (۴۴) لاکھ گٹھے ہے۔ گویا کہ بمقابلہ سال گزشتہ اس سال رقبہ میں (۲۰) فیصد اور پیداوار میں (۲۶) فیصد کمی ہوئی۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں کپاس کے زیر کاشت رقبہ (۲۹) لاکھ ایکڑ اور مقدار پیدا وار (۳۸۰۰۰۰) گٹھے ہے۔ گویا کہ بمقابلہ سال گزشتہ اس سال رقبہ میں (۷½) فیصد اور مقدار پیداوار میں تقریباً (۱۰) فیصد کمی ہوئی۔

گیہوں

تمام ہندوستان میں گیہوں کے زیر کاشت رقبے میں (۶) فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس فصل کے زیر کاشت مجموعی رقبے کا تخمینہ (۳۴۳۰۰۰۰۰) ایکڑ ہے۔ گزشتہ سال یہ رقبہ (۳۲۴۰۰۰۰۰) ایکڑ تھا۔

مملکت حیدرآباد میں گیہوں کے زیر کاشت رقبہ (۹۰۳۴۳۶) ایکڑ ہے۔ گزشتہ سال یہ رقبہ (۸۲۶۵۰۹) ایکڑ تھا۔ یعنی اس سال (۹) فیصد اضافہ ہوا۔ فصل کی حالت اطمینان بخش ہے۔

تل

تمام ہندوستان میں تل کے زیر کاشت رقبے میں (۵) فیصد اضافہ ہوا ہے۔ مجموعی رقبہ کا تخمینہ (۴۲) لاکھ ایکڑ اور پیداوار کا تخمینہ (۴½) لاکھ ٹن ہے۔

مملکت حیدرآباد میں تل کے زیر کاشت رقبہ (۴۷۱۰۰۰) ایکڑ اور مقدار پیداوار کا تخمینہ (۴۱۰۰۰) ٹن ہے۔

کیا آپ کو معلوم ہے کہ
اپنے آپ صاف کرنیوالی جھاگ
کس چیز کو کہتے ہیں؟
ہمارے صابون ساز سنلائیٹ کی جھاگ کی بابت یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ صاف کرنیوالی جھاگ ہے اس سے اُن کا مطلب یہ ہے کہ سنلائیٹ کی جھاگ میلے کپڑوں کی میل کو نکال دینے کے لئے خود بخود کام کرتی ہے اس جھاگ کے اندر ایک کثیر مقدار اُس چیز کی ہے جسے وہ اپنی اصطلاح میں "جاندار" صابون کہتے ہیں اگر آپ چاہیں تو سنلائیٹ کی جھاگ سے آپ اپنے اُن میلے کپڑوں کو دھونے کا کام لے سکتے ہیں جن میں سے میل کو نکالنا عموماً نہایت ہی محنت کا کام ہوتا ہے میری ماں اور میری گھروالی بہت دفعہ سنلائیٹ کی بابت مجھے یہ بات بتلا چکی ہیں
SUNLIGHT
سنلائیٹ
اپنے آپ صاف کرنے والی جھاگ" والا صابون
S 63-608 UD
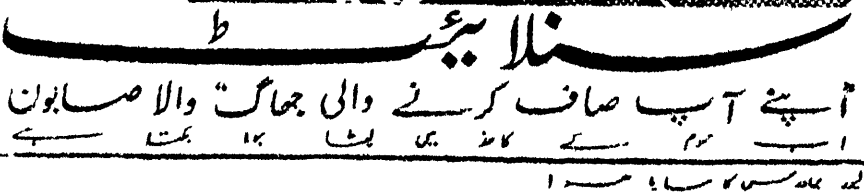
مطبوعات برائے فروخت

	قیمت
رپورٹ نظم و نسق ممالک محروسہ سرکارعالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ف (۳۹-۱۹۳۸ع)	۲ - ۰ - ۰
" " " " ۱۳۴۹ف (۴۰-۱۹۳۹ع)	۲ - ۰ - ۰
جامعہ عثمانیہ مولفہ مسٹر ای۔ ڈی۔ پلین	۱ - ۰ - ۰
حیدرآباد میں دیہی تنظیم	۱ - ۸ - ۰
کوائف حیدرآباد	۰ - ۸ - ۰
منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے مرتبہ سررشتہ معلومات عامہ سرکارعالی .... (اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں)	۱ - ۸ - ۰

سررشتہ معلومات عامہ سرکارعالی

سیف آباد حیدرآباد دکن سے طلب فرمائیے۔

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

ہنرسیکھو اور ساتھ ہی وظیفہ بھی لو

شعبہ سول طیارہ سازی - تربیت مفت۔ وظیفہ حسب ذیل :-

میٹرک کامیاب امیدوارں کو مبلغ (۴۵) ماہانہ وظیفہ } بعد ملازمت (۶۰) ماہانہ
میٹرک ناکام امیدوارں کو مبلغ (۳۷) ماہانہ وظیفہ }

بیرون ہند جانے کا سوال نہیں۔

شعبہ آرڈنینس - تربیت مفت۔ وظیفہ حسب ذیل :-

چوتھی پانچویں جماعت تک تعلیم یافتہ امیدوار شرکت کر سکتے ہیں۔ بدوران تربیت وظیفہ مبلغ (۱۵) ماہانہ اور بعد تربیت یافت مبلغ (۴۶) طعام و رہائش مفت۔

استثنے۔ شعبہ لوہاری میں بلا تعلیم یافتہ امیدوار بھی شرکت کر سکتے ہیں بشرطیکہ ان کا وزن کم سے کم سو پونڈ ہو۔

تفصیلات

سکریٹری بورڈ آف امپلائمنٹ (ٹکنیشینس) سیف آباد حیدرآباد دکن سے حاصل کیجئے۔

نوٹ۔ بجز جمعہ تعطیلات میں بھی دفتر کھلا رہے گا۔
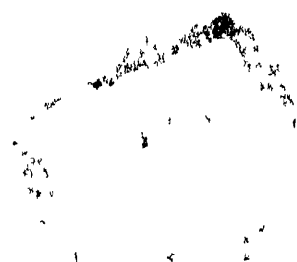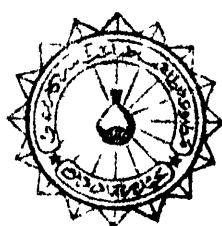
Reg. No. M. 4391.

معلومات حیدرآباد

شمارہ ۹	بابت ماہ امرداد سنہ ۱۳۵۲ ف - جون سنہ ۱۹۴۳ ع	جلد ۳

فہرست مضامین

صفحہ

اس رسالہ میں جن خیالات کا اظہار ہوا ہے یا جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان کا لازمی طور سے حکومت سرکار عالی کے نقطۂ نظر کا ترجمان ہونا ضروری نہیں۔

شائع کردہ — سررشتہ معلومات عامہ — حیدرآباد دکن

"معلومات حیدرآباد" میں اشتہارات شائع کرنے کے نرخ

اشتہار کے لئے جگہ	کسی ایک زبان میں اشتہار دینے کے نرخ
اگلا سر ورق اندرونی جانب	
پورا صفحہ ایک بار	۶۰ روپے
آدھا صفحہ ,, ...	۴۰ ,,
پچھلا سر ورق اندرونی جانب	
پورا صفحہ ایک بار	۷۰ روپے
آدھا صفحہ ,, ...	۴۰ ,,
پچھلا سر ورق بیرونی جانب	
پورا صفحہ ایک بار	۱۰۰ روپے
آدھا صفحہ ,, ...	۶۰ ,,
اندرون رسالہ	
پورا صفحہ ایک بار	۵۰ روپے
آدھا صفحہ ,, ...	۳۰ ,,
چوتھائی صفحہ ,, ...	۲۰ ,,
⅛ صفحہ ,, ...	۱۰ ,,

ڈسکاؤنٹ

اگر کوئی اشتہار کسی دو زبانوں کی اشاعتوں کے ایک ہی شمارہ میں شائع کیا جائیگا تو مجموعی اجرت اشتہار میں سے ۵ فیصد ڈس کاؤنٹ دیا جائیگا۔

طویل مدت کیلئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

ایک سال یا اس سے زیادہ مدت کے لئے — مزید ۱۰ فیصد ڈسکاؤنٹ

چھ ماہ کی مدت کے لئے — مزید ۵ فیصد ڈسکاؤنٹ

جن زبانوں میں اشتہار شائع کیا جائے گا ان کی تعداد کا لحاظ کئے بغیر خصوصی ڈس کاؤنٹ کی شرح کا اطلاق ہوگا۔

تفصیلات

(۱) یہ ماہانہ رسالہ ہے اور فلسکیپ سائز پر طبع ہوتا ہے۔

(۲) اس کی اشاعت تمام مملکت حیدرآباد اور ہندوستان اور برطانیہ میں ہوتی ہے۔

(۳) یہ رسالہ اردو، انگریزی، تلنگی، مرہٹی اور کنڑی پانچ زبانوں میں شائع ہوتا ہے اور ہر طبقہ کے لوگ اسے پڑھتے ہیں۔

(۴) یہ رسالہ سر رشتہ معلومات عامہ سرکار عالی کی جانب سے شائع ہوتا ہے۔

(۵) زیادہ تر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۶) بلاکس مشتہرین کو فراہم کرنے ہونگے۔

(۷) وقتی اشتہاروں کے لئے اجرت اشتہار کی ادائی پیشگی اور مدتی اشتہاروں کے لئے سہ ماہی ہونا ضروری ہے۔

معلوماتِ حیدرآباد

جلد ۳ امرداد سنہ ۱۳۵۲ ف - جون سنہ ۱۹۴۳ء شمارہ ۹

احوال و اخبار

علیا حضرت شہزادی برار - ملک معظم کی سالگرہ کے موقع پر علیا حضرت شہزادی صاحبہ برار کو "قیصر ہند" کا طلائی تمغا عطا ہونا ، ان بیش بہا خدمات کا اعتراف ہے جو ہز ہائی نس نے سر زمین حیدرآباد کے لئے انجام دی ہیں - اس اعزاز پر ہم ہز ہائی نس کی خدمت میں مودبانہ ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں -

غذائی مجلس مشاورت - ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر باب حکومت سرکار عالی کی خدمت میں پبلک کارکنوں کے ایک وفد نے جو یادداشت پیش کی تھی اس کا جواب دیتے ہوئے ناظم صاحب اغذیہ نے وفد کی صدر مس پدمجا نائیڈو کو لکھا ہے کہ حکومت کے نزدیک جوار اور چاول کی رسد بندی فی الحال ضروری نہیں ہے ، کیونکہ ان اشیاء کی ایسی قلت نہیں کہ رسد بندی کی جائے - خط میں بتایا گیا ہے کہ ، حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رفتہ رفتہ شہر میں غلہ کی سرکاری دوکانوں میں اضافہ کیا جائے ، اس کے علاوہ ملازمین سرکار ، صنعتی مزدوروں ، یتیم خانوں اور دوسرے پبلک اداروں کے لئے اناج کی فراہمی کے خاص انتظامات کئے جائیں -

ناظم صاحب اغذیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ غذائی مسائل میں ، پبلک کارکنوں کا تعاون اور مشورہ حکومت شوق سے قبول کریگی - حکومت اس پر بھی غور کر رہی ہے کہ نگرانی نرخ اشیاء کی موجودہ کمیٹیوں کو ختم کر کے ، ان کے بجائے مملکتی غذائی مجلس مشاورت اور شہر اور اضلاع کی غذائی مشاورتی مجلسیں ، جن میں غیر سرکاری اراکین کی کافی تعداد ہو ، قائم کرے - حکومت یہ سمجھتی ہے کہ سستی دوکانوں پر نگرانی کے سلسلہ میں پبلک کارکنوں نے امداد کے لئے ہاتھ بڑھا کر ، جو خدمات پیش کی تھیں ، محکمہ مالگزاری کے شعبۂ نگرانی نرخ اشیاء نے ، انہیں شکر گزاری کے ساتھ قبول کیا ہے -

ایک عام مطالبہ - حکومت ان تمام متعلقہ لوگوں کو متنبہ کردینا چاہتی ہے کہ اگر سٹہ بازوں اور بیوپاریوں کی پیدا کی ہوئی صورت حال سے مجبور ہو کر حکومت کو ذخائر حاصل کرنے پڑے تو حکومت ایسے حاصل کردہ ذخائر کی وہ قیمت ادا کریگی جو اس کی رائے میں معقول اور واجبی ہوں - اور موجودہ قیمتیں جو مصنوعی اور سٹہ بازی پر مبنی ہیں ، ان کا قطعی کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا -

غلہ کے بیوپاریوں کو حکومت کی اس تنبیہ کے بعد ، انسداد قلت و گرانی کی انجمن نے ایک عام جلسہ کیا اور حکومت سے درخواست کی کہ غلہ کے تمام ذخیروں پر قبضہ کرلیا جائے اور سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو ذخیروں کی قیمتوں کا تعین کرے - اس جلسہ میں زائد منافعوں پر محصول عاید کرنے سے متعلق بھی حکومت سے خواہش کی گئی -

یہ قائدین کس مکتب خیال کی نمائندگی کرتے ہیں

ڈاکٹر جے سوریا نائیڈو صدر استقبالیہ آندھرا کانفرنس نے اپنے خطبہ میں چند خاص لیڈروں اور پبلک کارکنوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہمارے اعتدال پسندوں اور لیڈروں کی شخصیت ایک معما ہے - ان کی حالت عجیب ہے ، وہ دو متضاد گروہوں سے ایک ساتھ لپٹے رہنا چاہتے ہیں - وہ زمینداروں سے لگان میں اضافہ کا اور قول داروں سے لگان میں کمی کا وعدہ کرتے ہیں - ایک طرف وہ اراضی کے مالکوں کے حقوق کے تحفظ کا ، اور دوسری طرف کاشتکاروں کی امداد کا اقرار کرتے ہیں - وہ ذمہ دارانہ حکومت چاہتے ہیں مگر انکم ٹیکس نہیں چاہتے - وہ اغذیہ پر نگرانی چاہتے ہیں مگر اغذیہ پر رسد بندی نہیں چاہتے اور نفع اندوزی پر تعبیر و تاویل کے ذریعہ پردہ ڈالتے ہیں - وہ صنعتی ترقی چاہتے ہیں مگر زائد منافع پر ٹیکس نہیں چاہتے - وہ شہنشاہی جنگوں کی مخالفت بھی کرتے ہیں اور حکومت کے محکمہ رسد سے ٹھیکے حاصل کرنے کی کوشش بھی - وہ امتناع مسکرات بھی چاہتے ہیں اور آبکاری کے ٹھیکے لینے کی کوشش بھی کرتے ہیں - وہ کاشتکاروں کی بہبودی بھی چاہتے ہیں اور قانون سودا گران اور قانون انتقال اراضی کی مخالفت بھی کرتے ہیں -

محتاط بنک کاری - برطانوی ہند میں متعدد بنک کاری کی کمپنیاں حال میں قائم ہوئی ہیں اور اس کے اتباع

میں یہاں بھی قانون کمپنی ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ سنہ ۱۳۲۰ف کے تحت ، نئے بنکوں کی رجسٹری کے لئے درخواستیں پیش ہوئی ہیں ۔ ان امور کے مدنظر حکومت کے لئے ضروری ہو گیا ہے کہ کوئی خاص تدبیر اختیار کرے، تا کہ ایک دستور العمل کے ذریعہ پبلک کا مفاد محفوظ رہ سکے ۔ چنانچہ ۲۹ ۔ خورداد سنہ ۱۳۵۲ف سے ایک دستورالعمل کا نفاذ ہوا ہے، جو بنک کاری کی کمپنیوں سے متعلقہ ایسی شرائط پر مشتمل ہے، جو انڈین کمپنیز (امنڈمنٹ) ایکٹ بابتہ سنہ ۱۹۳۶ع کے مطابق ہیں ۔ دستورالعمل کی رو سے ہر نئی بنک کاری کی کمپنی پر یہ بھی لازم ہوگا کہ وہ :-

(۱) قانون کمپنی ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ سنہ ۱۳۲۰ف کے تحت ممالک محروسہ میں رجسٹری کرانے سے پہلے یا

(۲) برطانوی ہند کے کسی رجسٹری شدہ بنک کی کوئی شاخ ممالک محروسہ میں کھولنے سے پہلے، حکومت سرکار عالی (بہ صیغہ فینانس) کی منظوری حاصل کرے ۔

ارباب اقتدار کی یہ عین خواہش ہے کہ ممالک محروسہ میں بنک کاری کی عادت جلد سے جلد پھیل جائے لیکن اس کو شک ہے کہ آیا موجودہ حالات میں بغیر ضروری ضبط کے نئے بنکوں کا بغیر ادا شدہ سرمایہ کے ساتھ ، محض قیام ، نفع اور سرمایہ کاری کی موزوں راہیں مہیا کرسکے گا یا نہیں ۔ اس لئے حکومت محسوس کرتی ہے کہ موجودہ صورت حال میں نئے بنکوں کے قیام میں معمول سے زیادہ احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، خاصکر بازار زر کے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ نئے اداروں کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے لئے صحیح قسم کے تجربہ کار اور تربیت یافتہ (خاص کر ملکی) عہدہ داروں کی خدمات حاصل کرنے میں ونیز ان حالات کو پورا کرنے میں بہت سی مشکلات ہیں، جن کا بعد جنگ پیدا ہونے کا امکان ہے ۔

ہمارا خیال ہے کہ اس سلسلہ میں یہ تصفیہ کیا گیا ہے کہ ، قبل اس کے کہ حیدرآباد میں بنکوں کی رجسٹری کرنے یا حیدرآباد میں برطانوی ہند کی کسی رجسٹری شدہ بنک کی شاخ کھولنے کی اجازت دی جائے ، نئے بنکوں کے معاملہ میں اس بات کی جانچ پڑتال کی جائے کہ ان کا سرمایہ کس طرح اکٹھا کیا گیا ہے اور ان کے انتظام میں کیا طریقہ کار اختیار کیا جانے والا ہے ۔ اس تدبیر کے اختیار کرنے کی غایت یہ ہے کہ حد سے زیادہ اولوالعزمی کی جانب پبلک کے میلان میں کمی کیجائے اور تجربہ کار عہدہ داروں کے زیر انتظام آزمودہ اور پختہ اصولوں کے مطابق محتاط اور مستحکم بنک کاری کی حمایت کیجائے ۔ معلوم ہوا ہے کہ حیدرآباد اسٹیٹ بنک اپنے مسلک کے ایک جزو کے طور پر اس پر آمادہ رہے گا کہ بنک کاری کے نئے اداروں کی ، ان کی ابتدائی منزلوں میں رہبری اور مدد کرے تا کہ ممالک محروسہ میں بنک کاری کا ایک مضبوط نظام تعمیر ہوسکے اور بنکوں کو ان خطرات اور لغزشوں سے محفوظ رکھا جائے جن کا تجربہ دوسرے مقاموں پر اور نیز حیدرآباد میں ہوا ہے ۔

حیدرآبادی نوجوان کے لئے امتیازی خدمت کا تمغا شاہی ہندوستانی

بحریہ کے جن عہدہ داروں نے اراکان کی حالیہ مہم میں بہادری دکھائی ہے اور جنہیں ملک معظم نے امتیازی خدمت کے تمغے سے سرفراز کیا ہے، ان میں لفٹننٹ سید محمد احسن حیدرآبادی بھی ہیں ۔ لفٹننٹ احسن کو یہ انعام ان تین خدمات کے صلے میں ملا ہے ، جو انہوں نے برما سمندر میں انجام دی ہیں ، جب کہ شاہی ہندوستانی بحریہ کے ساحلی دستوں کی موٹری کشتیوں کا ایک بیڑہ ، پچھلے جنوری اور فروری میں دشمن کے خلاف کارروائیوں میں مصروف تھا اور برما سمندر میں جاپانی رسل ورسائل پر مسلسل حملے کئے گئے تھے ۔

اگرچہ ہماری مملکت میں کوئی بحری مرکز نہیں ہے پھر بھی حیدرآبادی نوجوانوں میں بحری مہمات کے ذوق و شوق کی کمی نہیں ہے ۔ کئی حیدرآبادی نوجوان شاہی ہندوستانی بحریہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ کوئی ۲۰ حیدرآبادی نوجوان بحری تربیت حاصل کر رہے ہیں اور ان سے متعلق اطمینان بخش رپورٹیں وصول ہورہی ہیں ۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ملک معظم کے ہندوستانی جہاز "بنگال" کی جس بہادر جماعت نے ناخدائی کی تھی اور جس کے دلیرانہ کارنامہ کی اطلاع چھ مہینے پہلے آچکی ہے ، اس جہاز کے ناخداؤں میں دو حیدرآبادی نوجوان بھی تھے ۔

پبلک جلسے ۔ جو لوگ یہ کہتے رہتے ہیں کہ حیدرآباد میں پبلک جلسوں پر قیود وبندشوں کی وجہ سے جلسے نہیں ہوتے، انہیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ پچھلے چھ مہینوں میں حیدرآباد میں سو سے زیادہ جلسے اور کانفرنسیں منعقد ہوئیں پچھلے چھ مہینوں میں جو اہم کانفرنسیں منعقد ہوئیں ، ان میں حیدرآباد اسٹیٹ آرین کانفرنس، ہندو کانفرنس نظام آباد، حیدرآباد آندھرا کانفرنس اور مہاراشٹرا پرشد قابل ذکر ہیں ۔ ان کے علاوہ مجلس اتحاد المسلمین نے کئی ضلع کانفرنسیں منعقد کیں اور کئی میلاد کے جلسے بھی ہوئے ۔

آریہ سماجیوں نے آریہ سماج کا جشن طلائی اور یوم سردھانند منایا اورسداسیوپیٹھ ، جوگی پیٹھ اور لاتور میں جلوس بھی نکالے ۔ آریہ پرتی ندھی سبھا کی ۳۵ شاخوں نے پورے ممالک محروسہ میں درسی یونھ آتسو ، منایا ۔ آریہ سماجیوں نے 'ستیا رتھ پرکاش ہفتہ' بھی منایا ۔ ان میں سے چند تقریبوں میں برطانوی ہند کے آریہ سماجی لیڈروں نے شرکت کی اور تقریریں بھی کیں ۔

کرناٹک ساہتیہ سنگ گلبرگہ کی طرف سے 'ناڑھبہ' ، یعنی قومی عید کا ہفتہ منایا گیا ۔ اس کے علاوہ دس دن تک گیتا کے فلسفہ پر بحث و مباحثہ بھی ہوتا رہا ۔ ان مباحث میں باہر کے کئی مقررین نے حصہ لیا ۔ مرلیدھر باغ کے مندر میں ' شانتی یاگ ' ، منعقد کیا گیا ۔ اس میں آنریبل صدرالمہام بہادر امور مذہبی نے بھی شرکت کی اور ۱۰۱ روپے بطور عطیہ دیئے ۔

ملاحظہ ہو صفحہ (۶)

"مجھے سب سے پہلے جس چیز کی فکر ہوتی ہے وہ اپنی عزیز رعایا کی فلاح و بہبود ہے"

جنگ کے بعد کی ترقیوں سے متعلق ارشاد شاہانہ

آلوین میٹل ورکس کی افتتاحی تقریب کے موقع پر پیش شدہ سپاسنامہ کے جواب میں جو ارشاد ہمایونی ہوا تھا اسے ذیل میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

"آج الوین میٹل ورکس کا افتتاح کرتے ہوئے میں بڑی خوشی محسوس کرتا ہوں اور کارخانہ کے نظماء و منتظمین کو ان کی حب الوطنی اور مستعدی پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے میرے ممالک محروسہ میں ایک ایسا اہم صنعتی کارخانہ قائم کیا۔ مجھے یہ معلوم کرکے مسرت ہوئی کہ اس کارخانے کے قیام میں میری حکومت نے بڑی مدد اور رہنمائی کی۔

موجودہ زمانے میں صنعت اور تجارت ہر مملکت کے لئے ریڑھ کی ہڈی ہیں اور جو لوگ ہماری صنعتوں کی نشو نما میں مدد دیتے اور ہماری تجارت میں توسیع کرتے ہیں وہ مملکت کے سرمایہ میں اضافہ اور مالی استحکام میں تقویت پیدا کرکے مملکت کی ایک خدمت بجا لاتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اس قسم کی کوششوں کو میں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور میری حکومت اس اسکیم میں، نیز صنعتی توسیع سے متعلق ہر معقول اسکیم میں سابق کی طرح آیندہ بھی آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے ہمیشہ آمادہ رہے گی اور مشورے اور سہولتیں بہم پہنچاتے گی۔

لیکن اس موقع پر مجھے ایک بات کی تاکید کردینی چاہئے اور وہ یہ ہے کہ حالیہ صنعتی تیز رفتاری کی وجہ سے آج کل سٹہ عام ہوگیا ہے، اور یہ اندیشہ ہے کہ بعض لوگ جلد دولت مند بننے کی خواہش میں اپنا سرمایہ عجلت کے ساتھ ایسے غیر مستحکم اور عارضی کارخانوں میں لگادیں جو آج کل کے حالات میں برساتی کیڑوں کی طرح رو نما ہورہے ہیں، اور اس طرح نقصان اٹھائیں اور مایوس ہوں۔ اگر ایسا ہوا تو لوگ اپنے سرمایہ کو ان کلیدی صنعتوں میں لگاتے ہوئے تامل کرینگے جو مضبوط بنیادوں پر قائم ہوں اور جن کا وجود بعد جنگ تنظیم کے لئے از حد ضروری ہو۔ یہ آپ کا

اعلی حضرت بندگان اقدس نظام آلوین میٹل ورکس کا پیش کردہ سپاس نامہ سماعت فرمارہے ہیں

کام ہے کہ ایسی مضبوط اور کامیاب صنعتوں کی تعمیر کریں جن کی بدولت ایک طرف تو سرمایہ صحیح راستہ پر لگایا جائے اور دوسری طرف سرمایہ لگانے والوں کو بھی فائدہ حاصل ہو۔ موجودہ خوش حالی کے زمانہ میں کارخانہ داروں کو مشورہ دونگا کہ بعد جنگ مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے وہ نہ صرف اپنی سرمایہ محفوظ کریں بلکہ یہ بھی یاد رکھیں کہ کامیاب صنعت کی یقینی بنیادوں میں سے ایک یہ ہے کہ مزدوروں میں قناعت پیدا ہو اور کارخانے والوں کا تعاون حاصل ہو اور نیز ان کے لئے زندگی اور کام کی واجبی سہولتیں مہیا رہیں۔

حضرات! جنگ نے دنیا کی عظیم تباہی کے ساتھ تمام ملکوں اور مملکتوں کی سیاسی بنیادوں کو متزلزل کردیا ہے اور جنگ کے بعد ہمارے لئے اس کام کا خاتمہ خوش حالی کی دوبارہ تعمیر، ایک لمبی اور کٹھن منزل ہوگی۔ ابھی سے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی پوری قوت اور اپنے کل ذرائع اس کے لئے وقف کردیں۔ میں حیدرآباد کے کارخانہ داروں سے متوقع ہوں کہ وہ اس اہم فرض کی ادائی میں امداد دیں گے۔

ہماری خوش حالی کی دوبارہ تعمیر اس صورت میں ممکن ہے کہ ہم فتح مند ہوں، کیونکہ شکست کے معنی صرف یہ ہونگے کہ ہماری کامل تباہی ہوجائیگی۔ اس لئے جنگ ہمارے حق میں گویا خود زندگی کی کشمکش ہے اور فتح حاصل کرنا ہمیں اپنی بقا کے لئے ضروری ہے۔ لہذا اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے میں نے برطانوی حکومت کے "یار وفادار" کی حیثیت سے مساعی جنگ میں ہرطرح مدد کی ہے اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ نصرت و فتح جس پر ہمیں ابتدا سے کامل اعتقاد تھا بالآخر متحدین کی طرف دکھائی دے رہی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس فتح کی تکمیل ایک عظیم الشان صنعتی احیا کی شکل میں نمودار ہوگی، جس کی بدولت ایک عظیم اخلاقی اور مادی ترقی کے دور کا آغاز ہوگا۔ ہر جنگ کے بعد عارضی طور پر معاشی پستی کی حالت پیدا ہوا کرتی ہے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی متحدہ کوششوں اور دانشمندانہ اور بروقت تشکیل سے اس پر غالب آئیں۔

آخر میں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے سب سے پہلے جس چیز کی فکر ہوتی ہے وہ اپنی عزیز رعایا کی فلاح و بہبود ہے۔ اس لئے ممالک محروسہ کی خوش حالی میں آپ جو حصہ لے رہے ہیں اسے دیکھ کر میں خوش ہوں اور میری یہ تمنا ہے کہ آپ اپنی کوششوں میں کامیاب رہیں۔

ایک مثالی تاجدار

(اعلیٰ حضرت بندگان اقدس آصف جاہ سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے پچیس سالہ مبارک دور کی تاریخ)

از

کے۔ ستا راما ام۔ اے

پروفسر نظام کالج

مصنف تاریخ شاہاں دیجور و جدید تلنگی ادب کی تاریخ

تلنگی میں اپنی قسم کی پہلی تاریخ جس میں حیدرآباد کی سنہ ۱۹۱۱ع سے سنہ ۱۹۳۷ع تک کی ترقیوں کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے۔ جابجا تصویریں بھی دی گئی ہیں۔

یہ کتاب جس کی قیمت ڈھائی روپے ہے، اور تلنگی اکاڈیمی کی دوسری کتابیں۔

معتمد حیدرآباد تلنگی اکاڈیمی نام پلی حیدرآباد دکن سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

تصحیح

"معلومات حیدرآباد" کی ماہ خورداد کی اشاعت میں ایک مضمون "حیدرآباد کی برآمدات میں چار کروڑ سے زیادہ کی کمی" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اس مضمون سے متعلق جناب ناظم صاحب کروڑ گیری نے حسب ذیل تصحیح روانہ فرمائی ہے۔

(الف) سنہ ۱۳۵۱ف میں حیدرآباد کے محاصل کروڑ گیری کی جملہ آمدنی میں (۹) لاکھ کا اضافہ ہوا۔

(ب) درآمدات کی جملہ مقدار سال ماسبق کے (۱۳) کروڑ (۳۴) لاکھ (۵۳) ہزار روپے کے مقابلہ میں سنہ ۱۳۵۱ف میں (۱۳) کروڑ (۱۴) لاکھ (۵۷) ہزار روپے تک پہنچ گئی۔

(ج) برآمدات کی جملہ مقدار سنہ ۱۳۵۰ف کے (۱۵) کروڑ (۵۷) لاکھ (۶۱) ہزار روپے کے مقابلہ میں سنہ ۱۳۵۱ف میں (۱۱) کروڑ (۶۷) لاکھ (۶۲) ہزار روپے ہوگئی۔ آمدنی کی یہ کمی زیادہ تر کپاس (۸ لاکھ ۳۲ ہزار) مونگ پھلی (۷ لاکھ) تیلوں (۲ لاکھ ۴۲ ہزار) مختلف اجناس (ایک لاکھ ۷۰ ہزار) اور ہنواہ (ایک لاکھ ۵۸ ہزار) وغیرہ کے محاصل میں ہوئی ہے۔

عجائبات ایلورہ کے سامنے اہرام بھی ماند پڑ جاتے ہیں

مملکت آصفیہ کے تاریخی آثار سے متعلق ایک امریکی صحافی کی رائے

امریکی صحافی مسٹر ٹام ٹرینر نے جو لاس اینجلز ٹائمس کے نمایندے کی حیثیت سے ہندوستان کا دورہ کر رہے ہیں، ایلورہ کے عظیم الشان غاروں سے متعلق اپنے تاثرات امریکہ بھیجے ہیں۔ ان کے مضمون کی ایک نقل جو خاص طور پر معلومات حیدرآباد کے لئے حاصل کی گئی ذیل میں شائع کی جارہی ہے۔

عام طور پر یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک بار ایک دولتمند امریکی صرف ایلورا کے غار دیکھنے کے لئے امریکہ سے ہوائی جہاز کے ذریعہ ہندوستان پہنچے، انہوں نے ان غاروں کو بے حد پسند کیا۔ ایلورا کے غار اہرام مصر کو بری طرح مات دیتے ہیں۔ اہرام کیا ہیں وہ صرف ایک ایسی لگاتار انسانی محنت کی یادگار ہیں، جس نے بڑے بڑے پتھروں کو ایک پر ایک جما دیا ہے، یہاں تک کہ یہی معمولی ہندسوی شکل آخر میں چل کر حیرت انگیز حجم میں بدل گئی۔ آپ بچوں کے کھلونوں سے اہرام کا چھوٹا سا نمونہ آسانی سے تیار کرسکتے ہیں، مگر ایلورا کے غار دوسری نوعیت کے ہیں۔ ان کا نمونہ تیار کرنا مشکل ہے۔ صرف ایسا ہی شخص ان غاروں کی اہمیت سے واقف ہو کر ان کی تکمیل کی داد دے سکتا ہے جو برف کو تراش کر بڑی ہوٹلوں کے لئے چھوٹے چھوٹے نمونے تیار کرسکتا ہو۔

اگر آپ اہرام کو صرف اس لئے پسند کرتے ہیں کہ وہ ٹھوس محنت کا نتیجہ ہیں تو میں آپ کو اس مضمون کے پڑھنے پر مجبور کرونگا۔ یہ یقین ہے کہ ایلورا کے غاروں کی تعمیر میں اہرام سے زیادہ محنت طلب گھڑیاں گزاری گئی ہیں اور یہاں انسانی محنت زیادہ کٹھن اور سخت نظر آتی ہے۔ اس لحاظ سے ایلورا کے غار بہت زیادہ عظیم الشان ہیں۔

اگر آپ نے ایلورا کے غاروں کا نام نہیں سنا ہے تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ وہ اہرام کی سی فنی خوبیوں سے محروم ہیں۔ بلکہ اصل وجہ یہ ہے کہ انہیں سیاحوں کی توجہ کا مرکز بننے صرف ۲۵ سال ہوئے ہیں۔ اور ان ۲۵ سالوں میں انہوں نے صرف اتنی ہی شہرت حاصل کی، جو ریاست حیدرآباد کی کوششوں نے ہندوستان سے دلچسپی نہ رکھنے والی دنیا کے سامنے، انہیں روشناس کرنے کے لئے کی تھیں۔ یہ بڑی بدقسمتی تھی کہ یہ غار صدیوں تک مٹی سے بھرے، دنیا کی نگاہوں سے چھپے رہے۔ تقریباً تیس سال ہوئے کہ اعلحضرت حضور نظام کے حکم سے ان غاروں کی صفائی ہوئی اور انہیں بہتر حالت میں لایا گیا۔

ایلورا کے یہ عجائبات ریاست حیدرآباد میں شہر اورنگ آباد سے قریب ہیں اور ان سب میں بہتر غار کیلاش ہے۔

سب سے پہلے آپ کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ قدرتی نہیں بلکہ مصنوعی غار ہیں، جنہیں انسانی محنت نے سنگین چٹانیں تراش کر ایک ہزار اور پندرہ سو سال پہلے بنایا ہے۔ اس ملک کے باہنر انسانوں کے ہنروں نے ان غاروں کی تشکیل کی ہے۔ وہ ایسے غار ہیں جو مکمل مندروں کی صورت میں تشکیل کئے گئے ہیں یا وہ ایسے قالب ہیں جن میں مندر ڈھالے جاسکتے ہیں۔

کیلاش ان غاروں میں سب سے الگ ہے۔ ایلورا کے دوسرے اکثر غاروں کو، اور خاص کر ان میں سے ۳۳ ایسے ہیں جنہیں پہاڑ کھود کر بنایا گیا ہے اور جن میں ستون، دیوی دیوتاؤں کے خاموش مجسمے اور مندر سب کچھ ہیں۔ مگر کیلاش کی صنعت دوسرے ہی طرز کی ہے۔ یہ غار نادر صنعت کاری کا نمونہ ہے۔ پہلے تو ہندو کاریگروں کی ایک بڑی تعداد نے پہاڑی کو تراش کر ایک بہت بڑا شگاف بنایا، جو بالکل ڈھلا ہوا ہے۔ اس کی لمبائی ۱۵۴ فیٹ، چوڑائی ۲۶۷ فیٹ اور اونچائی ۱۰۷ فیٹ ہے۔ اس کے بیچ میں آتش فشانی چٹان کے ایک ٹھوس حصہ کو چھوڑا گیا ہے، جو ۱۶۷ فیٹ لمبا ۱۴۵ فیٹ چوڑا اور ۱۰۰ فیٹ اونچا ہے۔ چٹان کے اس حصہ کو اندر اور باہر سے تراش کر ایک مکمل مندر کی صورت دی گئی ہے۔ اس کی صنعت کاری ایسی چابکدستی سے کی گئی ہے کہ ایک ہی چٹان کے ٹکڑے میں، نقش کاری کے نفیس نمونے اور مندر کی ایسی مکمل تشکیل حیرت انگیز ہے۔ آپ اس کے اندر اور باہر چل پھر سکتے ہیں۔ اس کے بیچ میں سے سیڑھیوں پر چڑھ کر اس کے باہر کے چھجوں پر گھوم

قحط زدہ علاقوں میں آب نوشیدنی کا انتظام

سات سال میں (۳۲۰۰) باؤلیوں کی کھدائی پر ۳۸ لاکھ کا صرفہ

ممالک محروسہ سرکار عالی میں سررشتہ کندیدگی باؤلیات کی سرگرمیوں سے پہلے ایک گھڑے پانی کے لئے لوگوں کو میلوں جانا پڑتا تھا۔ یہ ان کے بس سے باہر تھا کہ گہری باؤلیاں کھود کر، سخت چٹان سے مستقل طور پر چشمہ کی روانی کا انتظام کرسکیں کیونکہ چٹانوں کو توڑنے کے لئے ماہر مزدوروں اور نگرانی کے علاوہ۔ دھماکے سے پھٹنے والے مادے جیسے ڈائنامائٹ وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

سررشتہ کندیدگی باؤلیات کا قیام اردی بہشت سنہ ۱۳۴۵ف میں عمل میں آیا۔ اس محکمہ کی سرگرمیوں کی وجہ سے قحط کے علاقوں میں پینے کے پانی کی قلت دور ہوگئی۔ کندیدگی باؤلیات کا کام اضلاع گلبرگہ، عثمان آباد، رائچور اور بیڑ میں پچھلے سات سالوں سے جاری ہے اور اس عرصہ میں حکومت تقریباً (۳۸) لاکھ روپے صرف کرچکی ہے۔ (۳۰۶۰) باؤلیوں کی کھدائی کا کام مکمل ہوچکا ہے، (۵۰۰) زیر تعمیر ہیں اور مزید (۳۰۶) کھودی جانے والی ہیں۔

ضلع گلبرگہ

گلبرگہ میں (۱۰۷۲) باؤلیاں کھودی جاچکی ہیں، (۹۲) زیر تعمیر ہیں اور آئندہ سال (۶۸) کھودی جانے والی ہیں۔ صرف گلبرگہ کی باؤلیوں کی کھدائی پر (۲۰) لاکھ (۷۰) ہزار کا صرفہ عاید ہوا۔

ضلع رائچور

رائچور میں (۱۳) لاکھ (۳۶) ہزار کے صرفہ سے (۱۰۳۳) باؤلیوں کی کھدائی کا کام مکمل ہوچکا ہے۔

ضلع عثمان آباد

عثمان آباد میں (۵۳۲) باؤلیاں کھودی جاچکی ہیں، (۱۳۳) زیر تعمیر ہیں اور مزید (۱۵۰) باؤلیوں کا کام عنقریب شروع ہوگا۔ ضلع عثمان آباد میں باؤلیوں کی کھدائی پر (۱۱) لاکھ روپے صرف کئے جاچکے ہیں۔

ضلع بیڑ

ضلع بیڑ میں (۴۰) باؤلیوں کی کھدائی مکمل کی گئی۔ (۴۳۳) زیر تعمیر ہیں۔ اور (۲۳۸) کھودی جانے والی ہیں۔ بیڑ میں باؤلیوں پر ابھی تک (۲) لاکھ (۵۵) ہزار روپے صرف کئے جاچکے ہیں۔ عام طبقات کے علاوہ ہریجنوں کیلئے بھی باؤلیاں کھودی گئی ہیں، ہریجنوں کی باؤلیاں سب سے پہلے دست بردار طبقہ کھودی جاتی ہیں۔ جیسے مانگ ہیں اور جن کی باؤلیوں پر ڈھیڑ بھی پانی بھر سکتے ہیں۔

بیماریوں کا ازالہ

ان تمام علاقوں میں ناروکی بیماری عام تھی۔ مگر جدید قسم کی باؤلیوں کی وجہ سے، یہ بیماری تیزی سے دور ہوتی جارہی ہے۔ اس بیماری کے مزید ازالہ کے لئے سیڑھی کی باؤلیوں کو ان کی سیڑھیاں بند کرکے، پانی کے لئے اندر جانے کی بجائے اوپر سے پانی کھینچنے کا انتظام کیا گیا۔ اور جہاں تک ممکن ہوسکا ہے سیڑھی کی تمام باؤلیوں میں اسی طرح کا انتظام کیا جارہا ہے۔ اس کی وجہ سے پانی سے پیدا ہونے والی دوسری بیماریوں جیسے ٹائیفائڈ ہیضہ وغیرہ کا بھی ازالہ ہوگیا ہے۔

صرفہ کی مجموعی مقدار

ختم اردی بہشت سنہ ۱۳۵۲ف تک مختلف اضلاع میں جو رقم صرف کی گئی وہ درج ذیل ہے۔

ضلع	رقم
ضلع رائچور	۱۳ لاکھ ۳۶ ہزار
ضلع گلبرگہ	۲۰ لاکھ ۷۰ ہزار
ضلع عثمان آباد	۱۱ لاکھ
ضلع بیڑ	۲ لاکھ ۵۵ ہزار
مجموعی رقم	۴۷ لاکھ ۶۲ ہزار

مفید ارضیاتی تحقیقات

تین اضلاع میں (۲۱۵۰) مربع میل کی پیمایش

اضلاع نلگنڈہ ، محبوب نگر اور گلبرگہ کے چند حصوں میں ارضیاتی پیمائش سے ظاہر ہوا ہے کہ ان علاقوں میں ٹالک کا تہ نشین مادہ موجود ہے جو گھریلو صنعتوں میں کام دے سکتا ہے ۔ اس پیمائش سے ایسے خام مواد کا بھی پتہ چلا ہے جو حسب ذیل صنعتوں میں استعمال کیا جاسکتا ہے ۔

شیشہ کی صنعت

رنگ اور پلاسٹر کی تیاری

تیل صاف کرنے کی صنعت

بلیچنگ پاوڈر کی تیاری

کوزہ گری کی صنعت

ھائیڈرو فلورک ترشہ کی صنعت

وقارآباد کے رقبہ میں لوھیامٹی کے طبقات کی موجودگی دریافت کی گئی ۔

سنہ ۱۳۵۰ف میں اضلاع نلگنڈہ ، محبوب نگر ، گلبرگہ میں ۲۱۵۰ میل کی ارضیاتی پیمایش کی گئی ۔ اس پیمایش میں ٹالک کا تہ نشین مادہ دستیاب ہوا جو معمولی گھریلو صنعتوں کی امداد کے لئے موزوں ثابت ہوسکتا ہے ۔

تعلقہ جات پرگی اور کوڑنگل میں پتھر کی کانوں سے بڑے بڑے ستون اور سلیں حاصل ہوتی ہیں ۔ کوارٹز (گار) کی چند دھاریاں جن کی شیشہ سازی کے لئے ضرورت پڑتی ہے گرے نائٹ میں پائی جاتی ہیں ۔

اچھی قسم کے دانہ دار پتلے پتھر ، جوننّدگاؤں خورد ، رائچور اور راجولی میں پائے جاتے ہیں سنگ سان کے طور پر استعمال ہوسکتے ہیں ۔ فلیگی ریتیلے پتھر، کوڑنگل ادکی ، کے رقبہ میں مقامی کانوں سے نکالے جاتے ہیں اور سقف اندازی میں کام آتے ہیں ۔ رائچور کا ریتلا پتھر تجزیہ کرنے پر معمولی شیشہ سازی کی صنعت کے لئے بہت موزوں پایا گیا ۔

اہم تحقیقات

لائم اسٹون جو زیادہ تر فلیگی قسم اور مختلف رنگوں کا ہوتا ہے کان سے نکالا جاتا ہے اور شاہ آباد کے پتھر کے نام سے بازار میں فروخت ہوتا ہے ۔

دکن کے آتش فشانی حلقہ کوہ کے لیٹرائی ٹس میں لوھیامٹی اور متعلقہ اشیاء پائی جاتی ہیں جو رنگ اور پلاسٹر کے لئے کارآمد ہیں ۔

خوشنما رنگ کے چرٹس جو کھلی ملی آتش فشانی تہوں میں ملتے ہیں ، بیان کیا جاتا ہے کہ نگینہ سازی اور جواہرات تراشی وغیرہ کے لئے موزوں ہیں ۔

تعلقہ جات چنچولی میں فلرز کی مٹی کی تہیں ، خاص مقدار میں پائی جاتی ہیں ۔ یہ مٹی کا تیل صاف کرنے کی صنعت میں کام آتی ہے ۔

وزنی کلیسائیٹ ، رگیں پتلے لمبے ریشے والی رگوں سے لے کر ½ ۲ فیٹ چوڑائی تک کالی نا کچ دھات کی خام مٹیا دھات کے طور پر تعلقہ دیورکنڈہ میں پائی جاتی ہے ۔ تجارتی حیثیت سے خالص لائم اسٹون (سی اے سی کے ۹۴٪ سے اوپر) کی نسبت حال ہی میں ہندوستان میں مشورہ دیا گیا ہے کہ اس پتھر کو بلیچنگ پاوڈر ، تیار کرنے کے لئے خام سواد کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے ۔

چھوٹی مقداروں میں فلورائٹ ، کالی نا میں ملا ہوا گلابی گرے نائٹ میں پایا جاتا ہے ۔ اس کا استعمال خام دھاتوں کی صفائی اور ھائیڈروفلورک ترشے کی صنعت اور کوزہ گری میں بہت زیادہ ہوتا ہے ۔

فلسپار ، چارا کونڈہ کے جنوب میں ایک میل کے فاصلہ پر گرے نائٹ کی پہاڑی میں پگمٹائیٹ کے اندر پایا جاتا ہے ۔

لوھیامٹی کے طبقات

وقار آباد کے رقبہ میں لوھیامٹی کے طبقات کی دریافت کا کام شروع کیا گیا ہے ۔ اس دریافت کے حوصلہ افزا نتیجے برآمد ہوئے ہیں ۔ وقارآباد سے نزدیک دکنی چٹانی پہاڑیوں کے اوپر بلبلہ دار پہلوی تودوں کے نیچے ، رنگا رنگ کی مٹی کے پرتوں میں ، جن کی موٹائی ۴۰ انچ ہے ، لوھیامٹی کے طبقوں میں عدسے اور تھکلے پائے جاتے ہیں ۔ جو ۹ تا ۱۸ انچ موٹے ہوتے ہیں ۔ ان عدسوں کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اوسطاً بارہ انچ موٹائی کے مسلسل پرت ہیں ۔ رنگا رنگی طبقوں میں بھوری ، زرد ، سرخ ، نیلی اور سفید مٹی ہے ۔ پرم پلی ، پلچل ، تماڑگی پلی ، اور اکماپیدی ، کی پہاڑیوں میں لوھیا مٹی بڑی مقدار میں

موجود ہے ۔ مختلف اندازے کی رو سے بیان کیا جاتا ہے کہ سرخ لوہیا مٹی تقریباً (۰۰۰، ۵۰ ٹن) اور زرد لوہیا مٹی (۰۰۰، ۲۰ ٹن) ہے ۔ مختلف مقامات سے جو نمونے وصول ہوئے ان کا تجزیہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ رنگ ریزی، رنگ سازی روغنی رنگ، سفال گری اور صنعتی اغراض کے لئے مفید ثابت ہوں گے ۔

صنعتوں کی امداد

سررشتہ کی دوسری سرگرمیاں حسب ذیل ہیں ۔

محکمہ صنعت وحرفت، جنگی رسد کی مجلس، مجلس تحقیقات سفال گری، مجلس صنائع قومی اور پبلک کی دوسری صنعتی کمپنیوں سے بہت سے امور استفسارات کئے جاتے ہیں اور محکمہ ان کے جوابات دیتا ہے ۔

مملکت کا ارضیاتی نقشہ جس سے کام کی رفتار ظاہر ہوتی ہے تاریخ تکمیل تک مکمل کیا گیا ۔

جو نمونے فیلڈ میں جمع ہوئے تھے، یا شناخت کے لئے وصول ہوئے تھے، کیمکل اور پیٹرولاجیکل، معمل میں ان کی جانچ کی گئی جس میں چٹانوں اور کانوں کے مائکروسکوپی کا بھی مطالعہ کیا گیا ۔

معاشی مفاد کی نمایندہ معدنیات، تعمیری پتھر، تصویریں نقشے، خاکے اور نمونے، نمایش مصنوعات ملکی حیدرآباد میں نمائش کی غرض سے رکھے گئے تھے ۔ اس شعبہ نے لوگوں میں عام دلچسپی پیدا کردی اور پبلک میں جو لوگ اس سے دلچسپی رکھتے تھے، انہوں نے بہت سے استفسارات کئے ۔

انڈکس کارڈ وغیرہ کے ساتھ نمونے، ناظم صاحب محکمہ زراعت کے پاس بھیجے گئے تاکہ اورنگ آباد میں گوداوری ڈیویژن کے سالانہ زرعی مظاہرے میں رکھے جائیں ۔

کتب خانہ و مطبوعات

ارضیات سے متعلق ۱۳ کتابیں خریدی گئیں ۔ ۲۹۰ مطبوعات ہندوستان اور بیرون ہند سے سررشتہ واری رسالوں کے تبادلہ میں وصول ہوئیں ۔ حیدرآباد کے ارضیاتی رسالوں کی کئی کاپیاں فروخت ہوئیں اور بہت سی تبادلہ کے طور پر تقسیم کی گئیں ۔ ارضیاتی رسالہ کی جلد چار، حصہ اول کی طباعت مکمل کی گئی ۔

انڈین سائنس کانگریس، سنہ ۱۹۴۱ع بنارس میں منعقد ہوئی تھی ۔ اس موقع پر سررشتے نے حسب ذیل موضوعوں پر مقالے روانہ کئے ۔

۱ ۔ اننتاگری، متصل وقارآباد میں بورہول سے دکن کی آتش فشانی چٹانوں کے اندرونی حصوں میں عضوی مواد کا وقوع ۔

۲ ۔ چنچولی ضلع گلبرگہ کے حصوں میں دکن کی آتش فشانی چٹانوں کے اندر فلرزک مٹی ۔

۳ ۔ ہندوستان میں معدنیات کانوں کی اصلاح کی طرف عملی اقدام ۔

۴ ۔ کالی ناء ضلع نلگنڈہ ہیں ۔

ہزا کسلنسی نواب صاحب چھتاری صدراعظم باب حکومت سرکار عالی یوم فتح تیونیسیا کی تقریب میں، پیام شاہانہ سنانے کی سعادت حاصل کررہے ہیں جس میں اتحادیوں کو فتح تیونس کی مبارکباد دی گئی ہے ۔ اس موقع پر فوج، پولیس اور اے ۔ آر ۔ پی کے رضاکار دستوں کے علاوہ ہزاروں شہری موجود تھے ۔

۲۱ ۔ مئی سنہ ۱۹۴۳ع کو حیدرآباد میں شاندار پیمانہ پر یوم تیونیسیا منایا گیا ۔ معظم جاہی مارکٹ کے سامنے فوجی مارچ پاسٹ ہورہا ہے اور ہزا کسلنسی نواب صاحب چھتاری صدراعظم باب حکومت سرکار عالی سلامی لے رہے ہیں ۔

حیدرآباد کے بعض مشہور کتب خانے

تمدنی دولت کے انمول خزانے

مخطوطات و مطبوعات کا بے مثل ذخیرہ

مملکت آصفیہ کو ہندوستان میں امتیازی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ یہ سرزمین ان تمام اقوام کی دیرینہ روایات کی حامل ہے جنہوں نے ہندوستان کی پرعظمت تاریخ بنائی اور یہاں کے متعدد خاندان ان صفات کی زندہ مثال ہیں جو مشرقی تہذیب و تمدن کی ممتاز خصوصیات ہیں۔ اس کے ساتھ ہی حیدرآباد نے جدید تمدن کے اثرات بھی قبول کئے، مشرق و مغرب کی ثقافت و شائستگی کے امتزاج کا مظہر مملکت حیدرآباد کے تمدنی ادارے ہیں جن میں سرکاری اور ذاتی کتب خانوں کو نمایاں اہمیت حاصل ہے۔

کتب خانہ آصفیہ

مملکت آصفیہ کے دارالحکومت حیدرآباد میں موسی ندی کے کنارے کتب خانہ آصفیہ کی خوشنما عمارت واقع ہے جو حیدرآباد کا سب سے بڑا سرکاری کتب خانہ عامہ ہے اور جس کا شمار ہندوستان کے مشہور ترین کتب خانوں میں کیا جاتا ہے۔ نواب عماد الملک مرحوم کی جدوجہد سے یہ کتب خانہ فروردی سنہ ۱۳۰۰ف م سنہ (۱۸۹۱ع) میں قائم ہوا تھا۔ سنہ ۱۳۴۵ف میں جدید عمارت میں منتقل کیا گیا اور جدید اصول کے مطابق اس کی تنظیم کی گئی۔

کتب خانہ آصفیہ میں کتابوں کی مجموعی تعداد ۵۴ ہزار ہے۔ جس میں سے مشرقی اور ملکی زبانوں کی کتابیں ۲۵ ہزار اور انگریزی کتابیں ۱۸ ہزار ہیں۔ اردو عربی اور فارسی مخطوطات کی تعداد تقریباً ۱۲ ہزار ہے۔ شعبہ انگریزی کی ذیلی تقسیم (۳۹۰) موضوعات پر کی گئی ہے اور شعبہ مشرقی ۳۶ موضوعات کے تحت منقسم ہے۔ ذیلی تقسیم بہت ہی جامع ہے اور اس کی وجہ سے کتابوں سے استفادہ کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ ہندوستان سے متعلق ایک جداگانہ شعبہ موجود ہے۔

کتب خانہ میں ایک وسیع دارالمطالعہ ہے جو صبح ۸ بجے سے شام کے ۸ بجے تک کھلا رہتا ہے۔ اور سال میں صرف ۹ دن بند رہتا ہے۔ عوام دارالمطالعہ میں کتابوں سے استفادہ کرسکتے ہیں لیکن اراکین کتابیں گھر بھی لے جاسکتے ہیں۔ چندہ رکنیت دو روپے ماہانہ ہے اور پچیس روپے بطور امانت جمع کرانا پڑتا ہے۔ مطالعہ کتب کا سالانہ اوسط تقریباً ۱۱۶۰۰۰ ہے۔

دارالمطالعہ میں جو اخبارات آتے ہیں ان کی تعداد (۷۰) اور رسائل کی تعداد (۴۰) ہے، جن سے اوسطاً ہر سال ایک لاکھ سے زیادہ اشخاص استفادہ کرتے ہیں۔

کتب خانہ آصفیہ ایک سرکاری ادارہ ہے اور اس کی نگرانی ایک مجلس کے تفویض ہے جو مجلس کتب خانہ کہلاتی ہے۔ خریدی کتب کے لئے سالانہ بیس ہزار روپے صرف کئے جاتے ہیں۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

جامعہ عثمانیہ، ہندوستان کی علمی تاریخ میں ایک نہایت ہی اہم اور کامیاب تجربہ ہے۔ اس ادارہ نے ہندوستان کی مشترکہ زبان اردو کو ذریعہ تعلیم بنا کر علم کو جو اب تک نامانوس زبانوں میں مقید تھا، آزاد کردیا اور دوسری ہندوستانی جامعات کے لئے ایک ایسی مثال پیش کی جو ہندوستان کے تعلیمی مسائل کے حل میں بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔

جامعہ عثمانیہ کا صدر کتب خانہ کلیہ فنون کی خوشنما عمارت میں واقع ہے۔ کتابوں کی مجموعی تعداد تقریباً ۵۲ ہزار ہے اور ہر سال بہت کافی اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ کتب خانہ مغربی، مشرقی اور السنہ ملکی، تین شعبوں پر مشتمل ہے۔ شعبہ مغربی میں تقریباً ۳۰۰۰۰ شعبہ مشرقی میں تقریباً ۱۹۰۰۰ اور شعبہ السنہ ملکی میں تقریباً ۹۵۰۰ کتابیں موجود ہیں۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کا انتظام مجلس کتب خانہ کے تفویض ہے جو سات اراکین پر مشتمل ہے۔ کتابوں کی تنظیم "ڈیوی ڈسمل کلاسی فیکیشن سسٹم" کے مطابق کی گئی ہے۔ کتابیں حاصل کرنے میں مناسب سہولت پیدا کرنے کے لئے حرف واری ترتیب سے مختلف خانوں میں ۲۵۳۵۲۵ کارڈ رکھے ہوئے ہیں۔ کتب خانہ کی کتابیں مختلف موضوعات مثلاً عام تصانیف، فلسفہ، مذہب، اسلامیات و تاریخ اسلام، عمرانیات، لسانیات، سائنس، کارآمد فنون، فنون لطیفہ، ادب اور تاریخ و جغرافیہ کے تحت منقسم کی گئی ہیں اور مزید تفصیل کے اعتبار سے ذیلی تقسیم ۱۵۰ موضوعات پر مشتمل ہے۔ ہر مہینہ اوسطاً شعبہ مشرقی سے (۱۵۰۰) اور شعبہ جات مغربی و ملکی سے (۳۵۰۰) کتابیں جاری کی جاتی ہیں۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں مختلف زبانوں کے مخطوطات کا قابل قدر ذخیرہ موجود ہے جو مختلف اعتبار سے بہت اہم ہے۔ عربی فارسی اور اردو مخطوطات کی تعداد ۱۳۶۷ ہے جن میں تحفۃ العراقین خاقانی مخطیر ابوالبقا موسوی، دیوان صائب حاشیہ بخط صائب اور رقعات بادشاہ جانشینان عالمگیر، خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ حکیم محمد قاسم صاحب مرحوم کا مشہور کتب خانہ مخطوطات بھی سنہ ۱۳۵۱ف میں کتب خانہ جامعہ میں شامل کردیا گیا اور اس کتب خانہ میں تلگی، کنڑی، مرہٹی، ہندی، تامل، ملایالم، اور سنسکرت کے ۲۹۶۱ مخطوطات کا بیش بہا اضافہ ہوگیا۔

ان مخطوطات میں سے ۶۳ ۷ ا کاغذی اور ۱۹۸ ا برگی مخطوطات ہیں - ان کے علاوہ پتوں پر لکھے ہوئے دو برہمی مخطوطات بھی ہیں جو بہت ہی نادر و نایاب ہیں - کتب خانہ جامعہ عثمانیہ میں نواب سرور الملک کا کتب خانہ بھی شامل ہے اور ۴ - خورداد سنہ ۱۳۵۰ ف کو سرا کبر حیدری کا کتب خانہ بھی اس میں شامل کر دیا گیا - سرا کبر کا کتب خانہ تقریباً ۴ ہزار قلمی و مطبوعہ کتب پر مشتمل تھا جو اب جامعہ کو مل گیا ہے اور کتابوں کے علاوہ پرانے جرائد کے ۱۳۰ فائل بھی ملے ہیں -

کتب خانہ سے متعلق ایک وسیع دارالمطالعہ بھی ہے جس کے دو شعبے ہیں ایک تو شعبہ کتب حوالہ ہے، اور دوسرا شعبۂ اخبارات و رسائل، شعبہ کتب حوالہ میں ایسی کتابوں کی کثیر تعداد موجود ہے جو علمی تحقیقات اور مطالعات کے لئے ضروری ہیں ان کتابوں سے دارالمطالعہ ہی میں استفادہ کیا جاسکتا ہے - شعبہ اخبارات و رسائل میں مختلف زبانوں کے ۱۶۲ جرائد آتے ہیں جن سے طلباء و اساتذہ کی کثیر تعداد مستفید ہوتی ہے - اعلحضرت سلطان العلوم نے کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کے لئے تین فارسی مصاحف عطا فرمائے ہیں جن کے عنوانات یہ ہیں - کیمیائے سلطنت، مسئلہ علم وفضل، اور دستورہ نیک برائے طلبہ عثمانیہ یونیورسٹی -

کتب خانہ نظام کالج

یہ کتب خانہ سنہ ۱۸۸۷ع میں قائم کیا گیا اور حیدرآباد کے قدیم کتب خانوں میں شمار کیا جاتا ہے - کتب خانہ میں جملہ ۴۲ ہزار کتابیں ہیں اور کتابیں جاری کرنے کا سالانہ اوسط ۳۴ ہزار ہے - انگریزی ادب، معاشیات، سیاسیات، تاریخ اور سائنس پر مستند کتابیں موجود ہیں - ہندوستان کے متعلق کتابوں کا سیکشن الگ ہے - شعبہ مشرق میں اردو اور فارسی ادبیات عالیہ کے علاوہ اردو کی تازہ تصنیفیں بھی ہر سال منگائی جاتی ہیں -

انگریزی میں حسب ذیل نایاب اور اہم کتابیں موجود ہیں -

۱ - وارن ہیسٹنگز کا تاریخی مقدمہ اور دارالامراء کی بحثیں - یہ کتاب ہیسٹنگز نے ولیم کرو کو پیش کی ہے اور اس پر اس کے دستخط موجود ہیں - سال اشاعت سنہ ۱۷۹۸ع

۲ - تزک تیموری (انگریزی ترجمہ) سنہ ۱۷۸۳ع
۳ - طبقات ناصری ,, ,, سنہ ۱۸۸۱ع
۴ - تاریخ ایران تصنیف سرجان مالکم سنہ ۱۸۱۵ع
۵ - تاریخ ایران تصنیف موریر سنہ ۱۸۱۲ع
۶ - آئین اکبری مترجمہ گلیڈون سنہ ۱۸۰۰ع
۷ - گلستان ,, ,, سنہ ۱۸۰۸ع
۸ - سکندر نامہ مترجمہ کلارک سنہ ۱۸۸۱ع
۹ - دیوان حافظ ,, ,, سنہ ۱۸۹۱ع
۱۰ - رباعیات عمرخیام مترجمہ ون‌فیلڈ سنہ ۱۸۸۳ع

کتب خانہ کے دارالمطالعہ میں ۶۰ علمی اور ادبی رسالے منگائے جاتے ہیں -

کتب خانہ دیوانی و مال

نایاب مخطوطات کے لحاظ سے اس کتب خانہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے - جدید طرز کے مطابق مخطوطات و مطبوعات کی ترتیب کرنے کے لئے چھ سال پہلے کتب خانہ کی تنظیم جدید عمل میں آئی - اس عرصہ میں مخطوطات اور مطبوعات کا جو ذخیرہ جمع کیا گیا ہے وہ قابل قدر ہے - کتابوں کے انتخاب میں کتب خانہ کا مقصد یہی رہا کہ ہماری تہذیب و تمدن کے تاریخی کارناموں اور ادبی شاہکاروں کو جمع کیا جائے، اور ایسی ہی کتابیں حاصل کی گئیں جو تاریخی موضوعوں پر مستند اور مسلم ہیں - نوعیت کے لحاظ سے یہ کتابیں پانچ قسموں پر مشتمل ہیں -

۱ - وہ کتابیں جو تاریخ دکن اور تاریخ ہند سے تعلق رکھتی ہیں -

۲ - حوالہ کی کتابیں -

۳ - ایسی کتابیں جو قدیم قاعدات، کتابوں کی اصلاح و درستگی اور تہذیب و ترتیب کے فن سے متعلق ہیں -

۴ - قوانین و ضوابط سرکار آصفیہ -

۵ - مطبوعات سرکار عالی -

تاریخی موضوعوں میں سوانح اور تذکروں کے علاوہ سفرناموں، سیر انساب و مناقب اور بعض ادب و شعر کی کتابوں کو بھی شامل کیا گیا ہے، تاریخی مواد کی ترتیب میں ان موضوعوں نے نمایاں حصہ لیا ہے - کتب خانہ میں تاریخ ہندوستان و دکن سے متعلق زیادہ کتابیں ہیں اور وسط ایشیا اور ایران کی تاریخیں بھی موجود ہیں کیونکہ ہندوستان کی تاریخ ان ملکوں سے متاثر ہوتی رہی ہے - مطبوعات سرکار عالی میں قدیم و جدید مطبوعات کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے جس میں "حیدرآباد آفیسرس" کا مکمل سٹ بھی شامل ہے -

کتب خانہ میں مخطوطات کی جملہ تعداد (۴۴۲) ہے۔ ان کی زبان واری تقسیم حسب ذیل ہے۔

فارسی	۴۰۱
ہندوستانی	۲۸
عربی	۱۳

بہ لحاظ فنون مخطوطات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تاریخ	۱۵۳
تذکرہ	۳۸
سوانح	۱۵
جغرافیہ	۱۰
سفرنامہ	۸
ادبیات (نظم)	۱۲
ادبیات (نثر)	۲۰
انشاء و مکاتیب	۱۰۹
لغت	۱۸
متفرق مثل قانون وغیرہ	۵۸

مخطوطات میں ایسے بھی نسخے جمع کئے گئے ہیں، جو مستند اور ابھی تک طبع نہیں ہوئے ہیں، اور خود مولف نے کتاب کی تبیض اور تصحیح کی ہے یا ان پر مشاہیر کے دستخط ہیں۔

تاریخی مخطوطات میں ماقبل اسلام زمانہ سے وسط ایشیا، ایران، افغانستان، قندھار، ہندوستان اور دکن سے متعلق مستند نسخے جمع کئے گئے ہیں۔ تذکروں میں ائمہ اہل بیت، مشہور شاعروں، بادشاہوں، وزیروں اور مشاہیر کے تذکرے شریک ہیں۔ سوانح، فرما روایان ہندوستان شاہان مغلیہ، شاہان دکن اور مشاہیر دکن پر مشتمل ہیں۔ کتب خانہ میں انشا و مکاتیب کے تحت بھی بہت اہم مخطوطات جمع کئے گئے ہیں۔ ان میں شاہان آصفی، شاہان عادلیہ، شاہان بہمنی اور شاہان کرناٹک کے خطوط کے علاوہ مشاہیر کے بھی نادر مکتوب ہیں۔

چند مخطوطات کے نام جو تاریخی اور ادبی اہمیت رکھتے ہیں ذیل میں درج ہیں۔

۱ - انفع الاخبار از امین الحسنی، ۱۰۳۶ھ، دور مغلیہ کی تاریخ۔

۲ - تاج المآثر از نظام الدین، ۶۰۲ھ، عہد قطب الدین ایبک اور شمس الدین التمش کی تاریخ۔

۳ - نورس از ابراہیم عادل شاہ، ۹۹۰ تا ۱۰۱۰ھ دیوان۔ اس پر ابراہیم کے دستخط موجود ہیں اور اس کا کاتب شاہی خوشنویس ہے۔

۴ - کلیات شاہی، کلیات علی عادل شاہ، ۱۰۶۲ھ۔

۵ - قصر والاجاہی، سید محمد حسین تمنا، ۱۲۵۰ھ، تاریخ کرناٹک، زمانہ خاندان انوری۔

۶ - تاریخ سلطان محمد قطب شاہ، نامعلوم، ۱۰۲۶ھ۔

۷ - مآثر نظامی، لالہ منسارام ۱۱۰۰ھ، حالات حضرت آصفجاہ اول۔

۸ - سفینۃ الاولیاء، شہزادہ دارا شکوہ، ۱۰۴۹ھ، تذکرہ مشائخ طریقت۔

۹ - فتح المجاہدین، زین العابدین موسوی، ۱۱۹۷ھ، قواعد سپاہ آرائی و فوج کشی۔ اس پر حضرت ٹیپو سلطان کے دستخط ہیں اور سلطان شہید نے بسم اللہ الرحمن الرحیم اپنے قلم سے تحریر کیا ہے۔

کتب خانہ کوجدید ترین طرز پر مرتب کیا جارہا ہے اور ہر کتاب کے تین قسم کے کارڈ تیار کئے گئے ہیں ایک مولف کے نام کا، دوسرا کتاب کے نام کا اور تیسرا موضوع سے متعلق۔ ان کارڈوں کی تکمیل سے کتابوں کی حسب ذیل تین فہرستیں تیار کی گئی ہیں۔

۱ - فہرست اسماء کتب

۲ - فہرست اسماء مولفین

۳ - فہرست مضامین کتب

مخطوطات کی بھی ایک مکمل فہرست تیار کرلی گئی ہے جس میں ہر مخطوطے سے متعلق مختصر سرخی نوٹ بھی درج ہے

جس سے مصنف، زمانہ، کتاب کی نوعیت اور اہمیت اور موضوع پر روشنی پڑتی ہے۔ کتب خانہ میں سرکار عالی کے تمام محکموں کی رپورٹیں، موازنہ جات اور حکومتی اعلامئے بھی ہیں۔ موازنہ جات کا قدیم ترین نسخہ سنہ ۱۲۸۸ف کا ہے اور سنہ ۱۲۹۵ف کے عہدہ داروں کی ایک فہرست بھی ہے۔ شعبہ مشرقی میں عربی فارسی اردو اور مرہٹی کی کتابیں ہیں اور شعبہ مغربی میں انگریزی کی، جن میں بعض نادر ہیں۔

ذاتی کتب خانے

کتب خانہ نواب سر سالار جنگ بہادر

مملکت آصفیہ کے امیر کبیر نواب سر سالار جنگ بہادر کا کتب خانہ ان کے علمی مذاق پاکیزہ ذوق اور مشرقی

تہذیب و شائستگی کی ایک بے نظیر مثال ہے ۔ نادرو نایاب مخطوطات اور کم یاب مطبوعات کے اعتبار سے یہ کتب خانہ حیدرآباد کا اہم ترین کتب خانہ اور ایشیا کا تمدنی دولت ہے ۔ اس کتب خانہ کی ابتدا سرسالارجنگ اول کے زمانہ میں ہوئی تھی ۔ ان کے جانشینوں کے علمی مذاق کی بدولت اس میں متواتر اضافہ ہوتا رہا اور موجودہ نواب سالارجنگ بہادر کے پاکیزہ ذوق نے اسے ایک بے مثل کتب خانہ بنادیا ۔

نواب سالارجنگ بہادر کے کتب خانہ میں کتابوں کی مجموعی تعداد ۴۰ ہزار سے زیادہ ہے جس میں سے ۲۹ ہزار کتابیں شعبہ مغربی میں ہیں اور ۱۲ ہزار سے زیادہ شعبہ مشرقی میں ۔ شعبہ مشرقی اردو فارسی اور عربی کی کتابوں پر مشتمل ہے ۔ جن میں زیادہ تعداد مخطوطات ہیں ۔ چنانچہ ایسے دیکھی مخطوطات اس کتب خانہ میں موجود ہیں ایسی برٹش میوزیم میں بھی نہیں ۔ مذہب، تاریخ اور ادبیات میں جو ذخیرہ ہے وہ بہت ہی نادر و نایاب ہے ۔ اس کے علاوہ تصوف، اخلاق، کلام وعقائد، مناظرہ، فصاحت و بلاغت، حکمت، منطق، ریاضی، ہیئت و ہندسہ، قرأت، مراثی، عروض و قافیہ، تذکرہ، تعلیمات، جفر، نجوم، طب، اور دوسرے موضوعات سے متعلق نادر و نایاب مخطوطات و مطبوعات موجود ہیں ۔

مخطوطات کا ایک نہایت ہی بیش قیمت حصہ قرآن پاک کے قلمی نسخے ہیں جو تاریخی اہمیت کے علاوہ حسن خطاطی اور حسن کاری کے لاجواب نمونے ہیں ۔ اس کتب خانہ میں قرآن پاک کے قلمی نسخوں کی تعداد دس سو سے زیادہ ہے ۔ جن میں سے بعض نسخے پانچویں صدی ہجری یا اس سے بھی زیادہ قدیم ہیں اور یوسف یا کاغذ پر خط کوفی لکھے ہوئے ہیں ۔ متعدد نسخے نویں اور دسویں صدی کے ہیں اور گیارھویں اور بارھویں صدی میں اور اس کے بعد لکھے ہوئے نسخوں کی بھی کافی تعداد ہے ۔ یوں تو سب نسخے متعدد اعتبار سے اہم ہیں لیکن حسب ذیل نسخے خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

۱ ۔ یاقوت بن عبداللہ المستعصمی کا لکھا ہوا قرآن پاک جس پر شہنشاہ جہانگیر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر موجود ہے ۔ کتابت چھٹی صدی ہجری ۔

۲ ۔ یاقوت المستعصمی کا لکھا ہوا پنج سورہ ۔ ۶۰۳ صدی ہجری

۳ ۔ مرزا احمد نیریزی کا لکھا ہوا قرآن پاک ۔ گیارھویں صدی ہجری ۔

۴ ۔ سید حسن لاھوری کا لکھا ہوا قرآن پاک ۔ سنہ ۱۱۰۹ ہجری ۔

۵ ۔ شہنشاہ عالمگیر کا لکھا ہوا پنج سورہ (جو سونے سے لکھا گیا ہے) ۔ ان نادر نسخوں کے علاوہ گیارھویں صدی کے دو نسخے صرف بیس بیس صفحات پر لکھے ہوئے ہیں ۔ اور دوسرے متعدد نسخے خطاطی وحسن کاری کے بے نظیر نمونے ہیں ۔ قرآن پاک کے قلمی نسخوں کے علاوہ حسب ذیل مخطوطات خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

۱ ۔ رسالہ احادیث نبوی و شعر منسوب امیر ۔ سنہ ۰۰۳ھ

۲ ۔ مرقع میر علی ۔ مناجات حضرت علی ۔ بخط میر علی سنہ ۹۹۳ ہجری

۳ ۔ مرقع امیر عماد ۔ مناجات عبداللہ انصاری ۔ بخط عماد سنہ ۱۰۰۱ ہجری یہ نسخہ سلطان حسین شاہ ایران کے لئے لکھا گیا تھا ، حاشیہ پر علی رضا بہزاد ثانی نے گلکاریاں کی ہیں

۴ ۔ نہج البلاغہ ۔ چوتھی صدی ہجری ۔

۵ ۔ زیج الغ بیگ ۔ علم ہئیت کے بارے میں تیمور کے پوتے الغ بیگ کی تالیف، خود اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی آٹھویں صدی ہجری ۔

۶ ۔ تزک بابری ۔ خود بابر کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ۔

۷ ۔ حدیقہ حکیم سنائی ۔ سلطان علی مشہدی سنہ ۸۸۲ھ اس کتاب پر شاہجہاں کی تحریر اور عالمگیر کی مہر موجود ہے ۔

۸ ۔ علم قیافہ ۔ میر علی سنہ ۹۰۴ ہجری ۔ اس کتاب پر جہانگیر اور شاہجہاں کی تحریریں اور عالمگیر اعظم کی مہر موجود ہے ۔

۹ ۔ دیوان حافظ ۔ نہایت قدیم نسخہ جس پر جہانگیر کی تحریر ہے ۔

۱۰ ۔ نورس بخط ریحان تصنیف ابراہیم عادل شاہ ۔ کاتب عبدالرشید سنہ ۱۰۹۰ ہجری ۔

۱۱ ۔ مثنوی زلالی ۔ کاتب محمد مراد کشمیری سنہ ۱۰۴۴ ہجری، اس کتاب پر شاہجہاں کی تحریر اور عالمگیر کی مہر ہے ۔

۱۲ ۔ روضۃ المحبین ۔ ابن عماد ۔ مکتوبہ میر علی سنہ ۹۰۶ ہجری ۔ تصویریں مختلف مصوروں کی بنائی ہوئی ہیں اس پر شاہجہاں کی تحریر اور عالمگیر کی مہر ہے ۔

۱۳ ۔ دیوان محمد قلی قطب شاہ ۔ بربان دکھنی، مصور منقش، کاتب زین الدین علی ۔

۱۴ ۔ دیوان نعمت خان عالی ۔ بخط عالی اس کتاب پر مغل سلاطین کی تحریریں اور مہریں موجود ہیں ۔

مخطوطات کے علاوہ تقریباً ۲۵۰ مرقعات وقطعات ہیں، جو مختلف اعتبار سے نہایت ہی اہم اور گراں قدر ہیں ۔

کتب خانہ کے مغربی شعبہ میں انگریزی کے علاوہ فرانسیسی لاطینی جرمن اور اطالوی زبانوں کی بھی کتابیں ہیں ۔ یہ شعبہ ۵۰ ذیلی شعبوں میں منقسم ہے ۔ جن میں

جنگ کے بعد کی ترقیوں کے خاکے

مرکزی مجلس اور بارہ ذیلی کمیٹیاں جس میں غیر سرکاری رکن بھی رہیں گے

نئے سر رشتہ پر سالانہ دو لاکھ کے خرچ کا اندازہ

اعلحضرت بندگان عالی نے جنگ کے بعد کی ترقیوں اور تعمیر جدید کے خاکوں کے لئے ایک مجلس کے قیام کی منظوری صادر فرمائی ہے جس میں سرکاری اور غیر سرکاری رکن شریک رہیں گے۔ مجلس جنگ کے بعد کی ترقیوں اور تعمیر جدید کے جن مسائل پر غور کرے گی ان میں صنعت و حرفت، زراعت، جنگلات، رسل و رسائل، صحت عامہ، فنی تعلیم، مالیات، زر، بنک کاری، تبادلہ اور تجارت شامل رہیں گے۔ سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی بارہ کمیٹیاں قائم کی جائیں گی، جو تمام متعلقہ مسئلوں کا مطالعہ کرینگی ایک نئی معتمدی کے قیام کی تجویز بھی منظور فرمائی گئی ہے جس میں آٹھ شعبے ہوں گے۔ اور یہ ہمہ وقتی معتمد کے تحت کام کرے گی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ابتدائی منزلوں میں معتمدی کا سالانہ خرچ دو لاکھ ہوگا۔

جنگ کے بعد کی تعمیر جدید اور ترقی کے مسائل حکومت سرکارعالی کی توجہ کا مرکز بنتے جا رہے ہیں۔ حیدرآباد ابھی صنعتی میدان میں پیچھے ہے مگر وسیع صنعتی ذرائع رکھتا ہے۔ اور یہاں خام مال بھی افراط سے میسر آسکتا ہے اگر حیدرآباد جنگ کے بعد معاشی ترقی اور تعمیر جدید کے کام کا آغاز کرے تو ابھی سے اس کی تیاری کی ضرورت ہے موجودہ وقت سے لے کر جنگ کے ختم ہونے تک کی مدت ایسی ہے کہ تعمیر جدید کے خاکوں اور تجویزوں کو تیار کیا جاسکتا ہے۔

اس وقت جنگ کے سلسلہ میں جو لوگ فنی اور غیر فنی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں، انہیں امن کے زمانہ کی ضرورتوں میں مصروف کرانے کا مسئلہ بھی اس اسکیم کا ایک جزو ہے۔ حیدرآباد کے سپاہیوں اور فوجی عہدہ داروں کے لئے جنھوں نے فنی تربیت نہیں پائی ہے، مناسب اور موزوں جگہوں کے انتظام کے مسئلہ پر غور کیا جائیگا۔ جو لوگ فنی تربیت پاچکے ہیں ان کے لئے بھی کام نکالنے کی ضرورت ہوگی۔ جنگ کے دوران میں جو سائینٹفک اور صنعتی مجلس قائم کی گئی ہے، ایسے مستقل اور وسیع بنیادوں پر جنگ کے بعد بھی قائم رکھنا ہوگا۔

زراعت، اسکیم کا اہم جزو رہیگی

زرعی پیداوار کی نوعیت اور مقدار میں ترقی اور کاشتکار طبقہ کی فلاح کے سلسلہ میں جو کام لیا جائے گا اسے مندرجہ ذیل عنوانوں کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔

۱ - آب پاشی کی ترقی اور پانی سے برقی قوت کے حصول میں اضافہ۔

۲ - رسل و رسائل میں ترقی۔

۳ - زراعت پر سائینٹفک تحقیقات۔

۴ - تجرباتی مزرعوں میں ترقی۔

۵ - زرعی مدرسوں اور کالجوں کا قیام۔

۶ - مختلف علاقوں کے خام مال کی بنیاد پر دیہی صنعتوں کی ترقی۔

۷ - جنگلات سے متعلق نئی پالیسی کا قیام، جنگلات کی پیداوار اور وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ۔

۸ - مویشیوں کی اصلاح اور طبی علاج کی آسانیاں۔

۹ - نوآبادیوں کا قیام۔

۱۰ - ملک کے قدیم باشندوں اور پست طبقوں کی بہتری کی تدابیر۔

سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کی مجلس

تجویز کی گئی ہے کہ جنگ کے بعد کے تعمیری خاکوں کی مجلس هز اکسلنسی صدراعظم باب حکومت سرکارعالی کی صدارت میں قائم کی جائے۔ اس مجلس کے اراکین ان ذیلی کمیٹیوں کے صدر ہوں گے، جن کا ذکر آگے آئیگا۔ اس

مجلس میں سرکاری اورغیر سرکاری اراکین بھی نامزد کئے جائیں گے ۔ مجوزہ تعمیری تجویزوں کے محکمہ کے معتمد اس مجلس کے بھی معتمد رہیں گے ۔

اس مجلس کا کام یہ ہوگا کہ جنگ کے بعد کی ترقی اور تعمیر جدید کے مسئلوں پر غور کرے ۔ اس میں زراعت اورجنگلات جنگی کام کرنے والوں کو نئے کاموں میں مصروف کرانے کا انتظام ۔ سائنٹفک تحقیقات، حکومت کے تعمیری کام ۔ رسل ورسائل صحت عامہ اور فنی تعلیم جیسے مسائل شریک رہیں گے ۔ یہ مجلس وسیع بنیادوں پر لائحہ عمل تیار کرکے اپنی مقررہ کمیٹیوں سے تعاون عمل کرے گی ۔

بارہ کمیٹیوں کی تشکیل

مجلس مندرجہ ذیل بارہ کمیٹیاں مقرر کرے گی، جس میں سرکاری اورغیر سرکاری اراکین رہینگے ۔

۱ ۔ آب پاشی اوربرقی قوت کی کمیٹی جس میں آب پاشی اور انتظام ساگر کی ترقی کی مجلسوں آب پاشی کے اہم پروجکٹ کی مجلس، ایرمانی کی مجلس اوربرقی قوت اور قحط کی مجلسوں کے نمائندے رہیں گے ۔

۲ ۔ انجینیری صنعتوں کی کمیٹی ۔

۳ ۔ چھوٹے پیمانے اورگھریلو صنعتوں کی کمیٹی ۔

۴ ۔ مندرجہ بالا صنعتوں کے علاوہ دوسری صنعتوں کی کمیٹی ۔

۵ ۔ ریلوے کے علاوہ، حکومت کے تعمیری کاموں اور رسل ورسائل کی کمیٹی (اس کمیٹی میں ریلوے کا نمایندہ شریک رہے گا)

۶ ۔ سائنٹفک اورصنعتی تحقیقات کی کمیٹی

۷ ۔ تعلیمی کمیٹی (جس میں فنی اورزرعی تعلیم کا زیادہ لحاظ رکھا جائے گا)

۸ ۔ معدنی وسائل کی کمیٹی

۹ ۔ دیہی ترقیات کی کمیٹی (اس مسئلہ کی وسعت کالحاظ کرتے دو کمیٹیاں قائم کرنی ہوں گی)

۱۰ ۔ جنگی کام کرنے والوں سے متعلقہ کمیٹی ۔

۱۱ ۔ صحت عامہ کی کمیٹی ۔

۱۲ ۔ مالیات، زر، بنک کاری، تبادلہ اورتجارت کی کمیٹی

ان کمیٹیوں کے لئے موزوں سرکاری اورغیر سرکاری اراکین کی نامزدگی مجلس کریگی ۔ کمیٹیوں کو یہ حق ہوگا کہ وہ حیدرآباد کے باہر کے ممتاز حضرات سے مشورہ کریں یا رکن کی حیثیت سے انہیں کمیٹیوں میں شریک کریں ۔

ایک نئی معتمدی کا قیام

اس سارے انتظام کی ذمہ داری معتمدی پر عائد ہوگی ۔ جس کے مندرجہ ذیل شعبہ ہونگے ۔

۱ ۔ آب پاشی اوربرقی قوت ۔

۲ ۔ ریلوے کے علاوہ تعمیری اوررسل ورسائل کے کام ۔

۳ ۔ سائنٹفک اورصنعتی تحقیقات ۔

۴ ۔ فنی تعلیم جس میں زرعی تعلیم بھی شریک رہیگی ۔

۵ ۔ صنعتی کاموں کا جائزہ اورددرامد ۔ اس میں دو ذیلی شعبے ہونگے ۔

(الف) چھوٹے پیمانے کی اورگھریلو صنعتیں ۔

(ب) ۔ بڑے پیمانہ کی صنعتیں ۔

۶ ۔ جنگی کام کرنے والوں کا شعبہ ۔

۷ ۔ زراعت ، جنگلات اور علاج حیوانات ۔

۸ ۔ معدنی وسائل ۔

اس تعمیری خاکوں کے محکمہ کی حیثیت ، حکومت کے دوسرے محکموں کی جیسی ہوگی جو باب حکومت کے ایک صدرالمہام کے تحت رہیگا ۔ جن کی حیثیت مجلس میں نائب صدر کی ہوگی ۔ صدرالمہام متعلقہ کمیٹیوں کی طرف سے مختلف محکموں سے مواد جمع کریں گے اور حیدرآباد کے باہر کے فنی ، کاروباری اور دوسرے حلقوں سے ربط قائم کرکے ضروری مشورہ اور رہنمائی بھی حاصل کریں گے ۔

اس انتظام کے تمام خرچ کاجائزہ بار ، حکومت سرکارعالی کے حاصل برداشت کریگی اس کام کی اہمیت اورجن بنیادوں پر اسے چلانے کی جو تجویز کی گئی ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے حیدرآباد اس پر بڑی رقم صرف کرنے تیار رہیگا ۔ ابتدائی سال میں جو ضروریں پیش آئیگی سالانہ دولاکھ کے صرفہ سے انھیں پورا کیا جائے گا ۔

رائچور میں ہیروں کی دستیابی

ضلع رائچور کے موضع ہسپیتھ میں چھ ہیرے دستیاب ہوئے جن کاحکومت کی طرف سے سررشتہ فینانس میں ہراج کیا گیا ۔ ان میں سب سے بڑے ہیرے کا وزن (۴.۰۹) قیراط تھا اور اس کی قیمت (۲۱) ہزار روپیہ وصول ہوئی ۔ یہ تمام ہیرے (۲۲۷۹۲) روپے میں فروخت ہوئے ۔

کاشتکاروں کی بھلائی کے لئے سررشتہ مالگزاری کی کوششیں

دستور العمل انتقال اراضی تو اب مستقلا قانون کی حیثیت دیدی گئی ہے اور اسے قانون امتناع انتقال زرعی اراضی کا نام دیا گیا ہے۔ یہ قانون مزارعین کے لئے دستور العمل سے کہیں زیادہ فائدہ رسانی کا باعث ہے ۔ اس قانون سے کاشتکاروں کو بہت زیادہ فائدہ پہنچ رہا ہے ۔ ایک طرف ان کی اراضیات ساہوکاروں کے قبضہ میں جانے سے بچ رہی ہیں تو دوسری طرف پچھلی مرہونہ اراضیات کے انفکاک سے متعلق بھی مناسب انتظام ہو گیا ہے ۔ حکومت اور کاشتکاروں کے دوسرے بہی خواہوں کا خیال ہے کہ جیسے جیسے وقت گزرتا جائے گا اور کاشتکار اس سے واقف ہوتے جائیں گے ، مزارعین کے لئے یہ قانون ایک رحمت ثابت ہوتا جائیگا ۔

حقوق قول داری

حکومت نے حقوق قول داری کی ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے اپنی رپورٹ کے ساتھ قول داری کا ایک مسودہ بھی پیش کردیا ہے ۔ توقع کی جاتی ہے کہ جب یہ مسودہ قانون بن جائیگا ۔ تو ممالک محروسہ میں آسامیوں کی حالت درست ہوجائیگی ۔

عام طور پر یہ شکایتیں وصول ہوئی تھیں کہ ممالک محروسہ میں تری دھارہ بہت زیادہ ہے۔ حکومت سرکار عالی نے معاملہ کی جانچ کرنے اور ہر پہلو سے اس پر غور کرکے رپورٹ پیش کرنے کے لئے آنریبل صدرالمہام بہادر مالگزاری کی صدارت میں ایک محکمہ جاتی کمیٹی تشکیل دی۔ کمیٹی نے اس سلسلہ میں متعلقہ لوگوں کی زبانی اور تحریری شہادتیں حاصل کرلی ہیں ۔

جاگیری رعایا کی حالت

حکومت جاگیری علاقوں کے انتظام کو بھی خالصہ کی سطح پر لانا چاہتی ہے ۔ اس سلسلہ میں جاگیروں میں پیمائش اور بندوبست کا انتظام کیا جائے گا ۔ اور ان علاقوں کے مالکان اراضی کو پٹہ داری کے حقوق عطا کئے جائینگے جاگیری علاقوں میں جاگیرداروں کے موقف اور حقوق مالگزاری مزید واضح کئے جائیں گے ۔ چھوٹی جاگیروں میں قومی تعمیری کاموں پر حکومت خود نگرانی رکھے گی ۔ یہ کام جاگیرداروں کی مدد اور تعاون سے انجام دئے جائینگے

چونکہ چھوٹی چھوٹی معاشی زمینوں سے جاگیردار اور حکومت دونوں کے لئے انتظامی دقتیں ہیں اس لئے محکمہ مالگزاری نے اس سلسلہ میں ایک اسکیم تیار کی ہے ، جس کی رو سے چھوٹی چھوٹی معاشی اراضیات کو معاشداروں کی رضامندی سے نقد معاش میں بدلا جائے گا۔

بسلسلہ صفحہ (۱۴)

علاقہ کے ایک مکان میں قائم کیا گیا ہے ۔ کتب خانہ صبح و شام شایقین علم کے استفادہ کے لئے کھلا رہتا ہے۔ اور مولوی حافظ عبدالعظیم صاحب اس کے نگران ہیں ۔

کتب خانہ یافعی (عمر یافعی صاحب)

کتب خانہ میں کم و بیش (۲۰) ہزار کتابیں ہیں ، جو تاریخ ، ادب ، تذکرہ ، ارضیات وغیرہ پر مشتمل ہیں ۔ صرف تاریخ اور تذکرہ کے شعبہ میں (۶۵۰۰) کتابیں ہیں کتب خانہ میں دو ہزار نایاب و نادر مخطوطات بھی ہیں ، جن میں اکثر مصنفین کے عہد کے لکھے ہوئے ہیں اور بعض خود مصنفین کے قلمی ہیں ۔ مطبوعات کا جو ذخیرہ موجود ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا اکثر حصہ اب دستیاب نہیں ہوتا ۔ یہ کتب خانہ مولوی عمر یافعی صاحب کے دولت خانہ ہی میں ہے ، جو چار مینار سے قریب ہے اور اہل ذوق اور محققین کے لئے کھلا رہتا ہے ۔

غلہ زیادہ اگاؤ کی مہم کے لئے ۴۳ لاکھ کی منظوری

غلہ زیادہ اگانے کی مہم پچھلے سال شروع کی گئی تھی - اب اس مہم میں زیادہ سرگرمی پیدا کرنے کی غرض سے حکومت سرکار عالی نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ کاشتکاروں کو (۴۳) لاکھ سے زیادہ کی امداد دی جائے - یاد ہوگا کہ حکومت سرکار عالی نے پچھلے سال دوسری بہت سی رعایتوں کے علاوہ غلہ زیادہ اگانے کی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے (۱۶) لاکھ روپیہ صرف کئے تھے اس کا مقصد یہ تھا کہ بجائے نقد آور پیداوار کی بجائے غلہ کی پیداوار زیادہ سے زیادہ مقدار میں اگائی جائے -

اس مہم میں حسب ذیل تدابیر اختیار کی جانے والی ہیں :-

بہتر بیج کی تقسیم

مونگ پھلی کی کھلی کو کھاد کے طور پر استعمال کرنے کے لئے اس کی رسد مہیا کیجائیگی -

مالگزاری اور تری کے دھاروں میں رعایتیں دیجائینگی اور آب پاشی کی مزید سہولتیں عطا کی جائیں گی -

تقاوی کے طور پر تقسیم کے لئے چار لاکھ سالانہ کی سوالی رقم منظور کی گئی ہے تا کہ اضلاع تلنگانہ میں مونگ پھلی کی کھلی خرید کرکے آبی دھان کے کھیتوں میں کھاد کے طور پر استعمال کیا جائے - اس کے علاوہ قحط فنڈ سے غلہ کے بہتر بیجوں کی خرید اور تقسیم کے لئے پانچ لاکھ اور کھیتوں کی حد بندی کے لئے ایک لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں -

تلنگانہ میں دھان کے بہتر بیج کی خرید اور تقسیم کیلئے (۹) لاکھ روپے مہیا کئے گئے ہیں - اس سال جی - ای - بی (۴۳) کو باہر سے منگانے کی ضرورت نہ ہوگی - کیونکہ مقامی رسد ہی کافی ہوجائے گی - اس سال کی اسکیم کے تحت گیہوں کی بہتر قسم کی تقسیم کیلئے پانچ لاکھ روپے خرچ کئے جائیں گے اور اتنی ہی رقم چنے پر بھی صرف کی جائے گی - دو لاکھ بیس ہزار روپے جوار کی بہتر اقسام کی پیداوار کے لئے منظور کئے گئے ہیں -

ڈنڈی پراجکٹ کے تحت ہلکی آبپاشی کی امداد سے ایک بڑے رقبہ پر جوار کی کاشت کی کوشش کی جائے گی - کاشتکاروں کو اس طرز کی کاشت کا عادی بنانے کے لئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کونڈگیر کے علاقہ کی طرح دھارے میں پچھلے سال کی پچیس فیصد کی رعایت جاری رکھی جائے - اس کے علاوہ اضلاع تلنگانہ میں آب پاشی کی باؤلیوں کی درستی اور تعمیر کے لئے (۳) لاکھ روپے تقسیم کئے جائیں گے پچھلے سال یہ رقم دو لاکھ تک محدود تھی -

نقد آور فصلوں کی بجائے جن اراضی پر غلہ کی کاشت کی گئی - ان کی مالگزاری میں حکومت نے پچھلے سال (۵۰) فیصد کی کمی کردی تھی - یہ رعایت اضلاع اورنگ آباد، بیڑ، پربھنی، اور عادل آباد کے لئے کی گئی تھی - اس سال حکومت نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ مذکورہ بالا چاروں ضلعوں میں نیز اضلاع گلبرگہ، رائچور اور بیدر میں ہر اس ایکڑ کے لئے جس پر کپاس کی بجائے اناج کی کاشت کی جائے گی دو روپے بطور امداد دئے جائیں گے اگر قابل کاشت غیر مزروعہ زمین پر اناج کی کاشت کی جائے گی تو مالگزاری میں (۵۰) فیصد کی رعایت جاری رہے گی -

ٹیلیفون کم استعمال کیجئے

کچھ عرصہ سے حیدرآباد میں ٹیلیفون کا استعمال بہت زیادہ کیا جانے لگا ہے - ماہانہ ہر ٹیلیفون سے اوسطاً (۴) ہزار بار باتیں کی جاتی ہیں - بات چیت کی یہ رفتار اتنی زیادہ ہے کہ ٹیلیفونی نظام اسے برداشت نہیں کرسکتا - اس لئے یہ ضروری ہے کہ ٹیلیفونی بات چیت کم کردی جائے اور جنگی حالات کے مد نظر ٹیلیفون کے خانگی استعمال کو زیادہ سے زیادہ گھٹا کر فوجی اور دفاعی اغراض کے سلسلے میں اس کے استعمال کو اولیت دی جائے تا کہ ضروری پیام رسانی میں دیر نہ لگے - ان حالات کے تحت ٹیلیفون رکھنے والے حضرات سے خواہش کی جاتی ہے کہ اس کے استعمال کو ممکنہ حد تک کم کردیں - اگر ٹیلیفون کا استعمال ناگزیر ہو تو اس کی کوشش کی جائے کہ بات جلد از جلد ختم ہوجائے -

امید کیجاتی ہے کہ ٹیلیفون رکھنے والے حضرات موجودہ نازک صورت حال کا لحاظ کرتے ہوئے ٹیلیفون کے غیر ضروری استعمال سے پرہیز کرکے سررشتہ ٹیلیفون سے تعاون عمل فرمائینگے - ایسا تعاون حاصل نہ ہونے کی صورت میں سررشتہ کو بدرجہ مجبوری بعض ٹیلیفون منقطع کرنے پڑینگے -

فرقہ وارانہ ہم آہنگی

ایک قابل عمل نصب العین

(ذیل میں مسٹر بی رام کشن راؤ کی تقریر کے، اقتباسات شائع کئے جاتے ہیں جو انہوں نے نشرگاہ حیدرآباد سے تلنگی میں نشر کی تھی)

ہندوستان کی تاریخ، قومیت، مذہب، زبان، تمدن اور حصول قوت کی رقابت کے اختلافات کے باوجود اس حقیقت کی ایک واضح مثال ہے کہ ان ہی اختلافات سے ایک مشترکہ تہذیب کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ تاریخ کو اس نقطۂ نظر سے نہیں دیکھا جاتا، اور صرف ہمارے اختلافات کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جاتا ہے، یہ کام باہر والوں کے علاوہ ہمارے ملک کے بھی چند لوگ انجام دیتے ہیں۔ اگر ہم ہندوستان کی تمدنی تاریخ پر غیرجانبدارانہ نظرڈالیں تو ہمیں یہ صاف نظر آئیگا کہ قوم و زبان اور مذہب کے ان ظاہری اختلافات کے نیچے باہمی اتحاد و اتفاق کی لہریں جاری ہیں۔ اس تاریخی حقیقت کو جاننے کے لئے غیر متعصبانہ نظروں کی ضرورت ہے اور ہر ہندوستانی کا فرض ہے کہ حقیقت تک پہنچنے کیلئے یہی نقطۂ نظر اختیار کرے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہندوستانی وحدت کا خیال، جدید سیاسی لیڈروں کا پیدا کیا ہوا من گھڑت افسانہ ہے۔ انہوں ویدوں کے "پرتھوی سکتا"، میں بتا یا گیا ہے کہ مادر وطن میں مختلف مذہبوں اور مختلف زبانیں بولنے والے باشندے بستے ہیں۔ اس سے ہندوستانی قومیت پر صحیح روشنی پڑتی ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب و زبان کے اختلافات مشترکہ تہذیب و تمدن کے ارتقا میں رکاوٹ نہیں، بلکہ ایک ذریعہ ہیں۔ تاریخ کے ہر دور میں یہاں کے حکمرانوں نے ہندوستان کو وحدت جان کر سارے ملک کو ایک ہی پرچم کے تلے لانے کی کوشش کی ہے۔ اس لئے یہ خیال کرنا سخت غلطی ہے کہ ہندوستانی قومیت کا تخیل جدید اور باہر سے حاصل کیا ہوا ہے۔

مسجدوں اور مندروں کی قربت

اکثر مقامات پر ہمارے بزرگوں نے مندروں کے پاس ہی مسجد یں تعمیر کی ہیں اور دنیا پر یہ ظاہر کردیا ہے کہ عبادت کے مختلف طریقوں کی بنیاد میں اتحاد کی کارفرمائی ہے۔ اس حقیقت سے قطع نظر کرنا اور اس کی اہمیت کو گھٹانا سخت غلطی ہے۔ یہ فرقہ وارانہ اور مذہبی ہم آہنگی کی بین مثالیں ہیں جن سے چشم پوشی نہیں کی جاسکتی۔ یہ ہمارے ہی ہاتھ میں ہے کہ ہمارے بزرگوں نے اتحاد و اتفاق کی جو بنیاد رکھی ہے اس پر عظیم الشان عمارت کھڑی کریں یا پھر اتحاد کی عمارت کو بنیاد سمیت ڈھادیں۔ تعمیر یا تخریب یہی سوال آج ہمارے سامنے ہے۔

ہندوستان کی موجودہ تہذیب، یونان، توران، اور دیگر تمدنوں کے امتزاج کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ اس میں شمالی ہند کے بیرونی تمدن کے اثرات اور جنوبی ہند کی دراویری تہذیب کا میل بھی ہے۔ اور یہ سب تہذیبیں آزادانہ ایک دوسرے میں ملی ہیں۔ محمود غزنوی کے پاس تلک نامی ایک کماندار تھا جس نے ایک سرکش مسلمان کماندار کی سرکوبی کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لڑائیاں مذہبی نہ تھیں۔

اردو، ہندوؤں اور مسلمانوں کا تاریخی ورثہ ہے

اردو ہندوؤں اور مسلمانوں کے خوش گوار میل جول کی نشانی ہے۔ موجودہ پراکرت زبانیں جیسے مرہٹی، گجراتی ہندی، کشمیری، سندھی اور بنگالی بھی اسی میل جول کا نتیجہ ہیں۔ ہندوستانی مشاہیر جیسے رامانند، تلسی داس سورداس، کبیر، نانک، دادو، چیتن، ایکناتھ، تکارام، نام دیو اور وشنو الوار، شیوگرو اور مسلمان صوفیہ اور اولیا سبھی نے ایک خدا کی پرستش کی تلقین کی اور تلطف، سادگی اور فرائض کی ادائیگی کا راستہ دکھایا۔ یہی چیزیں تمام مذہبوں کے بنیادی اصول ہیں۔ ان بزرگوں میں سے بہت سوں نے رام اور رحیم کو ایک ہی بتایا اور یہ کہدیا کہ مذہبی اختلافات انسان کے پیدا کردہ ہیں۔

علوم و فنون مشترکہ سرمایہ ہیں

اگر ہم فن پر نظر ڈالیں تو پتہ چلیگا کہ یہ مذہبی اختلافات کو دور کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ کیا کوئی فن کا قدرداں مسلمان اجنتا کی نقاشی اور ایلورا کے غاروں کو برا کہیگا اور وہ بھی صرف اس بنا پر کہ یہ ہندوؤں کے بنائے ہوئے ہیں۔ کیا کوئی ہندو تاج محل کی برائی صرف اس وجہ سے کریگا کہ اسے ایک مسلمان شاہنشاہ نے اپنی محبوب بیوی کی یادگار کے طور پر تعمیر کرایا تھا۔ یہ سب ایسی مشترکہ دولت ہیں جس پر سارے ہندوستانی فخر کرتے ہیں۔ اسی طرح موسیقی، فلکیات، ریاضی، آیورویدک، ان سب علوم و فنون میں ہندوؤں اور مسلمانوں نے باہمی اشتراک کیا ہے۔ تمدن کسی خاص نسل قوم یا مذہب کا خانگی سرمایہ نہیں بن سکتا۔ یہ عالمگیر ہے۔ جدید تمدن اور تعلیم نہ صرف فرقہ وارانہ ہم آہنگی بلکہ بین قومی ہم آہنگی کی بنیاد ہیں۔ آج کل دنیا کا رجحان یہی ہے کہ ایک عالمگیر برادری کی بنیاد رکھی جائے۔ مسٹر وِنڈل ولکی اسی کی تبلیغ کررہے ہیں۔

کیا یہ افسوسناک نہیں کہ ہندوستانیوں کو بار بار یہ کہنے کی ضرورت پڑے کہ آپس کے اختلافات مٹادو۔ ہر ہندوستانی کا یہ فرض ہے کہ وہ ان اختلافات کو مٹا کر دم لے۔

حیدرآباد میں مچھلیوں کا شکار

مگر مچھ کے شکار کے مواقع

(یہ مضمون مچھلی کے شکاریوں کی معلومات کے لئے شایع کیا جا رہا ہے)

گدوال

گدوال حیدرآباد سے ڈورنا چلم، جانے والی ریلوے لائن پر واقع ہے اور حیدرآباد سے پانچ گھنٹہ کا سفر ہے۔ مچھلیوں کے شکار کے لئے یہ بہترین مقام ہے۔ دریائے کرشنا میں ہرقسم کی مچھلی، جیسے مہاسیر، کونچ، روہو اور بام سے لے کر چھوٹی سے چھوٹی مچھلی جیسے چلوا، تک شکار کیا جاسکتا ہے۔ کرشنا بارہ مہینے بہتی رہتی ہے اور جگہ جگہ گہرا پانی موجود ہے، جس کی گہرائی بعض جگہ (۱۰۰) فٹ تک پہنچ گئی ہے اور گرمیوں میں یہاں آہستہ آہستہ پانی بہتا رہتا ہے۔

شکار کا بہترین موسم مارچ اور وسط مئی کا درمیانی زمانہ ہے۔ گدوال کے لوگ 'روہو' کو پسند کرتے ہیں اور اسی کا شکار کھیلتے ہیں۔ دریا سٹی سے (۴) میل پر ہے۔ اور اگر گدوال کے تعلقدار صاحب کو پہلے ہی سے اطلاع دیدی جائے تو آسانی سے سارے انتظامات ہوسکتے ہیں۔ حیدرآباد یا سکندرآباد سے مچھلیوں کے شکار کے لئے گدوال جائیں تو کم از کم دو دن صرف کرنے ہونگے۔ گاڑی حیدرآباد سے گدوال کے لئے علی الصبح چلتی ہے اور گدوال سے حیدرآباد آنے کے لئے (۴) بجے سوار ہونا پڑتا ہے۔ دریا سے قریب ہی ایک گسٹ ہوز ہے جہاں ہرقسم کی آسانیاں مہیا ہوسکتی ہیں۔

گدوال سے قریب مچھلیوں کے شکار کے دوسرے مقام حسب ذیل ہیں۔

بیچاپور جو گدوال سے بارہ میل ہے۔
گنڈال (۶) میل، چھوٹا گنڈال (۳) میل۔
"اگرہار" گسٹ ہاوس سے قریب ہے۔
ایراپلی گھاٹ (۴) میل
گورم گدہ (۷) میل۔

ان تمام مقامات پر چبوترے بنائے گئے ہیں۔ موسم میں روزانہ مچھلیوں کی کھلائی ہوتی ہے۔ عام طور پر روہو کا شکار کیا جاتا ہے۔ مگر گل کو زندہ مچھلیاں، اور دوسری چیزیں لگا کر مہاسیر اور دوسری مچھلیوں کا شکار چھڑیوں سے کیا جا سکتا ہے۔ مچھلیوں کے علاوہ چھوٹا گنڈال اور گورم گدہ میں مگر مچھوں کا شکار بھی کیا جاسکتا ہے۔

دیہی علاقوں میں معیار زندگی کو بڑھانے کی تدبیریں

ضلع کانفرنسوں میں حکومت اور رعایا کے نمائندوں کے باہمی مشورے

اورنگ آباد - اورنگ آباد جیسے تاریخی شہر میں جسے دکنی قومیت کے مولد ہونیکا امتیاز حاصل ہے - پہلی ضلع کانفرنس مولوی علی اصغر صاحب بلگرامی صوبہ دار اورنگ آباد کی صدارت میں، ٹاؤن ہال میں منعقد ہوئی - مختلف طبقات اورمفادات کے تین سو مندوبین نے کانفرنس میں شرکت کی -

کانفرنس کے دو اجلاس ہوئے - پہلا اجلاس خطبہ صدارت کے لئے مختص رہا ، جو (۵۰) صفحوں پرمشتمل تھا ، اور جس میں مختلف سعبوں میں حکومت کی سرگرمیوں اورخاص کر قومی تعمیری کاموں پر روشنی ڈالی گئی تھی - دوسرے اجلاس میں قرار دادوں اور سوالات پر بحث کی گئی -

جہاں تک مقامی ضرورتوں کے اظہار کا تعلق تھا، کانفرنس بہت کامیاب رہی - مختلف طبقوں کے نمائندوں نے مختلف موضوعات پر کوئی (۵۰) قرار دادیں پیش کیں . پست طبقہ کی تعلیمی ، معاشری اور معاشی بھلائی کے لئے جو تحریکیں پیش کی گئی تھیں انہیں خاص اہمیت حاصل رہی - دوسری اکثر تحریکیں آبرسانی ، صحت عامہ ، حفظان صحت کی بہتری اور دیہی علاقوں میں تعلیمی سہولتوں ، مقامی صنعتوں کی حوصلہ افزائی اورکاشتکاروں کومزید رعایتیں دیئے جانے سے متعلق تھیں -

صوبہ دار صاحب کے جوابات پر مندوبین نے اطمینان کا اظہار کیا اور کوئی ذیلی سوالات نہیں کئے گئے -

کانفرنس کے سلسلہ میں مقامی صنعتوں اور جانوروں کی نمایش بھی ہوئی - اسپورٹس کے علاوہ رات میں ایک تفریحی مظاہرہ بھی ہوا ، جسکو بہت پسند کیا گیا - مندوبین کی عصرانہ سے ضیافت کی گئی -

گلبرگہ

شاہان بہمنی کے قدیم دارالسلطنت گلبرگہ میں ۲۶ - اور ۲۷ - خورداد سنہ ۱۳۵۲ف کو صوبہ دار صاحب کی صدارت میں پہلی ضلع کانفرنس منعقد کی گئی - کانفرنس کے اجلاس دو دن تک ہوتے رہے اوران میں ضلع کے ہر حصہ سے مختلف طبقات اور جماعتوں کے ۳۰۰ مندوبین نے شرکت کی - پرچم آصفی کی کشائی سے کانفرنس کا افتتاح ہوا - تعلقدار صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں ضلع کانفرنس کے انعقاد کے مقصد پر روشنی ڈالی - معتمد کانفرنس نے رپورٹ پڑھی ، جس میں سنہ ۱۳۵۰ف میں مختلف سررشتوں کی سرگرمیوں کا تفصیلی ذکر تھا - ضلع میں قحط کے سلسلہ کی امداد ، مالگزاری میں معاف اور التواء ، آبپاشی ، آبرسانی ، سڑکوں کی تعمیر، زراعت ، تعلیم ، صحت عامہ ، تحریک امداد باہمی اور جنگی کوششوں کو خاص طور پر بیان کیا گیا تھا - حکومت، ضلع کے باشندوں کی بھلائی اور خوش حالی کے لئے جوتازہ کوششیں کررہی ہیں رپورٹ میں ان کا بھی ذکر کیا گیا تھا -

تعلقہ جات شاہ پور ، شوراپور ، جیورگی اورتعلقہ گلبرگہ کا کچھ حصہ قحط زدہ علاقوں میں شامل ہے اس لئے حکومت نے ان تعلقوں کو خاص رعایتیں دی ہیں - سال رواں میں خریف کے لئے (۷۸۶۲۱) روپے اور ربیع کے لئے (۳۸۸۸۳۲) روپے مالگزاری کا التوا منظور کیا گیا - (۲ ۳۱۶) روپے کی معافی دی گئی ، جس کی وجہ سے (۴۳۸) دیہاتوں کو امداد پہنچی - اس کے علاوہ پچھلے پانچ سالوں میں معافی اورالتواء کی جملہ مقدار ۱۰۸۱۰۰۰ روپے تک منظور کی گئی - کئی امدادی کام شروع کئے جاچکے ہیں - اور کئی مزید شروع کئے جانے والے ہیں - ان میں ۲۲ لاکھ کے صرفہ کا اندازہ لگایا گیا ہے - شاہ پور شوراپور اور جیورگی میں ۸۲۰ نئی باؤلیوں کی تعمیر اور ۲۶۱ باؤلیوں کی درستی پر (۱۱۹۷۵۰۰) روپے صرف کئے گئے - اس کے علاوہ ضلع کے دوسرے حصوں میں ۳۹۰ نئی باؤلیاں تعمیر کی گئیں جن پر ۶۱۰۹۳۲ روپے خرچ کئے گئے - صدر کانفرنس نے معتمد صاحب کی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے ، دور عثمانی کی گوناگوں برکتوں پر روشنی ڈالی اور اعلان کیا کہ سال رواں میں التواء مالگزاری کی وجہ سے حکومت نے پٹیل پٹواریوں اور سیت سندھیوں کے سالانہ معاوضہ کی منظوری دی ہے - صدر نے بیوپاریوں سے خواہش کی کہ وہ نفع اندوزی کو ترک کردیں - اعلیٰ حضرت بندگان اقدس سے غیر متزلزل وفاداری کی قرار داد پر کانفرنس کا پہلا اجلاس ختم ہوا -

دوسرے دن کا اجلاس جوش اور زندگی کا مظہر بنا ہوا تھا - مندوبین نے ۲۵۰ مطالبے ، سوالوں اور قرار دادوں کی صورت میں پیش کئے - یہ مطالبے زیادہ تر، آبرسانی، دیہی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر ، بس سرویس میں اضافہ ، دیہی ترقی ، طبی امداد ، انتقال اراضی اور تعلیمی سہولتوں پر مشتمل تھے - پیش کردہ قرار دادوں اور سوالات کے جوابات دیتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے کئی شکایتوں کا وہیں ازالہ کردیا - اور باقی قراردادوں سے متعلق صدر نے

مندوبین کو یقین دلایا کہ ان کے مطالبوں میں سے ۵ ۷ فیصد کا تصفیہ بہت جلد ہوجائیگا ۔ مندوبین نے جب یہ سنا کہ لیگا یٹ ترقہ کو قانون انتقال اراضی کے تحت محفوظ جماعتوں میں شریک کرنے کی تجویز زیرغور ہے تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا ۔ صوبہ دار صاحب نے یہ بھی اعلان کیا کہ انہوں نے اور تعلقدار صاحب نے اپنے اختیاری فنڈ میں سے علی الترتیب ایک ہزار اور پانچسو روپے مستقر گلبرگہ میں ہریجنوں کے مدرسہ کے قیام کے لئے منظور کئے ہیں ۔ ہریجنوں کی تعلیم کا انتظام ایک کمیٹی کے سپرد کیا جائیگا جس میں زیادہ تر غیر سرکاری اراکین ہوں گے ۔ کانفرنس کے ختم پر تعلقدار صاحب نے جوبلی ٹاؤن ہال میں مندوبین اور عہدہ داروں کو عصرانہ دیا ۔ اس تقریب سے رعایا اور عہدہ داروں کے درمیان خوشگوار اور قریبی تعلق کا پتہ چلتا تھا ۔

پہلے دن شام میں صوبہ دار صاحب نے نمایش کا افتتاح کیا جو کانفرنس کے سلسلہ میں منعقد کی گئی تھی ۔ نمایش میں مقامی صنعتوں اور سررشتہ واری پیداوار کے ۸ اسٹال تھے ۔ عوام میں اتحاد یوں کی آخری فتح کا یقین پیدا کرنے کے لئے جنگ سے متعلقہ اسٹال میں اتحادی رہنماؤں کے مقولے لکھ کر لگائے گئے تھے ۔

نظام آباد

نظام آباد ضلع کانفرنس نواب خوش یار جنگ بہادر صوبہ دار میدک کی صدارت میں منعقد ہوئی ۔ ایک ایسے ماحول میں جو ایسے موقع کے لئے مناسب تھا اور جس میں عہدہ داریت کا شائبہ تک نہ تھا ، کانفرنس کے اجلاس دو دن تک ہوتے رہے ۔ کانفرنس کی کارروائیوں سے دیہی علاقوں میں عام بیداری اور مقامی ضرورتوں کے احساس کا پتہ چلتا تھا ۔ مختلف موضوعات پر آزادانہ تبادلہ خیال کیا گیا اور صدر کانفرنس کی ہمدردانہ توجہ نے ، ہر شخص کو کہنے کا موقع دیا ۔ کانفرنس میں ۳۰۰ مندوبین نے شرکت کی جن میں کاشتکاروں کی تعداد بھی کافی تھی ۔

نظام ساگر پروجکٹ کے تحت ترقیوں سے متعلق مسائل کانفرنس کا مرکز توجہ بنے رہے ۔ اس سلسلہ میں مطالبہ کیا گیا کہ ضلع کی زرعی ترقیوں کو دیکھتے ہوئے ، ایک زرعی اور ایک صنعتی کالج قائم کیا جائے ۔ اس کے علاوہ ایک مزید شکر کا کارخانہ بھی کھولا جائے ۔ ایک قرارداد یہ بھی پیش کی گئی کہ قانون انتقال اراضی و ساہوکاران کے تحت محفوظ اور غیر محفوظ جماعتوں کے امتیازات اٹھادئے جائیں ۔ دوسری قراردادوں میں وطن داری کے طریقے کو اٹھا دینے ، پنچایتوں کے قیام اور ثانوی جماعتوں کا ذریعہ تعلیم مقامی مادری زبانیں قرار دینے سے متعلق زور دیا گیا تھا ۔

کریم نگر

۳۰ ۔ اور ۳۱ ۔ خورداد کو مستقر کریم نگر میں پہلی ضلع کانفرنس مولوی بدرالدین صاحب صوبہ دار ورنگل کی صدارت میں منعقد ہوئی ۔ مستقر اور ضلع کے ہر حصہ سے ہر طبقے اور جماعت کے (۳۰۰) مندوبین نے شرکت کی ۔ تعلقدار صاحب اور مقامی عہدہ داروں کی کوششوں اور مندوبین کے تعاون عمل سے کانفرنس کامیاب رہی ۔

مولوی غلام مصطفےٰ صاحب تعلقدار کریم نگر نے اپنی استقبالی تقریر میں کہا کہ اضلاع کانفرنسوں کا انعقاد بھی دور حاضر کے متعدد شاندار کارناموں کے منجملہ ایک ایسا شاندار اقدام ہے جس کے تحت نمائندگان سرکار عالی اور رعایا میں قریبی اور موثر اشتراک کے ذرائع پیدا ہوگئے ہیں اور اب رعایا راست اپنی شکایتیں یا مطالبے حکومت کے پاس پیش کرسکتی ہے ۔

صوبہ دار صاحب نے اپنے خطبہ صدارت میں ضلع کے مختلف سررشتوں کی کارگزاریوں پر تبصرہ کیا اور اغراض و مقاصد کانفرنس پر نظر ڈالتے ہوئے کہا کہ ان کانفرنسوں کے انعقاد سے ایک قدم اور متحد عمل کی درآمد کی تمہید ہوتی ہے اور یہی وہ ماضی کی وہ تمام روایات پوشیدہ ہیں جن کے اثر ہماری ریاست اس وقت سارے ہندوستان میں ممتاز رہی ہے ۔

سرکاری کانفرنس ، کا خیر مقدم کرتے ہوئے جناب صدر نے کہا کہ اس کانفرنس میں ضلع ھذا کے مختلف مفادات اور ہر مکتب خیال کے نمائندے موجود ہیں اور آپ کا اس ضلع کی کانفرنس میں شریک ہونا اس جذبہ کو ظاہر کرتا ہے ، جو اپنی حکومت کے ساتھ تعاون عمل اور ہمدردی کے لئے باشندگان ملک کے قلوب میں موجزن ہے ۔

کانفرنس میں تقریباً (۰۰۰) تحریکیں پیش ہوئیں ، جو اجناس کی گرانی و قلت، تعلیمی اور زرعی سہولتوں ، مقامی صنعتوں ، طبی امداد ، سڑکوں کی تعمیر ، آبپاشی ، مقامی محاصل ، اور قلت آب جیسے متعدد موضوعات پر مشتمل تھیں ۔ ایک مندوب نے اجناس کی قلت اور گرانی اور ذخیرہ اندوزی کے انسداد سے متعلق تحریک پیش کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ موجودہ حالات کے پیش نظر غریب رعایا کو جوار اور دیگر اجناس خوردنی ، جیسے باجرہ مکئی اور دالیں وغیرہ کم سے کم قیمتوں پر میسر آنا چاہئے ۔ مندوب نے ذخیرہ اندوزی کے خلاف مستقل مہم جاری رکھنے اور اجناس کو سستے داموں فروخت کرنے کا ذکر کرتے ہوئے ریاست ٹراونکور کی مثال دی ، جہاں اس طرح کا انتظام کیا گیا ہے ۔

ایک دوسرے مندوب نے یہ تحریک کی کہ نئی شواریوں کے عہدوں کو قابل تبادلہ قرار دیا جائے ، اور وطن داری کے سسٹم کو ختم کر دیا جائے ۔

ایک مندوب نے غلہ زیادہ اگانے کے مہم کو کامیاب

صوبہ دار صاحب نے اس سال کی اچھی فصلوں پر کاشتکاروں کو مبارکباد دی ۔

اعلیٰ حضرت بندگان اقدس اور خاندان شاہی کی درازی عمر و اقبال کی دعا پر کانفرنس ختم ہوئی ۔

کانفرنس کے سلسلہ میں نمایش کا بھی انعقاد عمل میں آیا تھا ، جس کا افتتاح پہلے ہی دن صوبہ دار صاحب نے کیا ۔ صوبہ دار صاحب نے افتتاح کے موقع پر ملکی صنعتوں کی اہمیت پر زور دیا اور عوام سے خواہش کی وہ ان میں زیادہ دلچسپی لیں ۔ ٹاؤن ہال کے دونوں طرف ایک نیم دائرہ کی شکل میں نمایش کے اسٹال قائم کئے گئے تھے ، جن میں محکمہ تعمیرات ، بیت ، علاج حیوانات ، لوکل فنڈ ، حفظان صحت ، تعلیمات ، زراعت اور کندہ گی باؤلیات کے علاوہ مقامی ملکی صنعتوں کے بھی کئی اسٹال تھے ۔ اسٹالوں میں ظاہر ہے اور عربی بھی ترکے دکھائے گئے ، جس سے عوام پر ملکی صنعتوں اور دیہی تعمیری کاموں کے سلسلہ میں حکومت کی سرگرمیاں ظاہر ہوگئیں ۔

محکمہ کندہ گی باؤلیات اور علاج حیوانات کے اسٹالوں کو عوام نے بہت پسند کیا ۔ کندہ گی باؤلیات پر سالانہ ۸ لاکھ روپے صرف کئے جاتے ہیں اور اس کے قیام سے لے کر سنہ ۱۳۵۲ف تک حکومت باؤلیوں پر ۲ لاکھ روپے خرچ کرچکی ہے سررشتہ علاج حیوانات نے جانوروں کی بیماریوں کے سلسلہ میں جو مفید کام کئے ہیں وہ کاشتکاروں کو بہت پسند آئے ۔

کانفرنس سے متعلق جن مندوبین نے رائیں دیں، ان میں مسٹر بھول چند گاندھی، مولوی تاج محمد صاحب ، مسٹر مانک راؤ مسٹر نارائن راؤ آنہ چیت اور مسٹر دتاتری مادھو راؤ قابل ذکر ہیں ۔

مسٹر بھول چند صدر انجمن وکلا نے کہا کہ

میرا خیال ہے کہ کانفرنس ایک حد تک کامیاب رہی ، اور پبلک کی طرف سے جو سوالات کئے گئے وہ ایسے ہی تھے جن کی ضرورت تھی اور صدر کانفرنس نے مختلف شکایتوں کے ازالہ کا وعدہ کیا ۔ اس کانفرنس کی وجہ سے پبلک کو یہ موقع ملا ہے کہ اپنی شکایتیں راست حکومت کے پاس پیش کرسکے اگرچہ کہ اس سلسلہ میں چند پابندیاں بھی عائد ہیں ۔ پبلک کو یہ جو موقع دیا گیا ہے، بہت اہم ہے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے ۔ عہدہ داروں سے کھلے طور پر سوالات کرنے کا حق، پبلک کے لئے ایک طاقتور ذریعہ ہے جسے کھونا نہیں چاہئے ۔

مولوی تاج محمد صاحب نائب معتمد امداد باہمی بنک اور مسٹر مانک راؤ وکیل معتمد بنک نے کانفرنس کے متعلق رائے دیتے ہوئے کہا ،،کانفرنس کی وجہ سے رعایا اور سرکار میں قریبی ربط پیدا ہوگیا ہے ۔ پہلے جن امور کو سرکار میں پیش کرنے مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا ، اب آسانی پیش ہوجاتے ہیں اور ان پر فوراً کارروائی کی جاتی ہے ۔ اور اس کی وجہ سے رعایا کو ایک گونہ اطمینان ہوگیا ہے،، ۔

مسٹر نارائن راؤ آنہ چیت وکیل نے کہا کہ کانفرنس نے پبلک کو یہ موقع فراہم کردیا ہے کہ اپنی مادری زبان میں شکایتیں اور حالات حکومت کے سامنے پیش کرے، اس کی وجہ سے رعایا اور سرکار میں خوشگوار تعلقات پیدا ہوجاتے ہیں ۔

مسٹر دتاتری مادھو راؤ وکیل عادل آباد نے کہا کہ یہ مناسب ہوگا کہ سوالات اور ان کے جوابات نیز حکومت کی کارگزاریوں کی رپورٹ سب کچھ مقامی زبان میں ہو ۔ اس کے علاوہ پیش کردہ قراردادوں کی مفصل دوسری کانفرنس کے وقت سنائی جائے تو پبلک اسے سن کر خوش ہوگی ۔

کانفرنس کے دوسرے دن تعلقدار صاحب نے مندوبین اور عہدہ داروں کو عصرانہ دیا ۔ اس تقریب کے بعد صوبہ دار صاحب نے انعامات اور امبولنس سرٹیفکٹ تقسیم کئے ۔

محبوب نگر

محبوب نگر ضلع کانفرنس نہ صرف اصلاحات کے نقطہ نظر سے ، بلکہ ان خصوصیات کے لحاظ سے بھی ، جو مملکت آصفیہ کا طرہ امتیاز ہیں ، بہت کامیاب رہی ۔ کارروائیوں اور قراردادوں کے علاوہ اس کانفرنس کے دوسرے امور سے بھی ان خصوصیات کا اظہار ہورہا تھا ۔

اعلیٰ حضرت بندگان اقدس اور رفیع و تاج آصفی سے غیر متزلزل وفاداری کا جذبہ باشندگان مملکت کا تاریخی ورثہ ہے اور اس کانفرنس کے مندوبین کے قلب بھی اس جذبہ سے سرشار تھے ۔ کانفرنس کے پہلے اجلاس میں محبوب نگر کے مشہور وکیل پنڈت نارائن راؤ صاحب نے مندوبین اور مسلمانوں کی طرف سے اعلیٰ حضرت بندگان اقدس سے غیر متزلزل وفاداری کی تحریک پیش کی ۔ کانفرنس نے باتفاق آراء اور کھڑے ہو کر یہ تحریک منظور کی ۔

کانفرنس کا یہ منظر بھی بہت جاذب نظر تھا ، جبکہ ایک دیہاتی شخص اپنے مخصوص لباس میں مندوبین کی صف سے اٹھ کر ، سہ نشین تک پہنچتا ہے اور اپنی دیہی زبان میں مقامی ضروریات اور اپنے گاؤں کی شکایات پیش کرتا ہے ۔ اس شخص کا اس طرح اپنے مطالبہ کو پیش کرنا ضلع کانفرنس کے انعقاد کے مقصد کو پورا کررہا تھا اور یہ واضح ہورہا تھا کہ رعایا اور حکومت کے درمیان کس طرح قریبی تعلقات پیدا ہوتے جارہے ہیں ۔ یہ اور ایسے سینکڑوں باشندے نہ صرف حکومت سے قریب ہو کر اپنی شکایتیں

پیش کرتے جارہے ہیں، بلکہ اپنی ضرورتوں کے اظہار کے طریقوں سے واقف ہو کر سیاسی ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔

تعلقدار صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں، خدمت گزاری کے جذبہ اور کانفرنس کی قرار دادوں کو عملی جامہ پہنانے پر زور دیا۔ کانفرنس کی کارروائیوں اور بالخصوص سوالات کے جوابات جس طرز میں دیئے گئے ان سب سے یہی چیزیں ظاہر ہورہی تھیں۔ دوسرے اضلاع کی طرح محبوب نگر میں بھی کانفرنس کے سلسلہ میں گھریلو صنعتوں کی نمایش منعقد کی گئی تھی، جس کی بعض اشیاء واقعی قابل قدر تھیں۔ خوشی کی بات ہے کہ امر یکہ کے جیسے سمستان، گھریلو صنعتوں کو ترقی دے کر اپنی رعایا کی بھلائی میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ دوسری جاگیروں اور سمستانوں کو بھی اس کی پیروی کرنی چاہئے۔

ورنگل

ورنگل کی دوسری ضلع کانفرنس ۶ اور ۷ ۔ کو مولوی سید بدرالدین صاحب صوبہ دار ورنگل کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ ضلع کے ہر حصہ سے ہر طبقہ اور جماعت کے دوسو مندوبین نے کانفرنس میں شرکت کی۔ (۲۰) مندوبین نے اوپی (۱۰) قراردادیں پیش کیں۔ صوبہ دار صاحب نے ان سب کے تشفی بخش جوابات دیئے، اور وعدہ کیا کہ حکومت کی توجہ ان مطالبات کی طرف منعطف کرائی جائیگی۔ تعلقدار صاحب اور چند دوسرے عہدہ داروں نے بھی اپنے متعلقہ محکموں سے متعلق جوابات دیئے۔

مسٹر رام لال تعلقدار ورنگل نے مندوبین کا استقبال کرتے ہوئے کہا کہ ریاست کے نظم ونسق کی آئندہ ترقی کے لئے ضلع کانفرنس بنیادی کام کریگی۔ خطبہ صدارت میں جو (۵۰) صفحوں پر مشتمل تھا، ضلع ورنگل میں سنہ ۱۳۵۰ ف میں، مختلف سررشتوں کی کارگذاریوں کا تفصیلی ذکر کیا گیا۔ خطبہ صدارت کے بعد اعلیحضرت بندگان اقدس اور خاندان آصفجاہی سے غیر متزلزل وفاداری کی قرار داد منظور کی گئی۔ اس کے بعد صوبہ دار صاحب نے پچھلے سال کی ضلع کانفرنس کی قرار دادوں سے متعلق جو کارروائیاں کی گئی تھیں انہیں پڑھ کر سنایا۔

کانفرنس کے زیادہ تر سوالات اور قرار دادیں اجناس کی قلت اور گرانی سے متعلق تھیں۔ صوبہ دار صاحب نے جواب میں کہا کہ جنگ کی وجہ سے جو غیر معمولی صورت حال پیدا ہوگئی ہے وہ اس ملک کے لئے نئی نہیں ہے۔ انہوں نے مندوبین کو یقین دلایا کہ حکومت اس سلسلہ میں عوام کو امداد دینے کی پوری کوشش کررہی ہے۔ چھوٹے شکوں کی قلت ورنگل میں سرکاری دوکانوں کی ضرورت اور کپڑے کی سستی دوکانوں کے قیام کے متعلق بھی قرار دادیں پیش کی گئیں۔

پہلے اجلاس کے بعد صوبہ دار صاحب نے صنعتی نمایش کا افتتاح کیا۔

اعظم جاہی ملز، قالین بافی کے سرکاری کارخانے، مقامی جیل، صنعتی اسکول اور محکمہ جنگلات نے اس نمایش میں اپنی اشیاء پیش کی تھیں۔

کانفرنس کے ختم پر صوبہ دار صاحب نے مندوبین کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ انہوں نے کانفرنس کی کارروائیوں میں دلچسپی لیکر اسے کامیاب بنایا۔ صوبہ دار صاحب نے یہ بھی کہا کہ ایسے مطالبات جنکی یابجائی ضلع کے عہدہ داروں کے اختیار میں ہو، ان سے متعلق بہت جلد کارروائی کیجائیگی اور جنہیں حکومت کی منظوری کی ضرورت ہو انہیں بھی مناسب سفارش کے ساتھ حکومت کے پاس پیش کردیا جائیگا۔ صدر کانفرنس نے یہ بھی کہا کہ پنچایت اسکیم جس کا نفاذ جلد عمل میں آنے والا ہے، اصلاحات کو ایک قدم اور آگے بڑھائیگی۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ ضلع ورنگل کے باشندے اس سے پورا فائدہ اٹھائیںگے۔ صوبہ دار صاحب نے یہ بھی کہا کہ جنگ کی وجہ سے جو غیر معمولی صورت حال پیدا ہوگئی ہے، حکومت اس پر قابو پانے کی پوری کوشش کررہی ہے، امید ہے کہ عوام بھی حکومت سے تعاون کرینگے۔ شام میں تعلقدار صاحب نے مندوبین اور عہدہ داروں کو جوبلی پارک میں عصرانہ دیا۔

میدک

میدک کانفرنس کی ساری کارروائیاں ضبط ونظم کی حامل تھیں۔ مندوبین کو حکومت کی کوششوں اور مشکلات سے آگاہ کرانے کی دلی خواہش پائی جارہی تھی اور عہدہ دار سوالات کے جوابات دینے کے لئے متعلقہ اعداد اور معلومات سے لیس تھے۔ چند ایسے سوالات کی بھی اجازت دی گئی جنہیں کانفرنس سے تعلق نہ تھا اور وہ صرف اس لئے کہ رعایا کو حکومت کا نقطۂ نظر معلوم ہوجائے اور جو شبہات ہیں ان کا تشفی بخش جواب دیدیا جائے۔

یہ کوئی مبالغہ نہیں کہ یہ کانفرنس شہر سے جانے والوں کے لئے بھی، جو یہ سمجھتے تھے کہ حکومت سے متعلق انہیں جو کچھ جاننا چاہئے اس پر وہ حاوی ہیں، معلومات کا ایک ذریعہ تھی۔ اس سلسلہ میں ذیل کی مثال پیش کی جاتی ہے۔ ایک مندوب نے سوال اٹھایا کہ وطن داری کے طریقہ کو ختم کردینا چاہئے، کیونکہ پٹیل پٹواریوں کی موروثی خدمات سے حکومت کے فرائض کی انجام دہی مناسب طریقہ پر نہیں ہوسکتی اور اس کی وجہ سے گاؤں والوں کو نقصان پہنچتا ہے اور دیہی عہدہ دار اپنے اثر واقتدار سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ صوبہ دار صاحب نے وطن داری کے طریقہ پر مبسوط تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا مالگزاری وصول کرنے کا طریقہ نہ صرف بہترین ہے بلکہ اس پر کم خرچ عائد ہوتا ہے۔ صوبہ دار صاحب نے بتایا کہ اتنے کم معاوضہ پر جو بعض وقت پانچ یا دس روپیے ماہانہ پر مشتمل ہوتا ہے، پٹیل اور پٹواری محنت اور کوشش سے ایسا اہم کام

انجام دیتے ہیں کہ اگر اس کام کے لئے سو روپے ماہوار کے ملازم بھی رکھے جائیں تو انجام نہ پاسکے گا۔ ان کی ساری کارکردگی وطن داری کے طریقہ میں مضمر ہے۔ صوبہ دار صاحب نے کہا کہ اگر یہ طریقہ ختم کردیا جائے تو زائد خرچ کا جو بار ہوگا وہ رعایا کے سرپر، بغیر کسی مزید فائدہ کے پڑیگا۔ صوبہ دار صاحب نے کانفرنس کو یقین دلایا کہ انہیں اپنے وسیع تجربہ میں وطن داری کی بد انتظامی کی صرف چندھی مثالیں ملی ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت کا طرزعمل ہمیشہ یہ رہا ہے کہ رعایا کے ہر طبقہ کے حقوق کا لحاظ رکھا جائے۔ اب جو سوال اٹھایا گیا ہے اس سے ایک خاص طبقہ اپنے حق سے محروم ہوجاتا ہے، وہ بھی ایسی شکایتوں کی بناء پر جو زیادہ صحیح نہیں ہیں۔

کانفرنس میں جو سوالات اور تحریریں پیش کی گئیں ان سے دیہی علاقوں میں عام بیداری کا پتہ چلتا تھا۔ یہ کہنا مبالغہ ہوگا کہ کانفرنس میں اقتصادی فرق واضح تھا مگر یہ بات دلچسپ تھی کہ ایک طرف بھنگیوں کے حقوق کے تحفظ کا مطالبہ کیا گیا تو دوسری طرف تاجروں کے ایک نمایندے نے حکومت کے دستورالعمل کے خلاف احتجاج کیا اور کہا کہ اس طبقے کے لئے یہ ایک نا انصافی ہے، کیونکہ اب بھنگیلے اپنے کام کا واجبی معاوضہ لینے بھی تیار نہیں ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ ابھی عوام کو ضلع کانفرنس جیسی سیاسی تربیت گاہوں میں یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ کسی قسم کے تدارک کے لئے جبر و زیادتی ضروری نہیں ہے اسطرح کا سبق انہیں میدک کانفرنس میں دیا گیا اور جیسا کہ ایک مندوب نے کہا کہ یہ سبق انہیں پدرانہ طرز میں دیا گیا ہے۔

"پوسٹل کیش سرٹیفکیٹس" کی اسکیم کی منظوری

حضرت بندگان اقدس و اعلیٰ نے "پوسٹل کیش سرٹیفکیٹس" جاری کرنے سے متعلق ایک اسکیم منظور فرمائی ہے۔ اس اسکیم پر سالانہ (۱۸۵۲۰) روپے متوالی اور (۱۱) ہزار روپے غیر متوالی کا صرفہ عاید ہوگا۔

حصکلہ ۔ کو درخت لگانے کے لئے دس ہزار کی منظوری دی گئی ہے اور توقع کیجاتی ہے اس طریقہ سے جو ہرا بھرا حاصل ہوگا اس سے آبی کاشت میں مدد ملیگی ۔

بھیڑ جانوروں کی پیدائش کے سلسلہ میں سررشتہ کو کلفنڈ نے (۳۰۰۰) روپئے اور نظام ساگر امپروومنٹ بورڈ نے (۲۲۰۰) روپئے منظور کئے ہیں ۔ چند علاقوں کے لئے جہاں پانی ٹھہرا رہتا ہے موجودہ عہدداروں نے خاص رعایتیں کی ہیں اور اس سلسلہ کی امدادی تدابیر کے لئے (۲۰) ہزار روپئے سررشتہ زراعت کو دئے گئے ہیں ۔

نظام ساگر کی نو آبادکاری اسکیم کے تحت پچھلے دو سالوں میں (۱۱۵۰) خاندانوں کو (۲۶) مواضعات میں آباد کیا گیا ۔ اس اسکیم کے تحت جو صرفہ عاید ہوا وہ حسب ذیل ہے ۔ تقاوی کی تقسیم پر (۸۴) ہزار روپئے، مکانوں کی تعمیر پر (۱۴۰) ہزار روپئے اور سڑکوں کی تعمیر پر (۱۳۰۰) ہزار روپئے صرف کئے گئے ۔ اس صرفہ کی وجہ سے (۱۲۶۹) ایکڑ رقبہ زیر کاشت آگیا ۔ اس کے علاوہ (۹۲۹) مقامی کاشتکاروں کو (۱۰۱۵) ایکڑ رقبہ کاشت کے لئے دیا گیا ۔ (۸۳۹) ایسے کاشتکار جن کے پاس زمین نہیں تھی اب (۶۴۴) ایکڑ زمین کے مالک بن گئے ہیں ۔ (۳۹۲) پسماندہ طبقات کے خاندان (۶۳۳) ایکڑ زمین کے مالک ہیں اور سالانہ (۴۴۰۰) روپئے مالگزاری ادا کرتے ہیں ۔ غریب کاشتکاروں کو جن کے پاس پانچ ایکڑ سے کم زمین تھی خود مکتفی بنانے کے لئے ، انہی زمین دی گئی ، جس سے ان کے پانچ ایکڑ کا رقبہ پورا ہوگیا ۔

نوی پیٹھ میں تعمیر یافتہ بیروزگاروں کی کاشتکاری کیلئے چھ مواضعات مخصوص کئے گئے ، جہاں وہ آہستہ آہستہ بسے جارہے ہیں ۔ ہلکی آبپاشی کے ذریعہ گیہوں کی کاشت کا تجربہ کامیاب ثابت ہوا ہے ۔ دو ایکڑ کے علاوہ میں (۲۵۰) ایکڑ پر اس طریقہ سے کاشت کی گئی ۔ اس تجربہ کی کامیابی سے کاشتکار زیادہ سے زیادہ گیہوں بونے پر مائل ہیں ۔

ضلع نظام آباد میں سڑکوں کا جملہ طول (۳۱۲) میل ہے سررشتہ تعمیرات کے تحت ضلع میں آبپاشی کے (۱۵۲) کام ہیں ۔ صحرائی سڑکوں کا طول (۳۰) میل ہے ۔ صحرائی دیہاتوں میں (۵۰) خاندانوں کو آباد کیا گیا اور ہر خاندان کو دس ایکڑ زمین دی گئی اور انہیں جھونپڑیاں بنانے کے لئے مفت لکڑی تقسیم کی گئی ۔

ضلع میں امداد باہمی کی (۲۵۸) انجمنیں ہیں ، جن کا سرمایہ (۳) لاکھ (۳۶) ہزار روپئے ہے ۔ دیہی بنکوں کی انجمنوں کی تعداد (۹) ہے ۔ ضلع میں امداد باہمی کے دو بنک ، پانچ دیہی بنک ، غلہ کے (۶۲) گودام اور (۹) شہری بنک ہیں ۔

پچھلے دس سالوں میں سررشتہ لوکلفنڈ نے (۳۸۲) میل سڑکیں ، (۹۱) باؤلیاں (۴۷) چاوڑیاں اور بچوں کے کھیل کے (۴۲) میدان تیار کئے ۔

ضلع میں مختلف مدرسوں کی جملہ تعداد (۲۱۲) ہے جن میں (۱۵۹۳) طالب علم شریک ہیں ۔ تحتانی مدرسوں کی (۳۲) عمارتیں زیر تعمیر ہیں ۔ چھ مدرسوں میں باغبانی کی تعلیم دی جاتی ہے ۔

(۱۲۵) مواضعات میں ملیریا کی انسدادی تدابیر جاری ہیں ۔

کریم نگر

ضلع کریم نگر میں ملکنڈل، منتھنی ، جگتیال اورآرام گیر جیسے تاریخی اور بہت قدیم قلعہ موجود ہیں ۔ کرسال اور ناگنور کے دیول کے ستون ، اور منہر زمانہ ماضی کے نقش ونگار اور بے نظیر فن سنگتراشی کا مظہر ہیں ۔ قلعہ ملکنڈل کی مسجد کا مینار سنگ تراش پر بنا ہوا ہے ۔ جگتیال کا قلعہ بھی تاریخی شہرت رکھتا ہے ۔ اسے فرنچ انجینیروں نے تعمیر کیا تھا اور اس وقت کی یادگار ہے جبکہ فرانسیسی ہندوستان کے اس حصہ میں اپنی امرائیوں کی حدود موجود میں لائے تھے ۔ تعلقہ سرسلہ میں ویملواڑہ کی دیول بھی مشہور تاریخی روایات کی حامل ہے ۔ جہاں سالانہ جاترا میں زائرین کی کثیر تعداد شریک ہوتی ہے ۔ سرکار عالی کی جانب سے اس جاترا کے لئے سالانہ ایک ہزار روپئے بطور جھنڈارہ دئے جاتے ہیں اور موضع ویملواڑہ مشروط الخدمت جاگیر ہے جو اس دیول اور جاترا کے لئے مختص ہے ۔

سنہ ۱۳۵۱ ف میں ضلع کریم نگر کے جملہ پٹہ داروں کی تعداد (۱۶۸۰۸۸) تھی ۔ (۲۳) ہزار روپئے تقاوی کے طورپر تقسیم کئے گئے اور ۱۹ لاکھ ۵۰ ہزار روپئے کی معافی منظور کی گئی ۔ اراضیات زیر باؤلی بیرون آیاکٹ پر (۱۲۰۷۸) روپئے کی معافی دی گئی ۔ گرانی وقلت کی وجہ سے سنہ ۱۳۴۸ ف و سنہ ۱۳۴۹ ف کی برآمندہ رقم کو سنہ ۱۳۵۱ ف میں ملتوی رکھا گیا ۔

ضلع کریم نگر میں جملہ (۵۳۸۶۱) آب پاشی کے ذرائع ہیں ۔ تعلقہ سلطان آباد میں ایک لاکھ ۹ ہزار کی لاگت سے ایک پروجکٹ تعمیر کیا جارہا ہے ، جس کے تحت (۱۲۰۰) ایکڑ خشک اراضی ، تری میں بدل جائے گی ۔ مانیر پراجکٹ کی تعمیر کامسئلہ بھی حکومت کے زیرغور ہے ۔ اس اسکیم پر ۴ لاکھ روپئے خرچ کئے جائیں گے اوراس سے ۸ مواضعات سیراب ہوسکیں گے ۔ ضلع کا کل مزروعہ رقبہ ۱۰ لاکھ ۶۳ ہزار ایکڑ ہے اور انعامی اراضی رقبہ ۴۴ ہزار ایکڑ ہے ۔ سنہ ۱۳۵۱ ف میں ۹۴۰۹ ایکڑ غیر مزروعہ رقبہ کو زیر

اور ۵ ہزار روپے دواخانہ جذام پر صرف کئے گئے، عثمان آباد کی ڈرینیج اسکیم پر ۶۷ ہزار روپے کا صرفہ عائد ہوگا۔

ضلع میں مدرسوں کی جملہ تعداد ۴۴۳ ہے جس میں ۲۰۲۵۸ طالب علم شریک ہیں۔ تعلیم بالغان کے دس مدرسے ہیں جن کی روزانہ حاضری کا اوسط ۲۸۷ ہے۔ پست طبقوں کے لئے تلجاپور، لاتور، اوسہ اور سورم میں خاص مدرسے کھولے گئے ہیں۔ خانگی مدرسوں کی تعداد ۳۵ ہے۔ عثمانی مدرسوں کی ۳۰ عمارتیں زیر تعمیر ہیں۔ استادوں اور بڑی جماعتوں کے طالب علموں کے لئے، ایک گشتی کتب خانہ بھی ہے۔ ضلع میں دو فوقانیہ مدرسے ہیں، ایک مستقر پر اور دو لاتور میں۔ جن میں طالب علموں کی تعداد علی الترتیب ۳۴۳ اور ۳۰۶ ہے۔

سنه ۱۳۵۱ ف میں سررشتہ تعمیرات نے ۲۱۲۷۴ روپے سڑکوں اور عمارتوں کی تعمیر و ترمیم پر خرچ کئے۔

ضلع میں کل ۹ شفاخانے ہیں جن میں ۲۷۸۶۵ مریضوں کا علاج کیا گیا اور ۲۶۱۲ عمل جراحی کئے گئے۔ ۳۰۵ چیچکوں کی دیکھ بھال کی گئی۔ انسداد پلیگ کے ۳۷۰۲۴ اور انسداد ہیضہ کے ۱۳ ہزار ٹیکے دئے گئے۔

ضلع میں امداد باہمی کا ایک بنک، ۳۹ زرعی انجمنیں، ۷ دیہی بنک، ۹ اناج کے گودام، دو شہری بنک اور ۷ دیہی بہ تعلیم کی انجمنیں ہیں۔

سررشتہ علاج حیوانات نے ۲۳۸۲۲ جانوروں کا علاج کیا، اور ۳۳۸۹ ٹیکے دئے۔ سررشتہ زراعت نے بہتر قسم کے ۲۶۴۶ پونڈ گیہوں اور ۳۰۰۰ پونڈ جوار تعلقہ تلجاپور میں بطور تقاوی تقسیم کی۔ سررشتہ زراعت کی کوششوں سے تعلقہ لاتور میں ترکاری کی کاشت زوروں پر ہورہی ہے۔

محبوب نگر

مستقر محبوب نگر کی توسیع کے لئے، (۱۱۴) ایکڑ کا رقبہ مختص کرلیا گیا ہے۔ تجویز کی گئی ہے کہ اس رقبہ میں مزدوروں اور پست طبقوں کے مکانات بنائے جائیں گے۔ مستقر ضلع کی آبرسانی کو بہتر بنانے کے لئے (۲) لاکھ (۸۷) ہزار روپے صرف کئے گئے۔ (۲۸) ہزار روپے دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی باولیوں کی کھدائی پر صرف کئے جائیں گے۔ مستقر کے ڈرینیج کو بہتر بنانے کے لئے ایک لاکھ روپے خرچ کئے جاچکے ہیں۔

سررشتہ لوکل فنڈ نے سڑکوں کی تعمیر اور پبلک آسایش کے دوسرے کاموں پر (۳۵) ہزار روپے خرچ کئے۔

ضلع میں مختلف مدرسوں کی جملہ تعداد (۲۷۴) ہے، جن میں (۱۳۱۰۹) طالب علم شریک ہیں۔ خانگی مدرسوں کی تعداد (۱۱) ہے۔

سنه ۱۳۵۱ ف میں محکمہ تعمیرات نے سڑکوں کی تعمیر پر (۵) لاکھ (۱۴) ہزار روپے اور آبپاشی پر ایک لاکھ (۹۳) ہزار روپے صرف کئے "صراط جودی"، (گرشتاپلی، جو شہزادہ نواب جواد جاہ مرحوم کے نام نامی سے موسوم ہے) کی تعمیر سے جو (۱۳) لاکھ (۲۸) ہزار کے صرفہ سے بنایا گیا ہے، اسکی وجہ سے اضلاع رائچور اور محبوب نگر کے درمیان تجارت کا راستہ کھل گیا ہے، اس کے علاوہ سکتھل اور کلوا تری تک سڑکوں کی تعمیر نے بھی جو ایک لاکھ (۰۲) ہزار کے صرفہ سے بنائی گئی ہیں، اندرونی تجارت کو بہت فائدہ پہنچایا ہے۔

(۴۰) ہزار روپے تقاوی کے طور پر تقسیم کئے گئے۔ (۱۳۰۳۳) روپے کا التوا منظور کیا گیا اور باولیوں کے تحت اراضیات کو (۶۳۰۱۶) روپوں کی معافی دی گئی۔

سیتاپھل کا ہراج ملتوی کیا گیا تاکہ رعایا اس سے منفعت حاصل کرکے فائدہ اٹھائے۔ صحرائی سڑکوں کا طول (۷۰) میل ہے اور جنگلات کے آرام گھروں کی تعداد (۱۳) ہے۔ جانوروں کی امداد کے سلسلہ میں جنگلات کے جملہ رقبہ کا (۶۸) فیصد حصہ چرائی کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا۔

(۱۰۳۸۰۰) ایکڑ رقبہ چنچوس قبیلہ کے لئے جو امرآباد کے صحرائی علاقہ میں آباد ہے، محفوظ کردیا گیا ہے، اس رقبہ کو نہ سررشتہ جنگلات کسی مقصد کے لئے ہراج کرسکے گا نہ کسی دوسرے قبیلہ کو اس پر آباد ہونے اور دخل دینے کی اجازت ہوگی۔ یہ رقبہ صرف قبیلہ چنچوس کے لئے مختص رہیگا۔ جنگلات کے ملازمین کو خاص طور پر یہ ہدایت کردی گئی ہے کہ وہ چنچوس کو اپنے کام کے لئے مجبور نہ کریں اگر قبیلہ کے افراد اپنی خوشی سے جنگلات کا کام کریں تو انہیں روزانہ (۵) آنے (۴) پائی کے حساب سے مزدوری دیجائے گی۔ اس قبیلہ کی ضرورتوں کی نگرانی کے لئے ایک خاص عہدہ دار مقرر کئے گئے ہیں، جن کا مستقر فرح آباد ہے اس قبیلہ کے لئے امداد باہمی کی طرز پر فرح آباد میں ایک گودام بھی کھولا گیا ہے، تاکہ قبیلہ کے لوگوں کو سستا اناج اور کپڑا میسر آسکے۔ جنگلاتی پیداوار اور خام مواد کے بدلہ میں چنچوس کو اناج اور کپڑا دیا جاتا ہے۔ انہیں بمبوؤں سے جو امرآباد میں بہ کثرت ملتے ہیں، کرسیاں او پلنگ بنانے کی تربیت دی جارہی ہے۔

مستقر محبوب نگر اور بیدا پلی میں حکومت نے اناج کی سستی دکانیں قائم کردی ہیں۔ غلہ کی کاشت میں اضافہ کے لئے (۶۴۲۶) ایکڑ کا زائد رقبہ کاشتکاروں کو دیا گیا ہے۔

ورنگل

ایسے تمام قصبوں میں جن کی آبادی ۲ ہزار سے زیادہ ہے، پنچایت اسکیم کا نفاذ بہت جلد عمل میں آنے والا ہے۔ اس اسکیم کے تحت ضلع ورنگل کے ۵۰ قصبات میں دیہی پنچایتیں قائم ہوجائیں گی۔

ضلع کا زیر کاشت رقبہ ۱۵۳۵۳۲۲۰ ایکڑ ہے۔ سنہ ۱۳۴۰ف میں ۱۲۰۲۰۳۷۱ روپیہ کی معافی دی گئی۔ چارے کی کاشت کے لئے روپیہ میں ۱۰ آنے ۸ پائی کی معافی دی گئی۔ سنہ ۱۳۵۰ف میں ۵۹ ہزار روپیہ بطور تقاوی تقسیم کئے گئے۔

ضلع ورنگل میں چھوٹے اور بڑے ذرائع آبپاشی کی تعداد ۱۸۵۵۲ ہے۔ پاکھال، ویرا، بیسا پلی، سنگم پالم، لکناورم، پاکھال، رامپا اور گھن پور ضلع کے اہم پراجکٹ ہیں۔

لکناورم تالاب کے تحت تعلقہ ملگ میں ایک نو آبادکاری کی اسکیم شروع کی گئی ہے۔ یہاں بسنے والوں کو پانچ ایکڑ تر اور ۲۰ ایکڑ خشک زمین اور پچاس روپے قیمت کی لکڑی مفت دی جارہی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ابھی تک ۵ ہزار ایکڑ زمین تقسیم کی جاچکی ہے، اور مزید ۰۰۰ ایکڑ کی تقسیم ہونے والی ہے۔

ضلع میں سیندھی شراب اور دوسری منشی اشیاء کے استعمال میں بڑی حد تک کمی ہوگئی ہے۔ مندرجہ ذیل اعداد سے اس کمی کا پتہ چلتا ہے۔

	سنہ ۱۳۴۵ف	۱۳۵۱ف
سیندھی کی دکانوں کی تعداد	۲۶۸۷	۶۳۶
دیسی شراب کی دکانوں کی تعداد	۹۱۳	۴۴۳
افیون کی دکانوں کی تعداد	۰۸	۱۸
گانجہ کی دکانوں کی تعداد	۱۳	۱۱
جملہ	۴۶۳۱	۱۱۰۸

سنہ ۱۳۵۰ف میں جن درختوں سے سیندھی نکالی گئی ان کی جو تعداد تھی سنہ ۱۳۵۱ف میں اس تعداد میں ۴۶۵۸ درختوں کی کمی ہوگئی۔ دیسی شراب کے استعمال میں بھی ۳۶۵۳ گیلن کی کمی ہوگئی۔

تجربوں سے ثابت ہوا ہے کہ دھان نمبر ایچ۔ ایس ۴ ضلع ورنگل کے لئے بہت موزوں ہے۔ ضلع میں عام طور پر ہر ایکڑ میں ۱۲۰۰ پونڈ پیداوار حاصل ہوتی ہے مگر اس دھان کی وجہ سے ہر ایکڑ میں ۳۰۲۷ پونڈ پیداوار حاصل ہورہی ہے۔ چانول کے زیر کاشت رقبہ کی مقدار (۱۰۳۴۰۲) ایکڑ ہے۔ اگر پورے رقبہ پر بہتر قسم کی دھان بوئی جائے تو کاشتکاروں کو ۱ لاکھ روپے زائد منافع حاصل ہوگا۔ سررشتہ زراعت نے گنا نمبر سی۔ او۔ ۴۱۹ کو بھی رائج کیا ہے، جس کی وجہ سے خاصہ منافع ہورہا ہے۔ اس کے علاوہ گورانی نمبر ۱۶ سی ۱ کے بونے کی وجہ سے ضلع کی عام پیداوار سے ہر ایکڑ میں (۶۷۳) پونڈ زیادہ پیداوار حاصل ہوئی۔

ضلع میں کپاس کا زیر کاشت رقبہ ۱۸۲۱۸۷ ایکڑ ہے۔ اگر کپاس بونے والے گورانی نمبر ۱۶ سی ۱ بوئیں تو انہیں ۹ لاکھ ۲۰ ہزار زائد آمدنی حاصل ہوگی۔ جوار کا بیج نمبر جالی ۴۰۱۷ کی وجہ سے ہر ایکڑ کی پیداوار میں ۲۱۰ پونڈ کا اضافہ ہوا ہے۔ جوار کا زیر کاشت رقبہ ۲۸۷ ۲۳۴۵ ایکڑ ہے۔ اگر جوار بونے والے سررشتہ زراعت کا سفارش کردہ بیج بوئیں تو انہیں ۳۷۶۶۲ روپے زائد منافع حاصل ہوگا۔ تنوز نور کی وجہ سے ہر ایکڑ کی پیداوار میں ۱۳ پونڈ کا اضافہ ہوا ہے۔

سررشتہ زراعت نے زیادہ غلہ اگاؤ کی مہم کے تحت حسب ذیل بیج اور کھاد کاشتکاروں میں تقسیم کئے۔

۱۔ دھان کا بیج نمبر ۳۶۰　　۲۶۱۶۰۲　　پونڈ
۲۔ دھان کا بیج ایس۔ ایل۔ آر نمبر ۴۴۲　　۲ لاکھ　　پونڈ
۳۔ مونگ پھلی کی کھلی اور کھاد　　۴۱ لاکھ　　پونڈ
۴۔ گیہوں نمبر ۴　　۱۹۶۶۶　　پونڈ

سررشتہ ترقی نے رفاہی کاموں پر ۲ لاکھ ۱۰ ہزار روپیہ خرچ کئے۔ یہ رفاہی کام، دیہی سڑکوں کی تعمیر، مرمت کی اسکیموں اور باؤلیوں کی کھدائی پر مشتمل تھے۔

قانون مصالحت قرضہ کے تحت ۲۲۹ کارروائیوں کا تصفیہ کیا گیا جو ایک لاکھ ۱۰ ہزار روپیہ پر مشتمل تھیں۔

ضلع میں مختلف درجوں اور قسموں کے مدرسوں کی جملہ تعداد ۵۵۲ ہے اور امداد باہمی کی انجمنوں کی تعداد ۳۴۷ ہے۔

میدک

ضلع میدک کی رعایا پر سنہ ۱۳۴۲ف سے پہلے کا (۳) لاکھ (۵۷) ہزار روپے مالگزاری کا بقایا باقی رہ گیا تھا۔ قلت اور گرانی کی وجہ سے حکومت نے یہ تمام بقایا معاف کردیا۔ (۴۳) ہزار تقاوی قرضہ بھی وصول طلب تھا، وہ بھی معاف کردیا گیا۔ اس کے علاوہ پچھلے دس سالوں میں (۱۳) لاکھ (۷) ہزار روپے کی معافی دی گئی۔ سنہ ۱۳۵۰ف اور سنہ ۱۳۵۱ف میں (۳۵۴۲۵) روپے تقاوی کے طور پر تقسیم کئے گئے۔ برائی باؤلیوں کے تحت کی کاشت کو ایک لاکھ (۶۵) ہزار روپے کی معافی دی گئی۔ پانی کی قلت دور کرنے

کے لئے سنہ ۱۳۵۱ف میں نئی باؤلیوں کی کھدائی اور پرانی باؤلیوں کو گہرا کرنے کے لئے (۲۴۴۰۲) روپے خرچ کئے گئے۔

میدک کے لئے، تلنگانہ ضلع ہونے کی وجہ سے، آب پاشی کے کاموں کی سخت ضرورت تھی۔ آب پاشی کا جو مناسب انتظام کیا گیا، اس کی مختصر کیفیت درج ذیل ہے۔

۱۔ محبوب نہر یہ نہر سنہ ۱۳۰۶ف میں، موضع گھن پور میں، دریائے مانجرہ پر بند باندھ کر بنائی گئی۔ نہر کا طول (۲۴) میل ہے اور تعلقہ میدک کے اٹھارہ مواضعات اس سے سیراب ہوتے ہیں۔

۲۔ "خزانہ آب پوچارم" اس خزانہ آب کی تعمیر دریائے آلیر پر بند باندھ کر سنہ ۱۳۳۱ف میں کی گئی۔ حکومت کو اس کام پر (۴۳) لاکھ (۳۹) ہزار روپے خرچ کرنے پڑے۔ اس خزانہ آب سے (۳۶) میل لمبی ایک نہر نکالی گئی ہے جو تعلقہ یلاریڈی کے (۳۱) مواضعات کو سیراب کرتی ہے۔

۳۔ فتح نہر۔ یہ نہر سنہ ۱۳۳۵ف میں (۵) لاکھ (۱۹۱۰) ہزار روپے کے صرفہ سے تعمیر کی گئی، جو تعلقہ اندول کے (۱) مواضعات کو سیراب کرتی ہے۔

۴۔ "رائس پلی پروجکٹ" سنہ ۱۳۳۶ف میں تعمیر کیا گیا اور ساڑھے تین میل لمبی دو نہریں نکالی گئیں جو (۱۴) ہزار ایکڑ رقبہ کو سیراب کرتی ہیں۔ سنہ ۱۳۵۱ف میں تری کی کاشت کو بڑھانے کے لئے، جنگلات کا (۱۰) ایکڑ معمولہ رقبہ، کاشت کے لئے دیا گیا۔ پہلے سال اس رقبے کی کاشت پر کوئی مالگزاری نہیں لی جائے گی۔ اس رقبے پر اناج کی فصلیں توقع سے بہت زیادہ ہوا۔

زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے تحت (۶) ہزار ایکڑ جنگلات اور بنجر اراضی پر اناج کی کاشت کی گئی۔ کاشتکاروں کو ان اراضی پر کاشت کے لئے (۵۰) فیصد کی معافی دی گئی۔

سررشتہ لوکل فنڈ نے دیہی سڑکوں کی تعمیر پر (۵۹۲۰۳) روپے خرچ کئے۔ تعلقہ جات میدک اور سداسیو پیٹھ کو ملانے کے لئے، [illegible] پیٹھ سے گھول تک ایک نئی سڑک زیر تعمیر ہے۔ اس سڑک کی تعمیر کے لئے (۱۳۲۰۰) روپے [illegible] اور (۱۰۳۱۰) روپے، لوکل فنڈ سے منظور کئے گئے ہیں۔

تعلقہ یلاریڈی میں، گھریلو صنعتوں کے سلسلہ میں، لکڑی کے کھلونے اور کنگھے تیار کئے جاتے ہیں۔ اس صنعت کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت، سررشتہ جنگلات سے کاریگروں کو مفت لکڑی دے رہی ہے۔

"مدراس سسٹم" کے رواج کے بعد سے سیندھی شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کے استعمال میں بہت کچھ کمی ہو گئی ہے۔ ذیل کے اعداد سے یہ کمی ظاہر ہو جائے گی۔

	سنہ ۱۳۴۱ف	سنہ ۱۳۵۱ف
سیندھی کی دوکانوں کی تعداد	۷۹۲	۳۹۲
دیسی شراب کی دوکانوں کی تعداد	۴۱۸	۱۱۹
افیون کی ,, ,,	۱۹	۱۰
درختوں کی تعداد جن سے سیندھی نکالی گئی	۴۰۰۰۰	۱۴۲۳۰۱
دیسی شراب کا استعمال	۹۱۲۲ گیلن	۵۳۰۸ گیلن
افیون کا استعمال	۱۶۷ سیر	۹۶ سیر
گانجہ	۲۱۸ سیر	۱۲۳ سیر

ضلع میں عمرانات کی سڑکوں کا جملہ طول (۳۰۳) میل ہے۔ سنہ ۱۳۵۱ف میں ان سڑکوں پر (۱۳۸۱۷) روپے خرچ کئے گئے۔ سنہ ۱۳۵۱ف میں آب پاشی کے (۶۸) کاموں پر (۱۳۸۷۷) روپے خرچ کئے گئے۔

ضلع میدک میں کل (۷) شفاخانے ہیں۔ سنہ ۱۳۵۱ف میں باہر کے مریضوں کی جملہ تعداد (۱۱۲۳۵۸۸) رہی۔ (۳۵۰۰) عمل جراحی کئے گئے۔ (۴۶۶) زچگیوں کی دیکھ بھال کی گئی۔

ضلع میدک میں ایک مدرسہ فوقانیہ، چار مدرسہ وسطانیہ اور (۲۴۱) تحتانی مدرسے ہیں۔ طالب علموں کی جملہ تعداد (۱۵۹۲۶) ہے۔ (۴۷) تحتانی مدرسوں کی تعمیر پر (۱۵۸۲۴۲) روپے خرچ کئے جائیں گے۔ ان مدرسوں کے علاوہ دو صنعتی مدرسے بھی ہیں۔

سدا سیو پیٹھ کا باغاتی مزرعہ بہت پھل پھول رہا ہے۔

ضلع میدک میں امداد باہمی کے دو بنک، (۲۰۱) زرعی انجمنیں، (۳) دیہی بنک، (۴) شہری بنک، (۱۰) صنعتی انجمنیں اور (۶) تنظیم دیہی کی انجمنیں ہیں۔

فصلوں سے متعلق پیش قیاسی

تل

پچھلے سال کے (۳۰۳۰۰۰) ایکڑ کے مقابلہ میں اس سال (۴۷۱۰۰۰) ایکڑ رقبہ میں تل بوئی گئی ۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ پچھلے سال کے (۳۳۰۰۰) ٹن کے مقابلہ میں امسال (۴۰۰۰۰) ٹن تل پیدا ہوگی ۔ ان اعداد سے تل کے زیرکاشت رقبہ میں ۱۶۵۶ فی صد اضافہ اور پیداوار میں ۲۱ء۲ فی صد اضافہ ہوا ۔

گیہوں

حیدرآباد میں گیہوں کا زیرکاشت رقبہ پچھلے سال کے (۸۳۷۰۰۰) ایکڑ کے مقابلہ میں امسال (۹۰۷۰۰۰) ایکڑ رہا ۔ اس طرح گیہوں کے زیرکاشت رقبہ میں (۷۰۰۰۰) ایکڑ کا اضافہ ہوا ۔

کپاس

کپاس کا زیرکاشت رقبہ (۲۹۷۳۱۶۷) ایکڑ ہے ۔ اور توقع کی جاتی ہے کہ (۳۸۸۰۸۸) گٹھے تیار ہوسکیں گے ۔

اس طرح زیرکاشت رقبے میں پچھلے سال کے مقابلہ میں ۹ء۵۳ فی صدی کمی اور پیداوار میں ۹ء۰ فی صدی کمی ہوئی ۔

شہر حیدرآباد اور سکندرآباد میں غلوں کی درآمد

ماہ خورداد سنہ ۱۳۵۲ف میں شہر حیدرآباد اور سکندرآباد میں اناج کی جو درآمد ہوئی ہے ۔ وہ حسب ذیل ہے ۔

گیہوں	۱۴۳	پلہ
گیہوں کا آٹا	۴۹۸	پلہ
میدان	۴	پلہ
چاول	۳۵۵۲۰	پلہ
جوار	۸۲۲۰	پلہ
باجرہ	۶۰	پلہ
راگی	۱۹	پلہ
اڑد	۶	پلہ
چنا	۳۴۷۶	پلہ
[illegible]	۳۴	من
چاہ	۲۶	پلہ
شکر	۲۰۶۶	پلہ

معزز ناظرین!

اگر آپ کو "معلومات حیدرآباد" کے پرچے پابندی سے وصول نہ ہو رہے ہوں تو براہ کرم ناظم صاحب محکمہ معلومات عامہ سرکار عالی۔ حیدرآباد دکن۔ کو مطلع کیجیے اور اپنا پورا پتہ لکھیے۔

مطبوعات برائے فروخت

	قیمت
رپورٹ نظم ونسق ممالک محروسہ سرکارعالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ف (۱۹۳۸-۳۹ ع)	۳ - ۰ - ۰
" " " " ۱۳۴۹ف (۱۹۳۹-۴۰ ع)	۳ - ۰ - ۰
" " " " ۱۳۵۰ف (۱۹۴۰-۴۱ ع) ...	۳ - ۰ - ۰
جامعہ عثمانیہ مولفہ مسز ای ۔ ڈی ۔ بلین	۱ - ۰ - ۰
حیدرآباد میں دیہی تنظیم	۱ - ۸ - ۰
کوائف حیدرآباد	۰ ۸ ۰
منتخب پریس نوٹ اوراعلامیے مرتبہ سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی ..	۱ - ۸ - ۰
حیدرآباد کی مشہور عبادت گاہیں .... (اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں)	۳ - ۰ - ۰

سررشتہ معلومات عامہ سرکارعالی
سیف آباد حیدرآباد دکن سے طلب فرمائیے ۔

مطبوعہ دار الطبع سرکار عالی

HYDERABAD INFORMATION

Reg. No. M. 4391.

معلومات حیدرآباد رجسٹر نمبر ۴۳۹۱
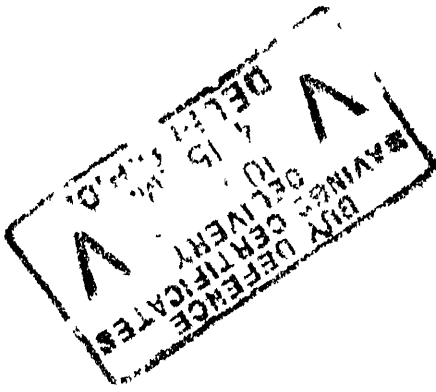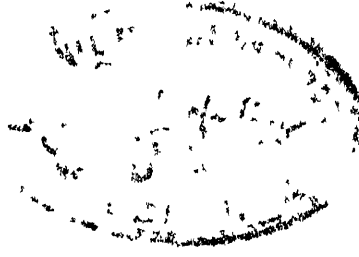
On H.E.H. the Nizam's Service.

کار سرکاری

HYDERABAD INFORMATION

معلومات حیدرآباد

To **بخدمت**

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ

قرول باغ دہلی

Office of the Director, دفتر نظامت معلومات عامہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

Information Bureau, H.E.H. the Nizam's Government,

Hyderabad, Deccan.

Reg. No. M. 4391. رجسٹر نمبر ۱۸۳

معلومات حیدرآباد

جلد ۴ | بابت ماہ شہریور سنہ ۱۳۵۲ ف - جولائی سنہ ۱۹۴۳ ع | شمارہ ۱۰

فہرست مضامین

صفحہ

شائع کردہ۔ سررشتۂ معلومات عامہ۔ حیدرآباد - دکن

معلومات حیدرآباد

جلد ۳ | شہریور سنہ ۱۳۵۲ف - جولائی سنہ ۱۹۴۳ع | شمارہ ۱۰

نذر عقیدت

اعلحضرت شہریار حیدرآباد و برار کی سالگرہ کے مبارک موقع پر ہم بارگاہ خسروی میں نہایت ادب و احترام اور بے پایاں مسرت و عقیدت کے ساتھ ہدیہ تبریک پیش کرنیکی عزت حاصل کرتے ہیں -

مملکت آصفیہ کی ہر جہتی ترقی اور رعایا کی روز افزوں خوشحالی مبارک و مسعود دور عثمانی کی امتیازی خصوصیات ہیں - اعلحضرت بندگانعالی کے دور حکومت میں حیدرآباد نے ایک عظیم المرتبت تمدنی مرکز کی حیثیت حاصل کرلی ہے اور مختلف النسل باشندوں پر مشتمل آبادی کے باوجود مشترکہ قومیت کی تشکیل میں نمایاں کامیابی ہوئی ہے - یہی وجہ ہے کہ مملکت آصفیہ نہ صرف سیاسی بلکہ تمدنی وحدت بھی ہے اور اب ترقی پسندانہ مالیاتی اور صنعتی حکمت عملی کی بدولت معاشی وحدت کی شکل بھی اختیار کررہی ہے -

ہز اگزالٹڈ ہائینس دی نظام
آف حیدرآباد و برار

اعلحضرت خسرو دکن مذہبی رواداری اور رعایا کی ذہنی، اخلاقی اور مادی ترقی کے علمبردار ہیں - حضرت بندگانعالی کے فیض رساں عہد حکومت میں رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے بے شمار اصلاحات نافذ ہوئی ہیں اور حکومت کو ہمیشہ اس کا یقین کامل رہا کہ رعایا کی بہتری کے لئے جو اسکیم بھی مرتب ہوگی اسے شاہ ذیجاہ کی پوری تائید حاصل رہے گی چنانچہ ایک روبہ ترقی مملکت اور علم و فن کے قدردان و سرپرست کی حیثیت سے سلطنت آصفیہ نے دور دراز ممالک میں بھی کافی شہرت حاصل کرلی ہے -

اعلحضرت بندگانعالی قابل قدر مشرقی روایات کے ساتھ ہی ترقی پسندانہ مغربی خیالات کے بھی حامل ہیں اور بندگان اقدس کی بے مثل رہنمائی کی بدولت ممالک محروسہ کی بیشتر تمدنی تحریکات میں بھی یہ خوبی پیدا ہوگئی ہے - چنانچہ یہ مملکت مشرق و مغرب کی بہترین خصوصیات کے خوش گوار امتزاج کا گہوارہ بن گئی ہے -

اعلحضرت خسرو دکن کے دل میں اپنی رعایا کے لئے پدرانہ شفقت کا جذبہ موجزن ہے اور سلاطین کی روایتی شان و شوکت اور عیش و عشرت کے برعکس بندگان اقدس کی انتہائی سادہ اور تکلفات سے مبرا زندگی ایک بے مثل اور قابل تقلید نمونہ ہے - خدائے بزرگ و برتر ہمارے شاہ ذیجاہ کو مدت دراز تک سلامت رکھے، یہ مملکت ان کی رہنمائی میں اپنی پوری عظمت و شوکت کے مدارج طے کرے اور ہم برس ہا برس تک سالگرۂ ہمایونی کی تقریب سعید مناتے رہیں جو باشندگان دکن کے لئے ایک مبارک ترین تقریب اور حقیقی معنوں میں قومی عید ہے -

احوال و اخبار

مزارعین کی امداد - حکومت سرکار عالی نے کاشتکاروں میں دھان، جوار کپاس اور مونگ پھلی کی بہتر قسموں کے تخم تقسیم کرنے کی غرض سے ۴،۱۲،۰۰۰ روپے سررشتہ زراعت کے تفویض کئے ہیں۔ اس رقم میں سے ۱،۵۰،۰۰۰ روپے ضلع رائچور کے متاثرہ علاقوں کے لئے اور ۳،۰۰،۰۰۰ روپے پرانے کنووں کی مرمت اور نئے کنووں کی تعمیر کے لئے مختص کردئے گئے ہیں۔ سررشتہ زراعت کے شعبہ تحقیقات نے بہتر اقسام کے ایسے متعدد تخم دریافت کرلئے ہیں جو ممالک محروسہ سرکار عالی کی زمین اور موسمی حالات کے لئے موزوں ہیں۔ کاشتکار یہ تخم واجبی قیمتوں پر حاصل کرسکتے ہیں۔ چھوٹے ریشے کی کپاس کے بجائے گورانی نمبر ۶ کی کاشت کرنے کے لئے خاص طور پر کوششیں جاری ہیں۔ چنانچہ گزشتہ سال ۶۰۰۰۰ ایکڑ سے زیادہ رقبہ پر اس کی کاشت ہوئی تھی۔

بافندوں کی امداد - صنعت پارچہ بافی کو تقویت پہونچانے اور بافندوں کی امداد کرنے کے خیال سے محکمہ تجارت وصنعت نے شوراپور، شاہ پور، گرمشکال، گلبرگہ، نارائن پیٹھ، مسکی، ارگارا مان وتہ اور چوٹوپل میں بنائی اور کتائی کے مراکز قائم کئے ہیں۔ ان مراکز میں ۲۰۰۰ کے قریب کرگھے چلائے جارہے ہیں جن کی وجہ سے تقریباً ۱۰،۰۰۰ اشخاص کو روزگار مل گیا ہے۔ بافندوں کے لئے سوت فراہم کیا جاتا ہے اور تیار شدہ کپڑے فی تھان کے حساب سے مقررہ اجرت دے کر حاصل کرلئے جاتے ہیں۔

کریم نگر، آرمور، ورنگل، اورنگ آباد اور پٹن میں معیاری کپڑے اور جنگی ضروریات کیلئے تیار کردہ کپڑوں کے علاوہ دوسرے پارچہ جات بھی تیار کئے جاتے ہیں۔

مزدوروں کی اجرت - اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے بہ مراحم خسروانہ ایک اسکیم کو شرف منظوری عطا فرمایا ہے جو اہم صنعتی مرکزوں میں کام کرنے والے مزدوروں کے مصارف معیار زندگی کی تدوین سے متعلق ہے۔ اس اسکیم کے سالانہ متوالی مصارف کا تخمینہ ۳۴،۹۵۰ روپے اور غیر متوالی مصارف کا تخمینہ ۴،۳۵۰ روپے کیا گیا ہے اور حیدرآباد، سکندرآباد، گلبرگہ، ورنگل، نظام آباد، ناندیڑ اور اورنگ آباد جیسے صنعتی مراکز اس کے دائرۂ عمل میں شامل ہوں گے۔

اس اسکیم کے دو مقاصد ہیں ایک تو زر کی قوت خرید میں تبدیلی کے باعث مصارف معیار زندگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے مقدار اجرت کا تعین کرنا تاکہ مزدور مناسب حقیقی اجرت حاصل کرسکیں اور دوسرے حقیقی اجرتوں میں تبدیلیوں سے واقفیت حاصل کرتے رہنا۔ چنانچہ بلدۂ حیدرآباد و سکندرآباد میں چھوٹے پیمانے پر ضروری تحقیقات کی ابتدا کی جاچکی ہے۔

قومی دولت - مدرسہ فنون و دستکاری کے طلباء کو مخاطب فرماتے ہوئے عالی جناب غلام محمد صاحب صدرالمہام مالیات نے آرٹ کے ان بیش بہا ذخیروں کا بھی تذکرہ فرمایا جو امراء حیدرآباد کی ملک ہیں اور آرٹ کو قومی دولت اور اس کے انمول خزانوں کو نوع انسانی کی مشترکہ میراث قرار دیتے ہوئے ایک ایسا قومی نوادرخانہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی جہاں آرٹ کے ان نادر نمونوں تک ہر شخص کی رسائی ہوسکے۔

یہ مسئلہ درحقیقت نہایت ہی اہم ہے اور اس خواہش کی تکمیل بڑی حد تک ان نایاب اشیاء کے قابل رشک مالکوں کے تعاون پر منحصر ہے۔

آرٹ کے ان نادر و نایاب خزانوں کو جو مالکوں کی عنایت سے رسائی حاصل کرنے والے چند خوش قسمت

ملاحظہ ہو صفحہ (۱۲)

جدید حیدرآباد

اعلحضرت بندگانعالی کے عہد حکومت کے ۳۲ سال

دور عثمانی کی گوناگوں برکات

آئینی ترقی

ملک کا نظم و نسق صدر اعظم اور صدر المہامین پر مشتمل باب حکومت کے تفویض کیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۱ع میں عدیہ کو عاملہ سے علحدہ کر دیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۶ع میں عدالت عالیہ کو ایک منشور عطا کیا گیا جس میں ممالک محروسہ کی اعلیٰ ترین عدالت کی حیثیت سے اس کے اختیارات اور فرائض کی صراحت کی گئی۔

سنہ ۱۹۳۳ع میں نظام جبوری کا نفاذ ہوا۔

سنہ ۱۹۳۴ع میں ممالک محروسہ کے تمام اضلاع میں غیر سرکاری اکثریت رکھنے والی مجالس تعلقہ و اضلاع قائم کی گئیں۔

سنہ ۱۹۳۴ع میں قانون بلدیہ منظور ہوا جس کے مطابق غیر سرکاری اکثریت رکھنے والی مجلس بلدیہ قائم کی گئی۔

مجلس و محکمہ امور دستوری کا قیام عمل میں آیا۔

ایک کمیٹی نے، جس میں غیر سرکاری اراکین کی اکثریت تھی اور جس کے صدر دیوان بہادر آراوامودو آینگار تھے، دستوری اصلاحات کی اسکیم مرتب اور پیش کی جسے چند ترمیمات کے ساتھ سنہ ۱۹۳۹ع میں اعلحضرت بندگانعالی نے شرف منظوری عطا فرمایا۔

سنہ ۱۹۴۲ع میں ممالک محروسہ کے مواضعات میں پنچایتیں قائم کرنے کے لئے آئین پنچایت کا اعلان ہوا۔

سنہ ۱۹۴۳ع میں دستوری اصلاحات کی اسکیم کے تحت تمام اضلاع میں ضلع واری کانفرنسیں منعقد ہوئیں جو مقامی ضروریات سے باخبر ہونے اور ان کی تکمیل کرنے کی غرض سے بطور وسیلہ منعقد کی جاتی ہیں۔

سنہ ۱۹۴۴ع میں مالیات، امور مذہبی، صحت عامہ، تعلیمات، صنعتی ترقی، زرعی ترقی، مسلمانوں کے اوقاف اور ہندوؤں کے اوقاف سے متعلق آئینی مشاورتی مجالس قائم کی گئیں۔

حیدرآباد کی مجلس دفاع کی تشکیل ہوئی جس میں غیر سرکاری اراکین کی اکثریت رکھی گئی۔

مالیات

سنہ ۱۹۱۱ع میں ممالک محروسہ سرکار عالی کی آمدنی (۵۰۴٫۱۳) لاکھ تھی جو سنہ ۱۹۴۴ع میں اضافہ ہو کر (۹۳۴٫۱۳) لاکھ ہوگئی۔

(۲٫۵۳۳٫۰۰) لاکھ روپے کے واجبات کے برعکس مصروف اور محفوظ سرمایہ کو شامل کرکے سرکاری اثاثہ جات کی مقدار (۳٫۲۵۴٫۰۰) لاکھ روپے ہے۔

سنہ ۱۹۱۱ع میں قومی تعمیری امور پر (۱۴۳٫۱۷) لاکھ روپے صرف ہوئے تھے سنہ ۱۹۴۴ع میں یہ مصارف اضافہ ہو کر (۳۲۳٫۴۶) لاکھ روپے ہو گئے۔

تعلیم و تمدن

سنہ ۱۹۲۲ع میں ممالک محروسہ میں ابتدائی تعلیم مفت کر دی گئی۔

سنہ ۱۹۳۹ع میں حکومت نے تحتانی تعلیم کی وسعت و ترقی کے لئے ایک پانچسالہ لائحہ عمل منظور کیا۔

سنہ ۱۹۳۹ع میں مجلس تعلیم ثانوی کا قیام عمل میں آیا۔

سنہ ۱۹۳۷ع میں تعلیم کی تنظیم جدیدہ کے لائحہ عمل کے تحت صنعتی اور پیشہ وارانہ تعلیم کا محکمہ قائم کیا گیا۔

سنہ ۱۹۱۱ع میں تعلیمات پر (۹۶۹ء) لاکھ روپے صرف ہوتے تھے سنہ ۱۹۴۳ع میں یہ مصارف اضافہ ہو کر (۱۱۲۶۷۵) لاکھ روپے ہو گئے۔

سنہ ۱۹۱۱ع میں مدارس کی تعداد (۳،۳۱۱) تھی جو سنہ ۱۹۴۳ع میں (۷،۰۰۰) ہو گئی۔

سنہ ۱۹۱۱ع میں طلباء کی تعداد ۹۳۵۷۹ تھی جو سنہ ۱۹۴۳ع میں اضافہ ہو کر ۵ لاکھ ہو گئی۔

سنہ ۱۹۱۱ع میں مدارس نسوان کی تعداد ۹۰ تھی جو سنہ ۱۹۴۳ع میں ۸۰۰ ہو گئی۔

طب، انجینیری، صنعت و حرفت، فنون و دستکاری، تعلیم نسوان اور تعلیم معلمین کے لئے کالج قائم کئے گئے۔ پست اقوام کے طلباء کی تعلیم کے لئے خصوصی سہولتیں فراہم کی گئیں اور ایک لاکھ روپے کی رقم بھی اس غرض کے لئے مختص کر دی گئی۔

یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے (۱۳۵) طلباء کو وظیفہ اور (۱۵۳) کو تعلیمی قرضہ دیا گیا۔

تاریخی یادگاروں اور تمدنی آثار کی حفاظت کی غرض سے سنہ ۱۹۱۴ع میں سررشتہ آثار قدیمہ قائم کیا گیا۔

حکومت کی راست نگرانی کے تحت دفتر دیوانی و مال کا قیام عمل میں آیا۔

زراعت

سنہ ۱۹۱۳ع میں سررشتہ زراعت قائم کیا گیا۔

آلیر، کاماریڈی، سنگاریڈی، محبوب نگر، پربھنی، رائچور، ورنگل، حمایت ساگر، رودرور اور پٹن چرو میں تجرباتی مزرعوں کا قیام عمل میں آیا اور ان کے ساتھ متعدد دیہاتی شعبے بھی قائم کئے گئے۔

زرعی تحقیقات کی غرض سے شعبہ کیمیا، شعبہ نباتیات، شعبہ باغبانی، شعبہ حشریات اور شعبہ نگہداشت حیوانات کا قیام عمل میں آیا۔

سنہ ۱۹۳۱ع میں سررشتہ زراعت کے مصارف ۶۰۰۰،۳۰ روپے تھے جو سنہ ۱۹۴۳ع میں اضافہ ہو کر ۱۰،۴۱ لاکھ روپے ہو گئے۔

سررشتہ زراعت نے کپاس، جوار، گیہوں اور دھان کے متعلق تحقیقی تجربے کئے اور ممالک محروسہ میں مختلف اقسام کے نئے تخموں کی کاشت کو رواج دیا اور اس طرح مزارعین کی آمدنی میں اضافہ ہوا۔

آب پاشی

پرانے تالابوں کی مرمت اور نگہداشت پر ۱۳۵ء۷ کروڑ روپے صرف کرنے کے علاوہ مندرجہ ذیل نئے پروجکٹ بھی مکمل ہوئے ہیں۔

۱۔ نظام ساگر پروجکٹ۔ بڑی نہر ۲ ۳/۴ میل طویل ہے اور (۲۷۵۰۰۰) ایکڑ آراضی سیراب کرنے کے لئے بنائی گئی ہے نہروں کو شامل کرکے اس پروجکٹ کی تعمیر پر (۴۶۵۷) کروڑ روپے صرف ہوئے۔

۲۔ پالیر پروجکٹ۔ یہ تعلقہ کھمم ضلع ورنگل میں تعمیر ہوا ہے۔ ذخیرہ آب کی تعمیر پر (۲۴۶۶۵) لاکھ روپے صرف ہوئے اور اس سے (۱۹۶۵۰) ایکڑ آراضی سیراب ہو سکتی ہے۔

۳۔ ویرا پروجکٹ۔ یہ پروجکٹ بھی کھمم ضلع ورنگل میں تعمیر ہوا ہے۔ پشتے کی تعمیر پر (۴۳۶۱۶) لاکھ روپے صرف ہوئے اور اس سے (۱۷۳۹۰) ایکڑ آراضی سیراب ہو سکتی ہے۔

۴۔ پوچارم پروجکٹ۔ یہ پشتہ دریائے مانجرا کے ایک معاون الیر پر باندھا گیا ہے۔ اور اس کی تعمیر پر (۳۱۶۶۲) لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں۔ اس ذخیرہ سے (۱۳۰۶۹) ایکڑ آراضی سیراب ہو سکے گی۔

۵۔ محبوب نگر اور رفتح نہر پروجکٹ۔ محبوب نگر پروجکٹ سے (۸۵۰۴) ایکڑ اور رفتح نہر سے (۲۵۰۰)

ایکڑ آراضی سیراب ہوتی ہے۔ اس اسکیم کی تکمیل پر (۲۳۰۵) لاکھ روپے صرف ہوئے۔

ڈنڈی پروجکٹ۔ اس کی تعمیر پر (۳۵۴۳۰) لاکھ روپے صرف ہوئے اور اس سے (۴۵۰۰۰) ایکڑ آراضی سیراب ہو سکتی ہے۔

ان کے علاوہ دوبن پلی، بویل مرچڈ، پنڈی پاکلا، روتی اور لکشمن چندرا جیسے متعدد چھوٹے ذخائر آب بھی تعمیر کئے گئے ہیں جن پر علی الترتیب ۳۱۷۵، ۳۸۴، ۶۴۹۵، ۴۰۴۶ اور ۳۱۷۵ لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں۔

دیہی تنظیم اور اصلاح

سنہ ۱۹۱۳ع میں سررشتہ امداد باہمی کی تنظیم ہوئی۔

سنہ ۱۹۳۷ع میں امداد باہمی کے اصول پر مرتب کردہ تنظیم دیہی کی ایک اسکیم منظور کی گئی۔

ممالک محروسہ میں تمام اقسام کی مجالس امداد باہمی کی مجموعی تعداد (۴۵۰۰) ہے۔

امداد باہمی کے صدر بینکوں کی تعداد (۳۰) سے زیادہ ہے

تنظیم دیہی کا مرکزی بورڈ قائم کیا گیا۔

مجالس تنظیم دیہی کی تعداد (۱۳۰) ہے۔

سنہ ۱۹۴۳ع میں تین لاکھ روپے کے سرمایہ سے دیہی تنظیم کے لئے ایک غیر استردادی سرمایہ محفوظ قائم کیا گیا۔

کاشتکاروں کی امداد

سنہ ۱۹۳۷ع میں معاشی تحقیقات ہوئی۔

کاشت کاروں کی امداد کے لئے جون سنہ ۱۹۳۸ع سے دستور العمل انتقال آراضی، دستور العمل قرض دہندگان اور دستور العمل مصالحت قرضہ کا نفاذ ہوا۔

سنہ ۱۹۴۱ع میں قانون گروی بینک منظور ہوا

سنہ ۱۹۴۲ع میں سرمایہ محفوظ برائے قحط کا قیام عمل میں آیا۔ جس میں حکومت ہر سال پندرہ لاکھ روپے کا اضافہ کرتی ہے۔

فصل خراب ہونے کے باعث مسلسل عام معافیوں کے علاوہ، جو کہ محکمہ مالگزاری کی نمایاں خصوصیت ہیں، اعلحضرت بندگان عالی کے عہد حکومت کی سلور جوبلی کے موقعہ پر (۳۰) لاکھ روپے کی خصوصی معافی عطا کی گئی۔

سنہ ۱۹۲۷ع میں بیگار کا طریقہ مسدود کردیا گیا۔

سنہ ۱۹۳۰ع میں غیر محصورہ جنگلات میں مویشی چرانے کا محصول معاف کردیا گیا۔

۱۹۳۵ع میں قانون معاہدات بھگیلا کا نفاذ ہوا تاکہ مزدوری کے بعض طریقے منسوخ کردئے جائیں۔

سنہ ۱۹۳۶ع میں ریکارڈ آف رائٹس ایکٹ منظور ہوا۔

سنہ ۱۹۴۲ع میں قولداروں کے حقوق کا تحفظ کیا گیا۔

زرعی تحقیقات اور تعین مالگزاری کے سررشتہ کی جدید اصول کے مطابق ازسرنو تنظیم ہوئی۔

صنعت و حرفت

سنہ ۱۹۳۸ع میں محکمہ تجارت و صنعت قایم ہوا

سنہ ۱۹۲۹ع میں ایک کروڑ کی رقم سے صنعتی سرمایہ محفوظ کے قیام کی اسکیم منظور ہوئی۔

سنہ ۱۹۱۸ع میں گھریلو صنعتوں کے لئے ایک ادارہ قائم کیا گیا۔

اعلحضرت بندگان عالی کے عہد حکومت میں جو صنعتیں قائم ہوئی ہیں ان میں کپاس، شیشہ، شکر، کاغذ، ریشم، الکوحل، لوہا اور فولاد، اسٹارچ، کیمیاوی اشیاء، مٹی کی اشیاء سیمنٹ، کان کنی، روغن، تمباکو، بسکٹ، دیاسلائی، چرم رنگ سازی اور وارنش اور برش وغیرہ سے متعلق صنعتیں زیادہ قابل ذکر ہیں۔

دور عثمانی میں جن پرانی صنعتوں کو غیر معمولی فروغ ہوا ہے وہ قالین بافی، بیدری ظروف، چاندی کے تار سے بنی ہوئی اشیاء، کھلونا سازی، دستی پارچہ بافی اور رنگریزی ہیں۔

صنعتی تحقیقاتی بورڈ قائم کیا گیا۔

صنعتی تجربہ خانے کا قیام عمل میں آیا۔

سنہ ۱۹۱۸ ع میں سررشتہ مذکور کے مصارف (۶۵,۰۰۰) روپے تھے۔ جو سنہ ۱۹۴۳ ع میں اضافہ ہو کر (۷ء۳۴) لاکھ روپے ہو گئے ہیں

کارخانوں کی مجموعی تعداد (۶۵۰) ہے۔

طبی امداد اور صحت عامہ

شفاخانہ عثمانیہ قائم کیا گیا اور جدید طرز کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے ضروری اشیاء فراہم کی گئیں۔

دق کے مریضوں کے لئے صحت گاہ کا قیام عمل میں آیا۔

سنہ ۱۹۱۲ ع سے انسدادی طبی تدابیر اختیار کی جانے لگیں ورنہ اس سے قبل محکمہ طبابت کے فرائض صرف معالجہ تک محدود تھے۔

سنہ ۱۹۳۹ ع میں پہلا میڈیکل رجسٹریشن ایکٹ منظور ہوا اور ممالک محروسہ میں اغذیہ کے متعلق تحقیقات کے لئے ایک اسکیم منظور کی گئی۔

اعلیٰحضرت بندگان عالی نے شفاخانہ نظامیہ کا افتتاح فرمایا جہاں یونانی علاج ہوتا ہے۔

سنہ ۱۹۴۳ ع میں ہسپتالوں اور دواخانوں کی تعداد (۹۱) سے اضافہ ہو کر (۱۷۰) ہو گئی۔

ملیریا، طاعون، ہیضہ، گویا روگ، نارو اور جذام کے انسداد کے لئے متعدد مہمیں جاری کی گئیں۔

آیورویدک طریقۂ علاج کو فروغ دیا گیا اور سربر آوردہ ویدوں کی ایک مجلس کے زیر نگرانی صدر شفاخانہ قائم کیا گیا۔

آب رسانی اور ڈرینیج

موسیٰ ندی میں طغیانی کے انسداد اور شہر حیدرآباد کے لئے پانی فراہم کرنے کی غرض سے سنہ ۱۹۲۱ ع میں (۸۶) لاکھ روپے کے مصارف سے عثمان ساگر تعمیر کیا گیا۔ اور (۷۰) لاکھ روپے کے مزید مصارف سے اس ذخیرۂ آب کی ایک نئی اسکیم کے مطابق توسیع ہو رہی ہے۔

طغیانی کے انسداد کے لئے ایک اور ذخیرۂ آب حمایت ساگر تعمیر کیا گیا۔

بلدہ حیدرآباد کے لئے ڈرینیج کی جو اسکیم زیر عمل ہے اس کی تکمیل پر (۱۲۷ء۴۸) لاکھ روپے صرف ہوں گے۔

سنہ ۱۹۲۸ ع میں مجلس آبرسانی اور ڈرینیج کی تشکیل عمل میں آئی تاکہ باشندگان ممالک محروسہ کے لئے ضروری سہولتیں فراہم کی جائیں اور پینے کے لئے صاف پانی کی قلت اور مضر صحت اسباب رفع ہوسکیں جن کی وجہ سے باشندگان ممالک محروسہ نارو، ملیریا، کالرہ، چیچک جیسے امراض کا شکار ہوتے تھے۔

سنہ ۱۹۲۸ ع میں محکمہ گندیدگی باؤلیات قائم کیا گیا تاکہ انسداد قحط میں مدد دی جاسکے۔ پینے کا پانی فراہم کرنے کی غرض سے ۳۶۶۱ کنویں تعمیر کئے جاچکے ہیں۔

آبادیوں کی ترتیب و آرائش

سنہ ۱۹۱۴ ع میں مجلس آرائش بلدہ کا قیام عمل میں آیا تاکہ شہر حیدرآباد کی آرائش و اصلاح کے لئے مرتب کردہ اسکیمیں روبہ عمل لائی جاسکیں اور حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق مکانات تعمیر کئے جائیں۔

بلدۂ حیدرآباد کے علاوہ اضلاع کے متعدد مقامات میں بھی اصلاح و آرائش پر توجہ کی گئی اور اچھی سڑکوں، مارکٹوں، ذبیحہ خانوں، رہائش گاہوں، تفریح گاہوں اور بازی گاہوں جیسی ضروریات کی تکمیل کی گئی۔

دیگر محکمہ جات

سنہ ۱۹۱۲ ع میں سررشتہ علاج حیوانات قائم ہوا۔

سنہ ۱۹۱۹ ع میں سررشتہ اعداد و شمار قائم ہوا۔

سنہ ۱۹۳۵ ع میں سررشتہ معلومات عامہ قائم کیا گیا۔

سنہ ۱۹۳۵ ع میں سررشتہ لاسلکی نشر گاہ کا قیام عمل میں آیا جس کی دو نشر گاہیں کارگزار ہیں۔

متفرق

سنہ ۱۹۳۰ ع میں حکومت نے نظامس گارنٹیڈ اسٹیٹ ریلوے خریدی۔

سنہ ۱۹۴۲ ع میں سرکار عالی کی ریلوے کے نظم ونسق

میں تبدیلی ہوئی چنانچہ لندن کی مجلس نظماء مسدود کر دی گئی اور اس کی جگہ ممالک محروسہ میں ایک بورڈ قائم کیا گیا جس کا مستقر سکندر آباد ہے۔

سنہ ۱۹۳۳ع میں علاقہ رزیڈنسی بازار واپس ملا۔

سنہ ۱۹۳۶ع میں ملک معظم اور اعلحضرت فرمانروائے دکن کے درمیان عہد نامہ برار کی تکمیل ہوئی۔

سنہ ۱۹۳۰ع میں نظم و نسق آب کاری میں فارمنگ سسٹم ترک کر کے مدراس سسٹم اختیار کیا گیا۔

سنہ ۱۹۳۵ع میں اعلحضرت بندگانعالی نے براہ خسروانہ مجلس ترک مسکرات قائم فرمائی تاکہ باشندگان ممالک محروسہ کو مسکرات کے استعمال سے محفوظ رکھا جا سکے۔

سنہ ۱۹۳۹ع میں بلدہ حیدر آباد میں آٹومیٹک ٹیلیفون سسٹم جاری کیا گیا۔

سنہ ۱۹۴۲ع میں لوکل اتھارٹیز بونس رگولیشن کا نفاذ ہوا۔

سنہ ۱۹۴۲ع میں اسٹیٹ بینک نے کاروبار شروع کیا۔

سنہ ۱۹۴۳ع میں ایک لاکھ روپے انسداد رشوت ستانی کے لئے مختص کئے گئے

سنہ ۱۹۴۳ع میں مجلس تخفیف مصارف قائم کی گئی تاکہ سرکاری اخراجات میں کمی کرنے کے امکانات پر غور کر کے اپنی رپورٹ پیش کرے۔

حیدر آباد کی فراہم کردہ جنگی اشیاء

مملکت حیدر آباد کے سرکاری کارخانوں اور دوسرے اداروں نے بدوران ماہ اپریل سنہ ۱۹۴۳ع جنگی اغراض کے لئے ۲۶،۶۴،۰۰۰ روپے مجموعی قیمت کی اشیاء فراہم کیں۔ جنگ کے آغاز سے اپریل سنہ ۱۹۴۳ع کے اختتام تک جو جنگی اشیاء فراہم کی گئیں ان کی مجموعی قیمت ۲،۸۵،۷۰،۰۰۰ روپیہ ہے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام اشیاء	اپریل سنہ ۱۹۴۳ع میں فراہم کردہ اشیاء کی قیمت		آغاز جنگ سے اب تک فراہم کردہ اشیاء کی مجموعی قیمت	
آہنی اور فولادی اشیاء	۴۰،۱۲۵	روپے	۲۳،۷۱،۵۱۰	روپے
پارچہ جات	۷،۱۸،۸۴۹	=	۸۶،۴۳،۶۹۳	=
ملبوسات و خیمہ جات	۴،۷۴،۱۶۹	=	۳۶،۱۷،۰۴۶	=
سیمنٹ اور کوئلہ	۱۲،۵۷،۲۰۵	=	۱۰۱۵،۶۰،۱۰۸	=
چوبی اشیاء	۳۳،۱۸۱	=	۳،۸۷،۶۳۸	=
متفرق اشیاء	۱۱،۴۰،۷۸۶	=	۹،۸۹،۱۵۳	=
میزان	۲۶،۶۴،۳۱۵	روپے	۲۰۸۵،۶۹،۲۰۹	روپے

حیدر آباد ایشیائی سلطنتوں کی صف اول میں شامل ہے

سر سیموئل ہور

حیدر آباد ہندوستان اور تاج برطانیہ کے درمیان ناقابل شکست ارتباطی کڑی ہے

سر ولیم بارٹن

مملکت آصفیہ کی معاشری اور معاشی ترقی کی مختصر سرگذشت

سر ولیم بارٹن نے اپنی مشہور کتاب "ہندوستان کے والیان ریاست" میں مملکت حیدر آباد کا ذکر کرتے ہوے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اچھی حکومت اور طاقت کی حامل سلطنت حیدر آباد ہندوستان اور تاج برطانیہ کے درمیان ناقابل شکست ارتباطی کڑی ہوگی۔

حیدر آباد نے سماجی اور معاشی ترقی کے میدان میں جو شاندار اقدامات کئے ہیں اُن سے مسائل عامہ سے دلچسپی رکھنے والے اشخاص بخوبی واقف ہیں اور ذخائر آب پاشی کی تعمیر، وسائل نقل و حمل کی توسیع، امداد باہمی، زراعت اور صنعت و حرفت جیسے محکموں کے قیام، تنظیم دیہی کی اسکیموں کے نفاذ اور تعلیم کی اشاعت کے ذریعہ حکومت سرکار عالی نے اعلیٰحضرت حکمرانِ حیدر آباد و برار کی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ رعایا کی خوش حالی میں جو اضافہ کیا ہے اس کی نظیر تاریخ دکن میں ملنا بہت دشوار ہے

صحت عامہ اور حفظان صحت کی اسکیموں کے نفاذ اور زراعت پیشہ عوام کے مفاد کی ممکنہ حفاظت کے باعث کاشت کار اور مزدوری پیشہ طبقے اطمینان کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور اشاعت تعلیم کی جدوجہد کی بدولت دور افتادہ قصبات و مواضعات میں غریبوں کے جھونپڑے تک علم کی ضیا باریوں سے منور ہو رہے ہیں۔

خسرو دکن کی دلی تمنا

وائسرائے وقت لارڈ ہارڈنگ کے اعزاز میں ترتیب دی ہوئی شاہی ضیافت کے موقع پر تقریر فرماتے ہوئے اعلیحضرت خسرو دکن نے اپنے عہد حکومت کے آغاز ہی میں اس کی صراحت فرما دی تھی کہ حیدر آباد کے حکمراں کی حیثیت سے آپ کی سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ حکومت ہند اور باشندگان حیدر آباد سے متعلق تمام امور میں اپنے والد ماجد حضرت غفراں مکاں کی اتباع فرماتے ہوے حکومت ہند کے وفادار دوست رہیں اور اپنی رعایا کے حق میں ایک فیض رساں حکمراں ثابت ہوں۔ اس موقع پر بندگان اقدس نے اپنے اس ایقان کا بھی اظہار فرمایا تھا کہ ملک معظم اور رعایائے حیدر آباد دونوں ان احساسات کے جواب میں ایسے ہی مخلصانہ جذبات کو اپنے دل میں جگہ دیں گے۔

اعلیٰحضرت بندگان عالی کے عہد حکومت کے گزشتہ تیس سال میں جن امور کی تکمیل ہوئی ہے وہ اس کا پورا ثبوت ہیں کہ مندرجہ بالا تقریر کی بنا پر جو توقعات وابستہ کی گئی تھیں وہ بخوبی پوری ہوئیں۔

دور جدید کی ایک مملکت

اعلیٰحضرت بندگان عالی کے عہد حکومت میں تعلیم،

صحت عامہ، آرائش بلدہ، دیہی تنظیم، زراعت اور صنعت و تجارت میں جو دور رس تبدیلیاں ہوئی ہیں اور وسائل نقل و حمل میں جو وسیع اضافہ ہوا ہے اُس کی وجہ سے ملک کی حالت کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ مملکت آصفیہ بڑی سرعت کے ساتھ ایک جدید طرز کی مملکت بن گئی ہے اور باشندگان ملک لاسلکی نشرگاہ، فضائی سرویس، جدید طرز کی تشہیری فلموں اور موسمی سختیوں سے محفوظ ریل کے ڈبوں جیسی آسائشی اشیاء سے مستفید ہو رہے ہیں۔ عوام پہلے جاہل تھے لیکن اب انہیں بتدریج تعلیم دیجا رہی ہے اور اس طرح وہ روشن خیالی اور تمدن کی نعمتوں سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ آبپاشی کے زبردست انتظامات کی بدولت ملک کی مادی دولت میں اضافہ ہو گیا ہے اور صحت عامہ و حفظان صحت کی اسکیموں کے باعث عوام کی اہم ترین ضرورتوں کی تکمیل ہو رہی ہے

مشرق و مغرب کا خوشگوار امتزاج

حیدرآباد نے اپنے قدیم اداروں کی بہترین خصوصیات کو بڑی احتیاط سے برقرار رکھنے کے ساتھ ہی جدید تمدن کی خوبیوں کو بھی آزادانہ طور پر اختیار کیا اور اس طرح حیدرآباد میں مشرق و مغرب کا ایک خوشگوار امتزاج رونما ہوا جو دکھنی تمدن کی ایک نمایاں خصوصیت ہے اور جس کی وجہ سے حیدرآباد باقی ماندہ ہندوستان سے ممتاز ہے۔

سیاسی اعتبار سے حیدرآباد زبردست اہمیت کا حامل ہے۔ چنانچہ حیدرآبادی وفد نے گول میز کانفرنس کے مندوبین کے اعزاز میں جو عشائیہ ترتیب دیا تھا اسمیں تقریر کرتے ہوئے سرسیموئل ہور نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ نہ صرف بظاہر بلکہ درحقیقت حیدرآباد ایشیائی سلطنتوں کی صف اول میں شامل ہے۔ اگرچہ کہ اعلحضرت حضور نظام مملکت کے تمام اختیارات و اقتدار کا سرچشمہ ہیں لیکن انہوں نے اپنے کثیر اختیارات تفویض کرنے کو ترجیح دی چنانچہ یہ اختیارات صدر اعظم اور مختلف قلمدانوں کے حامل اراکین باب حکومت کو عطا کئے گئے ہیں۔

مقبول عام حکومت

جب برطانوی ہند میں دستوری اصلاحات نافذ ہوئیں تو باشندگان ممالک محروسہ کے دل میں بھی قدرتی طور پر یہ خواہش پیدا ہوئی کہ حکومت وقت سے زیادہ ترقی یافتہ نظام حکومت قائم کیا جائے۔ اعلحضرت بندگان عالی نے اس خواہش کو فیاضانہ طور پر ملحوظ رکھا اور اسی خواہش کی تکمیل کیلئے دستوری اصلاحات کی جدید اسکیم بھی منظور ہوئی ہے جو حسب ذیل پر مشتمل ہے:—

ا۔ منتخب کردہ اراکین کی اکثریت رکھنے والی مجلس وضع قوانین کا قیام۔

ب۔ قومی تعمیری محکموں کے لئے آئین مشاورتی مجالس کا قیام۔

ج۔ پبلک سرویسوں میں داخلہ کے طریقہ کو منظم کرنے کے لئے ایک مجلس کا قیام۔

د۔ اضلاع اور قصبہ جات میں منتخب کردہ اکثریت رکھنے والی مجالس مقامی حکومت خود اختیاری کا قیام۔

ذ۔ ضلع واری کانفرنسوں کا سالانہ انعقاد۔

س۔ دیہی پنچایتوں کا قیام۔

زرعی اصلاحات

نظم و نسق مالگزاری کو زیادہ بہتر اور کارکرد بنانے اور رعایا کی مشکلات رفع کرنے کی غرض سے بھی متعدد اصلاحات نافذ کی گئی ہیں۔ چنانچہ قانون انتقال اراضی اور قانون ادائی قرضہ کا نفاذ ہوا تاکہ زراعت پیشہ طبقوں کے مفاد کی حفاظت ہو سکے اور ان کی اراضیات ساہوکاروں کے ہاتھوں میں منتقل ہونے سے محفوظ رہیں۔ ساہوکاروں کے لئے شرح سود کا بھی تعین کر دیا گیا ہے اور اب ناواجب شرح سود وصول نہیں کی جاسکتی۔ ناقابل وصول قرضے گروی بینکوں سے متعلق ہوئے ہیں جو ساہوکاروں کے بجائے بوقت ضرورت کاشتکاروں کی امداد کریں گے مزید امداد کے طور پر مویشی چرانے کا محصول منسوخ کردیا گیا، ذاتی کنووں سے سیراب ہونے والی اراضی کے لئے خشکی دھارہ مقرر کیا گیا اور سب سے زیادہ یہ کہ باشندگان مواضعات کے ایک طبقے سے بلااجرت کام لینے کا طریقہ

مسدود کردیا گیا ، جو قدیم جاگیری نظام کی یادگار تھا ۔ اس ضمن میں اعلحضرت نے خود پیش قدمی فرمائی اور یہ طریقہ سب سے پہلے علاقہ جات صرف خاص مبارک میں مسدود کیا گیا ۔ بیگار کی مسدودی کے علاوہ بتدریج وہ تمام نا منصفانہ طریقے بھی منسوخ کردئے گئے جو مزدور پیشہ طبقے پر عاید کردئے گئے تھے ۔

معاف اور تقاوی

حالیہ دور میں جو معاشی پستی پیدا ہوگئی ہے اُس کے پیش نظر محصول مالگزاری میں رعایا کو معافی دی گئی ہے جس کی مجموعی مقدار تقریباً (۱،۰۵،۰۰،۰۰۰) روپے ہے ۔ اس کے علاوہ سرمایہ قحط سے (۴۰،۰۰،۰۰۰) روپے بطور تقاوی تقسیم کئے گئے ہیں یہ تقاوی قرضے اس غرض سے دئے گئے ہیں کہ کاشتکاروں کو کم شرح سود پر قرض دے کر ان کی امداد کی جائے ۔

جہاں تک کہ تعین مالگزاری کا تعلق ہے ممالک محروسہ کے کسی حصہ میں بھی شکوہ دعارہ اتنا زیادہ نہیں جتنا کہ برطانوی ہند کے ملحق صوبوں میں ہے ۔ مزید برآں گذشتہ بتیس سال سے حکومت حیدرآباد کا یہ مستقل عمل رہا ہے کہ اگر فصل خراب ہو تو محصول مالگزاری میں معافی اور برآیندگی عطا کی جائے ۔ اپنے عہد حکومت کے جشن سیمیں کے موقع پر بھی اعلحضرت بندگان عالی نے (۴۰) لاکھ روپے کی معافی عطا فرمائی تھی ۔

آزاد عدلیہ

مملکت آصفیہ کے موجودہ حکمران کے عہد حکومت میں جو اصلاحات ہوئی ہیں اُن میں عاملہ سے عدلیہ کی علحدگی بھی شامل ہے ۔ یہ ایسی اصلاح ہے جس کے لئے برطانوی ہند کے باشندے نصف صدی سے مطالبہ کررہے ہیں اور برطانوی صوبوں میں قائم شدہ عومی حکومتیں بھی اسے حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکیں ۔ جدید انتظامات کے نفاذ میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے سنہ ۱۹۲۶ ع میں نظام عدلیہ کی ازسرنو تنظیم کی گئی ۔ عدالت العالیہ کو ایک منشور عطا کیا گیا جس میں واضع طور پر اسے ممالک محروسہ کی ایسی اعلی ترین عدالت تسلیم کیا گیا جس حکمران سے براہ راست اختیارات حاصل ہوئے ہیں ۔ نظام عدلیہ میں جو دوسری اصلاحات کی گئیں ان میں بلدہ حیدرآباد میں بعض نوعیت کے مقدمات سشن کے لئے نظام جیوری کا نفاذ ، سررشتہ عدالت میں ملازمت اور وکالت کے لئے اہلیت کے بارے میں برطانوی ہند میں نافذہ قواعد کے مماثل جدید قواعد و ضوابط کی تدوین اور عدالت العالیہ کے فیصلوں کے خلاف مرافعوں کی سماعت میں حکمران کو مشورہ دینے کے لئے انگلستان کی پریوی کونسل کے مساوی جوڈیشل کمیٹی کا قیام بھی شامل ہے ۔

تعلیمات

اعلحضرت بندگان عالی سنہ ۱۹۱۱ ع میں تخت نشین ہوئے اور اس وقت تعلیمات کے سالانہ مصارف صرف (۹،۶۹) لاکھ روپے تھے ۔ لیکن اب یہ مصارف (۱۱۲،۷۵) لاکھ روپے ہوگئے ہیں ۔

گزشتہ ۲۵ سال کے عرصہ میں تعلیمی اداروں اور تعلیم پانے والوں کی تعداد میں پانچ گنا اضافہ ہوگیا ہے ۔ سنہ ۱۹۱۱ ع میں مدرسہ جانے کے قابل عمر والی آبادی کا ۵ فی صد سے بھی کم حصہ زیر تعلیم تھا ۔ لیکن اب یہ تعداد تقریباً ۱۸ فی صد ہوگئی ہے ۔ جو لڑکے مدارس میں تعلیم حاصل کررہے ہیں وہ اسکول جانے کے قابل عمر والی ابادی ذکور کا ۳۰ فی صد ہیں اور جو لڑکیاں زیر تعلیم ہیں وہ اسکول جانے کے قابل عمر والی آبادی اُناث کا تقریباً ۵ فی صد ہیں ۔ اس کے برعکس پہلے یہ تعداد (۰،۷) فی صد تھی گویا کہ اب تعلیم پانے والے لڑکوں کی تعداد پانچ گنی اور لڑکیوں کی تعداد سات گنی ہوگئی ہے ۔ ممالک محروسہ کے تمام حصوں میں مدارس کا ایک جال سا پھیلا ہوا ہے اور ہر موضع کے لئے مدرسہ قایم کرنا مقصود ہے ۔ اگر جنگ شروع نہ ہوگئی ہوتی تو لازمی ابتدائی تعلیم اب تک نافذ کردی جاتی لیکن یہ تجویز اس لئے ملتوی کردی گئی ہے کہ اس کے لئے کافی مصارف کی ضرورت ہے ۔ فی الحال (۵۰۰۰) سے زیادہ تحتانی مدارس موجود ہیں اور ابتدائی تعلیم مفت دی جاتی ہے ۔ غرض کہ اس طرح حیدرآباد کی وفادار رعایا ترقی کررہی ہے ۔ اور بہترین طریقے پر ملک و مالک کی خدمت کرنا ہی اس کا مقصد حیات ہے ۔

ایک ایسی جامعہ کا قیام جہاں ہندوستان کی مشترکہ زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا ہے نہ صرف حیدرآباد بلکہ سارے ہندوستان کی تعلیمی تاریخ میں ایک یادگار واقعہ ہے۔ جامعاتی مدارج میں ہندوستان کی مشترکہ زبان اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کا یہ شاندار تجربہ پوری طرح کامیاب ثابت ہوا ہے اور اب اس کے آثار نظر آنے لگے ہیں کہ آئندہ تمام ہندوستان میں اعلیٰ تر تعلیم کو اسی اصول پر ترقی دی جائے گی۔

وسائل نقل و حمل اور آب پاشی

تیس سال کی اس مدت میں تقریباً (۴۰۰۰) میل مجموعی طول کی سڑکیں تعمیر کی گئیں جن میں سے اکثر پختہ ہیں بڑے دریاؤں پر ۲۴ اور ندیوں پر ۲۴۸ پل بنائے گئے ہیں اور نظام ساگر، پالیر، ویرا اور فتح نہر جیسے ۱۶ عظیم الشان وسائل آب پاشی کی تکمیل ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ زیر آب پاشی رقبہ کو مزید وسعت دینے کے لئے لکھناورم، رامپا، پاکھال اور پوچارم جیسے قدیم تالابوں کی مرمت کی گئی اور اس طرح تین لاکھ ایکڑ سے زیادہ خشک آراضی کو زیر آب پاشی آراضی میں تبدیل کر دیا گیا۔ نظام ساگر اور اس کی نہریں اور عثمان ساگر اور حمایت ساگر ہندوستان کے عظیم ترین وسائل آب پاشی میں شمار کئے جاتے ہیں۔

محکمہ تعمیرات عامہ نے (۱,۵۰,۰۰,۰۰۰) روپے سالانہ کے اپنے معمولی اخراجات کے علاوہ گزشتہ ربع صدی کے دوران میں تعمیرات کی بڑی اسکیموں پر حسب ذیل رقمیں بھی صرف کی ہیں۔

عمارات	(۹,۳۰,۰۰,۰۰۰)	روپے
وسائل آب پاشی	(۸,۱۰,۰۰,۰۰۰)	=
عظیم وسائل آب پاشی	(۸,۰۷,۰۰,۰۰۰)	=
انسداد طغیانی موسیٰ ندی	(۲,۰۳۵,۰۰,۰۰۰)	=
آبرسانی	(۲,۲۵,۰۰,۰۰۰)	=
سڑکیں	(۱,۱,۵۵,۰۰,۰۰۰)	=

سرکار عالی کی ریلوے لائن کا مجموعی طول (۱۵۰۰) میل ہے جس میں مزید توسیع بھی زیر غور تھی لیکن فی الحال جنگی حالات کی وجہ سے یہ کام ملتوی کر دیا گیا ہے۔ سرکار عالی کی ریلوے نے (۴۰۰۰) میل مجموعی طول کی سڑکوں پر ایک بس سرویس بھی جاری کی ہے جو ریلوں سے مربوط ہے اور ممالک محروسہ کے اکثر اضلاع کو باہم مربوط کرتی ہے۔ ریلوے لائن کے ساتھ ہی اس سے متوازی فراہمی برقی کی لائن کو بھی حکومت نے اپنے زیر انتظام لے لیا ہے اور محکمہ پرواز اور فضائی کلب بھی قائم کیا ہے۔ ممالک محروسہ کے فضائی راستے شاہی فضائی سرویس کا ایک اہم حصہ ہیں اور توقع ہے کہ محکمہ ریلوے بہت جلد ممالک محروسہ میں پرواز سے متعلق جملہ انتظامات کی تکمیل کرے گا۔

ٹیلیفون کی لائنوں میں نہ صرف بلدۂ حیدرآباد بلکہ اضلاع کے سات مقامات میں بھی بہت توسیع ہوئی ہے اور داخلی لائنوں میں اضافہ کے علاوہ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ حیدرآباد کی ٹیلیفونی لائن کو برطانوی ہند کی ٹرینک لائن سے مربوط کر دیا جائے۔

صحت عامہ اور حفظان صحت

محکمہ طبابت سنہ ۱۸۴۶ع میں قائم ہوا تھا اور اس کے فرائض صرف معالجہ تک محدود تھے۔ سنہ ۱۹۱۲ع میں انسدادی طبی تدابیر بھی اختیار کی گئیں اور محکمہ صحت عامہ کا دائرۂ عمل حسب ذیل تک وسیع ہو گیا ہے۔

۱۔ کیمیاوی اور برانیمی تجربہ خانہ
۲۔ ویکسین کی ذخیرہ گاہ
۳۔ شعبۂ طاعون
۴۔ دق کے انسدادی ادارے
۵۔ مدارس کا طبی معائنہ
۶۔ شفا خانۂ امراض متعدی
۷۔ شعبۂ غذائیت
۸۔ شعبۂ زچہ گان و بہبودی اطفال
۹۔ گشتی دواخانے اور سنیما کار
۱۰۔ جذام کا علاج
۱۱۔ سگ گزیدگی کا علاج

ٹیکہ اندازی امراض متعدی اور اندراج شرح پیدائش و اموات سے متعلق قوانین کے مسودات زیر غور ہیں

اور عنقریب قانون بن جائیں گے۔ پیدائش و اموات کے اعداد و شمار کا ایک محکمہ بھی قائم کیا جا رہا ہے۔ دیہی تنظیم کی اسکیموں سے متعلق سرگرمیوں میں نظم و ضبط پیدا کرنے اور اُن کی نگرانی کرنے کی غرض سے حکومت نے ایک مرکزی بورڈ قائم کیا ہے۔ اور اس کی تجاویز کو روبہ عمل لانے کے لئے اضلاع و تعلقہ جات کے مستقر مقامات میں بھی شاخیں قائم کی گئی ہیں۔ تنظیم دیہی کے لائحہ عمل میں صحت عامہ کی ترقی کو نمایاں اہمیت حاصل ہے اور آبادی کی ترتیب اور تعلیم بالغان بھی اس میں شامل ہے۔

مجلس آرائش بلدہ سنہ ۱۹۱۴ع میں قائم ہوئی تھی اور اپنے قیام سے اب تک شہر کے گندے اور تاریک حصوں کی صفائی اور صحت بخش رہائش گاہوں کی تعمیر میں پوری طرح کوشاں رہی ہے۔ چنانچہ (۳۷) گندے حصے مسمار کئے جا چکے ہیں اور شہر کے مختلف حصوں میں (۹۰،۰۰،۰۰۰) روپے کے مصارف سے (۸،۵۰۰) سے زیادہ مکانات تعمیر کئے گئے ہیں۔

۱۶ اضلاع اور ۹۷ تعلقوں میں مجالس تنظیم دیہی قائم ہو چکی ہیں اور منتخب کردہ مواضعات کی تعداد (۱۲۰) ہے۔

مستحکم مالیات

حکومت کی ان ہمہ جہتی سرگرمیوں کی تکمیل کے لئے اگر سرکاری موازنے سے فیاضانہ عطیے منظور نہ کئے جاتے تو ان میں سے اکثر کو عملی شکل دینا ہرگز ممکن نہ ہوتا۔ کیونکہ صرف نئی ریلوے لائنوں، آب پاشی کی اسکیموں، برقی اور ٹیلیفون کی تنصیب پر (۱۵،۰۰،۰۰،۰۰۰) روپے سے زیادہ رقم صرف ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ریلوے کی خریداری پر بھی تقریباً (۹،۰۰،۰۰،۰۰۰) روپے صرف ہوئے۔

اگرچہ مختلف محکموں بالخصوص تعلیمات، طبابت، تعمیرات اور آرائش بلدہ جیسے قومی تعمیری محکموں کے لئے منظور کردہ رقموں میں (۴۰۰) فیصد اضافہ ہوا ہے تاہم حکومت نے تقریباً (۲۵۴) لاکھ روپے کے بیش بہا اثاثہ جات ریلوں، وسائل آب پاشی اور دوسری مختلف شکلوں میں حاصل کر لئے ہیں۔ ان کے علاوہ امداد قحط، آبرسانی اور سڑکوں کی تعمیر جیسی اسکیموں کے لئے گذشتہ بچتوں سے جمع شدہ کثیر محفوظ سرمایہ بھی ہیں۔

زر کے مارکٹ میں حیدرآباد کی جو ساکھ قائم ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حکومت کس قدر کم شرح سود پر پید آور قرضے حاصل کرنے میں کامیاب ہوئی ہے۔ درحقیقت اسی مالیاتی استحکام کی بدولت مملکت حیدرآباد کے لئے یہ ممکن ہو سکا ہے کہ صنعتوں کو ترقی دینے کی وسیع اسکیم کو روبہ عمل لائے۔ چنانچہ اب نئی صنعتیں قائم کی جا رہی ہیں اور پرانی صنعتوں کو مزید مالی امداد دی جا رہی ہے۔ سرمایہ کی فراہمی کے لئے نئی اسکیمیں مرتب ہوئی ہیں اور بعض صنعتوں کو مالی امداد دینے کی غرض سے سنڈیکوں کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے۔ ان اسکیموں کی کامیابی کے لئے لازمی طور پر کچھ عرصہ درکار ہے اور اس کے بعد مملکت حیدرآباد ہندوستان کے ایک اہم صنعتی مرکز کی حیثیت سے شاہراہ ترقی پر گامزن نظر آئیگی۔

بسلسلہ صفحہ (۲)

اشخاص کے سوا باقی سب لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں، ایک جگہ جمع کرنے کی تجویز ان نایاب مطبوعات اور مخطوطات کے ذخیروں کی حد تک تو اور زیادہ اہمیت رکھتی ہے جو مختلف ذاتی کتب خانوں میں مقفل ہیں۔ گو اس سے انکار نہیں کہ آرٹ کے یہ نادر نمونے اور نایاب کتابیں اور قلمی نسخے کلیتہً اپنے مالکوں کی قانونی ملک ہیں لیکن ان تک ایسے لوگوں کی بھی ضرور رسائی ہونی چاہئے جو ان سے دلچسپی رکھتے ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ اگر جناب غلام محمد صاحب کی یہ تجویز روبہ عمل لائی گئی تو حیدرآباد کا نوادر خانہ اس کی آرٹ گیلری اور کتب خانہ اپنی نوعیت و اہمیت کے اعتبار سے دنیا میں بے مثل ہوں گے۔

حیدرآباد میں آم کی کاشت

ممالک محروسہ سرکار عالی میں تقریباً (۳۵،۰۰۰) ایکڑ رقبہ پر آموں کے درخت لگائے گئے ہیں۔ اور سالانہ (۱،۵۰۰،۰۰۰) من آم پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر سال تقریباً تین لاکھ روپے قیمت کے (۴۸،۰۰۰) من آم درآمد کئے جاتے ہیں۔

ممالک محروسہ میں آموں کی کاشت کی ضلع واری تفصیل حسب ذیل ہے۔

محبوب نگر	۴،۷۷۴	ایکڑ
گلبرگہ	۴،۴۱۵	"
نظام آباد	۳،۸۰۰	"
بیدر	۳،۰۸۳	"
اورنگ آباد	۲،۵۰۰	"
بیر	۲،۳۰۰	"
پربھنی	۲،۱۰۰	"
اطراف بلدہ	۲،۰۰۰	"
میدک	۱،۶۰۰	"
نلگنڈہ	۱،۶۰۰	"
عثمان آباد	۱،۵۰۰	"
کریم نگر	۱،۴۹۴	"
عادل آباد	۱،۴۰۰	"
رائچور	۱،۳۰۰	"
ناندیڑ	۱،۲۹۰	"
ورنگل	۱،۰۰۰	"

آم کی کاشت کے اعتبار سے ممالک محروسہ کے اضلاع میں محبوب نگر، گلبرگہ، نظام آباد اور بیدر کو دوسرے اضلاع پر فوقیت حاصل ہے۔ اور بلدہ حیدرآباد کے علاوہ کوہیر، بیدر، وقار آباد، عثمان آباد اور دوسرے متعدد مقامات بھی عمدہ آموں کے لئے مشہور ہیں۔

حیدرآباد ایک زمانہ سے اعلیٰ قسم کے آموں کے لئے بہت مشہور رہا ہے۔ یہاں کے امراء نے بہتر قسم کے آموں کی کاشت کو فروغ دینے میں نمایاں دلچسپی لی۔ چنانچہ نواب مقرب جنگ مرحوم اور نواب اعظم علی خان مرحوم آموں کے مشہور شائقین میں سے تھے۔

ممالک محروسہ میں آموں کی کاشت کو فروغ دینے اور اس کے متعلق ضروری معلومات بہم پہونچانے کی غرض سے انجمن طیلسانین عثمانیہ کی معاشی کمیٹی نے گزشتہ ماہ آموں کی ایک نمائش منعقد کی تھی جس میں ایک سو سے زیادہ اقسام کے آم شریک تھے۔ ۴۱ مقابلہ کنندوں نے نمائش میں حصہ لیا۔ حیدرآباد اور اطراف بلدہ کے علاوہ ورنگل آباد، رائچور، میدک، ورنگل، کریم نگر اور نلگنڈہ سے بھی نمائش میں شرکت کے لئے آم روانہ کئے گئے۔ صرفخاص مبارک کے باغات سے بھی چالیس اقسام کے آم اس نمائش میں شریک تھے اور نواب سالار جنگ بہادر، راجہ دھرم کرن بہادر اور بعض دوسرے امراء کے باغات کے آم بھی نمائش میں موجود تھے۔

نمائش میں شریک کردہ آموں پر انعام دینے کیلئے بانیان نمائش نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی جس نے ایک آم ثمر بہشت کو شیریں ترین قرار دیا۔ راجہ دھرم کرن بہادر کے باغ کا لنگڑا ذائقہ میں سب سے بہتر تھا۔

وزن کے اعتبار سے سب سے بڑے آم ہیملٹ اور نیز تھے جن کا وزن تقریباً پانچ پانچ پونڈ تھا۔ اور سب سے چھوٹا شکر گٹھلی جس کا وزن صرف دو تولہ تھا

ان کے علاوہ حسب ذیل اقسام کے آم بھی غیر معمولی وزن و قامت کی وجہ سے قابل ذکر ہیں۔

دودھیا مرغوبہ	۴½ پونڈ
جہانگیر	۳½ "
پنڈورا	۳ "
آمنی	۳ "
کالی پری	۲ "
فتح پوری	۱½ "
اعز الثمر	۱ "

درجہ اول کے کل (۳۲) انعامات درجہ دوم کے (۲۷) انعامات اور درجہ خاص کے (۵) انعامات عطا کئے گئے۔

انعام حاصل کرنے والوں کے نام اور انعامات کی تعداد درج ذیل ہے۔

باغات علاقہ صرف خاص مبارک ۱۲۔ باغات علاقہ نواب سالار جنگ بہادر ۲۔ باغات علاقہ راجہ دھرم کرن بہادر ۹۔ قادر باغ فتح نگر ۸۔ باغات علاقہ کوٹیاں وحلیم نگر واقع سدی پیٹھ ضلع میدک ۷۔ برہان الدین صاحب ۶۔ عبد العزیز صاحب ۳۔ اکبر بیگ صاحب ۲۔ وینکٹ راما ریڈی صاحب ۳۔ ایل سی۔ اننت صاحب ۲۔ مینیجر صاحب عنبر پیٹھ کالونی ۲۔ خالدہ بیگم صاحبہ ا۔ امیر احمد علی خان صاحب ا۔ کریم اللہ صاحب ا۔ شیورام صاحب پشاوری ا۔ الگیر ریڈی صاحب ا۔ شعبہ فوا کہات سر رشتہ زراعت ا۔ سید محمد یونس صاحب ا۔ شرف الدین صاحب ا۔ باغ گلزار اولیا' ورنگل ا۔

بہ سلسلہ صفحہ (۲۳)

قریب فوراً ورم ہو جاتا ہے۔ اگر سانپ زہریلا نہیں ہوتا تو ورم بالکل نہیں ہوتا۔

عام طور سے یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جس شخص کو سانپ کاٹتا ہے وہ سونے لگتا ہے یہ خیال صرف ان معنوں میں صحیح ہے کہ ناگ اور کرایت کے زہر کی وجہ سے دماغ بھاری ہو جاتا ہے۔ زبان سدھ ہو جاتی ہے اور لب خاموش ہو جاتے ہیں ورنہ درحقیقت مارگزیدہ شخص سوتا نہیں ہے اور آخر وقت تک ہوش میں رہتا ہے۔ ناگ کے کاٹنے سے بہت ہی تکلیف دہ موت ہوتی ہے۔ وائپر کے زہر سے خون کا دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ اور حالت پست ہو جاتی ہے جسے بعض لوگ نیند سمجھنے لگتے ہیں۔

علاج

یہ قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ ۵۰ فی صد اموات محض دہشت کی وجہ سے واقع ہوتی ہیں۔ اگر ہر شخص زہریلے اور غیر زہریلے سانپوں کا فرق معلوم کرنے کے قابل ہو جائے تو یہ ۵۰ فی صد جانیں بچائی جاسکتی ہیں۔ باقی ماندہ ۵۰ فی صد کو اس زہر کے توڑ کی دوا کا انجکشن دینا چاہیے۔

دوسرے تمام زہروں کی طرح سانپ کے زہر کا بھی ایک مقدار میں داخل ہونا ضروری ہے جسے کم سے کم مہلک مقدار کہا جاتا ہے۔ اگر زہر اس سے کم داخل ہوتا ہے تو مارگزیدہ مرتا نہیں۔ تقریباً ۶۵ سیر وزن والے شخص کی جان لینے کے لئے ناگ کے خشک کردہ زہر کی ایک رتی کا آٹھواں حصہ کافی ہوتا ہے۔ مختلف سانپوں کے زہروں کی قوت ہلاکت مختلف ہوتی ہے۔

حیدرآباد کے وسائل نقل وحمل

سنہ ۱۳۵۱ف میں حکومت سرکار عالی کی ریلوں کے متعلقہ سرمایہ پر (۸٫۴) فیصد اور بسوں کے ذریعہ (۹٫۷) فی صد منافع ہوا۔ فضائی نقل وحمل سے بھی اس سال (۸۲،۳۳۸) روپیہ کلدار خالص منافع حاصل ہوا۔

سنہ ۱۳۵۱ف کے اختتام پر سرکار عالی کی ریلوے کی مالیاتی حالت حسب ذیل تھی :—

	سنہ ۱۳۵۰ف		سنہ ۱۳۵۱ف	
۱۔ اختتام سال پر متعلقہ سرمایہ	۱۵،۱۹،۹۲،۳۰۶	روپیہ کلدار	۱۵،۳۲،۰۵،۶۸۳	روپیہ کلدار
۲۔ مجموعی آمدنی	۲۰۸۷،۶۰،۸۸۰	=	۳،۲۶،۳۱،۱۶۹	=
۳۔ اخراجات بشمول مصارف فرسودگی	۱،۳۸،۳۰،۵۱۴	=	۱،۴۳،۵۶،۷۸۳	=
۴۔ سرمایہ محفوظ میں منتقل کردہ رقم	۴۸،۶۵،۲۶۸	=	۵۵،۴۹،۶۷۵	=
۵۔ حکومت کو ادا کردہ آمدنی	۱،۱۰،۶۵،۰۹۸	=	۱،۲۸،۲۴،۷۱۳	=
۶۔ خالص منافع (نمبر ۱ پر نمبر ۵ کا فی صد)	۷٫۳		۸٫۴	

ریلوں کی آمدورفت (۱۳۶۰) میل مجموعی طول کی لائنوں پر جاری رہی جن میں سے بڑی پٹری کی لائنوں کا طول (۶۸۸) اور چھوٹی پٹری کی لائنوں کا طول (۶۷۲) میل ہے۔ (۵۸) میل کے راستے پر حکومت ہند کی جانب سے گاڑیاں چلائی گئیں۔ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ریلوں کا مجموعی طول (۱۴۸۱) میل ہے جس میں خارجی ریلیں بھی شامل ہیں۔

بر آمد

سرکار عالی کی ریلوے کے اسٹیشنوں سے یکم اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ع اور ۳۰۔ ستمبر سنہ ۱۹۴۲ع کی درمیانی مدت میں جو اشیاء بر آمد کی گئیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اشیاء	وزن ٹنوں میں
کوئلہ	۸۹۵۵۵۵
خام کپاس	۲۷۶۵۱
کپاس کی اشیاء	۵۲۸۸
چمڑہ رنگنے کی چھال	۳۷۲۷
چارہ	۱۵۴۶
دالیں	۲۶۳۵۴
جوار و باجرہ	۲۲۶۱۲
چاول	۲۰۷۵۸
گیہوں	۸۳۰
متفرق	۹۷۴
کھالیں اور چمڑے	۳۰۷۴
سنگ مرمر اور پتھر	۴۴۳۵۸
لوہا اور فولاد	۲۱۲۷
تخم ارنڈ	۲۸۰۱۷
تل	۱۸۰۲۷
السی	۱۱۹۵۸
بنولہ	۲۹۱۳۹
دیگر اشیاء	۳۰۸۰۱
شکر	۱۷۹۸
گڑ	۱۰۷۶
تمباکو	۲۱۹۹

عمارتی لکڑی	۱۱۸۹۰

درآمد

سرکار عالی کی ریلوے کے اسٹیشنوں پر یکم اکتوبر سنہ ۱۹۴۱ع اور ۳۰۔ ستمبر سنہ ۱۹۴۲ع کی درمیانی مدت میں جو اشیاء درآمد کی گئیں اُن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اشیاء	وزن ٹنوں میں
کوئلہ	۴۳۱۹
کپاس کی اشیاء	۵۷۹۳
چارہ	۱۱۳۴
دالیں	۹۰۴۱
جوار اور باجرہ	۲۱۸۳
چاول	۱۸۰۱۷
گیہوں	۶۹۳۷
متفرق غلہ	۱۸۹۵
مٹی کا تیل	۱۶۶۶۵
لوہا اور فولاد	۱۰۱۹۶
نمک	۶۸۹۵۶
دیگر اشیاء	۱۴۳۴۳
شکر	۳۴۹۱
گڑ	۴۶۱۹
تمباکو	۵۹۲۲
عمارتی لکڑی	۲۶۸۸

عمال کی فلاح و بہبود

سنہ ۱۳۵۱ف میں ریلوے کے ملازمین کی فلاح و بہبود پر مزید توجہ کی گئی چنانچہ گزشتہ سال گرانی کے الونس کی جو شرح منظور کی گئی تھی اس میں یکم نومبر سنہ ۱۹۴۱ع سے ۵۰ فی صد اضافہ کر دیا گیا اور ۱۵۔ جون سنہ ۱۹۴۲ع سے اس میں مزید اضافہ بھی ہوا۔ مزید برآں الونس کا مستحق بنانے کے لئے تنخواہ کی معین کردہ حد میں بھی اضافہ کیا گیا۔ چنانچہ اب گرانی کے الونس کی اضافہ شدہ شرح سے ملازمین کی اکثریت مستفید ہو رہی ہے۔ ملازمین کے فائدے کے لئے بہ دوران سال جو سہولتیں فراہم کی گئیں ان میں گینگ مین کے مکانات میں اضافہ، عارضی ملازمین کے لئے رہائش گاہوں کی فراہمی، مزدوروں کی موجودہ رہائش گاہوں میں اضافہ اور ریلوے کی فلاح و بہبود سے متعلق امور کی انجام دہی اور ملازمین و نظم و نسق ریلوے کے درمیان قیام ارتباط کے لئے دو لیبر انسپکٹرس کا تقرر جیسی اہم سہولتیں بھی شامل ہیں۔ ریلوے کے پاس اب ایک ذاتی طبی گاڑی بھی موجود ہے جس کے لئے ضرورت کی تمام چیزیں فراہم گئی ہیں۔ ریلوے کے نئے تفریحی میدان اور اسپورٹس پیویلین میں فراہم کردہ سہولتوں سے بھی بہ دوران سال پورا استفادہ کیا گیا۔

شارعی نقل و حمل

اختتام سنہ ۱۳۵۱ف پر ۴۰۶۷ میل مجموعی طول کی سڑکوں پر ریلوے کی ۲۸۵ بسیں اور موٹریں اور باربرداری کی ۳۵ لاریاں چلائی جا رہی تھیں۔ جن راستوں پر یہ بسیں چلائی گئیں ان کا مجموعی طول ممالک محروسہ کی بڑی سڑکوں کے مجموعی طول کا تقریباً تین چوتھائی حصہ ہے۔

سنہ ۱۳۵۱ف کے اختتام تک بس سرویس پر ۲۶،۰۷،۷۷،۶۷ روپے کلدار صرف کئے گئے اور ۴۴،۴،۲۶،۲۵۵ روپے کلدار مجموعی آمدنی ہوئی۔ سروس کو جاری رکھنے کے مصارف کی مقدار ۴۰۸،۱۷،۷۳ روپے کلدار ہے جس میں سرمایہ، مطالبات فرسودگی بھی شامل ہے۔ اور اس طرح ۶،۵۴،۴،۴۵۱ روپئے کلدار خالص منافع ہوا۔ سنہ ۱۳۵۰ف میں یہ رقم ۵،۱۸،۶۳۰ روپے تھی گویا کہ اس سال سرمایہ متعلقہ پر ۷۔۹ فی صد منافع ہوا۔ سنہ ۱۹۳۲ع میں اس سرویس کے آغاز سے اب تک اتنا منافع کبھی نہیں ہوا تھا۔ اختتام سال پر سرمایہ مطالبات فرسودگی کی سلک میں ۴۸۰۵۸ لاکھ روپے کلدار موجود تھے جو متعلقہ سرمایہ کا تقریباً ۷۔۲ فی صد ہے۔

یکم ستمبر سنہ ۱۹۴۲ع سے بس کے کرایہ میں ۵۰ فی صد

اضافہ کر دیا گیا۔ یہ اضافہ جنگی حالات کی بنا پر کیا گیا ہے تاکہ ممکنہ حد تک غیر ضروری سفر میں کمی ہو جائے اور بسیں کم چلائی پڑیں کیونکہ کم چلانے کی صورت میں یہ بسیں زیادہ مدت تک کام دے سکیں گی۔

فضائی نقل و حمل

فضائی نقل و حمل کے ضمن میں ۲،۵۳،۸۷۸ روپے کلدار صرف کیئے گئے سنہ ۱۳۵۱ف میں ۳،۸۲،۷۷۴ روپے کلدار آمدنی ہوئی اور ۳،۰۰،۴۳۶ روپے کلدار اس سرویس کے انتظامات پر صرف ہوئے اور اس طرح ۸۲،۳۳۸ روپے کلدار خالص منافع ہوا۔ اس کے برعکس سنہ ۱۳۵۰ف میں ۳،۸۳،۷۲۸ روپے کلدار کا نقصان ہوا تھا۔

سنہ ۱۳۵۱ف میں محکمہ فضائی کی سرگرمیاں ہندوستانی فضائیہ کے لئے ہوابازوں کو تربیت دینے تک محدود رہیں جنگی اغراض کی اہمیت کے مدنظر اس محکمہ نے تجارتی فضائی سرویس جاری کرنے کی اسکیم بھی ملتوی کر دی اور فضائی تربیتی اسکیموں کو روبہ عمل لانے پر ہی اپنی تمام توجہات مرکوز رکھیں۔

فضائی کلب

حکومت سرکار عالی نے ہوابازوں کی تربیت کی غرض سے سنہ ۱۳۵۱ف میں فضائی کلب کے لئے (۳۶،۸۸۲) روپے کی امدادی رقم منظور کی۔

اطلاع

حیدرآباد سے متعلق عام دلچسپی، بالخصوص نظم و نسق سے تعلق یا تاریخی، تمدنی اور معاشی اہمیت رکھنے والے مضامین اور تصاویر بغرض اشاعت قبول کی جائیں گی۔

مضامین اردو یا انگریزی میں ہوں، چار ٹائپ شدہ فلسکیپ صفحات سے زیادہ نہ ہوں اور صرف ایک طرف ٹائپ کیئے جائیں۔ نامنظور کردہ مضامین اور تصاویر صرف اسی صورت میں واپس ہوسکیں گی کہ ان کے ساتھ پتہ لکھے ہوئے ٹکٹ دار لفافے بھی روانہ کیئے جائیں۔

تمام مضامین اور تصاویر وغیرہ حسب ذیل پتہ پر ارسال کی جائیں۔

ایڈیٹر "معلومات، حیدرآباد"
سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی۔ حیدرآباد (دکن)

حیدرآباد کے تمدنی ماضی کے آثار

جدید انکشافات

سررشتہ آثار قدیمہ کی مصروفیات

سررشتہ آثار قدیمہ کی حالیہ مطبوعات کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں :—

غارہائے ایلورہ اور ایجنٹہ کی دیکھ بھال پر واجبی توجہ کی گئی چنانچہ بارش کا پانی بہنے کی وجہ سے ایلورہ کے غار نمبر ۵ کو جو نقصان پہنچا تھا اس کی روک تھام کی گئی اور غار نمبر ۴، ۶، ۹، ۱۰، ۱۱ اور ۲۱ کے ستونوں اور دیواروں کی مرمت ہوئی۔

ایجنٹہ میں غار نمبر ۱۶ و ۱۷ کی حفاظت اور صفائی کا انتظام کیا گیا اور اب ایسی متعدد چیزیں بخوبی دیکھی جاسکتی ہیں جو اب تک بہت ہی غیر واضح یا پوشیدہ تھیں۔

ناظم صاحب سررشتہ آثار قدیمہ نے حکومت ہند کے ماہر کتبات ڈاکٹران ۔ بی ۔ چکروتی ۔ پی ایچ ۔ ڈی کے تعاون سے ایجنٹہ اور ایلورہ کے کتبات کا تفصیلی مطالعہ کیا۔

آرٹ گیلری قائم کرنے کی اسکیم روبہ عمل لائی گئی اور اعلحضرت بندگان عالی نے بہ نفس نفیس رسم افتتاح ادا فرمائی۔

دلچسپ تلوار

عجائب خانے میں جن اسلحہ جات کا اضافہ ہوا ہے ان میں ایک تلوار بھی شامل ہے جو بہت ہی دلچسپ ہے اس تلوار کے قبضے اور نوک پر ناگری خط میں تحریریں اور مہابھارت کے مشہور سورماؤں برہما، وشنو، شیوا اور بھیشم کی تصویریں کندہ ہیں ۔ ایک تحریر جو سونے سے لکھی ہوئی ہے بستر مرگ پر ایک سورما کے پیش کردہ قصیدہ سے متعلق ہے ۔ لیکن اس کے پھل پر جو کہ غالباً پہلے دوسرے قبضے میں لگا تھا عربی زبان میں دعائیہ عبارت اور تلوار بنانے والے کا نام "محمد مصری" کندہ ہے۔

سالانہ رپورٹوں کے علاوہ سررشتہ مذکور نے حسب ذیل مطبوعات بھی مرتب کی ہیں :—

۱ ۔ کلید عجائب خانہ حیدرآباد ۔

۲ ۔ حیدرآباد و مضافات کا نقشہ جس میں تاریخی اہمیت رکھنے والے مقامات ظاہر کئے گئے ہیں ۔

۳ ۔ مملکت حیدرآباد (نظر ثانی کیا ہوا ایڈیشن) ۔

۴ ۔ ہندوستان کے قدیم آثار با تصویر ۔ ایک مقالہ جو مولوی غلام یزدانی صاحب او ۔ بی ۔ ای نے جامعہ ملیہ دہلی میں پڑھا تھا ۔

اتفاقی انکشاف

کلور میں جو اہم انکشافات ہوئے ہیں ان میں اتفاقی واقعات کا نمایاں حصہ ہے ۔ چنانچہ ایک جگہ مزدوروں نے ایک بڑا پتھر توڑتے ہوئے اتفاقاً تانبے کی تین تلواریں دیکھیں ۔ جو اس کے نیچے چھپی ہوئی تھیں ۔ یہ تلواریں اُن تلواروں سے مشابہ ہیں جو صوبہ جات متحدہ کے ایک مقام فتح گڑھ میں دریافت ہوئی تھیں اور جن کا تذکرہ سرجان مارشل نے کیمبرج ہسٹری آف انڈیا کی پہلی جلد میں کیا ہے ۔ کلور میں جو چیزیں دریافت ہوئی ہیں وہ مسکی میں دریافت شدہ چیزوں سے مشابہ ہیں ۔ اس کے علاوہ کلور میں بعض انوکھی

چیزیں بھی برآمد ہوئی ہیں ۔ مثلاً چار پائے والے مٹی کے ایک مٹلے کے ٹکڑے اور پکی ہوئی مٹی کے لٹو جیسی شکل کے ٹکڑے ۔ اس مجموعہ میں بعض نادر اور بیش قیمت جالی دار برتن بھی شامل ہیں ۔

دوسری دریافتیں

تاریخی اہمیت اور دلچسپی کے جو دوسرے مقامات دریافت ہوئے ہیں ان میں بڑے بڑے پتھروں والی ایک پہاڑی ہے جو یسی گڈہ کہلاتی ہے ۔ یہ پہاڑی مسافر خانے کے جنوب میں واقع ہے اور اس کی بعض چٹانوں پر بیلوں اور انسان کی تصویریں کندہ ہیں اور ایک پر پیچ راستے کے سرے پر واقع غار میں ٹوٹے ہوئے برتنوں کے کچھ ٹکڑے اور دھاتیں پگھلانے کے لئے مٹی کے برتن شکستہ حالت میں پائے گئے ہیں ۔ اس کے آثار موجود ہیں کہ موخرالذکر چیزیں دھاتیں پگلانے کے لئے استعمال کی گئی تھیں ۔ چنانچہ اس سے کچھ نیچے ایک پہاڑی سے پتھروں کے بنے ہوئے تیشوں اور چلنوں کی کافی تعداد بھی برآمد ہوئی ہے ۔

کونڈہ پور میں ایک تودہ دریافت ہوا ہے جس کی کھدائی سے پالش کئے ہوئے اور چمکدار مٹی کے برتن دھات کا میل اور چند دوسری اشیا برآمد ہوئیں اور آندھرا عہد کا ایک سکہ بھی دستیاب ہوا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ مقام آندھرا دور سے متعلق تھا ۔ اننور کے شمال مشرق میں بمقام توگل گڈہ جو کھدائی ہوئی ہے اس میں مختلف قسم کے برتن، پتھر کوٹنے کی اوکھلیاں اور سفال برآمد ہوئے ہیں جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس جگہ خام دھات صاف کی جاتی تھی ۔ سررشتہ آثار قدیمہ نے جو کھدائیاں کی ہیں ۔ ان میں یہ مقامات بہت اہم ہیں ۔

اضلاع اطراف بلدہ، اورنگ آباد، رائچور، ورنگل گلبرگہ اور نلگنڈہ میں متعدد اہم مقاموں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ۔ چنانچہ ضلع اطراف بلدہ کے ایک موضع چلکور میں جینوں کے کچھ مجسمے اور قدیم شہر کے آثار دریافت ہوئے ہیں ۔ اور ضلع ورنگل میں بمقام ایلونی ایک مندر کی دریافت بھی بہت اہم ہے ۔ اس مندر کے گرد ایک ٹھوس چار دیواری بنی ہوئی ہے جو کاکیتیا طرز تعمیر کا اچھا نمونہ ہے ۔ پالم پیٹھ کے بڑے مندر سے کچھ فاصلے پر کاکیتیا عہد کے دو اور مندر دریافت ہوئے ہیں اور اضلاع نلگنڈہ اور ورنگل میں قبل از تاریخ زمانے کے متعدد مقامات کا بھی پتہ چلا ہے جہاں سنگورے اور سایہ دار راستے موجود ہیں ۔ ہر سال قبل از تاریخ زمانے کے متعدد مقامات دریافت ہو رہے ہیں اور گزشتہ زمانے کی ان تمام یادگاروں کی باقاعدہ دریافت اور حفاظت کے لئے ایک اسکیم مرتب کی گئی ہے جو حکومت کے زیر غور ہے ۔

عجائب خانۂ ٹیلر

شوراپور میں کرنل میڈوز ٹیلر آنجہانی کی جو مملوکہ عمارت تھی اسے مسافر خانہ بنا کر اس کے ساتھ ایک عجائب خانہ بھی قائم کیا جائے گا جو مقامی قبل از تاریخ زمانے کی بعض اشیاء اور خود کرنل ٹیلر کی یادگار چیزوں پر مشتمل ہوگا تاکہ ان کی یاد قائم رہے ۔ اس ضمن میں ناظم صاحب آثار قدیمہ مملکت آصفیہ کے قبل از تاریخ زمانے کی اشیاء کے متعلق کرنل میڈوز ٹیلر کی تحریرات بھی مکرر طبع کروا رہے ہیں جو اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے اشخاص کے لئے بہت کارآمد ہوں گی ۔

ہنمکنڈہ میں ہزار ستونی مندر کے سبزہ زار اور چمن کو زیادہ خوشنما بنا دیا گیا ہے ۔ مندر کی حدود میں ایک بڑی باؤلی ہے جو مٹی وغیرہ سے بھر گئی تھی لیکن اب وہ صاف کرادی گئی ہے اور اس طرح چمن کے لئے پانی کی فراہمی میں بڑی سہولت ہوگئی ۔ مندر کے شمال مغرب میں جو بڑا ہال ہے اس میں صدیوں سے ملبہ بھرا ہوا تھا اب اسے بھی صاف کر دیا گیا ہے ۔

ورنگل کے قلعہ میں بکثرت جھاڑیاں تھیں جنھیں صاف کرادیا گیا اس کے علاوہ آٹھ بڑے منادر چھ چھوٹے منادر دو منڈپ اور ایک انبار خانہ کو ملبہ اور جھاڑیوں سے صاف کر کے سررشتہ مذکور نے انھیں اپنی نگرانی میں لے لیا ان میں وشنو گڈی نلا سمعو گڈی اور لنجایترا گڈی خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

پالم پیٹ میں دو اور مندر جنگل میں دریافت ہوئے ہیں یہ مندران کے علاوہ ہیں جن کا ذکر تذکرہ منادر پالم پیٹ میں کیا گیا ہے ان مندروں تک نئے راستوں کی تعمیر اور ان کی صفائی اور حفاظت کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

جھیل کے مشرقی کنارے پر جو مندر واقع ہے اسے بھی [صاف کر کے زیر نگرانی لے لیا گیا۔

جدید کتبات

ضلع ورنگل میں کتبوں کا باقاعدہ مطالعہ کرنے کا کام جاری رہا اور حسب ذیل کتبے دریافت ہوئے۔

۱۔ ایلونی کے مندر کا کتبہ
۲۔ ایلونی میں تالاب کے بند والا کتبہ
۳۔ رائے پیٹھ کے دو کتبے (ورنگل سے ۲۶ میل کے فاصلے پر)
۴۔ کونڈی پرتی کے دو کتبے (ورنگل سے ۵ میل کے فاصلہ پر)
۵۔ مورے پلی کا کتبہ (ورنگل سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر)
۶۔ ہنمکنڈہ میں راجپوت واڑی کا کتبہ

ممالک محروسہ سرکار عالی کے تلنگی کتبوں کے متعلق ایک جامع رسالہ شائع کیا گیا ہے جس میں نہ صرف قرون وسطیٰ (آٹھویں تا بارہویں صدی عیسوی) میں دکن کی علمی سرگرمیوں کا تفصیلی ذکر ہے بلکہ اس زمانے کے سیاسی اداروں اور معاشری اور مذہبی زندگی پر بھی کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔

عہد آندھرا کے سکے

کونڈہ پور میں عہد آندھرا کے ایک مقام کی کھدائی کے دوران میں اس عہد کے تقریباً دو سو سکے برآمد ہوئے ہیں کونڈہ پور میں برآمد شدہ سکوں میں چار سکے مغربی ستریوں سے متعلق ہیں اور یہ سکے چاندی کے ہیں دوسرے سکے آندھرا دور کے ہیں اور یہ سیسہ تانبہ اور برتنوں کی دھات سے بنائے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض سکے تو معلومہ اقسام کے ہیں لیکن آندھرا دور کے ایسے بھی متعدد سکے پائے گئے ہیں جو غیر معلومہ ہیں اور ان سکوں کو منقوش اور غیر منقوش دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ منقوش سکوں میں گوتمی پتر اسری سنا کرنی قسم کا ایک سکہ غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ غیر منقوش سکے پچپن اقسام کے ہیں۔ دریافت شدہ سکوں کے متعلق عنقریب ایک رسالہ شائع کیا جائے گا۔

رائچور کے کاشتکاروں کے ساتھ مراعات

ناموافق موسمی حالات کی وجہ سے ضلع رائچور کے کاشتکاروں کی معاشی حالت ابتر ہوگئی ہے۔ چنانچہ اس کا لحاظ فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے براحم خسروانہ مالگزاری میں (۸,۳۰,۶۲۳) روپے کی معافی اور ربیع کی قسط میں (۸۸,۹۳۹) روپے کی کلی اور جزوی برآمندہ گی کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ تعلقہ جات مانوی، سندھنور، گنگاوتی، لنگسگور، دیودرگ اور کشٹگی ان مراعات سے مستفید ہوں گے۔

حیدرآباد میں پائے جانے والے سانپ۔

زہریلی قسم کے سانپوں کا مختصر بیان

(از ڈاکٹر فضل کریم ام۔ بی۔ بی۔ یس)

مارگزیدگی اور اس کے علاج کا مسئلہ کس قدر اہم ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے ہو سکتا ہے کہ ہندوستان میں روزانہ ایک سو انسانوں کی جانیں محض سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے ضائع ہوتی ہیں۔

اس ضمن میں تفصیلی مطالعے سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ (۵۰) فیصد اموات تو زہر کے اثر سے واقع ہوتی ہیں لیکن باقی (۵۰) فیصد اموات کا سبب صرف دہشت ہے اور اس دہشت کے دو اسباب ہیں۔ ایک تو یہ غلط خیال کہ تمام سانپ زہریلے اور مہلک ہوتے ہیں اور سانپ کے کاٹنے کا کوئی علاج نہیں اور دوسرے یہ کہ عوام زہریلے اور غیر زہریلے سانپوں میں فرق معلوم نہیں کر سکتے

ہندوستان میں سانپوں کے کاٹنے کی وجہ سے کثیر تعداد میں اموات ہوتی ہیں اور ان میں کمی کرنے کا مسئلہ حکومت، طبیبوں اور عوام سب کے لئے ایک دشوار سوال رہا ہے۔ چنانچہ حکومت ہند کی امداد سے ڈاکٹر جے۔ فیرر نے سنہ ۱۸۷۰ع میں تمام ہندوستان سے متعلق اعداد شمار جمع کئے، سانپ کے کاٹنے کے اثرات دریافت کرنے کے لئے جانوروں پر باقاعدہ تجربات کئے اور سانپوں کی شناخت کے لئے ہندوستان میں عام طور سے پائے جانے والے زہریلی قسم کے تمام سانپوں کی قدرتی رنگوں میں تصویریں تیار کیں۔

سنہ ۱۸۷۴ع میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا تاکہ وہ تنفس پر ناگ کے زہر کے اثر کا مطالعہ کرے۔ سنہ ۱۸۷۸ع میں سانپ کے کاٹے کا علاج کرنے کے لئے پٹاشیم پرمیگنٹ کی آزمائش کی گئی لیکن سنہ ۱۹۱۱ع میں ڈبلیو۔ بی۔ بینرمن نے یہ ثابت کیا کہ پٹاشیم پرمیگنٹ اس علاج کے لئے بیکار ہے۔ سنہ ۱۹۱۵ع میں ایکٹن اور نولز نے اس مسئلہ سے متعلق اہم مواد فراہم کرکے اس کا اظہار کیا کہ ناگ کا خشک کیا ہوا زہر اگر ایک رتی کا آٹھواں حصہ ہو تو بھی وہ انسان کی جان لینے کے لئے کافی ہے اور بالغ ناگ جب پوری طرح کاٹتا ہے تو اپنے زہر کی ایسی ۱۰ تا ۱۵ مہلک خوراکیں جسم میں پہونچا دیتا ہے۔

زود اثر علاج

ان دریافتوں کے ساتھ ہی زہر کا اثر زائل کرنے والی دوا تیار کرنے کی کوششیں کی جانے لگیں اور اینٹی وینم سیرم تیار کیا گیا جو سانپ کے زہر کا توڑ اور زود اثر علاج ہے

انیسویں صدی کے آخر میں خود سانپ کے متعلق تفصیلی مطالعہ شروع کیا گیا اور موجودہ صدی کے ابتدائی ربع میں کرنل ایف۔ وال نے یہ ثابت کیا کہ سانپ کے سارے جسم پر سپنے جیسے جو چھلکے ہوتے ہیں ان کی ترتیب ساخت اور تعداد سے قطعی طور پر سانپوں کو پہچانا جاسکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان ہے "برطانوی ہند کے ارضی سانپ اور ان کی پہچان"۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک نقشہ بھی تیار کیا۔ بمبئی کی نیچرل ہسٹری سوسائٹی نے یہ کتاب اور نقشہ شایع کیا۔

ہر قسم کے سانپ کے جسم پر چھلکوں کی مقررہ ترتیب کے علاوہ ہر ایک قسم کے سانپ کی بعض نمایاں اور دوسری اقسام سے جداگانہ خصوصیات بھی

ہوتی ہیں مثلاً ایک قسم کے تمام سانپوں کے جسم پر یکساں نمونے کی دھاریاں، چھینٹیں یا دوسری قسم کے نشانات ہوتے ہیں اور ہر قسم کے سانپ کی کیچلی دوسری قسم کے سانپوں کی کیچلی سے مختلف ہوتی ہے۔ اگر کیچلی کو غور سے دیکھا جائے اور مختلف قسم کے سانپوں کی کیچلی کے فرق کو یاد رکھا جائے تو کیچلی کے ذریعہ سانپ کی قسم کو بہ آسانی پہچانا جا سکتا ہے۔

حیدرآباد میں پائے جانے والے سانپ

۱۔ پتلا اندھا سانپ ــ درحقیقت اندھا نہیں ہوتا بلکہ اس کی آنکھیں ایک چھلکے کے نیچے چھپی ہوتی ہیں۔ آنکھیں نظر نہ آنے کی وجہ سے اسے اندھا کہا جانے لگا یہ سانپ زہریلا نہیں ہوتا۔

۲۔ موٹا اندھا سانپ ــ یہ بھی دراصل اندھا نہیں ہوتا۔ اس کے سر پر ناخن جیسا ایک فلس ہوتا ہے جس سے وہ مٹی کھودتا ہے۔ یہ سانپ زہریلا نہیں ہوتا۔

۳۔ رسل کا ارضی سانپ ــ سوراخوں میں رہتا ہے۔ دم نوکدار ہوتی ہے زہریلا نہیں ہوتا۔

۴۔ جان کا ارضی سانپ ــ یہ بھی مٹی کے اندر رہتا ہے اس کی دم موٹی ہوتی ہے۔ زہریلا نہیں ہوتا۔ اسے دومونہا سانپ بھی کہتے ہیں لیکن دراصل اس کے دو منہ نہیں ہوتے بلکہ دم زیادہ موٹی ہوتی ہے۔

۵۔ اجگر ــ یہ سانپ بھی زہریلا نہیں ہوتا۔

۶۔ رسل کا وائپر ــ یہ سانپ زہریلا اور مہلک ہوتا ہے۔

۷۔ افعی ــ یہ سانپ بھی زہریلا اور مہلک ہوتا ہے۔

۸۔ ناگ ــ زہریلا اور مہلک ہوتا ہے۔

۹۔ کرایت ــ زہریلا اور مہلک ہوتا ہے۔

۱۰۔ دھامن ــ یہ سانپ زہریلا نہیں ہوتا۔

۱۱۔ گھروں میں رہنے والا سانپ ــ زہریلا نہیں ہوتا۔

۱۲۔ کالی پٹی دار سانپ یا ککری ــ زہریلا نہیں ہوتا۔

۱۳۔ نگوں جیسے نشان والا سانپ ــ زہریلا نہیں ہوتا۔

۱۴۔ بوندکی دار سانپ ــ جس کی پشت کا اوپری حصہ مینڈ کی طرح ابھرا ہوا ہوتا ہے۔ اور جو پانی کا سانپ بھی کہلاتا ہے۔ زہریلا نہیں ہوتا۔

۱۵۔ زردی مائل سفید دھاریدار سانپ ــ پشت مینڈ کی طرح ابھری ہوئی ہوتی ہے ــ زہریلا نہیں ہوتا۔

۱۶۔ ہرا سانپ ــ چابک جیسا پتلا سانپ، درختوں پر رہتا ہے ــ زہریلا نہیں ہوتا۔

۱۷۔ درخت پر کا بھورا سانپ ــ زہریلا نہیں ہوتا۔

۱۸۔ کانسی پشت سانپ ــ درختوں پر رہتا ہے۔ زہریلا نہیں ہوتا۔

اگر کوئی شخص اپنے علاقہ میں پائے جانے والے صرف زہریلے سانپوں کی خصوصیات یاد رکھے اور ان کی شناخت کرنے لگے تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔ اور زہریلے سانپ ہر جگہ عموماً بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

زہریلے سانپ

رسل کا وائپر جو زنجیرہ دار وائپر یا زہریلا سانپ بھی کہلاتا ہے عام طور سے پایا جاتا ہے۔ اس کا سر بڑا اور مثلث نما ہوتا ہے۔ اس کے سر پر انگریزی لفظ V جیسا سفید نشان ہوتا ہے جس کی نوک آگے بڑی ہوئی ہوتی ہے اس کے نتھنے ہندوستانی سانپوں میں سے سب سے بڑے ہوتے ہیں۔ آنکھ کی پتلی کا رنگ سنہرا ہوتا ہے جو گول کے بجائے کھڑی ہوتی ہے۔ گردن کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ بخوبی پہچانی جا سکے اور پشت پر سر سے لیکر دم کی نوک تک کوڑی جیسے نشانات کے تین زنجیرے ہوتے ہیں۔ درمیانی زنجیرہ کے نشانات کوڑی جیسے نوکدار اور پورے ہوتے ہیں اور کناروں کے زنجیروں کے نشانات ممکن ہے کہ پورے ہوں یا نہ ہوں۔ کوڑی جیسے نشانوں کا رنگ سیاہ یا بھورا جیسا ہوتا ہے۔ چونکہ اس کے جسم پر ہر چھلکے کے اوپر ایک لمبی مینڈ سی ہوتی ہے اس لئے اس کی پشت کھردری ہوتی ہے دم چھوٹی ہوتی ہے۔ پیٹ چمکدار اور دودھیا رنگ کا ہوتا ہے اور اس کے کناروں پر بھورے رنگ کی چھوٹی چھوٹی بوندکیاں ہوتی ہیں۔ جب کوئی انسان اس کے قریب جاتا ہے تو یہ سانپ ناگ کی طرح چپکے سے بھاگ نہیں جاتا۔

اس کی نقل و حرکت بہت سست ہوتی ہے لیکن اپنے شکار پر بجلی جیسی تیزی سے حملہ کرتا ہے۔

افعی - اس سانپ کو مرہٹی میں فرسا بھی کہتے ہیں بہت ہی پھرتیلا اور زہریلا سانپ ہے اور حملہ کرتا ہے تو ما انگریزی ہندسہ 8 جیسی شکل میں کنڈلی بنا کر بیٹھتا ہے۔ اس کا رنگ بھورا اور سر مثلث نما ہوتا ہے اور جسم پر چڑیا کے پنجوں جیسے یا چلیپا نما نشانات ہوتے ہیں - ہر ایک پہلو میں ایک سفید لہر دار مسلسل دھاری موجود ہوتی ہے دونوں لہر دار دھاریوں کے اوپری حصوں کے درمیان زیادہ گہرے رنگ کے مربع نما نشانات ہوتے ہیں - چونکہ چھلکوں کے اوپر لمبی مینڈ سی بنی ہوتی ہے اس لئے پشت کھردری ہوتی ہے اور دم چھوٹی ہوتی ہے یہ سانپ ریتیلے علاقوں کا سانپ ہے -

ناگ - یہ زہریلا سانپ بہت خوبصورت ہوتا ہے۔ اس کا پھن دوسرے سانپوں کے پھن سے بالکل مختلف ہوتا ہے۔ ناگ کا جسم خوبصورت اور یک رنگ ہوتا ہے اس پر کسی قسم کے دھبے یا نشان نہیں ہوتے۔ کم از کم دکن میں تو یہ سانپ ایسا ہی ہوتا ہے ورنہ بنگال میں پائے جانے والے بعض ناگوں کی تصویریں دیکھنے میں آئی ہیں جن کی پشت پر سفیدی یا زردی مائل پٹیاں ہوتی ہیں - فرائر نے اپنی ایک کتاب میں یہ تصویریں شائع کی ہیں - اس سانپ کا سر جسم کے برابر ہی چوڑا ہوتا ہے اور اس پر عینک جیسا نشان بنا ہوتا ہے۔ اس حصہ اور گردن کا رنگ زیادہ گہرا ہوتا ہے۔ جہاں عینک جیسا نشان بنا ہوتا ہے وہاں چھوٹی چھوٹی سیاہ بندکیاں ہوتی ہیں جو کھال پھیلانے پر نظر آسکتی ہیں - مجھے دوسو ناگوں کو تفصیل سے دیکھنے کا موقع ملا ہے اور میں نے ان سب میں یہ گہرے رنگ کا حصہ ضرور دیکھا - پیٹ کے نیچے جو چھلکے ہوتے ہیں ان میں گہرے اور سفید رنگ کے چھلکوں کے سٹ ہوتے ہیں بعض ناگوں کے چھلکے سفید نہیں بلکہ ہلکے رنگ کے ہوتے ہیں - پیٹ کے چھلکوں کے سفید یا ہلکے رنگ اور گہرے رنگ کے سٹ ناگ کی ایک نمایاں خصوصیت ہیں - پیٹ کا رنگ سفیدی مائل سرخی مائل یا سرمئی ہوتا ہے -

معمولی کوایت - یہ سانپ زہریلا اور مہلک ہوتا ہے۔ اس کے جسم کا رنگ بالعموم سیاہ چمکدار ہوتا ہے بعض سانپ بھورے رنگ کے بھی دیکھے گئے ہیں پشت پر اکہرے یا دوہرے کمان جیسی پورے نشانات ہوتے ہیں جو گردن کے قریب سے شروع ہو کر دم کی نوک تک بنے ہوتے ہیں پیٹ کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے -

تشخیص

سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ واقعی سانپ نے کاٹا یا بچھو یا کسی اور چیز نے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سانپ نے ہی کاٹا ہے تو سب سے پہلے یہ شناخت کر لینا چاہیے کہ سانپ زہریلا ہے یا نہیں اگر زہریلا نہیں ہے تو کسی خاص علاج کی ضرورت نہیں گرم پانی سے زخم دھو کر صاف پٹی باندھ دی جائے اور مریض کو اس کا پورا یقین دلایا جائے کہ اسے اس زخم سے مطلق نقصان نہ پہنچے گا اس طرح دہشت دور ہو جائیگی اور موت واقع نہ ہوگی -

اگر سانپ زہریلا ہو تو سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہیے کہ زہر داخل ہوا ہے یا نہیں زہریلے زخم کی چار خصوصیات ہیں ایک تو یہ کہ زخم میں درد بہت زیادہ ہوتا ہے اور فوری ٹیس اور شدت سے شروع ہوتا ہے - اگر سانپ زہریلا نہیں ہوتا تو زخم میں ایسی ہی معمولی تکلیف ہوتی ہے جیسی کہ کانٹا چبھنے سے ہوا کرتی ہے -

زہریلے زخم کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ زہریلے سانپ بالخصوص وائپر کے زہر کی وجہ سے خون جم جاتا ہے - اور کچھ دیر تک پتلا خون بہتا رہتا ہے خون کا اس طرح مسلسل بہتے رہنا زہر کی موجودگی کا ثبوت ہے -

تیسرے یہ کہ زہر کی وجہ سے خون زیادہ بہہ جاتا ہے جس سے زخم کے قریب جلد کا رنگ بدل جاتا ہے - رنگ کی یہ تبدیلی بھی زہر کی موجودگی کا ثبوت ہے -

زہریلے زخم کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ زخم کے

ملاحظہ ہو صفحہ (۱)

حیدرآباد کی معدنی پیداوار

بعض اعداد وشمار

سنہ ۱۹۴۲ء میں ممالک محروسہ سرکارعالی کی معدنی پیداوار حسب ذیل تھی:

کوئلہ	۱۲۷۷۱۹۱	ٹن
پنسلی سرمہ	۲۸	"
سنگ مرمر	۱۴۸	"
شاہ آبادی پتھر	۳۳۴۷۰۰۰	مربع فیٹ
سیمنٹ	۱۴۶۳۵۴	ٹن

سنہ ۱۹۴۲ء میں ممالک محروسہ سرکارعالی کی مختلف کانوں سے ۱۲۷۷۱۹۱ ٹن کوئلہ نکالا گیا۔ اور حکومت کو ۲۹۶۳۲۲ روپے بطور حق مالکانہ وصول ہوے۔

ستمبر سنہ ۱۹۴۱ء میں سنگارینی کی کانوں میں کھدائی بند کردی گئی لیکن کمپنی نے اس علاقہ کو محفوظ رکھنے کیلئے (۱۵,۰۰۰) روپے ادا کئے۔

سنگارینی کالریز کمپنی لمیٹیڈ اور دوسرے اداروں کو جو علاقے پٹہ پر دے گئے لیکن جہاں سنہ ۱۹۴۲ء میں کان کنی جاری نہیں رہی وہ سنگارینی' چنور' الاپلی' سیواورم' میڈاورم' سارنگ پلی' ٹیک مٹلا' وردھاویلی' پالونچہ' کنالا' شمالی گوداوری جنوبی گوداوری اور آصف آباد ہیں۔

پنسلی سرمہ

حیدرآباد کے ایک باشندہ مسٹر آر۔ایس چینائی نے پوچارم میں پنسلی سرمہ نکالنے کا پٹہ حاصل کیا ہے اور ان کی جانب سے کورلے کوتھامی مائننگ ورکس نے کھدائی شروع کی۔ چنانچہ سنہ ۱۹۴۲ء میں اس کان سے تقریباً (۲۸) ٹن خام پنسلی سرمہ بر آمد کیا گیا۔ سنہ ۱۹۴۱ء اور سنہ ۱۹۴۲ء میں کمپنی مذکور نے (۱۴۲) ٹن صاف کردہ پنسلی سرمہ فروخت کیا اور حکومت کو (۹۷۴) روپے کلدار حق مالکانہ ادا کیا۔

سنگ مرمر

دکن ماربل اینڈ مائننگ کمپنی نے سنہ ۱۹۴۲ء میں منڈی ٹوگ کی کان سے (۱۰۹) ٹن سنگ مرمر اور جستاپلی کی کان سے (۳۹) ٹن سنگ مرمر کا چونا بر آمد کیا۔ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء سے منڈی ٹوگ کی کان میں کھدائی کا کام بند ہے۔

پتھر

بدوران سال شاہ آبادی پتھر کی (۲۸) کانوں میں کام جاری رہا۔ جس سے (۲۵,۳۰۳) روپے آمدنی ہوئی۔ ان کانوں سے (۳۳۴۷,۰۰۰) مربع فیٹ پتھر نکالا گیا۔

سیمنٹ

سنہ ۱۳۵۱ف میں شاہ آباد کی سیمنٹ کمپنی نے (۱۴۶۳۵۴) ٹن سیمنٹ تیار کی اور حکومت کو (۱,۰۹,۷۶۵) روپے کلدار ادا کئے۔

سونا

جنگ کے پیدا کردہ حالات اور بیرونی ممالک سے آلات حاصل کرنے کی مشکلات کے مدنظر ہٹی میں سونے کی کھدائی کا کام کانوں کو پانی بھرنے سے محفوظ رکھنے تک ہی محدود کردیا گیا ہے تاکہ آئندہ جب کبھی حالات موافق ہوں اور سونا نکالنے کا فیصلہ کیا جائے تو یہ کانیں کام شروع کرنے کے لئے اچھی حالت میں موجود ہوں۔

زائد منافع پر ٹیکس لگا کر غریب طبقوں کی امداد

مقامی صنعتوں کے مفاد کی پوری طرح حفاظت کی گئی ہے

شرح محاصل برطانوی ہند کے مقابلہ میں بہتر ہے

جو تاجر جنگ کے پیدا کردہ حالات سے فائدہ اٹھا کر کثیر منافع حاصل کر رہے ہیں اور اس طرح عوام کو نقصان پہونچا کر دولت مند بن رہے ہیں انہیں یقیناً ان اخراجات کا کچھ حصہ ادا کرنا چاہیے جو حکومت غریب تر طبقوں کی حالت بہتر بنانے کے لیئے برداشت کر رہی ہے۔

اس اصول کے مد نظر حکومت سرکار عالی نے ایک مسودہ قانون مرتب کیا ہے جس کا مقصد کسی کاروبار کے معمولی منافع پر نہیں بلکہ زائد منافع پر محصول عائد کرنا ہے۔ جاگیرداروں اور زمینداروں کی زرعی آمدنی اور وکیلوں، ڈاکٹروں، حکیموں وغیرہ کی آمدنی ملازمین سرکار کی تنخواہیں اور دیگر ملازمین کی ماہواروں پر یہ ٹیکس نہیں عائد کیا جائے گا۔ جائداد اکنہ یا منافع آور کاموں میں لگائے ہوئے سرمایہ کی آمدنی بھی اس ٹیکس سے مستثنیٰ رہے گی۔ یہ اسکیم صرف تجارت و کاروبار سے متعلق ہوگی اور ان میں بھی ایسے منافع جو چوبیس ہزار سے کم ہوں قابل ٹیکس نہ ہوں گے اگر کسی کاروبار کا معمولی منافع زمانہ ما قبل جنگ میں چوبیس ہزار سے زائد ہونا پایا جائے تو استثنائی حد کو اور بڑھا دیا جائے گا اور صرف اس مقدار پر جو ایسے معمولی منافع سے زائد ہو ٹیکس عائد کیا جائے گا۔ اس طرح ٹیکس صرف ایسے زائد منافع پر ہوگا جو کسی معین کردہ معیار سے زائد ہو۔ ٹیکس ادا کنندہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ سنین ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ میں سے کسی سال کا انتخاب کرلے جس میں کہ اس کو سب سے زائد منافع حاصل ہوا ہو۔

امانتی اسکیم

جدید کاروبار کی صورت میں معیاری منافع کا حساب لگانے کے لیئے سرمایہ کاروبار پر ایک مقررہ شرح فی صد لگائی جائے گی جس کی شرح کمپنیوں کے لیئے دس فی صد اور دوسرے کاروبار کے لیئے بارہ فی صد ہوگی۔ جس عرصہ میں کہ قانون نافذ رہے جملہ منافع کی مقدار پر ٹیکس زائد نفع اندوزی عائد کیا جائے گا اگر کسی سال کا منافع ما قبل جنگ کے کسی سال کے معیاری منافع سے کم ہو تو ایسی کمی کی بابت منہائی کسی دوسری مدت کے زائد نفع میں سے دی جائے گی۔ زائد نفع میں سے چالیس فی صد کا مطالبہ ٹیکس کی بابتہ اور بیس فی صد امانت کی بابت ہوگا۔ رقم امانت کسی وقت بھی موجودہ جنگ کے ختم ہونے کے تین سال بعد سود سادہ بشرح دو فی صد قابل واپسی ہوگی یہ امانتی اسکیم اس قانون کی ایک نمایاں خصوصیت ہے کہ ایسی لازمی بچت زمانہ ما بعد جنگ میں صنعتوں اور کاروباروں کی ترقی کے لیئے حاصل رہے گی۔

صنعتی مفاد کا تحفظ

مجوزہ ٹیکس حیدرآباد کے خاص حالات۔ ضروریات و موزونیت کے لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔ جہاں برطانوی ہند کی طرح انکم ٹیکس کا نفاذ نہیں ہے۔ اس قانون میں جو تجاویز کی گئی ہیں وہ ایسی ہیں کہ جن سے ٹیکس زائد نفع اندوزی کا نفاذ بلا انکم ٹیکس ہو سکے۔ یہاں کی شرح محاصل برطانوی ہند کے مقابلہ میں بہتر ہے۔ مثلاً ایک کمپنی جس کی آمدنی ایک لاکھ ہو

اور معیاری منافع چالیس ہزار ہو تو ایسی کمپنی کو برٹش انڈیا میں مجموعی طور پر انکم ٹیکس اور ٹیکس زائد نفع اندوزی کی بابت (۱۲۵ء۱۷) روپے ادا کرنے ہوں گے۔ برخلاف اس کے (۳۶،۰۰۰) روپے بابت ٹیکس زائد نفع اندوزی اور امانتی کے جو حیدر آباد میں ادا شدنی ہوگا۔ اگر دونوں حکومتوں کی امانتی رقومات جو واپس شدنی ہوں گی نظر انداز کردی جائیں تو کمپنی پر وہ ذمہ داری جو صرف ٹیکس کی ہوگی وہ برٹش انڈیا میں (۵۹،۱۲۵) اور حیدر آباد میں (۲۴،۰۰۰) کی ہوگی اس طرح واضح ہوگا کہ یہ شروح برٹش انڈیا کی مروجہ شروح کے مقابلہ میں بہتر ہیں اور اس طرح مرتب کی گئی ہیں کہ حیدر آباد میں قائم شدہ صنعتوں کے جائز مفاد کا تحفظ ہوسکے۔ اگرچیکہ گورنمنٹ کو فکر ہے کہ نئی صنعتوں کو بڑھنے کا واجبی موقع ملنا چاہئے۔ لیکن بہم دست شدہ شہادت کے پیش نظر گورنمنٹ یہ محسوس کرتی ہے کہ ایسی کاروبار کے منافع کا بیشتر حصہ ہنگامی اور جنگ کے حالات کی وجہ سے ہے اور حکومت اس کا ایک حصہ ملک کے غریب تر طبقات کی امداد کے لئے جو بوجہ جنگ پیدا شدہ حالات سے سخت متاثر ہوئے ہیں لے سکتی ہے۔

سرسری تخمینہ پر گورنمنٹ کو توقع ہے کہ پچاس لاکھ سالانہ محاصل وصول ہوگا۔ یہ وصول شدہ ٹیکس زیادہ تر ملک کے غریب تر طبقے اور کم مواجبی ملازمین سرکار کی حالت بہتر بنانے اور اشیاء خوردنی ودیگر ضروریات زندگی کی مناسب قیمت پر فراہمی میں صرف کیا جائے گا۔

حق مرافعہ

اس مسودہ قانون میں یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس قانون کو ایک علحدہ سررشتہ کے ذریعہ عمل میں لایا جائے۔ ٹیکس ادا کنندہ کے اپنی آمدنی کا اظہار کرنے پر افسر محصول زائد نفع اندوزی مقدار ٹیکس مشخص کرے گا۔ اگر اس کو اظہار کردہ آمدنی کی صحت کا اطمینان نہ ہو تو وہ ٹیکس ادا کنندہ کو مناسب موقع دے گا کہ وہ اپنی تائید میں شہادت پیش کرے۔ اس تشخیص کا مرافعہ نائب ناظم کے پاس ہوسکے گا اور اگر مرافعہ کی تجویز سے بھی وہ مطمئن نہ ہو تو ناظم کے پاس رجوع ہوسکے گا۔ ناظم کو اختیارات دئے گئے ہیں کہ وہ از خود کسی تشخیص یا مرافعہ کے حکم پر یا کسی ٹیکس ادا کنندہ کی درخواست نگرانی پر احکام صادر کرے۔ ناظم کے پاس کسی مرافعہ یا درخواست نگرانی پر کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ مزید برآں ٹیکس ادا کنندہ کو اختیار ہوگا کہ وہ ناظم سے درخواست کرے کہ کوئی امر واقع قانون عدالت العالیہ کے تصفیہ کے لئے پیش کرے اگر ناظم کی رائے میں کوئی ایسا امر واقع قانون پیدا نہیں ہوتا ہے تو ٹیکس ادا کنندہ خود راست عدالت العالیہ میں درخواست پیش کرسکتا ہے کہ ناظم کو کارروائی عدالت العالیہ میں پیش کرنے کے لئے حکم دیا جائے۔ اس مسودہ قانون کی رو سے عدالت کے فیصلہ کا مرافعہ جوڈیشل کمیٹی میں پیش ہوسکے گا۔

کاروباری راز

ٹیکس ادا کنندہ کے کاروبار کے جملہ امور اشد راز متصور ہوں گے اور یہ امور عام طور پر بحث و مباحثہ میں نہ آئیں گے۔ اس خیال سے مسودہ قانون میں یہ محکوم ہے کہ تمام تفصیلات جو کسی تختہ کی شکل میں پیش کئے ہوں اشد راز سمجھے جائیں گے اور بلا لحاظ کسی مندرجہ [قانون] شہادت [م]مالک محروسہ سرکار عالی نشان (۱۱) بابت سنہ ۱۳۴۳ف کسی عدالت کو اختیار نہ ہوگا کہ کسی ملازم سرکار کو ایسے دستاویزات کے پیش کرنے کا حکم دے۔ اگر کوئی ملازم سرکار ان شرائط کی خلاف ورزی کرے تو وہ مستوجب سزائے قید ہوگا۔

جامعہ عثمانیہ میں مرہٹی اور سنسکرت مخطوطات کا نادر ذخیرہ

جامعہ عثمانیہ کے حسب ایما مسٹر سی - ان - جوشی پروفیسر مرہٹی کلیہ جامعہ عثمانیہ نے ممالک محروسہ سرکارعالی کے مرہٹواڑی اضلاع سے بعض قدیم اور بیش بہا مرہٹی اور سنسکرت مخطوطات جمع کئے ہیں۔ ان مخطوطات کی تعداد (۹۳) ہے اور اب یہ کتب خانہ جامعہ عثمانیہ کے شعبہ مرہٹی میں شامل کر دئے گئے ہیں۔ جمع کردہ مخطوطات میں سے ۴۷ مرہٹی مخطوطات ہیں اور ۱۷ سنسکرت اور ایک ہندی بھی ہے جو مرہٹی کے ایک شاعر نرہری ملو کی تصنیف ہے - سنسکرت مخطوطات میں سے پانچ مابعدالطبعیات سے متعلق ہیں، تین علم ہیئت سے، تین مذہبی رسوم سے اور باقی مانده منطق، نقشہ سازی اور صرف ونحو وغیرہ سے - سسکرت مخطوطات میں گھٹاکھاریزا نامی ایک نظم بھی شامل ہے -

مرہٹی مخطوطات کی تعداد ۴۷ ہے جن میں سے ۱۳ بہت کم یاب ہیں اور پہلی مرتبہ ان کے بارے میں واقفیت حاصل ہوئی ہے - جو مخطوطات زیادہ اہم ہیں ان کے متعلق کچھ تفصیل درج ذیل ہے -

۱ - کرشنا صرت نانا

تمام مخطوطات میں یہ سب سے زیادہ ضخیم ہے - یہ نسخہ پربھنی کے قریب سن پوری نامی ایک موضع میں کچرہ کے ایک انبار میں سے دستیاب ہوا ہے - اس کا مصنف سدانامی ایک شخص ہے جو پٹن کے مشہور رشی ایکناتھ کے مکتب خیال کا مقلد تھا - یہ نسخہ سنہ ۱۷۴۵ء کا ہے اور نانديڑ کے ایک تاجر سویاراجی ملو کا لکھا ہوا ہے - مصنف نے تیسرے باب میں عہد ماضی کے ایسے رشیوں کا تذکرہ کرتے ہوے جنہوں نے بھکتی کے ذریعہ نجات حاصل کی سنت تکارام کی ایک پیرو بہنابائی کا بھی تذکرہ کیا ہے - بہنابائی کا انتقال سنہ ۱۷۰۰ء میں ہوا تھا اور اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اصل نظم سنہ ۱۷۰۰ء اور ۱۷۴۵ء کے درمیان لکھی گئی تھی اور اس کا مصنف سترہویں صدی کے آخر ربع میں بقید حیات تھا -

یہ کتاب دو حصوں میں منقسم ہے پہلا حصہ ۱۸ ابواب اور ۲۰،۳۳۱۴ اشعار پر اور دوسرا حصہ ۱۰ ابواب اور ۴۰،۶۴۴۳ اشعار پر مشتمل ہے - ابواب نمبر ۱، ۲، ۱۰ ۲۲ اور ۲۳ لاپتہ ہیں لیکن باقی ماندہ ابواب مکمل ہیں۔ یہ نسخہ بہت ہی بدخط لکھا ہوا ہے اس لئے اسے پڑھنے میں دقت ہوتی ہے - کرشن جی کی زندگی کے شاندار کارنامے اور دوسرے اہم واقعات اس نظم کا موضوع ہیں اور شاعر نے پڑھنے والوں کے ذہن کو بھکتی دبستان خیال کی اہمیت سے متاثر کرنے کی پوری کوشش کی ہے - لیکن زبان بالکل سادہ اور غیر مصنوعی ہے اور اس دور کی دوسری تصنیفات کے برعکس اس نظم میں اردو کے اثرات بہت نمایاں ہیں - چنانچہ نہ صرف اردو الفاظ اور تشبیہ واستعارے بکثرت استعمال کئے گئے ہیں بلکہ کرشن جی کی عظمت وشوکت کے بیان میں ہمیں مغل شہنشاہوں اور ان کے درباروں کی شان وشوکت کی جھلک نظر آتی ہے - رامائن اور مہابھارت کے بعض واقعات بھی قدرے مختلف رنگ میں پیش کئے گئے ہیں - مختصر یہ کہ متعدد نقطہ ہائے نظر سے یہ کتاب تفصیلی مطالعہ کی مستحق ہے اور اس سے مرہٹی ادب میں ایک نہایت بیش قیمت اضافہ ہوا ہے -

۲ - رکمنی سوئمبر

یہ نسخہ موضع خاناں پور ضلع پربھنی کے ایک باشندہ گروگنگادھر مہانوبھاو سے حاصل کیا گیا ہے اور بہت قابل قدر ہے - یہ کتاب منکاراج کے شاگرد دمبھا کی لکھی ہوئی نظم ہے جو فرقہ مہانوبھاو کا شاعر تھا یہ نسخہ سنہ ۱۶۵۲ء کا لکھا ہوا ہے اور اس میں مہانوبھاو فرقہ کی تمام تحریرات ایک خفیہ رسم الخط سندری یا سکالی لیپی میں

لکھی ہوئی ہیں جو انہوں نے خاص طور سے اپنے لئے ایجاد کیا تھا تاکہ ان کی تحریریں صرف ان کے طبقے تک محدود رہیں - اس نسخے کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مرہٹی ملبودھا رسم الخط میں لکھا ہوا ہے - تحریر خوش خط ہے اگرچہ کہ بعض حروف کا طرز تحریر کچھ مختلف ہے - سودم نامی ایک شخص نے اس کتاب کو نقل کیا ہے - پوری نظم ۹ ابواب پر مشتمل ہے جس میں ۶۲ مختلف بحروں کے ۷۰۰ اشعار ہیں جن سے فن شاعری کی خصوصیات کا کافی مظاہرہ ہوتا ہے - رکمنی سے کرشن جی کی شادی اس نظم کا موضوع ہے -

۳ - بھگود داشمہ پر مرہٹی تنقید

یہ کتاب جانا پنڈت نامی ایک شخص کی لکھی ہوئی ہے جس کے نام سے صرف علمی تحقیقات کرنے والے اشخاص ہی واقف ہیں کیونکہ اب تک اس کی کوئی اور تصنیف دستیاب نہیں ہوئی - اس کتاب کے دو حصے ہیں اور ہر حصہ میں ۱۸ ابواب ہیں - پہلا باب لاپتہ ہے لیکن باقی ماندہ مکمل حالت میں ہیں - یہ نظم مختلف بحروں میں لکھی ہوئی ہے زبان آسان ہے اور بندش میں کافی روانی ہے -

۴ - بھگود داشما پر مرہٹی تنقید

یہ نتیانند شیو کلیان کی تصنیف ہے - اوی بحر میں لکھی ہوئی ہے - لیکن یہ نسخہ نامکمل ہے -

۵ - برھموتر کھنڈ

مصنف کا نام ایکنارائن پنڈ اگالے ہے جس نے سنہ ۱۷۵۱ع میں اصل کتاب لکھی تھی اور سنہ ۱۷۵۷ع میں یہ نسخہ نقل کیا گیا جوزری میں ملبوایا جنگم سے حاصل کیا گیا ہے - یہ کتاب مندرجہ بالا نام کی کتاب کی جو سکندہ پرانا کا ایک جزو ہے، مرہٹی میں تشریح ہے - پوری کتاب ۳۰۳۸ اشعار کے ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کا مصنف جیسا کہ خود شاعر نے بھی بیان کیا ہے پرتھانگری یا پتھری کا باشندہ اور ایک چودہری کا ملازم تھا -

۶ - مول استمبھا

شاعر کا نام دتریا گوادھتا ہے اور یہ نسخہ سنہ ۱۷۴۱ع کا لکھا ہوا ہے - شاعر کس زمانے میں تھا اس کا علم نہیں - کتاب ۷ ابواب اور ۷۵۱ اشعار پر مشتمل ہے - موضوع مابعد الطبیعیات ہے جس کی تشریح شیو اور پاورتی کے درمیان مکالمہ کی شکل میں کی گئی ہے -

۷ - سید ھانت بدہ

مصنف کا نام امرتا ہے - یہ کتاب شاہ مُنی کی ہم نام تصنیف سے بالکل مختلف ہے - سنہ ۱۷۷۹ع میں نقل کی گئی اور اس کا موضوع فلسفہ ہے - پوسد کے قریب ایک موضع کے مقدم ناگوجی پٹیل کے حسب ایما شری دھر کلکرنی نے یہ نسخہ نقل کیا تھا -

۸ - ویدانت پراکرنہ

مصنف کا نام سری رام سمرتھ ہے یہ کتاب ویدانتی فلسفے کی اصطلاحات اور اصول کی وضاحت کرنے کی غرض سے لکھی گئی تھی - موجودہ نسخہ ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے لیکن نامکمل ہے اور مصنف کے متعلق کوئی علم نہیں -

۹ - سوگم بدہ

یہ کتاب انبھری سوامی کے ایک پیرو کی تصنیف ہے جو مشہور رشی سمرتھ رام داس کے مکتب خیال کا مقلد تھا اس کتاب میں ویدانتی فلسفہ کی نثر میں تشریح کی گئی ہے -

۱۰ - سواتمانند پرکاش ادویتا مرت ٹیکا

یہ تشریح نرنجن مہادیو کی لکھی ہوئی ہے جسے باجی راؤ اول اور اس کے لڑکے نانا صاحب پیشوا کی سرپرستی حاصل تھی - یہ کتاب شری شنکر اچاریہ کی کتاب سواتمانند پرکاش کی مرہٹی میں تشریح ہے اور اس کا تعلق فلسفہ ویدانت سے ہے -

یہ نسخہ اور سوگم بدہ اس اعتبار سے بہت اہم ہیں کہ یہ ایسے زمانے میں نثر میں لکھی گئی ہیں جب گدشہ کا استعمال صرف خانگی مراسلت تک محدود تھا -

۱۱ - پر بودھ سدھا کر

مصنف کا نام پیشورام ہے کتاب ۱۱ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے سنسکرت اشعار لکھے ہوئے ہیں اور ان کے بعد ایک سلوک اور ایک پدہ میں مرہٹی ٹیکا ہے کتاب کا موضوع فلسفہ ویدانت ہے اور یہ نسخہ سنہ ۱۷۹۵ء میں لکھا گیا تھا۔

۱۲ - بھدھ وسے بھوا

موضوع کے اعتبار سے یہ کتاب مندرجہ بالا کتاب سے بہت مماثل ہے۔ فرق اتنا ہے کہ مرہٹی ٹیکا اووی بحر میں ہے۔ مصنف اور زمانہ تحریر کے متعلق کوئی علم نہیں۔

۱۳ - نیمی ناتھ اوتار وانی

مصنف کا نام اور زمانہ تحریر کا علم نہیں۔ اس کتاب میں فرقہ جین کے ایک رشی نیمی ناتھ کے حالات زندگی ۸۰ اوویوں میں لکھے گئے ہیں۔ ابتداء نیمی ناتھ کی دنیاوی زندگی کا تذکرہ کیا گیا ہے اور آگے چل کے یہ بتلایا ہے کہ وہ اس زندگی سے کیوں کر اُکتا گئے اور آخر کار دنیا سے کنارہ کش ہو کے کس طرح سادھو بنے۔ یہ کتاب مرہٹی ادب میں ایک بیش بہا اضافہ ہے کیونکہ جین رشیوں سے متعلق مرہٹی میں یہ پہلی تحریر ہے۔

۱۴ - پرکاش دیپ

مصنف کا نام برہمنند ہے جو شریدھر کا مرید تھا۔ یہ کتاب ۳۹۶ اوویوں پر مشتمل ہے اور اس کا موضوع مابعد الطبیعیات ہے۔

۱۵ - مرہٹہ بکھر

مصنف اور زمانہ تحریر کا علم نہیں کیونکہ یہ کتاب نامکمل ہے۔ موجودہ نسخہ صفحات ۱۷ تا ۱۴۳ پر مشتمل ہے اور پربھنی کے قریب بمقام سن پوری دستیاب ہوا تھا۔ خوش نما مودی خط میں لکھا ہوا ہے۔ اس نسخہ میں سمبھاجی کی موت سے سادی مہادیورا ؤ پیشوا کی موت تک کے تاریخی واقعات درج ہیں۔ مرہٹہ تاریخ کے جو متعدد اہم واقعات بیان کئے گئے ہیں ان میں سب سے زیادہ جاذب توجہ سمبھاجی کے لڑکے ساہو سے شہنشاہ ہند عالمگیر اعظم کا انتہائی ہمدردانہ اور محبت آمیز برتاؤ ہے۔

۱۶ - بھوابودھنی ٹیکا

یہ بھگوت پراتا کے گیارہویں باب پر وامن پنڈت کے ایک پیرو ہری پنڈت کی لکھی ہوی تشریح ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اصل نظم کی بحر میں ہر شعر کی شعر میں ہی تشریح کی گئی ہے اور اسے سواسلوکی کہتے ہیں۔ یہ دریافت اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ مدت دراز سے ہری پنڈت اور ہری ڈوکشٹ کو ایک ہی شخص سمجھا جاتا تھا لیکن اب اس کی تردید ہوگئی۔ مصنف ضلع دھاڑواڑ صوبہ بمبئی کا باشندہ تھا اور یہ کتاب پربھنی کے قریب بمقام گنگا کھیڑ دستیاب ہوئی ہے۔

۱۷ - پنچی کرن

فلسفہ ویدانت سے متعلق ایک مکمل نسخہ، جو شنکر اور پاروتی کے درمیان ایک مکالمہ کی شکل میں ہے۔

۱۸ - ابھنگا راماتماجا

اس کتاب میں بھگتی پر بحث کی گئی ہے۔

۱۹ - سدام چرترا

یہ ۱۳۱ اوویوں پر مشتمل ہے۔

۲۰ - دنیشور پرسنگ

یہ گیتا کا ایک اشلوک ہے جس کے ساتھ اووی بحر میں مرہٹی میں تشریح لکھی گئی ہے۔ صرف چوتھا باب دستیاب ہوا ہے جو ۲۴۲ اوویوں پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دنندیا کی مشہور تصنیف دنیشوری سے مختلف ہے۔

۲۱ - دنیشوری گیتا پرسنگ

یہ نسخہ نامکمل ہے اور دور جدید کے ایک دن دیال کی تصنیف ہے۔

۲۲ - انترلپیکا

اس کتاب میں سنسکرت نظم کا اسی بحر میں مرہٹی ترجمہ کیا گیا ہے۔

۲۳۔ گیتا مہاتما

یہ وشنو داس ناما کی تصنیف ہے۔

۲۴۔ گیتا سار

ونن یو کا لکھا ہوا مکمل نسخہ جو ۲۹ صفحات پر مشتمل ہے۔ گیتا کے مضامین کا خلاصہ ہے۔

۲۵۔ سوپان دیوی

یہ نسخہ مکمل ہے۔ اس کا لکھنے والا سوپان دیو دور جدید کا کوئی مصنف معلوم ہوتا ہے۔

۲۶۔ نراج یوگ

ابھنگا بحر میں راجہ رام راسد اسوامیو کی تصنیف ہے۔

۲۷۔ نارائن دشمی ورت کتھا

یہ بھکتی سے متعلق ہے۔

۲۸ شک دیوجنم

۲۹۔ ملاس تھمبا

اس کا مصنف مہادیو سیوا ہے یہ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ع کا لکھا ہوا ہے۔

۳۰۔ نیوا یئی دیوی ٹیکا

یہ کتاب گیتا کی مماثل تشریح ہے۔ صرف پہلے باب سے سولہویں باب تک کا حصہ دستیاب ہوا ہے۔ یہ نیواتی، دھن دیو کے بھائی نیواتی سے مختلف شخص ہے۔

۳۱۔ سنوت سر ہل شروتی

اس میں (۶۰) سنوت سروں کی موزونیت اور اثر کا بیان ہے دھن دیو نے نثر میں تشریح کی ہے۔

۳۲۔ کاشی کھنڈ

سنہ ۱۷۵۷ شک تاریخ درج ہے مصنف کا نام شیوا داس گوما ہے۔

۳۳۔ گیتارھتا منجری

یہ نسخہ گیتا کی دوہری تشریح پر مشتمل ہے ایک تو سماسلو کی جو وامن پنڈت نے لکھی ہے اور دوسری ٹیکا جو سدائی بحر میں ادا و چڈ گھنا کی لکھی ہوئی ہے۔ یہ کتاب نامکمل ہے۔

۳۴۔ ڈامائن یودھا کھنڈ

کرشنا داس مدگل نے تقریباً سنہ ۱۶۶۸ع میں لکھی تھی۔

۳۵۔ سوانو بھوارت

یہ کتاب رنگ ناتھ نے لکھی ہے سنہ ۱۶۰۲ شک میں مکتیشور کے لکھے ہوئے مہابھارت کے چار پاروں سے متعلق ہے۔

۳۶۔ پرشنوتر مالکھہ

یہ کتاب حیات بعد الممات کے بارے میں ہے۔

۳۷۔ مکندراج

پارامرت، پادان وجسے اور رویویکا سندھو۔

۳۸۔ دناندیو

انو بھوا امرت، دانیشوری متوفی سنہ ۱۷۵۲ شک، دانیشوری متوفی سنہ ۱۷۵۰ شک، ہری پاتا چسر ابھنگ

۳۹۔ نام دیو

متعدد ابھنگے۔

۴۰۔ ایکناتھ

انند لہری، رکمنی سوئمبر، بھگوت چتس لوکی، بھگوت۔

۴۱ تکارام

ابھنگ گاتھا، جو (۴۰۰۳) ابھنگوں پر مشتمل ہے مختصر گاتھا، چوکھا میلا چرتر۔

۴۲۔ وامن پنڈت

دھروا چرتر، رادھا بھجنگ، سیتا سوئمبر، بھلن چرتر اور دوسری تحریریں۔

۴۳۔ شریدھر

ہری وجسے۔

۴۴۔ مہی پتی

بھکتی وجسے، گنڈہ مہاراج چنے ابھنگ گنڈہ مہانیا کیکئی اپرتی، جدید تصنیف ہے۔

۴۵۔ نرھری ملو

پدے دھارے وغیرہ (ہندی میں)

اصلاحات سررشتہ عدالت

میں ابتدائے آذر سنہ ۱۳۵۲ ف جن عدالتی اور انتظامی امور کی اصلاح ہوئی ہے وہ مختصراً حسب ذیل ہیں :—

الف ۔ عدالتی ۔ عدالت العالیہ ۔

۱ ۔ بقایا مقدمات کے انفصال کے لئے روزانہ خاص جلسے منعقد کئے جارہے ہیں ۔

۲ ۔ سابق میں شنبہ کے دن بعض اراکین مجلس انتظامی کے کام میں مصروف رہتے تھے اور بعض جوڈیشل کمیٹی تشریف لے جاتے تھے ' ورعدالتی کام انجام نہ پاتا تھا اس کی اصلاح اس طرح کی گئی کہ میر مجلس صاحب اور دیگر معزز اراکین عدالتی اور انفصالی کام میں مصروف رہتے ہیں۔ نصف یوم میر مجلس صاحب انتظامی کام میں صرف فرماتے ہیں ۔ اس طرح شنبہ کا دن بھی سماعت مقدمہ کے لئے وقف ہوگیا ہے اور جلد انفصال اور کمی دوران کا باعث ہوا ۔

۳۔ دیرینہ مقدمات کو فہرست میں اول رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور پیشی مقررہ پر انکی سماعت نہ ہوسکے تو دوسرے دن ان کی سماعت لازمی قرار دی گئی ہے ۔ اس وجہ سے قدیم مقدمات کا جلد تصفیہ ہورہا ہے اور گواہان اور فریقین آمد ورفت کے بارسے بچ گئے ہیں۔

۴ ۔ یہ بھی لازم قرار دیا گیا ہے کہ عموماً فیصلہ جات برسر اجلاس لکھے اور اُسی وقت سنائے جائیں ۔

۵ ۔ اراکین عدالت العالیہ کے معزز جوڈیشل کمیٹی میں التزاماً شریک ہونے سے عدالت العالیہ کا کام متاثر ہورہا تھا اس کے متعلق یہ طے کردیا گیا کہ آیندہ سے بجز خاص حالات کے اراکین جوڈیشل کمیٹی نہ جاسکیں گے ۔

۶ ۔ حسب دفعہ (۶۰۲) ضابطہ دیوانی نگرانیوں کے نمبر پر آجانے کی صورت میں بلا حصول حکم اجلاس امثلہ تحت طلب کی جاکر کارروائی کا آغاز کیا جارہا ہے ۔

عدالت ہائے تحت ۔

۱ ۔ سابقہ احکام کی تعمیل پر خاص توجہ کرنے کا حکم جاری ہوا ہے اور اس کی نگرانی اچانک و بلا اطلاع تنقیح دفاترہ عدالت ہائے تحت سے کی جارہی ہے ۔

۲ ۔ سشن کے مقدمات فوجداری کے جلد تصفیہ کے لئے حکم دیا گیا ہے کہ مقامی تحقیقات لی جائے اور ایک مقدمہ کی تحقیقات شروع ہوجائے تو اس کو حتی الوسع ختم کیا جائے ۔

۳ ۔ یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ بصیغہ مرافعہ عدالت عالیہ میں امثلہ طلب ہوں تو ایک علحدہ مثل قائم کرکے کارروائی تعمیل جاری رکھیں تاوقتیکہ اس کے متعلق کوئی حکم عدالت العالیہ سے نہ دیا جائے ۔ اس سے ڈگریوں کا ثمرہ جلد مل سکے گا

۴ ۔ قانون تقسیم جائداد نشان (۲) بابت سنہ ۱۳۵۱ ف کی دفعہ (۱۱) کے تحت قواعد مرتب کئے گئے اور یہ واضح کیا گیا کہ درخواستہائے تقسیم جائداد کن امور پر مبنی ہوں گی اور ان میں کن واقعات کی صراحت ضروری ہے ۔ عدالتوں کو کیا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے اور کس نوبت پر کمشنر کا تقرر مناسب ہوگا اور اختیارات کمشنر کیا ہوں گے ۔

(ب) انتظامی ۔

۱ ۔ روزانہ انتظامی کام آغاز فرمانے سے قبل جناب میر مجلس صاحب اہل معاملہ عمال عہدہ داران کو ملاقات اور اپنے عذرات و شکایات پیش کرنے اور بالمشافہ گفتگو کا موقع عطا فرماتے ہیں ۔ جس سے عام طمانیت کا مظاہرہ ہورہا ہے ۔

۲ ۔ عدالت العالیہ میں عام طور سے جا و بیجا گمنام درخواستوں کا سلسلہ جاری رہا کرتا تھا ۔ ان کی تحقیقات میں وقت ضائع ہوتا تھا کیونکہ عموماً یہ بے اصل ثابت

ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ اس عمل سے عمال اور عہدہ داران میں بے اطمینانی عام ہوگئی تھی اس کے ارتفاع کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب کبھی ایسی شکایتی درخواست وصول ہوتی ہے تو عہدہ دار متعلقہ کے معاینہ کیلئے بھیج دی جاتی ہے تاکہ وہ معلوم کرسکے کہ شکایت کیا ہے اگر ان میں کچھ اصلیت ہے تو وہ اپنے طریق عمل کی اصلاح کرے اور بے اصل ہو تو درخواست بجنسہ واپس کردے اس عمل سے حیرت ناک طریقہ پر گمنام درخواستوں کا سلسلہ تقریباً بند ہوگیا۔

۳۔ دفتری سہولت کے مدنظر حسب ذیل عمل کیا گیا۔

۱۔ احکام فیصلہ جات۔ تجاویز کی اجرائی کے متعلق عام شکایت تھی۔ اس کے ارتفاع کے لئے ایک جدید صیغہ ٹائپ قائم کیا گیا اور تمام ٹائپسٹ ایک منتظم کے تحت دے گئے اس سے بلحاظ اوقات فرایض ذمہ داری سے کام بروقت جاری ہو رہا ہے۔

۲۔ تقسیم موصولہ کا طریقہ یہ تھا کہ اہلکاران موصولہ اپنی فرصت سے کاغذات صیغوں میں تقسیم کیا کرتے تھے اس طریقہ کو مسدود کر کے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ اہلکاران متعلقہ خود وقت مقررہ پر صیغہ موصولہ سے اپنے اپنے کاغذات حاصل کرلیں اس سے وقت کی بچت کے علاوہ فریقین کو بیجا پریشانی سے نجات ملی اور اہلکاروں کو جلب منفعت کا موقع حاصل نہ رہا۔

۳۔ تقسیم کار کے سلسلہ میں صیغہ جات کی تنظیم کی گئی۔

۴۔ عمال وملازمین کی رخصت کی منظوری کا اختیار بنظر سہولت معتمد عدالت العالیہ کو دیا گیا۔

۵۔ استفساری مراسلات کی امثلہ ترتیب دی جانے کے بجائے اصل مراسلہ پر جواب لکھکر واپس کرنے کا طریقہ رائج کیا گیا۔

۶۔ فیصلہ جات کے اصدار کے بعد ڈگریات بروقت مرتب نہ ہوتی تھیں جس سے فریقین مقدمہ کا نقصان ہو رہا تھا۔ اس کے ازالہ کے لئے ایک علحدہ صیغہ قائم کیا گیا جو فیصلہ کے بعد ہی ڈگریات مرتب اور جاری کرتا ہے۔

۷۔ عمال وملازمین کی فہرست سینیارٹی طبع وشائع کی گئی تاکہ ہر اہلکار کو اس کا سلسلہ سینیارٹی معلوم ہوسکے اور ترقی دی جاسکے۔ اس سے عام طور پر عمال وعہدہ داران میں طمانیت پیدا ہوگئی ہے۔

۸۔ اسناد وکالت درجہ اول و دوم و سوم کی تجدید ہر سال عدالت العالیہ سے ہوا کرتی تھی۔ آئندہ سے عدالت ہائے تحت سے ان کی تجدید ہوگی۔ اسناد ابتدائی اور دوامی سند مجلس سے عطا ہوا کرے گی اس طرح تجدید اسناد میں مدت بچ جائیگی اور بلدہ آنے کی کسی کو ضرورت نہ رہیگی۔ نیز وکلا غیر ضروری اخراجات سے بھی بچ جائیں گے۔

۱۰۔ قواعد عدالت العالیہ اور قواعد وہدایات برائے عدالت ہائے تحت زیر ترتیب ہیں جن سے بے شمار گشتیات کی موجودگی کی ضرورت باقی نہ رہیگی اور احکام آسانی مل سکیں گے اور ان کا تعین ہوجائیگا۔

(ج) متفرقات۔

۱۔ مطبع کی تنظیم جدید عمل میں لائی گئی اور نظائر عثمانیہ کی بہتر اشاعت کا انتظام کیا گیا۔

۲۔ کتب خانہ کی تنقیح و اصلاح ہورہی ہے۔

۳۔ علاوہ امور متذکرہ صدر کے متعدد احکام وگشتیات ہدایتی عدالت ہائے تحت کی رہنمائی کے لئے جاری کی گئی ہیں اور قدیم اصول کی جگہ جدید طریقوں کو رائج کیا گیا ہے متعدد اسکیم واصلاحات ابھی عدالت عالیہ اور حکومت کے زیر غور ہیں۔

عثمان آباد کے جینی غار

تقریباً ۱۴۰۰ سال قبل بنائے گئے تھے

عثمان آباد وتلجاپور کے شمال میں تقریباً ۱۲ میل کے فاصلہ پر بالاگھاٹ کے پہاڑی سلسلہ کے عین اوپر واقع ہے اور یہ سلسلہ سینا اور دریائے مانجرہ کے ایک معاون تیر بنا کے درمیان فاصل آب ہے ۔ عثمان آباد اسی نام کے ضلع کا مستقر ہے اور تلجاپور کے مانند سطح سمندر سے ۲۰۰۰ فیٹ کی بلندی پر واقع ہے ۔

آبادی سے تقریباً ۲ میل کے فاصلہ پر شمال مشرقی سمت میں ایک گھاٹی ہے جس کا رخ مغرب کی جانب ہے اور اس میں غاروں کا ایک سلسلہ ہے جو دھاراسینا یا "دھارا سینا" کہلاتے ہیں ۔ ان میں سے چار غار گھاٹی کے شمالی جانب اور تین شمال مغربی جانب واقع ہیں ۔ اول الذکر تو جینی مسادر ہیں لیکن موخر الذکر میں سے بعض غار ویشنوائی ہیں یہ غار مختلف ساخت کی نرم چٹانوں کو تراش کر بنائے گئے ہیں ۔

شمالی جانب صدر غار ہے جس کے سامنے شیوا کا مندر ہے ۔ مندر کے گرد اونچی دیواروں سے گھرا ہوا ایک چھوٹا سا صحن ہے اور اس کے ایک طرف دیپ مشالہ اور دوسری طرف ایک چبوترہ ہے ۔ مغربی جانب چند گز کے فاصلے اور مقابلتاً پست سطح پر غار نمبر (۱) واقع ہے جو صدر غار (غار نمبر ۲) کا ضمنی حصہ ہے ۔ اس کے سامنے ایک برآمدہ ہے جس کا رقبہ ۲۶ × ۷ فیٹ ہے اور اس میں دو ستون ہیں ہر ایک ستون تقریباً ۲ فیٹ ۱۰ انچ مربع ہے ۔

صدر غار کے مشرق میں غار نمبر ۳ واقع ہے جسے زیادہ بہتر طریقہ پر محفوظ کر لیا گیا ہے اگرچہ کہ یہ ایک عرصہ تک پتھر اور کیچڑ کی دیواروں سے بند رہا ہے ۔ اس غار کی پہاڑی تقریباً ۵۹ فیٹ مربع اور ۱۰ فیٹ ۳ انچ اونچی ہے ۔ چھت کو سہارا دینے کے لئے ۲۰ ستون بنے ہوئے ہیں اور درمیان میں ۳۵ مربع فیٹ حصہ کھلا ہوا ہے برآمدے میں چھ ہشت پہلو ستون ہیں جن کے اوپری حصہ پر خوش نما نقش کاری کی گئی ہے ۔ غار کے سرے پر ۱۹ × ۸ ½ طول وعرض کا ایک کمرہ ہے اور برآمدے کے اندر بھی ایک کمرہ ہے جس کا رقبہ ۱۳۰ مربع فیٹ ہے ۔ برآمدے کا طول ۱۰ فیٹ اور عرض ۸ فیٹ ۸ انچ ہے مندر کے علاوہ جس کا طول ۱۹ فیٹ اور عرض ۸ فیٹ ہے بغلی جانب پانچ حجرے ہیں جن میں صدر غار والی مورت سے مشابہ مورتیں رکھی ہوئی ہیں ۔ مندر کے مغرب میں جو حجرہ ہے اس میں ایک بلند جگہ پر جینا کی ایک مورت رکھی ہوئی ہے جس کے عقب میں بھی مختلف مورتیں بنی ہوئی ہیں ۔

غار نمبر ۴ ایک ہال پر مشتمل ہے جس کا طول ۲۸ فیٹ اور عرض ۲۶ فیٹ ہے اور اس کی چھت کو سہارا دینے کے لئے ۴ گول ستون بنائے گئے ہیں ۔ ان ستون کے اوپر ۱۳ ¾ انچ گہرے محراب نما نقش ہیں ۔ دیوار کے رخ پر ایک حجرہ بھی ہے ۔ مندر کا طول وعرض ۱۲ فیٹ اور ۹ ½ فیٹ ہے اور دوسرے غاروں کی طرح اس غار میں بھی جینا کی ایک مورت رکھی ہوئی ہے ۔

صدر غار یعنی غار نمبر ۲ اس مجموعہ میں سب سے بڑا ہے لیکن بدقسمتی سے ایک چٹان ٹوٹنے کے باعث کچھ حصہ کے سوا اس غار کا سارا پیش رخ نیچے گر گیا تاہم سررشتہ آثار قدیمہ نے حال ہی میں اس کی مرمت کر دی ہے ۔

غار کا شالہ یا ہال بالکل مربع نہیں ہے اور عقبی حصہ زیادہ وسیع ہے ۔ چنانچہ عقبی حصہ کی چوڑائی تو ۸۵ فیٹ ہے لیکن اگلا حصہ صرف ۷۹ فیٹ چوڑا ہے ۔ اس کی گہرائی تقریباً ۸۰ فیٹ ہے ۔ اس حصہ میں ۳۲ ستون ہیں جو دو ہم مرکزی مربعوں کی شکل میں بنائے گئے ہیں ۔ اندرونی مربع میں ۱۲ ستون ہیں اور اس کا طول وعرض ۳۳ فیٹ ۹ انچ اور بلندی ۱۰ فیٹ ۳ انچ ہے ۔ بیرونی مربع میں ۲۰ ستون ہیں اور اس کی گہرائی ۵۵ فیٹ اور چوڑائی ۵۸ فیٹ ہے ۔ اندرونی مربع کے اطراف تقریباً ۱۳ فیٹ چوڑا بغلی راستہ بن گیا ہے اور

کناروں پر اس کی چوڑائی ۱۴ فیٹ ہے اس کے ہر جانب آٹھ آٹھ حجرے بنے ہوئے ہیں - جن کا اگلا حصہ ۹ فیٹ اور عقبی حصہ ۶ فیٹ ہے - مندر یہاں کے وسط میں ہے اور اس کے ہر طرف تین تین حجرے بنے ہیں یہ حجرے بالکل سادہ اور ان حجروں کے مانند ہیں جو بدھی غاروں میں پائے جاتے ہیں - شمال مغربی کونے کے ایک حجرے کے فرش میں ایک چھوٹا سا سوراخ ہے جس میں ہمیشہ پانی بھرا رہتا ہے - غالباً یہ سوراخ کسی چشمہ سے ملا ہوا ہے - عقبی جانب کے ایک حجرے میں ایک مورت رکھی ہوئی ہے - جسے ہر نارائن فرض کرکے پرستش کی جاتی ہے مندر کے بائیں جانب ایک اور حجرے میں سیاہ پتھر کا سا ہوا جینا کا ایک برہنہ بت ہے جو چھ فیٹ ایک انچ اونچا ہے اور اس کے سر کے اوپر ایک چھتری بنی ہوئی ہے -

یہ مندر ۱۹ فیٹ ۳ انچ چوڑا ۱۵ فیٹ گہرا اور ۱۳ فیٹ اونچا ہے اور اس میں شیروں کے تخت پر سیاہ پتھر کی ایک بڑی مورت رکھی ہوئی ہے یہ تخت ۴ فیٹ اونچا اور ۶ فیٹ ۱۰ انچ چوڑا ہے اور اس کے گرد پانچ فیٹ چوڑا راستہ ہے - گہرے سیاہ رنگ کی یہ مورت تیر تھنکار پر سوا ناتھ کی ہے - جو جوگیوں کے طریقہ نشست کے مطابق پالتی مارے بیٹھی ہے اور ہتیلی کی پشت زانوں پر رکھی ہوئی ہے - اس مورت کے ایک گھٹنے سے دوسرے گھٹنے تک کا فاصلہ ۳ فیٹ ½ ۲ انچ اور ہتیلی سے ٹھوڑی تک کا فاصلہ ۳ فیٹ ۶ انچ ہے - چہرا ایک کان سے دوسرے کان تک ۲ فیٹ ½ ۵ انچ اور بالوں تک ایک فیٹ ۵ انچ ہے - مورت کے بال گھنگر دار بنائے گئے ہیں اور اوپر جوڑہ بندھا ہوا ہے - کانوں کی لمبائی (۷) انچ ہے -

برجس نے ان غاروں کی تعمیر کا زمانہ ۶۵۰ تا ۶۵۰ عیسوی قرار دیا ہے - لیکن بعض اشخاص کا خیال ہے کہ یہ سب غار ایک ہی زمانے کے نہیں ہیں

عثمان آباد کا پہلا نام دھاراسیوا تھا جو غالباً اس وجہ سے رکھا گیا تھا کہ یہاں پانی کا ایک دھارا تھا اور قدیم زمانے میں سیوا نامی ایک راجہ بھی ہوا تھا لیکن سنسکرت میں یہ قصہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب راجہ کرلنڈہ نے تیر اپور کے قریب (جواب تیر کہلاتا ہے) کیمپ ڈالا تھا تو اس سے ملنے دو صحرائی محافظ آئے تھے جن کے نام دھارا اور سیوا تھے -

تیر اپور کے متعلق یہ خیال ہے کہ یہ تیر کا پرانا نام ہے جو عثمان آباد کے شمال مشرق میں بارہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہاں کے غاروں میں بھی قابل دید منادر موجود ہیں -

(اقتباس از "کرکندہ چریو" مولفۂ مسٹر ہیرا لال سی ایم - اے - ایل - ایل - بی)

تعلیمی ترقی کے لئے خانگی جد وجہد

حیدرآباد کے خانگی اداروں کے متعلق ایک مضمون "معلومات حیدرآباد" کے شمارہ بابت ماہ مئی میں شائع ہوچکا ہے۔ مندرجہ ذیل مضمون دواور خانگی مدارس سے متعلق ہے۔

مدرسۂ آصفیہ

اب سے تقریباً نصف صدی قبل جب کہ ملک میں تعلیمی بیداری اتنی عام نہ تھی حیدرآباد میں ایک ایسی درسگاہ کے قیام کی ضرورت محسوس ہوئی جو اقامتی اصول پر قائم ہو اور جس میں طلبہ کی ذہنی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ انہیں پاکیزہ سیرت وکردار کا حامل بنا کر عملی زندگی کے لئے تیار کیا جائے۔ چنانچہ نواب ممتاز یار الدولہ بہادر کی انتھک کوششوں کے باعث نواب سرافسر الملک مرحوم کی رہنمائی میں ۵۔مہر سنہ ۱۳۰۵ ف کو ملک پیٹھ میں ایک خانگی مدرسہ قائم کیا گیا جس کا نام حضرت غفران مکاں نواب میر محبوب علی خاں بہادر نے مدرسۂ آصفیہ تجویز فرمایا۔ مدرسۂ آصفیہ کی عمارتیں بہت شاندار ہیں اور ان کی مالیت کا تخمینہ (۳) لاکھ روپے ہے۔

اس مدرسہ کے قیام کا ابتدائی مقصد افواج سرکار عالی کے جز معاش سپاہیوں کے غریب بچوں کو تعلیم دلانا تھا تاکہ جب وہ فوج میں شامل ہوں تو اپنی خدمات کو خاطر خواہ طور پر انجام دے سکیں۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت ذہنی اور اخلاقی تربیت کے علاوہ جسمانی تربیت بالخصوص فنون سپہ گری کی تعلیم کا بھی انتظام کیا گیا۔ مدرسۂ آصفیہ نے تحتانی مدرسہ کے درجہ سے بتدریج ترقی کر کے سنہ ۱۳۳۵ ف میں مسلمہ مدرسہ فوقانیہ کی حیثیت حاصل کرلی۔

طلباء میں ادبی ذوق پیدا کرنے کے لئے سنہ ۱۳۴۹ ف میں آصفیہ میگزین کے نام سے ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا گیا۔ مدرسہ کے کتب خانہ میں پندرہ سو کتابیں موجود ہیں۔ تمام عمارتیں خوش نما، ہوادار اور روشن ہیں، بازی گاہیں نہایت وسیع اور کشادہ ہیں اور انکا محل وقوع بہت ہی صحت بخش ہے۔ جدید تعلیمی ضروریات کے مطابق اس مدرسے کے لئے تمام ضروری اشیاء فراہم کی گئی ہیں۔

مدرسۂ آصفیہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ طالب علم پر پوری توجہ کی جاتی ہے۔ مقیم طلباء کے لئے دو اقامت خانے بھی موجود ہیں درجہ اول کی ماہانہ فیس اکیس روپے اور درجہ دوم کی ماہانہ فیس بارہ روپے آٹھ آنے ہے۔ طلباء کی تعداد (۲۷۵) ہے۔ مدرسہ سے ملحق ایک چو منزلہ شاندار مسجد بھی ہے اور مسلمان طلباء پر نماز کی پابندی لازمی ہے۔ یہ مسجد حضرت غفران مکاں کی یادگار ہے اور مسجد محبوبیہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت غفران مکاں نے براہ خسروانہ مبلغ (۳۰۰) روپیہ ماہوار مستقل امداد کے لئے ۱۱۔ ذیحجہ سنہ ۱۳۱۶ھ کو ایک فرمان مبارک صادر فرمایا تھا۔ جب موجودہ خسرو دکن اعلحضرت بندگان عالی سریر آرائے سلطنت ہوئے تو ذریعہ فرمان مبارک مورخہ ۲۱۔محرم الحرام سنہ ۱۳۳۱ھ اس مدرسہ کی امداد میں مزید دو سو روپے ماہانہ کا اضافہ فرمایا

مختلف مدات سے اس ادارہ کو (۱۷،۳۰۰) روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے اور سالانہ مصارف کی مقدار (۱۵،۰۰۰) روپے ہے۔ مد محفوظ کے نام سے مختلف بنکوں میں جو رقم جمع ہوتی ہے اس کی مقدار (۲۵،۰۰۰) روپے ہوگئی ہے۔ اس رقم سے جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ مدرسہ کی ضروریات پر صرف کیا جاتا ہے۔

یکم آذر سنہ ۱۳۴۶ ف سے مدرسہ کا انتظام دستور العمل کے مطابق ایک مجلس امناء کے تفویض ہے جو تعلیم کے ماہروں اور قومی کارکنوں پر مشتمل ہے۔

نوتن ودیالیہ

مدرسہ فوقانیہ نوتن ودیالیہ گلبرگہ کی بنیاد آنجہانی مسٹر وٹھل راؤ وکیل اور ان کے دوستوں نے سنہ ۱۳۱۶ ف میں ڈالی تھی۔ یہ ادارہ تحتانی مدرسہ کی حیثیت سے قایم ہوا تھا جس میں ابتداً صرف سات طلباء تھے اور انہیں پڑھانے کے لئے ایک استاد تھا۔ کچھ عرصہ بعد یہ مدرسہ وسطانیہ بن گیا حکومت سرکار عالی نے بھی اسے مسلمہ مدرسہ قرار دیا۔ سنہ ۱۳۴۸ ف میں عثمانیہ میٹرک اور ہائی اسکول لیونگ سرٹیفکٹ کی جماعتیں قائم کی گئیں اور حکومت سرکار عالی نے (۳۵۰) روپے ماہانہ کا عطیہ منظور کیا۔ کچھ دنوں بعد سرکاری عطیہ اضافہ کرکے (۵۰۰) روپے ماہانہ کردیا گیا اور اب اس مدرسہ کو (۵۷۵) روپے ماہانہ عطیہ مل رہا ہے۔ اس طرح یہ مدرسہ بتدریج ترقی کرکے دو اداروں کے صاب کی تعلیم دینیو الامدرسہ فوقانیہ بن گیا جہاں طلباء کی مجموعی تعداد (۱۰۰۰) ہے اور (۴۵) اہل اور تربیت یافتہ اساتذہ موجود ہیں جن میں دو ایم۔ ایس۔ سی، ایک ایم۔ اے، بی۔ ٹی، تین بی۔ اے، بی۔ ٹی اور تین بی۔ ایس۔ سی شامل ہیں

مدرسہ کی نگرانی ایک انتظامی مجلس کے تفویض ہے جسے چندہ دینے والے اراکین کی مجلس عامہ منتخب کرتی ہے۔ مسٹر گوپال راؤ بورگاؤنکر ایڈوکیٹ اس ادارہ کے صدر، مسٹر کشن راؤ دیسمکھ صدرنشین اور مسٹر دامودھر راؤ بورگاؤنکر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی معتمد ہیں۔

مدرسہ کا داخلی انتظام دوامی اراکین کی ایک مجلس کے تفویض ہے جو صدر مدرس اور سات اساتذہ پر مشتمل ہے جو کہ اس ادارہ کی خدمت کے لئے ساری عمر وقف کرچکے ہیں۔

مدرسہ کے پاس وسیع بازی گاہ اور کافی بڑی ذاتی عمارت ہے لیکن طلباء کی روزافزوں تعداد کے لئے مزید گنجائش نہ ہونے کے باعث ایک اور عمارت کرایہ پر لی گئی ہے۔ طلباء ہندوستانی اور انگریزی دونوں قسم کے کھیل کھیلتے اور بین المدارس مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ صوبائی ٹورنمنٹ میں یہ مدرسہ دو مرتبہ فوقی حاصل کرچکا ہے۔

سائنس کی تعلیم کے لئے ایک تجربہ خانہ بھی موجود ہے جس کے لئے ضروری اشیاء فراہم کی گئی ہیں سنہ ۱۳۵۰ ف میں حکومت سرکار عالی نے جب اس مدرسہ کو (۵۰۰۰) روپے عطا فرمائے تو تجربہ خانہ کے لئے تمام ضروری اشیاء فراہم کرلی گئیں۔

شعبہ فنون لطیفہ اس مدرسہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہے جہاں طلباء کو بمبئی آرٹ اسکول کے منعقد کردہ ڈرائنگ اور مصوری کے ابتدائی اور اعلیٰ تر امتحانوں اور مدراس کے ادنیٰ اور اعلیٰ تر درجوں کے امتحانوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

ضمنی طور پر اس مدرسہ نے ایک تحتانی مدرسہ نسوان اور پست اقوام کے بچوں کے لئے ایک مدرسہ بھی قایم کیا ہے اور اس مدرسہ نسوان کو بھی حکومت سے ماہانہ امداد ملتی ہے۔

رائے صاحب پنالال لاہوٹی، راجہ دھن راج گیرجی اور رانی صاحبہ چنچولی بھی اس ادارہ کے سرپرستوں میں ہیں۔

صدر اعظم بہادر نے متاثرہ علاقوں کا دورہ فرمایا

ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی نے ضلع رائچور کے قحط زدہ علاقوں میں جاری کردہ امدادی کاموں کے معائنہ کی غرض سے حال ہی میں رائچور کا دو روزہ دورہ فرمایا۔

ہز اکسلنسی کے پروگرام کی ابتدا سرواد سے مانوی جانے والی سڑک کے معائنہ سے ہوئی جہاں امدادی کام جاری ہے اور (۶۰۰) مزدوروں کے لئے روزگار فراہم کردیا گیا ہے۔ مزدوروں کی حالت اور اُن کی مشکلات کم کرنے کے لئے اختیار کردہ تدابیر کے بارے میں صدر اعظم بہادر نے خود مزدوروں سے متعدد سوالات کئے اور پینے کے لئے پانی کی فراہمی اور طبی امداد بہم پہنچانے کے انتظامات کا بھی معائنہ فرمایا۔

اس کے بعد ہز اکسلنسی کو تال تشریف لے گئے جہاں سررشتہ زراعت نے پہاڑیوں کے ڈھالو حصوں میں نمی محفوظ رکھکر جنگل سازی کو ترقی دینے کی غرض سے (۶۰۰) ایکڑ اراضی کٹاؤ روکنے کی تدبیریں اختیار کرنے کے لئے مختص کردی ہے اور یہاں بھی (۸۰۰) مزدوروں کے لئے روزگار فراہم کیا گیا ہے۔ مددگار ناظم جنگلات نے یہ بیان کیا کہ پنجاب، بمبا پور اور راسک میں اس قسم کے تجربات کامیاب ثابت ہوے ہیں اور محکمہ جنگلات اس علاقے میں املتاس اور تڑوڑ کے درخت لگا رہا ہے جو اس زمین کیلئے بہت موزوں ہیں۔

بعد ازاں صدر اعظم بہادر نے سند ھنور مانوی روڈ کے کارہائے امداد کا معائنہ فرمایا اور سندھنور کے قریب پشتہ بندی کا جو کام ہو رہا ہے اسے دیکھنے بھی تشریف لے گئے۔ یہاں تقریباً (۷۵) ایکڑ اراضی متوازی بند تعمیر کرنے کے لئے منتخب کی گئی ہے تاکہ ڈھلان کی وجہ سے سارا پانی بہہ نہ جائے اور برسات کے موسم میں جو مٹی پانی کے ساتھ بہہ جاتی ہے وہ ان پشتوں کی وجہ سے رکی رہے اور اس طرح بتدریج سطح ہموار ہو جائے۔

ہز اکسلنسی کا پہلے دن کا پروگرام مسکی کے دورے پر ختم ہوا جہاں سررشتہ آثار قدیمہ نے گرد و نواح میں کھدائی کر کے ایک ہزار اشخاص کے واسطے کام فراہم کردیا ہے۔ نواب صاحب نے مسکی کے قریب ان پہاڑیوں کا بھی معائنہ فرمایا جہاں ایک غار کے باب الداخلہ کے پتھر پر راجہ اشوک کا فرمان کندہ ہے اور ایک نوادرخانہ کا بھی افتتاح فرمایا جس میں مقامی طور پر دستیاب شدہ نادر اشیاء رکھی جائیں گی۔ مقامی مدرسے کے بچوں نے گارڈ آف آنر ترتیب دیا اور ہز اکسلنسی نے ان کے لئے پچاس روپے عطا فرمائے۔

دوسرے روز صبح کو صدر اعظم بہادر بذریعہ موٹر ہٹی تشریف لے گئے اور مسٹر رائس کے ہمراہ سونے کی کانوں کا معائنہ فرمایا۔ تقریباً بیس سال سے ان کانوں سے سونا نکالنے کا کام ملتوی کردیا گیا ہے۔ بعد ازاں صدر اعظم بہادر نے اس مقام کا بھی معائنہ فرمایا جہاں مسرس جان ٹیلر اینڈ کمپنی پرانی کانوں کو وسعت دینے اور سونا نکالنے کے امکانات کی تلاش میں مصروف ہیں۔ مسٹر رائس نے ڈرائنگ آفس میں ہز اکسلنسی کو ان کانوں کا ایک ماڈل بھی دکھلایا۔

ضلع رائچور کے قحط زدوں کی امداد کے لئے ہز اکسلنسی نے سرمایہ محفوظ برائے ضروریات ناگہانی سے دس ہزار روپے عطا فرمائے۔

فصلوں کے متعلق پیش قیاسی

کپاس

۴۳ - ۱۹۴۲ع میں کپاس کی فصل کے متعلق حکومت ہند کے محکمہ تجارتی اطلاعات و اعداد و شمار کی شائع کردہ روداد کے مطابق کپاس کے زیر کاشت مجموعی رقبہ (۲۹۷۳۰۰۰) ایکڑ ہے جو کہ گزشتہ سال کے زیر کاشت رقبہ کے مقابلہ میں (۹) فی صد کم ہے - اس کمی کا خاص سبب زیادہ غلہ اُگانے کی مہم ہے - پیداوار کی مجموعی مقدار (۴۸۸۰۰۰) گٹھے ہے اس کے برعکس گزشتہ سال (۵۴۰۰۰۰) گٹھے پیداوار ہوئی تھی - پیداوار کا اوسط تخمیناً معمولی اوسط کا (۸۲) فی صد ہے اور گزشتہ سال بھی یہی اوسط تھا - زیر کاشت رقبہ اور پیداوار کی قسم واری تفصیل درج ذیل ہے -

	رقبہ	گٹھے
اومرا، حیدر آبادی اومرا	۱۴۳۹۰۰۰	۲۶۱۰۰۰
حیدر آبادی گورانی	۸۹۲۰۰۰	۱۴۶۰۰۰
سدرن کمپٹا اور اپلینڈ	۲۱۲۰۰۰	۲۲۰۰۰
وسٹرن	۳۳۱۰۰۰	۴۴۰۰۰
ورنگل اور کوکا ناڈا	۹۹۰۰۰	۱۵۰۰۰

گیہوں

۴۳ - ۱۹۴۲ع میں گیہوں کی فصل کے متعلق محکمہ تجارتی اطلاعات و اعداد و شمار کی جاری کردہ تیسری پیش قیاسی کے مطابق ممالک محروسہ سرکار عالی میں گیہوں کے زیر کاشت رقبہ (۹۹۴۰۰۰) ایکڑ ہے - اس کے برعکس گزشتہ فصل میں یہ رقبہ (۱۰۵۲۰۰۰) ایکڑ تھا - مجموعی پیداوار کا تخمینہ (۱۴۸۰۰۰) ٹن کیا گیا ہے گزشتہ سال یہ مقدار (۱۴۷۰۰۰) ٹن تھی - اوسط پیداوار تخمیناً معمولی پیداوار کا (۸۳) فی صد ہے - گزشتہ سال یہ مقدار (۷۱) فی صد تھی - اس فصل کی پیداوار گزشتہ پیداوار سے (۵٫۳) فی صد کم ہے - فصل کی حالت بحیثیت مجموعی اطمینان بخش ہے -

موسمی اور فصل واری رپورٹ بابت ہفتہ مختتمہ یکم امرداد سنہ ۱۳۵۲ف

(یکم جون سنہ ۱۹۴۳ع) - ممالک محروسہ کے وسیع علاقوں میں بارش ہوئی -

۴ - امرداد سنہ ۱۳۵۲ف تک بارش کا اوسط علاقہ تلنگانہ میں (۱٫۸۸) انچ اور علاقہ مرہٹواڑی میں (۱٫۷۷) انچ تھا - پورے ممالک محروسہ میں اوسطاً (۲٫۳۱) انچ بارش ہوئی - سب سے زیادہ بارش بیدر میں ہوئی (۴٫۵۲ انچ) اس کے بعد میدک (۳٫۸۷ انچ) اورنگ آباد (۳٫۲۶ انچ) بیڑ (۲٫۷۹ انچ) گلبرگہ (۲٫۴۱ انچ) اور ورنگل (۲٫۲۳ انچ) کا درجہ ہے - مطلع ابر آلود رہا اور سرد ہوائیں چلتی رہیں -

فصلیں

بعض مقامات میں نیشکر کی کاشت اچھی ہونے کی اطلاع ملی ہے - کاشت جاری ہے - بعض حصوں میں فصل خریف کی تیاری اب تک ہو رہی ہے - اضلاع عادل آباد نظام آباد اور میدک کے بعض حصوں میں فصل آبی کی کاشت شروع ہوگئی ہے - ضلع کریم نگر کے بعض حصوں میں کاشت شروع کرنے کے لئے بارش کا انتظار ہے -

حیدر آباد کرکٹ اسوسی ایشن کی سرگرمیاں

حیدر آباد اسٹیٹ کرکٹ اسوسی ایشن کی سالانہ رپورٹ بابت سنہ ۴۳-۱۹۴۲ع کے مطابق ایک درجن سے زیادہ کرکٹ کلب اس اسوسی ایشن سے ملحق ہوچکے ہیں اور بدوران سال زیر تبصرہ اس کی سرگرمیوں کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے -

لیگ ٹورنمنٹ میں مقابلے بہت ہی پرجوش تھے اور آخر کار ڈسٹرکٹ پولیس کرکٹ کلب اور فتح میدان کرکٹ کلب میر میدان رہے - بہرام الدولہ ٹورنمنٹ میں آٹھ ٹیموں نے حصہ لیا، نہایت ہی جوش و خروش کے ساتھ مقابلے ہوے اور بالآخر ڈسٹرکٹ پولیس کرکٹ کلب نے بہ مقابلہ دکن بلوز - اے کامیابی حاصل کی -

جنگی اغراض کے لئے سرمایہ فراہم کرنے کی غرض سے ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر کی ٹیم اور آنریبل ریزیڈنٹ کی ٹیم کے درمیان دلچسپ مقابلہ ہوا ۔ امراو اعلیٰ عہدہ دار بھی یہ مقابلہ دیکھنے کے لئے آئے اور اعلیٰ معیار کے کھیل کا مظاہرہ ہوا -

نواب معین الدولہ مرحوم کی یادگار میں اس سال نواب معین الدولہ بہادر میموریل ٹورنمنٹ کی تجدید کی گئی - لیکن یہ مقابلے کل ہند نوعیت کے نہ تھے بلکہ مقامی حلقوں تک محدود رہے - نواب ظہیر یار جنگ بہادر نے اس ٹورنمنٹ کے لئے طلائی کپ عطا کیا ہے - حیدرآباد، سکندرآباد، کالجس کمبائنڈ اور رسٹ چار حلقہ واری ٹیمیں شریک تھیں جن میں سے آخری مقابلہ میں حلقہ سکندرآباد کی ٹیم نے بمقابلہ رسٹ کامیابی حاصل کی -

کرکٹ کلب نے حسب دستور انٹر پراونشل کرکٹ ٹورنمنٹ میں بھی ایک ٹیم شریک کی اور حیدرآبادی ٹیم آخری مقابلہ تک پہونچنے میں کامیاب ہوئی - بلدہ حیدرآباد میں زونل فائنلس اور رانجی ٹروفی کے سیمی فائنلس اور فائنلس کا بھی انعقاد ہوا - یہ پہلا موقع تھا کہ موخر الذکر مقابلے حیدرآباد میں منعقد کئے گئے اور اس طرح بورڈ آف کنٹرول فار کرکٹ ان انڈیا نے حیدرآباد کو بھی کرکٹ کا ایک اہم مرکز تسلیم کرلیا -

انجمن آسائش مسافراں

مسافروں کی ضرورتوں اور سہولتوں کی طرف ارباب اقتدار کی توجہ منعطف کرانے کی غرض سے انجمن آسائش مسافراں نامی ایک انجمن حیدرآباد میں تقریباً انتیس برس سے قائم ہے - یہ انجمن پرشور طریقہ پر تحریک جاری کرنے کی قائل نہیں چنانچہ اس کا طرز کار ضروری امور پر ریلوے کے ارباب اقتدار کو مناسب طور پر متوجہ کرنا ہے -

سنہ ۱۹۴۱ع سے یہ انجمن اردو میں ایک ٹرانسپورٹ ڈائرکٹری شائع کررہی ہے جس میں اہم ریلوں کے اوقات اور کرایہ وغیرہ کے متعلق ضروری معلومات فراہم کی جاتی ہیں - بعض اضلاع مثلاً نظام آباد، بیدر اور محبوب نگر میں اس انجمن کی شاخیں بھی موجود ہیں -

یہ انجمن سرکار عالی کی ریلوے اور دوسری ریلوں کے ارباب اقتدار کے سامنے مسافروں کی آسائش کے لئے وقتاً فوقتاً مفید تجاویز پیش کرتی رہتی ہے اور ان کا واجبی خیال کیا جاتا ہے -

انجمن آسائش مسافراں قانون انجمن ہائے رفاہی کے تحت رجسٹری شدہ ہے اور عدالت عالیہ کے ایک وظیفہ یاب جج نواب ناظر یار جنگ بہادر اس کے صدر ہیں -

مطبوعات برائے فروخت

	قیمت
رپورٹ نظم و نسق ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ف (۱۹۳۸-۳۹ع)	۳-۰-۰
" " " " ۱۳۴۹ف (۱۹۳۹-۴۰ع)	۳-۰-۰
" " " " ۱۳۵۰ف (۱۹۴۰-۴۱ع)	۳-۰-۰
جامعہ عثمانیہ مولفہ مسز ای۔ ڈی۔ ٹیلین	۱-۰-۰
حیدرآباد میں دیہی تنظیم	۱-۸-۰
کوائف حیدرآباد	۰-۸-۰
منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے مرتبہ سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی	۱-۸-۰
حیدرآباد کی مشہور عبادت گاہیں .... (اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں)	۳-۰-۰

سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی
سیف آباد حیدرآباد دکن سے طلب فرمائیے۔

مطبوعۂ دارالطبع سرکار عالی

افتتاح | اشاعت

سنہ ۱۹۲۹ع | اقیام

اعلیٰ قسم کے بٹن ساز

پرکاش بٹن فیکٹری

حیدرآباد۔ دکن

ایجنٹ انڈسٹریز

مغل پورہ۔ حیدرآباد دکن

ممالک محروسہ سرکار عالی میں
تار، کیلوں اور رویٹوں کے سب سے پہلے تیار کنندے

Reg. No. M. 4391.

رجسٹر نمبر ۱۸۴

معلومات حیدرآباد

جلد ۳	بابت ماہ مہر سنہ ۱۳۵۲ ف ۔ اگست سنہ ۱۹۴۳ ع	شمارہ ۱۱

فہرست مضامین

شائع کردہ — سررشتہ معلومات عامہ — حیدرآباد ۔ دکن

لیور کا پیغام
پبلک کے نام
نمبر ۱

مقررہ قیمت سے زیادہ نہ دیجئے

مال ضائع نہ کیجئے

آج کل صابن کی جتنی مانگ ہے اُس کا پورا کرنا ہمارے لئے ذرا مشکل ہو رہا ہے جس کے دو خاص سبب ہیں۔ پہلے غیر ملکی صابن کثیر مقدار میں آتا تھا جس سے مانگ پوری ہو جاتی تھی۔ اب یہ غیر ملکی صابن ہندوستان پہنچ نہیں سکتا ہے اس لئے اب صابن کے ملکی کارخانوں ہی کو آپ کی ضرورتیں پوری کرنی پڑتی ہیں۔ جن چیزوں سے صابن تیار ہوتا ہے بد قسمتی سے انہیں چیزوں کی جنگی سامان بنانے کے لئے ضرورت پڑتی ہے اس لئے اب جنگی ضرورتوں کی مانگ پوری کرنے کی وجہ سے ہمارے کارخانوں کے مال کی نکاسی کم ہو گئی ہے۔ ان مشکلات کے باوجود آپکو جس قسم کا صابن پسند ہو وہ آپکو ہندوستان کے ہر شہر میں مل سکتا ہے

قیمتیں

جن چیزوں سے صابن تیار ہوتا ہے، جنگ کے زمانے میں اُنکی قیمتیں بہت چڑھ گئی ہیں۔ مجبوراً انہیں کی مناسبت سے صابن کی قیمتیں بھی چڑھانی پڑی ہیں۔ اس وقت صابن سازی کے ذریعہ سے بیجا روپیہ کمانا ہرگز مقصود نہیں ہے بلکہ درحقیقت ہر وقت کسی نہ کسی ایسے موقعہ کو کارآمد بنانے کی کوشش رہتی ہے جس سے قیمتیں گھٹ سکیں۔ ایسی صورتیں بیشک ہیں کہ جن میں بیحساب نفع خور بیوپاری مال کی کمی کا فائدہ اُٹھا کر گاہکوں سے من مانی قیمتیں اینٹھ رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی گاہکوں کو جو واجبی قیمتیں دینی چاہئیں ہم انکا برابر اعلان کرتے رہتے ہیں۔ اگر آپ ہماری اعلان کردہ واجبی قیمتوں سے زیادہ قیمتیں دینے سے انکار کر دینگے تو آپ درحقیقت بےحساب نفع خور بیوپاری کو نپٹنے میں اپنی اور ہماری دونوں کی مدد فرمائیں گے۔

سوکھا رکھیئے

ہمیں صابن کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے

صابن کو استعمال کرتے وقت پانی میں نہیں رکھنا چاہئے اسلئے کہ ایسا کرنے سے وہ گھل جاتا ہے جن اوقات میں وہ استعمال ہو رہا ہو تو اُسے سوکھی حالت میں رکھنا چاہیئے صابن استعمال کرتے کرتے اُسکی جو آخری پتری سی رہ جائے اُسے نئی ٹکیہ پر چپکا کر کام میں لاتے رہیئے تاکہ اسکا ہر چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی کام میں آسکے۔ اسکی ترکیب نہایت آسان ہے پتری اور نئی ٹکیہ دونوں کو ذرا سے پانی میں تر کر لیجئے اور پپڑی کو ٹکیہ پر چپکا کر سوکھنے کے لئے چھوڑ دیجئے۔

ہمارا عہد و پیمان..

لیور برادرس انڈیا

اس عہد و پیمان کے پابند ہیں کہ وہ قیمتوں کو کم کرنے کیلئے ہر امکانی کوشش عمل میں لائیں گے نیز یہ کہ دوکانداروں کو مال برابر پہنچاتے رہیں گے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم آپکی بخدمت بجا لاتے رہیں ہندوستان کی وہ خدمت جو ہم فخر و مباہات کے ساتھ گذشتہ چالیس برس سے بجا لاتے رہے ہیں۔

لیور برادرس۔ اِن نفیس صابنوں کے بنانے والے

سنلائیٹ • لائیف بوائے • لکس ٹائلیٹ • لکس • لائیف بوائے ٹائلیٹ • وِم • منکی برانڈ

L. COM 31-1/0 UD

کیا آپ کو معلوم ہے

کہ — حکومت سرکار عالی کے اثاثہ جات کی مجموعی مقدار واجبات کے دوچند سے بھی زیادہ ہے ۔

کہ — گذشتہ (۲۰) سال کی مدت میں سالانہ آمدنی میں سے اخراجات منہا کرنے کے بعد جو بچت ہوئی ہے ان کی مجموعی مقدار (۱۶) کروڑ سے بھی زیادہ ہے ۔

کہ — گذشتہ (۲۰) سال کی مدت میں اہم تعمیرات پر جو رقمیں صرف ہوئیں ان کی مجموعی مقدار بھی (۱۶) کروڑ روپے ہے۔

کہ — سنہ ۱۳۵۱ ف کے اختتام پر مختلف مدات محفوظ کی سکوں میں جملہ (۳۲) کروڑ (۵۴) لاکھ روپے موجود تھے ۔

کہ — ممالک محروسہ میں جس قدر زر کاغذی زیر گشت ہے اس کی ضمانت نقرئی سکوں اور حکومت ہند کے تمسکات سے کی گئی ہے جنکی مجموعی مقدار (۳۰) کروڑ (۶۰) لاکھ روپے ہے۔

کہ — حکومت جاتراؤں اور میلوں سے فائدہ اٹھا کر دیہی باشندوں کو زراعت اور مویشیوں کی پرورش کے ترقی یافتہ طریقوں سے آگاہ کرتی اور گھریلو صنعتوں کی تجدید کے لئے تشہیری تدابیر اختیار کرتی ہے۔

کہ — سنہ ۱۳۵۰ ف میں صرف سررشتہ زراعت نے جاتراؤں اور میلوں کے موقعوں پر (۶۰) نمائشیں منعقد کیں اور (۱۵۰۰) تقریروں کا انتظام کیا ۔

کہ — سرکار عالی کے ملازمین بیمہ اور فملی پنشن کی اسکیموں سے مستفید ہوتے ہیں جنکی شرح اقساط خانگی کمپنیوں سے کم ہے۔

کہ — ممالک محروسہ سرکار عالی میں (۱۱۱۰۰۰) اشخاص خواندہ ہیں ۔ گذشتہ (۱۰) سال کے عرصے میں شرح خواندگی میں (۷۰) فیصد اضافہ ہوا اور تعلیم نسواں کی حد تک تو یہ اضافہ (۱۰۰) فیصد ہے۔

کہ — (۱۰۰) سے زیادہ تعلیم یافتہ بیروزگار علاقہ نظام ساگر میں آباد ہوگئے ہیں اورتقریباً (۸۶۰) ایکڑ اراضی پر کاشت کررہے ہیں ۔

کہ — محکمہ تنظیم دیہی ممالک محروسہ کے (۱۴۴) مواضعات میں رعایا کو بہتر کاروبار بہتر کاشت اور بہتر طرز رہائش کی عملی سرپرستی دے رہا ہے۔

کہ — کورٹ آف وارڈس کی سرگرمیوں کے باعث جاگیروں کے نظم و نسق میں بتدریج اصلاح ہو رہی ہے۔

کہ — محکمہ باغبانی کی کوششوں کے باعث ممالک محروسہ میں میووں اور ترکاریوں کے زیر کاشت رقبہ (۵) لاکھ ایکڑ سے اضافہ ہو کر (۷) لاکھ ایکڑ سے بھی زیادہ ہوگیا ہے۔

کہ — میووں اور ترکاریوں کی مقدار درآمد میں (۶) لاکھ روپے سالانہ کی کمی ہوگئی ہے اور برآمدات میں (۲½) لاکھ روپے سے زیادہ اضافہ ہوا ہے

یہ معلومات اور اس سے بھی زیادہ بہت کچھ ضروری مواد آپ کو اس اشاعت میں ملیگا ۔
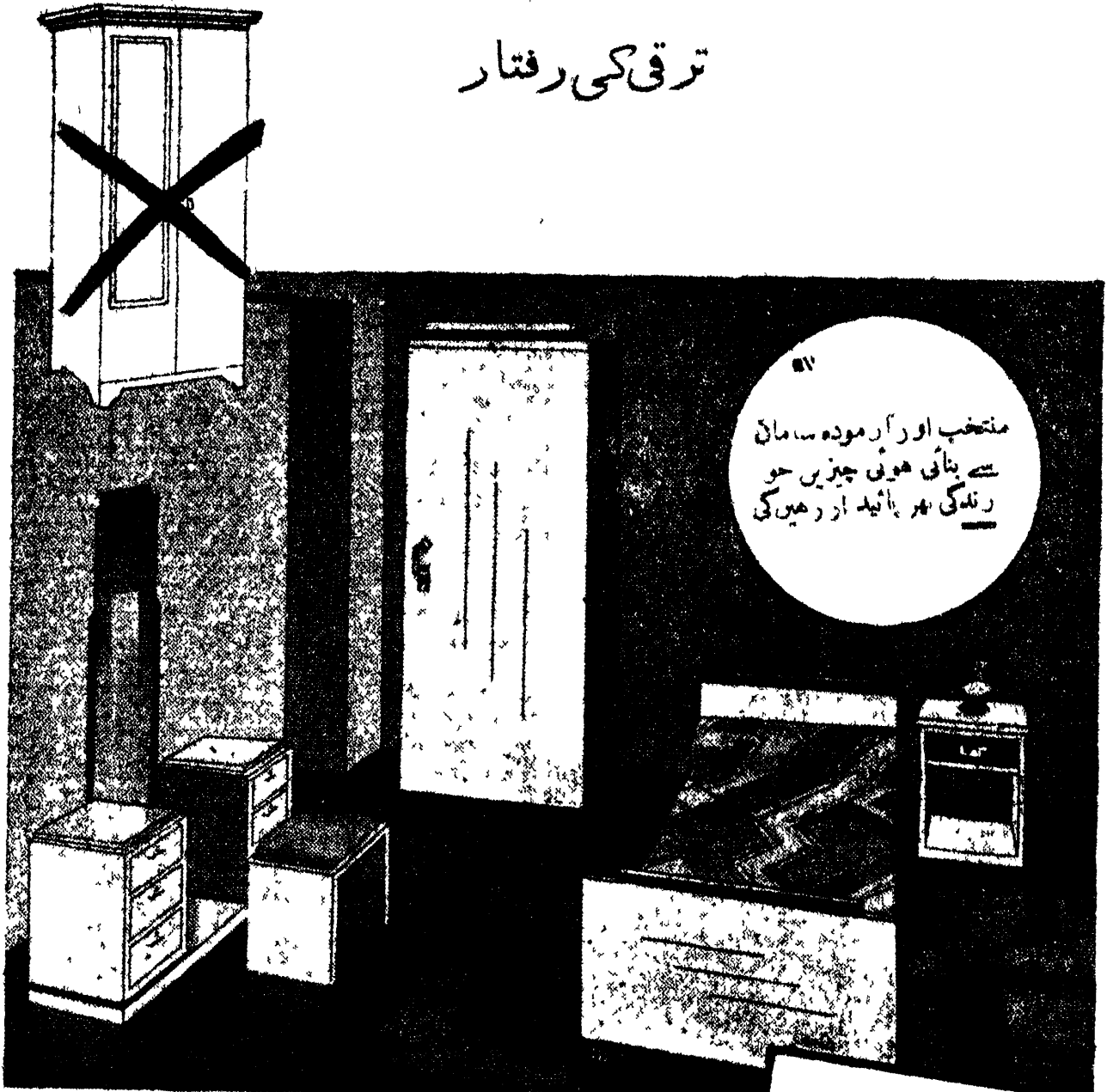
ترقی کی رفتار

ALLWYN
STEEL FURNITURE

ساخت کی مضبوطی اور
ڈیزائن کی خوبصورتی الثود
کارخانہ کے فولادی فرنیچر
کی امتیازی خصوصیات ھیں

حیدرآباد

الوین میٹل ورکس لمیٹڈ

صدر دفتر اور کارخانہ صنعتی کارخانہ جات اعظم آباد حیدرآباد

نمائش گھر :- موسی بلڈنگ روبرو صدر ٹپہ خانہ انگریزی متصل عابد روڈ حیدرآباد دکن

تار کا پتہ :- آلوین حیدرآباد ۔ دکن

معلومات حیدرآباد

جلد ۳ مہر سنہ ۱۳۵۲ ف ۔ اگست سنہ ۱۹۴۳ع شمارہ ۱۱

احوال و اخبار

زیادہ غلہ اگانے کی مہم ۔ پیش نظر شمارہ کے ایک مضمون سے اس کا بخوبی اندازہ ہوسکے گا کہ زیادہ غلہ اگانے کی مہم کو تقویت دینے کے لئے حکومت کتنی سرگرمی سے جدو جہد کررہی ہے۔ زیادہ سے زیادہ رقبہ پر غلہ کی کاشت کو ممکن بنانے کی خاطر ہر مزاحمت پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور غلہ کی پیداوار میں ممکنہ اضافہ کرنے میں سررشتہ جات زراعت اور آب پاشی خاص طور پر کوشاں ہیں ۔ مزید برآں اس ضمن میں کاشتکاروں سے جو مراعات کی گئی ہیں وہ بھی بہت فیاضانہ ہیں ۔ تاہم اس مہم کی کامیابی کا انحصار بہت کچھ نشر و اشاعت پر ہے اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ یہ کام صرف حکومت ہی تک محدود نہ رہے بلکہ اس کی تکمیل میں ملک کے پبلک ادارے بھی حصہ لیں ۔

میووں اور ترکاریوں کی کاشت ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر شہری آبادی کو خاص طور پر متوجہ ہونا چاہئے اور اس شمارہ کے ایک مضمون سے یہ ظاہر ہوگا کہ ذاتی کوششوں سے کس قدر بہتر نتائج مترتب ہوسکتے ہیں ۔ جو اشخاص ان اشیاء کی کاشت کرنا چاہتے ہیں حکومت انہیں فنی مشورہ بھی دیتی ہے لیکن ان تمام سہولتوں سے مستفید ہونے کی ترغیب دینا قومی اداروں اور صحافت کا کام ہے ۔

ایک ضروری اصلاح ۔ دعوتوں اور دوسری تقریبوں میں مدعو کئے جانے والے اشخاص کی تعداد محدود کردینے کا حکم ایک نہایت اہم اصلاحی قدم ہے اور نہ صرف موجودہ حالات میں جب کہ اشیاء خوردنی کی شدید قلت ہے اس قسم کی تحدید عاید کرنا ضروری ہے بلکہ کفایت شعاری کا تقاضا یہ ہے کہ اس اصول کو ہمیشہ پیش نظر رکھا جائے۔ اگر عوام اس حقیقت کو صحیح طور پر محسوس کرتے رہیں کہ اشیاء خوردنی کی قلت کے باعث ہر طرف پریشانی پھیلی ہوئی ہے تو وہ نہ صرف اس حکم کا خیر مقدم کریں گے بلکہ اس طرح پس انداز کی ہوئی رقم سے غریبوں کی امداد بھی کریں گے ۔ حکومت سرکار عالی نے سرکاری تقاریب میں نمایاں کمی کرکے اس ضمن میں بھی عوام کی رہبری کی ہے ۔

زیادہ چاول اور بہتر صحت ۔ گرنیوں میں چاول کو کم صاف کرنے کا حکم نہ صرف اس اعتبار سے خوش آیند ہے کہ اس سے چاول کی قابل استعمال مقدار میں اضافہ ہوجائے گا بلکہ اس لئے بھی کہ کم صاف کئے ہوئے چاول میں غذائیت مقابلتاً زیادہ ہوتی ہے ۔ حکم مذکور میں اس کی صراحت کی گئی ہے کہ ممالک محروسہ میں چاول کی گرنیوں کے مالک یا مینیجر چاول کو اس قدر صاف نہ کریں کہ (۵) فیصد سے زیادہ کونڈا چاول سے علحدہ ہوجائے ۔

ممالک محروسہ میں غذائیت کے بارے میں جو حالیہ تحقیقات ہوئی تھی اس سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ اگرچہ فی الحال چاول کی مجموعی مقدار استعمال کا (۷۰) فیصد حصہ گھروں میں کوٹا جاتا ہے لیکن گرنیوں میں چاول صاف کرانے کا طریقہ ان مواضعات میں خاص طور سے بہت بڑھ رہا ہے جو ایسے مقامات سے قریب واقع ہیں جہاں گرنیوں کے ذریعہ چاول صاف کرنے کی سہولتیں موجود ہیں۔ چنانچہ اضلاع کے عہدہ داران صحت کی کانفرنس میں یہ قرارداد منظور ہوئی کہ گرنیوں میں کوٹے اور صاف کئے ہوئے چاول کے استعمال سے جن امراض کے پیدا ہونے کا امکان ہے ان کا انسداد کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ اس قسم کے چاول کا استعمال کم کرنے کے لئے وسیع پیمانہ پر پروپگنڈہ کیا جائے ۔

اگر چاول کو کم صاف کرنے کا حکم پوری طرح روبہ عمل لایا گیا تو اندازہ ہے کہ ممالک محروسہ کے موجودہ ذخائر میں (۴) فیصد اضافہ ہوجائے گا اور اس طرح غلہ کی قلت کا مسئلہ حل کرنے میں ایک حد تک مدد ملے گی ۔ کیونکہ اس طرح جو اضافہ ہوگا اسکی مقدار تقریباً (۵۰۰۰) ٹن ہوگی اور یہ اتنی زیادہ مقدار ہے جسے کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ۔

ارزان کپڑا ۔ حکومت سرکار عالی نے حکم نگرانی پارچہ و سوت نافذ کر کے موجودہ معاشی پریشانی کو رفع کرنے کی ایک اہم تدبیر اختیار کی ہے کیونکہ آئندہ سے کپڑے اور سوت کی قیمتوں ، تیاری اور فروخت پر نہ صرف ضروری نگرانی قائم رہیگی بلکہ ایسی تدبیریں بھی اختیار کی جائینگی کہ تیار کنندے، درمیانی اشخاص اور صارفین ذخیرے جمع نہ کرسکیں ۔ ذخیرہ داروں کو یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے موجودہ ذخائر ۳۱ ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۴۳ ع تک فروخت کردیں ۔ جو اس حکم کی خلاف ورزی کرینگے ان کا چالان کیا جائیگا اور ان کے تمام ذخائر ضبط کرلئے جائیں گے ۔ توقع ہے کہ اس حکم کی وجہ سے کپڑے کی قیمتیں جو (۴۰۰) فیصد تک بڑھ گئی ہیں کم ہو کر معقول سطح تک آجائیں گی ۔

ریلوے کا مالیاتی موقف ۔ نقل و حمل کی کثرت ، کوئلہ کی بڑھی ہوئی قیمت اور عمال کی اجرتوں میں اضافہ اور گرانی کے الاونس کی ادائی کے باوجود سرکار عالی کی ریلوے کے مصارف انتظام کی شرح مقابلتاً کم رہی اور مدات محفوظ و مطالبات فرسودگی میں کثیر رقمیں جمع کی گئیں چنانچہ ۳۱ ۔ مارچ سنہ ۱۹۴۳ ع کو ان مدات کی مقدار علی الترتیب (۱۲۳) لاکھ اور (۱۳۶) لاکھ روپے کلدار ہوگی ۔ (۲۱) لاکھ روپے سالانہ گرانی کے الاونس دینے کے علاوہ محکمہ ریلوے اپنے ملازمین کے لئے سستا غلہ فراہم کرنے پر بھی تقریباً (۵۰,۰۰۰) روپے ماہانہ صرف کررہا ہے ۔ جنگی اغراض کے تحت بھی تمام ضروریات کی مناسب تکمیل کیگئی لیکن اس کے باوجود مسافروں کی آمد و رفت کے انتظام میں کمی نہیں ہوئی ۔

رشوت ستانی کی بیخ کنی ۔ اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے بہ مراحم خسروانہ انسداد رشوت ستانی کی ایک اسکیم کو شرف منظوری عطا فرمایا ہے ۔ اگرچہ یہ مستحسن اقدام حکومت کی جانب سے کیا گیا ہے لیکن عام رجحانات کے پیش نظر اس کی قوی توقع ہے کہ ممالک محروسہ کے تمام پبلک ادارے بھی اس اسکیم کی پوری تائید کریں گے اور ملک کی پبلک اور سرکاری زندگی میں جہاں کہیں بھی بدعنوانی موجود ہوگی اسے رفع کرنے میں حکومت کو ان سب اداروں کا پورا تعاون حاصل رہے گا ۔

1*

معاف بھی دی جائے گی ۔ یہ احکام بھی جاری کئے گئے ہیں کہ ڈنڈی پروجکٹ کے تحت صرف غلہ کی کاشت کی جائے اور دوسری اشیاء کی کاشت ممنوع قرار دی جائے۔ اس اسکیم کے تحت جو کاشت ہوگی اس کے لئے سررشتہ زراعت تقاوی کی صورت میں تخم اور کھاد فراہم کریگا ۔

چاول کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے آئندہ فصل میں نظام ساگر پروجکٹ کے تحت ہونےوالی کاشت کو عارضی طور پر تعلقہ آرمور تک وسعت دی جائے گی ۔

علاقہ کوٹ گیر میں افتادہ اراضی کی کاشت کے باعث گیہوں کی پیداوار میں کافی اضافہ ہو گیا ہے اور نظام ساگر کے علاقہ میں بھی (۔ ۔ ۔ ۔ ۔) ایکڑ اراضی گیہوں اور جوار کی کاشت کے لئے مختص کردی گئی ہے ۔

تعلقہ یلاریڈی میں جلا پور کے تالاب میں رخنہ ڈالا جارہا ہے تاکہ فصل ربیع کی کاشت میں کام لیا جاسکے ۔ پوچارم کے نالہ کا رخ بھی بدلا جارہا ہے تاکہ جلاپور کے تالاب سے سیراب ہونے والی آراضی کے لئے پانی حاصل کیا جاسکے ۔ تعلقہ مدھرہ میں بیدپلی کے تالاب کے ذریعہ کافی وسیع رقبہ پر چاول کی کاشت ہوگی جس کے لئے سررشتہ زراعت بطور تقاوی تخم اور کھاد فراہم کررہا ہے ۔
تابی فصل کے تحت رقبہ کو وسعت دینے کے لئے لکناورم راسپا گھن پور اور بھیم گھن پور سے سیراب ہونےوالی زمینوں پر چاول کی کاشت کے امکانات دریافت کئے جارہے ہیں ۔

تعلقہ مدھول میں سربلا کے تالاب سے سیراب ہونے والے علاقہ میں اضافہ کرنے کے خیال سے محکمہ تعمیرات عامہ ایک نہر تعمیر کررہا ہے ۔
روٹی پروجکٹ سے سیراب ہونے والے تمام علاقوں کو زیر کاشت لانے کے لئے سررشتہ زراعت کی جانب سے کاشتکاروں کے واسطے تخم اور کھاد فراہم کی جارہی ہیں ۔

زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے تحت سررشتہ زراعت کوئل ساگر، چندرواگو، مانیر اور منیر کے تحت علاقوں میں عنقریب کام شروع کرلے گا ۔
نہر بنور کی بعجلت تکمیل اور ضلع رائچور میں پشتوں کی تعمیر کا کام جلد ختم کرنے کی بھی تدبیریں اختیار کی جارہی ہیں ۔

زیادہ سے زیادہ پرہھوک اور خارج کھاتہ آراضیات کے بھی زیر کاشت لانے کی فوری تدابیر اختیار کی جائینگی ۔ ضلع عادل آباد کے مخصوص جات کے قابل کاشت حصوں سے استفادہ کرنے کے امکانات بھی دریافت کئے جارہے ہیں ۔

تمام تحصیلداروں کے نام یہ ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ بلا لحاظ سابق قواعد یا کشتیات کے تالابوں کے تحت تمام قابل کاشت رقبہ اس سال پوری طرح زیر کاشت لایا جائے اسی طرح تمام تالابوں اور کنوؤں سے سیراب ہونے والی زمینات کو زیر کاشت لانے کے احکام بھی جاری کئے گئے ہیں ۔ اگر کسی تالاب کا پانی اس پورے علاقے کو سیراب کرنے کے لئے کافی نہ ہوتو اس صورت میں اس حصہ پر جو سیراب نہیں ہوسکتا فصل خریف یا ربیع کی کاشت کی جائے اور اس پر صرف خشکی دھارا عاید کیا جائے ۔

یاد ہوگا کہ تخم اور کھاد کی تقسیم اور کنوؤں کی تعمیر کے لئے اس سال (۳۴) لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں ۔ جن کی تقسیم حسب ذیل طریقہ پر ہو گی۔

(الف) بہتر اقسام کے چاول کے تخم کی تقسیم

اس مقصد کے لئے (۹) لاکھ روپے کا بےسودی قرضہ منظور کیا گیا ہے ۔

(ب) کھاد کے ذریعہ پیداوار میں اضافہ

کاشتکاروں کو سونگ پھلی کی کھلی تقسیم کرنے کی غرض سے (۴) لاکھ روپے کا بلاسودی قرضہ دیا گیا ہے۔

(ج) چاول کے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ

چاول کی کاشت کو وسعت دینے کے خیال سے نئے کنوؤں کی تعمیر اور پرانے کنوؤں کی درستی کے لئے (۳) لاکھ روپے بطور تقاوی منظور کئے گئے ہیں ۔

(د) گیہوں چنا اور جوار کی بہتر اقسام کے تخموں کی تقسیم

بہتر اقسام کے تخم تقسیم کرنے کے لئے (۱٫۷۲۰۰۰۰) روپے کی بلاسودی تقاوی منظور کی گئی ہیں ۔

ملاحظہ ہو صفحہ (۲۴)

سرکار عالی کی ریلوے کا مستحکم مالیاتی موقف

ملازمین کی آسائش کے لئے فیاضانہ رقمی گنجایش

حکومت کی ریل و رسائل اور حمل ونقل کی سرویسیں جنگ کے حالات کے باعث غیر معمولی بار برداشت کر رہی ھیں ۔ خام آمدنی غیر معمولی طور پر زیادہ ھو گئی جس کا سبب جنگ کی ضروریات کے لئے فوجی نقل وحمل کی وسعت اور ترقی ہے ۔ مصارف تنظیم بھی اسی رفتار سے گرانی الونسوں کی ادائیوں اور اسٹورس کے کثیر اخراجات کے باعث بڑھ گئے ھیں ۔ چنانچہ ان حالات کی بناء پر خالص آمدنی معمولی سطح پر نہیں ہے ۔ اس صورت حال کا بہتر اندازہ لگانے کے لئے جنگ سے پہلے اور جنگ کے دوران میں بدلنے والے تغیرات کے اعداد سنہ ۴۰ تا سنہ ۴۱ع اور سنہ ۴۳ تا سنہ ۴۴ع تک پیش کردینا مناسب ہوگا ۔

سنین	خام آمدنی	مصارف تنظیم: معمولی مصارف	مصارف تنظیم: مطالبات فرسودگی	خالص آمدنی	خالص آمدنی کی تقسیم: حکومت کو ادائی	خالص آمدنی کی تقسیم: ریلوے کے سرمایہ محفوظ کیلئے ادائی
	کلدار روپے لاکھوں میں					
سنہ ۳۸ تا ۳۹ع	۲۵۷٫۹۲	۱۱۷٫۲۲	۲۵٫۳۷	۱۱۵٫۳۳	۱۱۵٫۰۰	۰٫۳۳
سنہ ۳۹ تا ۴۰ع	۲۶۹٫۰۶	۱۲۱٫۸۶	۲۴٫۱۶	۱۲۳٫۰۴	۱۱۵٫۰۰	۸٫۰۴
سنہ ۴۰ تا ۴۱ع	۲۹۵٫۵۳	۱۲۶٫۰۴	۲۶٫۹۴	۱۴۲٫۵۵	۱۱۵٫۰۰	۲۷٫۵۵
سنہ ۴۱ تا ۴۲ع	۳۴۸٫۰۱	۱۴۰٫۱۵	۳۱٫۰۴	۱۷۶٫۸۲	۱۵۲٫۸۶	۲۳٫۹۶
سنہ ۴۲ تا ۴۳ع پیش اندازہ	۴۲۲٫۷۴	۱۵۸٫۶۹	۳۷٫۶۱	۲۲۶٫۴۴	۱۹۳٫۶۰	۳۲٫۸۴
سنہ ۴۳ تا ۴۴ع اندازہ موازنہ	۳۹۷٫۷۲	۱۷۱٫۸۳	۲۵٫۶۹	۲۰۰٫۲۰	۱۴۱٫۳۵	۵۸٫۸۵

(الف) ان اعداد میں حکومت کی عام آمدنی اور ریلوے کے سرمایہ محفوظ کی منہائی شامل ہے اور سنہ ۴۱ تا سنہ ۴۲ع کے لئے پچیس لاکھ اور سنہ ۴۲ تا ۴۳ع کے لئے چالیس لاکھ روپیہ بھی جنگ کے حالات کے پیش نظر اور حکومت کو جنگ کی وجہ سے بڑھتے ہوئے مصارف میں مدد دینے کے لئے شامل ھیں ۔

(ب) ان اعداد میں ریلوے کے مد محفوظ سے خصوصی امداد خارج ہے جس کا تخمینہ سنہ ۴۳ع تا سنہ ۴۴ع کے حقیقی مالی اندازوں کے ساتھ مشخص کیا جائے گا ۔

رقمیں مشخص کرنے کا اصول

حکومت کو جو ادائیاں کی گئیں اور مطالبات فرسودگی اور سرمایہ محفوظ کے لئے جو رقمیں مشخص کی گئیں ان کے لئے یہ اصول پیش نظر رکھے گئے ۔

(الف) حکومت کو جو ادائیاں کی گئیں ان میں حسب ذیل مدات شامل ھیں :—

۱۔ سرمایہ پر پانچ فی صد شرح سے سود ۔

۲۔ خالص آمدنی کا نصف حصہ جو ادا شدہ سود وضع کرنے کے بعد حکومت کو ادا کیا گیا اس طرح حکومت کو نم از نم ۱۱۵ لاکھ روپے آمدنی ہوئی جس میں سرمایہ اداشدہ سود بھی شامل ہے ۔ اس رقم کی منہائی کے بعد باقی ماندہ بچت ریلوے کے سرمایہ محفوظ میں شامل کردی گئی ۔

۳ ۔ باہمی طے شدہ اساس پر ریلوے کے مد محفوظ سے حکومت کو اختتام جنگ تک مشخصہ رقم دی جائے گی ۔

(ب) مد محفوظ کا مقصد جس طرح ذیلی فقرہ الف میں بیان کیا گیا ہے ریلوے کی توسیع اور ترقی کے مصارف برداشت کرنا ہے ۔

(ج) مطالبات فرسودگی کے سلسلہ میں جو رقم مختص کی گئی ہے وہ آمدنی پر ششماہی حسابات میں خام منافع ریلوے سے ساڑھے سات فیصد اور خام منافع روڈ ٹرانسپورٹ ڈپارٹمنٹ سے بیس فیصد اور ہوائی نقل وحمل کے شعبہ کے برقرار رہنے کی اساس پر متعین کیا جاتا ہے ۔ اس سے فرسودہ اشیاء کی درستگی اور جدید اسباب کی فراہمی کا کام لیا جاتا ہے ۔

اس نوٹ میں جو اعداد دئے گئے ہیں ان میں (الف) سنہ ۴۳ تا سنہ ۴۴ کی آمدنی اور مصارف (ب) سنہ ۴۲ تا سنہ ۴۳ کے حقیقی مصارف اور آمدنی کے پیش اندازے اور (ج) سنہ ۴۱ تا ۴۲ اور سنہ ۳۸ تا سنہ ۳۹ کے حقیقی آمد و خرچ کے اعداد (جن میں سے موخر الذکر جنگ کے آغاز کا سال ہے) بہ نسبت وار شامل کئے گئے ہیں ۔ تمام اعداد سکہ کلدار میں دئے گئے ہیں تاکہ برطانوی ہند اور دیگر ریاستوں کے نظامات ریلوے کے اعداد سے ان کا تقابل ہوسکے ۔

وسائل نقل وحمل

آمدنی -- نقل و حمل کی سرویسوں کی خام آمدنی بابت ۱۹۴۳ تا ۱۹۴۴ کا تخمینہ ۳۹۶ لاکھ کلدار ہے اس کے مقابلہ میں سنہ ۳۸ تا ۳۹ کے حقیقی اعداد (۲۵۸) لاکھ ہیں ۔ اس طرح سال سنہ ۳۸ ۔ ۳۹ کی آمدنی میں (۱۳۸) لاکھ کا اضافہ ہوا ہے جو جنگ کے حالات سے پیدا شدہ زائد آمد و رفت کے باعث ہے سنہ ۴۴ تا سنہ ۴۳ کے اعداد کے معاملہ میں تخمینی لاکھ کی جو کمی دیکھی جا رہی ہے اس سے صرف یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ یہ اعداد تخمینی ہیں کیونکہ سنہ ۴۲ و ۴۳ کے اندازے محتاط طور پر لیتے ہوئے دکھائے گئے تھے لیکن گزشتہ چند ماہ میں حالات نے آمدنی میں کافی اضافہ کی صورت پیدا کردی ہے ۔

مصارف تنظیم ۔ سنہ ۴۳ ۔ ۴۴ء کے لئے مصارف تنظیم کا تخمینہ (۱۹۸) لاکھ ہے ۔ ان اعداد کے مقابلہ میں سنہ ۳۸ ۔ ۳۹ء کے (۱۴۳) لاکھ اور سنہ ۴۲ ۔ ۴۳ کے (۱۹۶) لاکھ میں اول الذکر کے مقابلہ میں (۵۵) لاکھ کے اضافہ میں (۲۱) لاکھ گرانی الاونس برائے اسٹاف اور اسٹورس کے گراں ترین قیمتوں کے مصارف ادنی ملازمین کے لئے پراویڈنٹ فنڈ اور انتظام کے درجوں میں ترقی اور اسی طرح کے دیگر مصارف بھی شامل ہیں ۔ اس رقم سے صرف دو لاکھ روپیہ مصارف تنظیم میں بڑھے ہیں اس کا یہی سبب ہے کہ روڈ ٹرانسپورٹ کے شعبہ سے مطالبات فرسودگی میں کوئی رقم شامل نہیں کیا گیا تھا اور سنہ ۴۲ تا ۴۳ کے ختم پر روڈ سرویسوں کی کامل درستگی کی ضرورت لاحق ہوگئی اور اس سال اس کی آمدنی ۱۰۱۵ لاکھ روپیہ ہوئی ۔

خالص آمدنی ۔ سنہ ۴۳ ۔ ۴۴ کے لئے اس شعبہ کی متوقع خالص آمدنی ۲۰۰ لاکھ ہے جس کے مقابلہ میں

سنہ ۳۸ - ۳۹ کی یہ آمدنی ۱۱۵ لاکھ اور سنہ ۴۲ - ۴۳ کی ۲۲۶ لاکھ ہے - ان اعداد کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

تفصیل		سنہ ۳۸ تا ۳۹ قبل از جنگ	سنہ ۴۱-۴۲ حقیقی اعداد	سنہ ۴۲-۴۳ پیش اندازہ	سنہ ۴۳-۴۴ تخمینہ موازنہ
(کلدار روپے لاکھوں میں)					
عام آمدنی	..	۲۵۷٫۶۵	۳۴۶٫۴۳	۴۲۱٫۰۹	۳۹۶٫۰۱
مصارف تنظیم	..	۱۴۲٫۵۹	۱۷۱٫۱۹	۱۹۶٫۳۰	۱۹۷٫۵۲
خالص آمدنی	..	۱۱۵٫۰۶	۱۷۵٫۲۴	۲۲۴٫۷۹	۱۹۸٫۴۹
زیر تعمیر ہونیکے دوران میں سرمایہ پر جو سود دیا گیا	..	۰٫۲۷	۱٫۵۸	۱٫۶۵	۱٫۷۱
مجموعی خالص آمدنی	..	۱۱۵٫۳۳	۱۷۶٫۸۲	۲۲۶٫۴۴	۲۰۰٫۲۰
رقوم کی تقسیم کے مدات -					
حکومت سرکارعالی کو ادائی ..					
(۱) سرمایہ پر سود	..	۷۵٫۵۲	۷۸٫۹۰	۸۰٫۷۵	۸۲٫۵۰
(۲) زاید آمدنی کا حصہ	..	۳۹٫۴۸	۳۸٫۹۶	۲٫۸۵	۵۸٫۸۵
میزان	..	۱۱۵٫۰۰	۱۲۷٫۸۶	۱۵۳٫۶۰	۱۴۱٫۳۵
ریلوے کا مدمحفوظ	..	۰٫۳۳	۴۸٫۹۶	۷۲٫۸۴	۵۸٫۸۵
مجموعی خالص آمدنی	..	۱۱۵٫۳۳	۱۷۶٫۸۲	۲۲۶٫۴۴	۲۰۰٫۲۰

حکومت کو خصوصی ادائیاں - بطور خاص طے شدہ اساس پر بورڈ اور حکومت کے باہمی فیصلہ کے بموجب سرمایہ محفوظ سے جنگ کے حالات کے پیش نظر اختتام جنگ تک خصوصی رقومات حکومت کو دی جاتی رہیں گی - ماہ نومبر سنہ ۱۹۴۲ع (مطابق دے سنہ ۱۳۵۲ف) میں اس قسم کی مد سے ۲۵ لاکھ روپے دئے گئے اور اگست سنہ ۴۳ع (مطابق مہر سنہ ۱۳۵۲ف) میں یہ رقم چالیس لاکھ کردی گئی اس طرح جملتاً ۲۸۱٫۰۶ لاکھ روپیہ سنہ ۱۳۵۲ف میں حکومت کو ادا کئے گئے -

تجویز یہ ہے کہ سنہ ۴۳ - ۴۴ع میں (۳۶) لاکھ روپئے مصارف عام پرصرف کئے جائیں جن کا بڑا حصہ ریلوے کے رولنگ اسٹاک (۳۲ لاکھ) اور روڈس (۵ لاکھ) کے لئے ہے - مقابلتاً یہ بڑھے ہوئے مصارف ان اسباب انجنوں اور ڈبوں وغیرہ کے سلسلہ میں عائد ہونگے جن کی گذشتہ تین سال کے دوران میں تجویز کی گئی تھی لیکن اب تک فراہم نہ کئے جاسکے ہیں - چنانچہ چھتیس لاکھ کی سرورہ مد کا سنہ ۴۳ - ۴۴ع میں اس طرح خرچ ہونا موزوں خیال کیا جاتا ہے -

مطالبات فرسودگی - سنہ ۴۳ - ۴۴ع کی مجموعی رقم موازنہ (۳۱) لاکھ میں سے (۲۶) لاکھ مصارف فرسودگی کے لئے ہیں جو ڈبوں وغیرہ کی درستگی واضافہ کے لئے صرف کئے جائیں گے - ان کے علاوہ پانچ لاکھ روپے راستوں وغیرہ کی درستی پرصرف ہوں گے اس سے قبل کے فقرہ میں جو وضاحت کی گئی ہے وہی یہاں بھی قابل ذکر ہے -

مد محفوظ - ۳۱ - مارچ سنہ ۴۳ع تک مدمحفوظ میں ۱۳۷٫۴۳ لاکھ روپے بچت رہی سنہ ۴۳-۴۴ع کے اس سرمایہ میں مزید ۵۸٫۸۵ لاکھ کے اضافہ کا اندازہ کیا گیا ہے - اس میں سے ۳۳٫۷۰ لاکھ روپے جو اس سال صرف کئے جانے والے تھے ان کے محسوب کرنے کے بعد ۱۶۲٫۵۸ لاکھ روپے اس سرمایہ میں بچت ہوئی - اس بچت سے اگرچالیس لاکھ روپیہ کی رقم بطورخاص حکومت کے موازنہ میں وضع کی جائے جیسے کہ اگست سنہ ۴۳

ملاحظہ ہو صفحہ (۱۳)

شہر کے گندے حصوں کی صفائی

مجلس آرائش بلدہ کی مصروفیات

موازنے میں تخفیف کے باوجود مجلس آرائش بلدہ شہر کے گندے حصوں کی صفائی اور جدید نمونے کے مکانوں اور سڑکوں کی تعمیر کا کام جاری رکھے ہوئے ہے ۔ چنانچہ ڈھول پیٹھ اور بارہ گلی کے گندے اور تاریک حصے منہدم کردیئے گئے تاکہ ان کی جگہ اصول حفظان صحت کو ملحوظ رکھتے ہوئے صاف ستھرے محلے آباد کئے جائیں ۔

جن محلوں میں نلوں کی تنصیب قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے ممکن نہ ہوسکی وہاں پینے کے لئے میٹھا پانی فراہم کرنے کی غرض سے کنوئیں تعمیر کئے گئے ہیں ۔

اس محکمہ نے جنگی مساعی میں بھی حصہ لیا ہے چنانچہ براہ عنبر پیٹھ جامعہ عثمانیہ سے سرور نگر تک ایک ساٹھ فیٹ چوڑی فوجی سڑک بنائی ہے اور موسی ندی پر (۶۰۰) فیٹ طویل ایک بلند سنگ بستہ راستہ بھی تعمیر کیا ہے ۔ ان تعمیرات پر (۱,۱۰,۰۰۰) روپے صرف ہوئے اس کے علاوہ محکمہ مذکور نے ہوائی حملوں سے حفاظت کی تدابیر کے مد نظر (۲,۵۰,۰۰۰) روپے کے مصارف سے اسٹیٹک ٹینکس بھی بنوائے ہیں ۔

پتھر گٹی میں مجلس آرائش بلدہ کی دو دکانوں اور آرائشیوں کو ہراج کے ذریعہ فروخت کیا گیا اور ان کی اچھی قیمت آئی ۔

انسانوں کی زندگی بچانے والے کبوتر

پیغام رسانی جیسی اہم خدمت انجام دیتے ہیں

کبوتروں کے شکار پر شدید قانونی پابندیاں

ایک شکاری کی ایک لمحہ کی بے احتیاطی کی وجہ سے ایک نامہ بر کبوتر مارا گیا اور ایک طیارہ کے ہوا بازوں کو جو دور افتادہ جنگل میں پہاڑی سرزمین پر طیارہ اتارنے کے لئے مجبور ہوگئے تھے امداد پہونچانے میں بہت تاخیر ہوئی اور دو زخمی طیارچی کئی دن تک بغیر غذا اور طبی امداد کے جنگل میں پڑے رہے ۔

ان زخمی طیارچیوں نے پیغام پہونچانے والے ایک کبوتر کے ذریعہ اپنا سارا حال لکھکر بھیجا اور کبوتر اس تحریر کو لئے ہوئے شام کی خاموش فضا میں سرعت کے ساتھ پرواز کررہا تھا ۔ بنگال کے ایک گاؤں کے قریب ایک پرجوش لیکن ناسمجھ شکاری کبوتروں کی تاک میں تھا جونہی اس کی نظر اس کبوتر پر پڑی اس نے اسے گولی کا نشانہ بنادیا ۔ کبوتر پھڑپھڑاتا ہوا زمین پر آرہا اور آبادی سے دور ان زخمی طیارچیوں کی حالت سے آگاہ کرنے کا واحد ذریعہ منقطع ہوگیا ۔ اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ موجودہ مفاجاتی حالات میں اس قسم کے شکار سے کتنا شدید نقصان پہونچ سکتا ہے ۔

" لیکن مجھے کیا معلوم کہ یہ نامہ بر کبوتر تھا " یہ ایسا عذر ہے جو بے احتیاطی سے شکار کھیلنے والے پیش کردیتے ہیں لیکن قانون مدافعت ہند میں ایک حالیہ ترمیم کے تحت اب یہ عذر قابل قبول نہ ہوگا اور جب تک کہ کوئی مجرم یہ ثابت نہ کردے کہ شکار کئے ہوئے کبوتر کو نامہ بر کبوتر نہ سمجھنے کی درحقیقت معقول وجہ موجود ہے وہ قصور وار تصور کیا جائیگا اور ایک سال تک قید تک سزا دی جاسکیگی

نامہ بر کبوتروں کو ان کی نقل و حرکت سے بہ آسانی پہچانا جاسکتا ہے ۔ یہ کبوتر ایک خاص ذہن میں صرف ایک ہی سمت میں سیدھے پرواز کرتے چلے جاتے ہیں اور عام طور سے ۱۵۰ تا ۲۰۰ فیٹ کی بلندی پر اڑتے ہیں ۔ رنگ سے پہچاننے میں بہت کم مدد ملتی ہے کیونکہ نامہ بر کبوتر کالے سے لے کر بھورے رنگ تک کے ہوتے ہیں ۔ نیلے رنگ والے جنگلی کبوتر اور شہری کبوتر میں اتنی پھرتی نہیں ہوتی اور وہ اس قدر تیزی سے ایک سیدھ میں پرواز نہیں کرسکتے ۔ جنگلی کبوتر نامہ بر کبوتر سے قدرے بڑا بھی ہوتا ہے کیونکہ موخر الذکر مینا سے کچھ ہی بڑا ہوتا ہے اور شہری کبوتر دونوں سے چھوٹا ہوتا ہے ۔

کبوتروں کی مختلف اقسام کی صحیح پہچان کی مشکلات کے مد نظر موجودہ حالات میں شکاریوں کے لئے یہ صورت سب سے بہتر ہے کہ تنہا اڑتے ہوئے کبوتر کا ہرگز شکار نہ کریں ۔

اگر اتفاقاً کسی کو کہیں کوئی نامہ بر کبوتر زندہ زخمی یا مرا ہوا ملے تو از روئے قانون اب اس پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کبوتر کو پیغام سمیت قریب ترین پولیس کے تھانے پر فوراً پہونچادے ۔

سنہ ۱۳۵۱ف میں دیہی تنظیم سے متعلق سرگرمیاں

سنه ۱۳۵۱ف میں دیہی اصلاح و تنظیم کے لئے جو مواضعات منتخب کئے گئے ان کی تعداد (۱۳۴) سے اضافه هوکر (۱۴۷) هوگئی ۔ اورنگ آباد میں (۱۷) مواضعات کا انتخاب کیا گیا اور یه تعداد سب سے زیاده هے اس کے بعد گلبرگه کا درجه هے جهاں (۳) مواضعات منتخب کئے گئے هیں ۔ ان مواضعات میں رهنے والے خاندانوں کی تعداد بهی (۳۷۸۰۰) سے اضافه هوکر (۴۰۰۰۰) هوگئی ۔اسی طرح جن خاندانوں نے مجالس تنظیم دیہی کی رکنیت قبول کی انکی تعداد بهی (۱۵۰۰۰) سے اضافه هوکر (۱۶۰۰۰) هوگئی ۔ جن افراد کے نام بحیثیت رکن درج کئے گئے ان کی تعداد (۱۶۹۰۰) هے ۔ اسکے برعکس گذشته سال یه تعداد (۱۵۵۰۰) تهی ۔

به دوران سال جو چندے جمع هوے ان کی مجموعی مقدار (۱۶۲۲۰) روپے هے اس کے برعکس گذشته سال یه مقدار (۱۶۱۰۰) روپے تهی ۔

به دوران سال (۱۴۷۹۸) روپے صرف کئے گئے اس کے برعکس گذشته سال (۱۱۸۰۰) روپے صرف هوے تهے ۔ اختتام سال پر بچت کی مقدار (۱۲۱۶۲) روپے رهی ۔ سنه ۱۳۵۱ف کے اختتام پر بچت کی مقدار (۱۰۷۰۰) روپے تهی ۔

بهتر کاروبار

منتخب کرده مواضعات میں کفایت شعاری اور قرضے کی انجمنوں کی تعداد (۱۱۶) تهی ۔ اور صرف (۱۸) ایسے مواضعات تهے جهاں امداد باهمی کی مجالس قرضه موجود نه تهیں ۔ ان انجمنوں کے اراکین کی تعداد (۴۳۶۰) تهی اور مصروف سرمایه کی مقدار (۳۲۷۲۶) روپے تهی ۔ حصص اور مدات محفوظ پر مشتمل مقبوضه سرمایه کی مقدار (۱۴۵۰۱۲) روپے سے اضافه هوکر (۶۳۳۰۶) روپے هوگئی ۔ اراکین کو زرعی ضروریات کی تکمیل کے لئے (۶۳۸۰۵) روپے بطور قرض دئے گئے اور جمله (۶۹۶۲۲) روپے واپس وصول هوے غله کے گوداموں کی تعداد (۹۷) سے اضافه هوکر (۱۱۳) هوگئی اور ان کے اراکین کی تعداد میں بهی (۵۱۷۷) کے بجائے (۶۲۵۵) تک اضافه هوا ان گوداموں میں جمله (۲۹۳۷۰۰) سیر غله جمع کیا گیا ۔ اس کے برعکس گذشته سال (۲۶۵۰۰۰) سیر غله جمع هوا تها هرضلع میں غله کے گوداموں کو ترقی هوئی هے اور اس اعتبار سے سب سے بهتر ضلع نظام آباد هے جهاں به دوران سال (۱۳۰۶۰) سیر دهان جمع کئے گئے ۔

بهتر کاشت

سررشته زراعت نے دیہی تنظیم کی انجمنوں کے (۱۰۲۰) اراکین کے لئے مختلف اقسام کے (۲۶۰۶۰۰) سیر تخم تقسیم کئے ۔

سنه ۱۳۵۲ف میں (۱۷۴) اشخاص کو (۳۸۴۰۰) سیر کهاد تقسیم کی گئی ۔ منتخب کرده مواضعات میں کهاد کے گڑهوں کی تعداد (۴۹۲۲) هوگئی ۔ گذشته سال یه تعداد (۴۴۳۵) تهی ۔

منتخب کرده مواضعات میں سانڈ بهی پالے گئے اور (۵۴۷) گائیوں سے نسل کشی کے لئے انہیں استعمال کیا گیا ۔

به دوران سال (۱۶۳۰) بیل آخته کئے گئے اور اس طرح یه تعداد (۱۰۲۹۷) هوگئی ۔ ان مواضعات میں بیلوں کی مجموعی تعداد (۳۲۰۵۹) هے ۔ اس سال (۲۲۳۴۵) مویشیوں کے ٹیکے لگائے گئے ۔ گذشته سال ایسے مویشیوں کی تعداد (۲۰۰۰۰) تهی ۔

زرعی ضروریات کے لئے (۲۹۵۰۰) روپے کے مصارف سے (۱۹۲) کنویں تعمیر کئے گئے اور اس طرح منتخب کرده مواضعات میں کنووں کی مجموعی تعداد (۳۴۴۲) هوگئی ۔

ذیلی صنعتوں کے ذریعه دیہاتیوں کی آمدنی میں اضافه کرنے کی کوششیں بهی جاری هیں ۔ چنانچه اس سال مجالس تنظیم دیہی کے اراکین نے (۳۹۳۰۰) روپے کا گهی فروخت کیا اور مرغیاں اور انڈوں کے فروخت کرنے سے جو آمدنی هوئی اس میں بهی (۸۰۰۰) روپے سے (۱۱۰۰۰) روپے تک اضافه هوا ۔

اس کے علاوہ یہ دوران سال منتخب کردہ مواضعات میں میوے کے (۱۹۰۰۰) درخت بھی لگائے گئے اور اس طرح یہ تعداد (۶۳۰۰۰) ہو گئی۔ میووں اور ترکاریوں کی فروخت سے (۲۶۲۸۵) روپے آمدنی ہوئی۔

محکمہ لوکل فنڈ نے (۱۱۰۰۰) روپے کے مصارف سے مواضعات میں (۲۳) میل مجموعی طول کی سڑکیں تعمیر اور درست کیں اور اندازہ ہے کہ دیہی باشندوں نے محنت اور سامان کی شکل میں بقدر (۹۸۰) روپے حصہ لیا۔

یہ دوران سال (۸۷۷) انجمانی گڑھے بنائے گئے اور ان کی مجموعی تعداد (۹۰۰۴) ہو گئی۔ اضلاع اورنگ آباد اور نظام آباد کے منتخب کردہ مواضعات میں اس قسم کے گڑھوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

سررشتہ طبابت کی جانب سے (۱۱۰۱۱) بچوں کے چیچک کے ٹیکے لگائے گئے اور (۲۱۷۴۷) اشخاص کے ہیضہ اور طاعون سے محفوظ رکھنے والے ٹیکے لگائے گئے۔ منتخب کردہ مواضعات میں دیہی عہدہ داروں نے (۱۲۰۴۹) اشخاص کا علاج کیا۔ عادل آباد میدک اور ورنگل میں سب سے زیادہ تعداد میں رجوع ہوئی۔ مجالس تنظیم دیہی نے ادویہ پر (۹۳۲) روپے صرف کئے جو (۴۰۸۴) اشخاص کو تقسیم کی گئیں۔

یہ دوران سال زیر دعوہ (۱۰۶۰) مکانوں میں (۱۰۷۹) روشندان بنائے گئے اور اس طرح جملہ (۸۰۵۹) مکانوں میں روشندانوں کی تعداد (۸۰۷۸) ہو گئی۔

لڑکوں کے مدارس کی تعداد (۱۱۴) ہو گئی اور منتخب کردہ مواضعات میں سے صرف (۱۹) ایسے رہ گئے جہاں کوئی مدرسہ نہیں۔ ان (۱۱۴) مدارس میں سے (۹۶) سرکاری ہیں (۱۳) امدادی (۴) لوکل فنڈ کے اور ایک جاگیری۔

ان مدارس میں تعلیم پانے والے لڑکوں کی تعداد (۷۵۶۳) سے اضافہ ہو کر (۷۷۲۹) ہو گئی اور مصارف تعلیم میں بھی (۹۰۳۳۶) روپے سے (۹۸۷۱۱) روپے تک اضافہ ہوا۔

لڑکیوں کے مدارس کی تعداد (۲۵) سے کم ہو کر (۲۱) رہ گئی ہے۔ ان میں سے (۹) سرکاری مدارس ہیں (۱۱) امدادی اور ایک جاگیری۔

ان مدارس میں تعلیم پانے والوں کی تعداد (۱۰۲۳) سے کم ہو کر (۹۸۰) رہ گئی لیکن مصارف تعلیم (۸۸۷۱) روپے سے اضافہ ہو کر (۹۲۰۱) روپے ہو گئے۔

مدارس شبینہ میں تعلیم پانے والے اشخاص کی تعداد (۴۲۲) سے اضافہ ہو کر (۵۲۹) ہو گئی گذشتہ سال استادوں کی تعداد (۲۰) تھی۔ لیکن اس سال (۲۹) استادوں نے بڑی دلچسپی سے پڑھایا۔ مجالس تنظیم دیہی اور سررشتہ تعلیمات نے مدرسوں کی تنخواہ اور روشنی وغیرہ کے انتظامات پر (۱۳۵۰۰) روپے صرف کئے۔ مجالس تنظیم دیہی اور لوکل فنڈ نے بازی گاہوں پر (۳۶۸۰) روپے صرف کئے۔

مقدمہ بازی سے محفوظ رہنے کے لئے باشندوں کو یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ اپنے معمولی قضیے پنچایتوں کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ اس طرح (۲۲۳) مقدموں کا فیصلہ ہوا اور اندازہ ہے کہ اس طریقہ کار کی وجہ سے تقریباً (۱۱۰۰۰) روپے کی بچت ہو گئی۔

(۳۳) منتخب کردہ مواضعات میں (۵۲۷۳) روپے کے مصارف سے امداد باہمی کے مظاہرے منعقد کئے گئے۔ ان مصارف میں سے (۲۱۷۱) روپے انعامات پر خرچ ہوئے اور باقی ماندہ رقم کا بیشتر حصہ مظاہروں میں شرکت کرنے والے دیہاتیوں کو کھانا کھلانے پر خرچ کیا گیا۔ (۴۴) مرکزوں میں نمائش اطفال بھی منعقد کی گئی اور (۱۹۲) روپے بطور انعام تقسیم کئے گئے۔

تنظیم دیہی کے مرکزی بورڈ نے ۳۱۔ شہریور سنہ ۱۳۵۱ف کو منعقدہ جلسہ میں ایک قرارداد منظور کی کہ اضلاعی مجالس تنظیم دیہی کو یہ مشورہ دیا جائے کہ وہ اپنے پروگرام میں ہر تعلقہ کے بعض ایسے مواضعات کو بھی شامل کرے جو مستحکم اور کامیاب مجالس تنظیم دیہی سے قریب واقع ہیں۔

ممالک محروسہ میں میووں اور ترکاریوں کی کاشت میں اضافہ

فن باغبانی سے متعلق تحقیقات و تجربات کے امید افزا نتائج

محکمہ باغبانی کی کوششوں کے باعث ممالک محروسہ سرکار عالی میں میووں اور ترکاریوں کے زیر کاشت رقبہ پانچ لاکھ ایکڑ سے اضافہ ہوکر سات لاکھ ایکڑ ہوگیا ہے۔ سنترہ اور موز کی کاشت (۳۰،۰۰۰) ایکڑ سے زیادہ رقبہ پر کی جاتی ہے۔ درآمدات کی قیمت میں تقریباً (۶) لاکھ روپے سالانہ کی کمی ہوگئی ہے اور برآمدات میں (۲ ۱/۲) لاکھ روپے سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ (۵۰) طلبہ نصاب باغبانی کی تکمیل کرچکے ہیں۔

سنہ ۱۳۴۲ ف میں سررشتہ زراعت کے شعبہ باغبانی کی از سرنو تنظیم کی گئی تاکہ اس کے کارکردگی میں ممکنہ اضافہ کیا جاسکے۔ ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں سررشتہ زراعت کے جو مزرعے ہیں ان میں اس سے قبل ہی میووں کے درخت لگانے کا سلسلہ شروع کردیا گیا تھا لیکن سنہ ۱۳۴۲ ف سے قبل میووں کی کاشت بہت محدود تھی۔ جب فن باغبانی کے ایک ماہر کا تقرر کرکے ممالک محروسہ میں باغبانی سے متعلق تمام امور اس کے تفویض کردیئے گئے تو زراعت کے اس شعبہ کو بھی کافی ترقی ہونے لگی۔ (۵) طیلسان مددگاروں (۵) صدر باغبانوں اور (۹) کامگاروں پر مشتمل عملہ کی مدد سے اس کام کو ترقی دینے میں کامیابی ہوئی۔ مختلف سرکاری مزرعوں میں میووں کی کاشت کو وسعت دی گئی اور باقاعدہ طور پر تجرباتی کام بھی شروع کیا گیا۔

ماہر باغبانی کے فرائض

ماہر فن باغبانی کی توجہ جن امور پر مرکوز رہی وہ حسب ذیل ہیں:—

تجارتی معیار پر کاشت کرنے کے لئے مختلف اقسام کے میووں کی دریافت اور ان کی کاشت کے لئے سفارش۔ عوام کے لئے سفارش کردہ اقسام کے تخم اور پودوں کی فراہمی کے لئے مناسب انتظامات۔ ممالک محروسہ کے موسمی اور ارضی حالات کے پیش نظر ہر قسم کے پودے کے لئے مناسب طریقہ کاشت کھاد اور آبپاشی کے متعلق ضروری دریافت۔

پودوں کو کیڑوں اور دوسری بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے موثر طریقوں کی دریافت اور ان کے متعلق معلومات کی فراہمی۔

اصلاح شدہ آلات ضروریات اور کرم کش اشیاء کی فراہمی کا انتظام۔

ممالک محروسہ میں میووں کی کاشت کو وسعت دینے کے طریقوں کی دریافت۔ خریدو فروخت میں اصلاح کے لئے میوے توڑنے علحدہ کرنے اور مارکٹ روانہ کرنے کے بہتر طریقوں کی ترویج۔

امید افزا حالات

شعبہ باغبانی کی انتھک کوششوں اور فن باغبانی سے عوام کی روز افزوں واقفیت کی بناء پر میووں اور ترکاریوں کے زیر کاشت رقبہ پانچ لاکھ ایکڑ سے اضافہ ہوکر سات لاکھ ایکڑ ہوگیا ہے۔ آم سنترہ اور موز کے زیر کاشت رقبہ (۳۰۰۰) ایکڑ تھا جو اضافہ ہوکر تقریباً (۳۰۰۰۰) ایکڑ ہوگیا ہے۔ اسی تناسب سے میووں اور ترکاریوں کی کاشت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ گذشتہ چند سال کے عرصہ میں میووں اور ترکاریوں کا تجارتی توازن روبہ ترقی اور امید افزا رہا ہے۔ چنانچہ اشیاء درآمد کی قیمت میں تقریباً چھ لاکھ روپے کی کمی ہوگئی ہے اور اشیائے برآمد کی قیمت میں تقریباً ڈھائی لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ سنترہ انگور اور موز کی برآمد میں قابل لحاظ اضافہ ہوا ہے۔

تجرباتی کام

محکمہ متعلقہ کے تجربات سے جو قطعی نتائج برآمد ہوئے ہیں ان سے عوام کو مختلف طریقوں سے مطلع

کیا جاتا ہے۔ حمایت ساگر، سنگاریڈی، ردرور، پربھنی، اورنگ آباد، ورنگل، رائچور اور بیدر میں سررشتہ زراعت کے تجرباتی باغات موجود ہیں جن میں مختلف اقسام کے میووں اور ترکاریوں کی کاشت کی گئی ہے اور بڑی احتیاط سے ان کا تفصیلی مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ آم، جیکو پپنا، انگور، سنترہ، انجیر، انناس، امرود، کھجور، ناریل، انار وغیرہ چند ایسے میوے ہیں جن کے متعلق خاص طور سے تجربات کئے جا رہے ہیں۔

سفارش کردہ اقسام

تحقیقات و تجربات کے نتائج کی بناء پر میووں اور ترکاریوں کی حسب ذیل اقسام بہتر ثابت ہوئی ہیں اور انہیں کاشت کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

(الف) ترکاریاں	اقسام
(۱) کرم کلہ	ارلی ڈرم ہیڈ
(۲) پھول گوبھی	اسنوبال اور پٹنہ
(۳) نول کول	وھائیٹ ویانہ
(۴) چقندر	کرمزن گلوب اور کراسبیزا ایجپشین
(۵) مرچ	بل نوز اور چینا جائنٹ
(۶) بیگن	بلیک بیوٹی ... اور لانگ بلیک
(۷) ٹماٹہ	بونی بسٹ اور میکاڈو
(۸) سیم	گولڈن ویکس اور اسٹرنگ لس
(۹) بھنڈی	شنکر پلی اور وھائٹ ولوٹ
(۱۰) کلسٹر بینس	سورتی
(۱۱) مٹر	کھاپر کھیڑا اور پونا

(ب) میوے	اقسام
(۱) آم	دسہری، سفیدہ، بے نشان اور حیدرآبادی مرغوبہ
(۲) جیکو	بیضاوی اور گول
(۳) پپئی	گجراتی اور ھوائین
(۴) موز	ستی لال اور سون
(۵) انگور	بھوکری اور مالٹا
(۶) امرود	سفیدہ اور کوھیری
(۷) سنترہ	جالنہ اور ناول
(۸) موسمی	پتلے چھلکے والی
(۹) گریپ فروٹ	بغیر بیج والا اور ڈنکن
(۱۰) انناس	کوئن
(۱۱) انجیر	مبسرہ
(۱۲) انار	ڈھولکہ
(۱۳) کھٹالیمو	انالین لمبا اور کاغذی

کاشت کرنے والوں کے لئے بعض ھدایات

صوبہ جات متحدہ کے آموں میں سے دسہری، سفیدہ اور ثمر بہشت کی کاشت اچھی طرح ہوسکتی ہے۔ چیکو کے لئے ریگڑ اور چلکہ دونوں قسم کی زمین موزوں ہوتی ہے۔ انگور کی وہ قسم جو مالٹا کہلاتی ہے بلدہ حیدرآباد، گلبرگہ اور اورنگ آباد میں کچھ عرصہ سے کاشت کی جاتی ہے اور اچھی فصل دیتی ہے۔ منڈوہ کی شکل میں کاشت کئے ہوئے انگور کی ایک بیل سے ہرسال (۱۰۰) روپے سے زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔ انگور کی یہ قسم پودوں کی بیماریوں کا بھی بخوبی مقابلہ کرسکتی ہے۔ ضلع اورنگ آباد میں سنترے کی ایک قسم دریافت ہوئی ہے جس میں بیج نہیں ہوتا اور اس کے پودے فراہم کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ترقیات نظام ساگر کی اسکیم کے تحت ردرور کے مزرعے میں کام کو کافی وسعت دی گئی ہے۔ چنانچہ پودوں کی پرورش گاہ کو وسعت دینے کے علاوہ تجارتی اصول پر ایک باغ لگانے کی اسکیم بھی روبہ عمل لائی گئی ہے جس کی نگرانی ایک مددگار کے تفویض ہے۔

باغبانوں کی تربیت

حمایت ساگر کے مرکز باغبانی میں فن باغبانی کی تربیت دینے کے لئے ایک جماعت قائم کی گئی ہے۔ اس جماعت کے کام کا مقصد باغبانوں کو انکے فن سے متعلق ضروری معلومات سے واقف کرانا ہے۔ چنانچہ یہاں دوسال تک باغبانی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اور جیلی اور جام بنانے کے طریقے بھی سکھلائے جاتے ہیں۔ تربیت یافتہ باغبانوں کی مانگ بہت زیادہ ہے اور یہ جماعت عوام کے لئے مفید ثابت ہورہی ہے۔ اب تک (۵۴) طلباء نصاب کی تکمیل کرکے کامیاب ہوچکے ہیں۔ ان میں کچھ لوگ خود اپنی زمینات پر کام کرتے ہیں اور کچھ سرکاری اور خانگی باغات میں ملازم ہوگئے ہیں۔

تجربات و تحقیقات

ممالک محروسہ میں وسیع پیمانے پر آلو کی کاشت کرنے کے امکانات دریافت کرنے کی غرض سے ایک تجرباتی مرکز قائم کیا گیا ہے۔ اگر چیکہ ممالک محروسہ میں آلو کی کاشت کے لئے کافی سہولتیں موجود ہیں تاہم مجموعی ضروریات کی نصف سے زیادہ مقدار درآمد کی جاتی ہے جس کی مالیت کا تخمینہ تیں لاکھ روپے سالانہ ہے۔

بعض اقسام کے متعلق ابتدائی تجربے شروع کئے جاچکے ہیں اور پیدا وار کے اعتبار سے سب سے بہتر قسم نینی تال ثابت ہوئی ہے۔ اس کے بعد دارجیلنگ بہترین قسم ہے۔ تخم کے لئے استعمال کی غرض سے الو محفوظ رکھنے کا ایک تجربہ بھی کامیاب ثابت ہوا ہے۔

میووں کے بارے میں ضروری دریافت کی اسکیم

یہ اسکیم مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے سنہ ۱۹۳۰ ع میں منظور کی تھی۔ اور اپریل سنہ ۱۹۴۱ ع سے اس کا نفاذ ہوا۔ سنگاریڈی کے باغ میں سنتا پھل کے متعلق اور اورنگ آباد کے تجرباتی مرکز میں انگور کے متعلق ضروری تجربات کئے جارہے ہیں۔

گذشتہ سال مختلف صوبوں سے سیتا پھل کی بیس قسمیں منگوائی گئی تھیں اور ممالک محروسہ میں جودوں کی مختلف پروونس گاھوں سے بھی دس قسمیں حاصل کی گئیں۔ اس سال مزید تجربے کے لئے ان کی مختلف قلمیں لی جارہی ہیں۔ سیتا پھل کے متعلق جو تجربے کئے جارہے ہیں ان کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ فاضل پیدا وار سے مناسب کام لیاجائے اور بے بیج کا پھل حاصل کیا جائے۔

جہاں تک کہ انگور سے متعلق تجربوں کا تعلق ہے ہندوستان کے مختلف حصوں سے (۱۱۶) اقسام کی بیلیں فراہم کر کے تجرباتی اور مشاھداتی مزرعوں میں ان کی کاشت کی گئی اور دکن کے موسمی اور ارضی حالات کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کا مطالعہ اور مماثل اقسام سے مقابلہ کیا جارہا ہے۔

تفصیلات کی فراہمی

بہترین اقسام کے تخم اور پودے فراہم کرنے کے لئے میووں کی موجودہ اقسام کے متعلق وسیع اور تفصیلی دریافت ضروری ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت ماہرفن باغبانی حیدرآباد میں کاشت کئے جانے والی پیوندی آموں کے متعلق باقاعدہ دریافت میں مصروف ہیں۔ یہ کام بخوبی جاری ہے اور توقع ہے کہ موسم ختم ہونے سے قبل تقریباً (۱۰۰) اقسام کے بارے میں مکمل دریافت ہوجائے گی۔ صرف حیدرآباد اور مضافات میں پیوندی آموں کی دوسو سے زیادہ قسمیں موجود ہیں جو زیادہ تر خوشحال لوگوں کی ملک ہیں اور عام طورپر بازار میں نہیں ملتیں۔

سکندرآباد میں جو فوجیں متعین ہیں اس کے لئے آلو پیدا کرنے کا کام حال ہی میں سررشتہ زراعت کے تفویض کیا گیا ہے۔ چنانچہ حیدرآباد، بیدر اور نظام آباد میں تقریباً (۵۰۰) ایکڑ آراضی پر آلو کی کاشت کرنے کی ایک اسکیم منظوری کے لئے پیش کی گئی ہے۔

سلسلہ صفحہ (۷)

میں دینے کی تجویز ہے تو اصل بجٹ (۱۲۲۰۸۸) لاکھ روپے رہ جائے گی۔ جو ۳۱ مارچ سنہ ۴۳ع کو محسوب ہوگی گویا یہ بچت ۳۶۰۳۴۴ لاکھ روپیہ سکہ عثمانیہ ہوگی۔

مد فرسودگی۔ فرسودگی کے مد میں جو ۱۹۰۵۹۶ لاکھ پر ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۳ ع کو ختم ہوا ہے منظورہ موازنوں کے بموجب سنہ ۴۳۔۴۴ ع میں ۲۰۵۶۹ لاکھ شامل ہوں گے۔ اور اندازہ کیا گیا ہے کہ ۳۰۰۶ لاکھ روپے اسی سال درستگی اور تجدید وغیرہ پر صرف کئے جائیں گے۔ اسی بنا پر اندازہ کیاجاتا ہے کہ ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۴۴ ع کو اس سرمایہ کی بچت ۹۰۸۶۰ لاکھ ہوگی جو ۲۱۰۷۱ لاکھ روپیہ سکہ عثمانیہ کے مساوی ہے۔

ہوائی سرویسیں۔ ہوائی سرویسوں کے سلسلہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ محکمہ فضائی، ریلوے کے نظم ونسق کے تحت ہے جو تمام ارضی سہولتیں مثلاً طیران گاھوں، فرودگاھوں اور ان کی متعلقہ عمارتوں کی تعمیر و تیاری کی سہولتیں بہم پہونچاتا ہے۔ کرایوں کے علاوہ مکانات اور اترنے کی فیس وغیرہ کا اندازہ سنہ ۴۳۔۴۴ ع میں ۱۰۷ لاکھ کیا گیا ہے اور اس کے برعکس مصارف (۴۰۷) لاکھ ہیں۔ آمدنی میں (۳۰۰) لاکھ کی جو کمی متوقع ہے وہ سنہ ۴۲۔۴۳ ع کے اعداد (۳۰۲) لاکھ اور سال ماقبل جنگ سنہ ۳۸۔۳۹ ع کے اعداد (۲۰۵) لاکھ کے مقابلہ میں قابل غور ہے۔ سنہ ۴۳۔۴۴ ع میں (۴۰۷) لاکھ روپے کا جو خرچ بتلایا گیا ہے اس میں (۳۰۴) لاکھ ارضی اہتمام کے مصارف اور ساز و سامان اور تیاری وغیرہ کے اخراجات پر مشتمل ہیں۔

جاگیری رعایا کی امداد

سررشتہ کورٹ آف وارڈز کی سرگذشت

ممالک محروسہ سرکار عالی میں جاگیریں، سمستانیں مقطعے اور دیگر اسنام کی معاشیں بکثرت ہیں جو شاہان آصفی کی فیاضیوں کی رہین منت ہیں کیونکہ ان سلاطین نے ہمیشہ اپنی وفادار رعایا کی قدرافزائی فرمائی اور انہیں اراضیات اور جاگیریں عطا فرمائیں جن میں سے کئی ایک تو ہندوستان کی بعض دیسی ریاستوں کے برابر ہیں ۔

سنہ ۱۲۶۱ ف میں حکومت نے یہ محسوس کیا کہ ایسی جاگیروں وغیرہ کے انتظام کے لئے ایک جداگانہ محکمہ قائم کیا جائے جن کے قابض یا تو دیوانے ہوجاتے ہیں یا ایسی نا بالغ اولاد چھوڑتے ہیں جن کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی نہیں ہوتا یا ان کے اولاد نہیں ہوتی اور ان کی جائداد کے بارے میں مختلف نزاعات پیدا ہوجاتی ہیں ۔

سررشتہ کورٹ آف وارڈس اپنے قیام سے اب تک جاگیرداروں سمستانداروں اور اراضی رکھنے والے طبقہ امراء کی مفید خدمات انجام دے رہا ہے ۔ جب یہ محکمہ قائم ہوا ہے تو معتمدی عدالت و کوتوالی کے تحت رکھا گیا تھا اس کے بعد سنہ ۱۲۹۲ ف میں معتمدی مالگذاری کے تحت منتقل کیا گیا ۔ لیکن جب سنہ ۱۲۹۳ ف میں محکمہ امورعامہ قائم ہوا تو یہ سررشتہ اس کے تحت کردیا گیا ۔ چنانچہ سنہ ۱۳۱۱ ف تک یہ معتمدی امورعامہ کے تحت رہا اور اس کے بعد پھر محکمہ مالگذاری کے تحت منتقل کردیا گیا ۔

قانون کے ذریعہ فرائض کا تعین

سنہ ۱۳۰۰ ف میں دستورالعمل کورٹ آف وارڈس نافذ ہوا جو سنہ ۱۳۰۷ ف میں قانون بنا دیا گیا ۔ اس قانون میں زیرولایت اشخاص اور ان کی جائدادوں کے بارے میں کورٹ آف وارڈس کے فرائض کا تعین کیا گیا ۔ کورٹ آف وارڈس کے اس قانون میں دو مرتبہ ترمیم ہوچکی ہے ۔ پہلی ترمیم سنہ ۱۳۱۹ ف میں ہوئی تھی اور دوسری سنہ ۱۳۵۰ ف میں ۔ قانون مذکور کے مطابق کورٹ آف وارڈس ایسے اشخاص یا ان کی جائداد یا دونوں کو اپنی نگرانی کے تحت لے سکتا ہے جو یا تو نا بالغ ہوں یا دیوانے یا اپنی جائداد کا انتظام کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے ۔

سنہ ۱۳۲۵ ف میں مہتمم کورٹ آف وارڈس کو ناظم کا مرتبہ دیا گیا اور سنہ ۱۳۳۶ ف میں صدر ناظم مالگذاری و معتمد سرکار عالی کو کورٹ آف وارڈس کے اختیارات دئے گئے ۔ سنہ ۱۳۳۹ ف میں اس محکمہ کی از سرنو تنظیم ہوئی ۔ بلدہ حیدرآباد میں، ڈویژنل افسران کی جائدادیں تخفیف کردی گئیں اور تعلقداروں کو ناظم کے اختیارات دیکر جائدادیں ان کی نگرانی میں دیدی گئیں ۔ سنہ ۱۳۴۴ ف میں اوکلفنڈ کے حسابات کو علاقوں کے حسابات سے علحدہ کردیا گیا ۔ سنہ ۱۳۴۷ ف میں کورٹ آف وارڈس کا ایک ترمیم شدہ قانون مجلس وضع قوانین کی ایک مجلس منتخبہ کے تفویض کیا گیا ۔ سنہ ۱۳۵۰ ف میں کورٹ آف وارڈس کا ایک نیا مسودۂ قانون حکومت کے سامنے پیش ہوا جسے ۲۷ ۔ امبر سنہ ۱۳۵۰ ف کو اعلیحضرت بندگانعالی نے شرف منظوری عطا فرمایا ۔ کورٹ آف وارڈس کے زیر نگرانی علاقوں کے جاگیری عطیوں کے متعلق منتخب جاری کرنے کا بھی انتظام کیا گیا ۔

فرائض

کورٹ آف وارڈس کے فرائض حسب ذیل ہیں :-

(۱) زیرولایت اشخاص اور ان کے خاندان کے دیگر افراد کی تعلیم ۔

(۲) زیرولایت اشخاص کے قرضوں کی ادائی ۔

(۳) علاقوں کے حسابات کی باقاعدہ درستی ۔

(۴) علاقوں کی آمدنی بڑھانے کی کوشش ۔

(۵) جاگیری مواضعات کی اصلاح و ترقی ۔

(۶) علاقوں کی بچی ہوئی نقد رقم سے بہتر تمسکات اور املاک کی خریداری ۔

اگر زیرولایت اشخاص نابالغ ہوتے ہیں تو متعلقہ قانون کے مطابق کورٹ آف وارڈس انہیں کسی مناسب نگران کے تفویض کردیتا ہے ۔ زیرولایت لڑکیوں کی تعلیم کی نگرانی محبوبیہ گرلس اسکول کی پرنسپل کے سپرد ہے ۔ زیرنگرانی اشخاص کے مرتبے اور حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے خود ان کے اور ان کے ارکین خاندان کے لئے مناسب گزارہ مقرر کیا جاتا ہے ۔

موازنہ

کورٹ آف وارڈس مصارف نگرانی کے طور پر دو آنہ فی روپیہ وصول کرتا ہے جو دو آنہ فنڈ یا حق کورٹ

کہلاتا ہے ۔ اس فنڈ سے بلدۂ حیدرآباد میں کورٹ آف وارڈس کا مستقل دفتر قائم ہے اور اس کے علاوہ زیرنگرانی جاگیروں کے مستقر مقامات میں دوم تعلقداروں، تحصیلداروں یا دوسرے عارضی عملہ کا تقرر کیا جاتا ہے ۔ جاگیروں کے ملازمین مالگذاری کی تنخواہ اس دوآنہ فنڈ سے ادا کی جاتی ہے ۔ دوآنہ فنڈ سرکاری فنڈ متصور ہوتا ہے اور کلیتاً محکمہ مالیات کے تحت ہے ۔ ہر سال اس فنڈ کا جداگانہ موازنہ تیار ہوتا ہے جس کے لئے محکمہ مالیات کے توسط سے نواب صدر اعظم بہادر کی منظوری حاصل کی جاتی ہے ۔ سنه ۱۳۵۲ ف کے لئے مرتب کردہ موازنہ کے تخمینے حسب ذیل ہیں :-

آمدنی ۱۰۷،۳۹،۳۰۱ روپے ۔ خرچ ۳،۰۷،۳۵۸ روپے بچت ۳۰،۱۱۲ روپے

مدہم زیر نگرانی علاقوں اور دوآنہ فنڈ کے مصارف انتظام آمدنی کے ایک تہائی سے زیادہ نہیں ہوسکتے ۔ زیر ولایت اشخاص اوران کے خاندان کے ذاتی مصارف کے لئے ایک تہائی آمدنی محفوظ کی جاتی ہے اور ایک تہائی آمدنی مصارف انتظام کے لئے مختص کردی جاتی ہے ۔ باقی ماندہ ایک تہائی حصہ قرضوں کی ادائی املاک کی خریداری اور زیرنگرانی علاقوں کی ترقی میں صرف ہوتا ہے ۔ اگر کوئی علاقہ قرضہ سے گرانبار ہوتا ہے تو کورٹ آف وارڈس سیاسی اصلاح و ترقی اور املاک کی فراہمی کو نظر انداز کرکے صرف قرض کی بیباقی نہیں کرتا بلکہ وہ ہر ایک کے لئے حصہ مقرر کرکے ایک تہائی آمدنی حسب ذیل تناسب سے صرف کرتا ہے ۔

قرض کی ادائی ۱/۳
املاک کی فراہمی ۱/۳
مقامی ترقیات ۱/۳

یہ بنیادی اصول ہیں اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے ان پر عمل کیا جاتا ہے ۔ کسی علاقہ کے زیر نگرانی آنے کے بعد کورٹ آف وارڈس مندرجہ بالا تقسیم کو پیش نظر رکھکر محکمہ مالیات کے منظور کردہ طریقے کے مطابق موازنہ مرتب کرتا ہے ۔ جوآمدنی وصول ہوتی ہے وہ متعلقہ علاقہ کے حساب میں سرکاری خزانوں میں داخل کردی جاتی ہے اور جو مصارف ہوتے ہیں وہ تمام سرکاری مصارف کی طرح محکمہ صدر محاسبی سرکارعالی کی پوری تنقیح کے بعد ادا کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے دوآنہ فنڈ سے ایک فیصد حصہ محکمہ مالیات کو دیا جاتا ہے ۔

پیمایش اور بند وبست

سنه ۱۳۵۱ ف کے اختتام پر (۴۶) علاقے زیرنگرانی تھے ۔ سابقہ سال یہ تعداد (۵۲) تھی ۔ ان علاقوں کی تقسیم حسب ذیل طریقہ پر کی گئی ہے ۔

(۱) درجہ اول کے علاقے یعنی جن کی آمدنی ایک لاکھ روپے سال سے زیادہ ہے ۔
(۲) درجہ دوم کے علاقے یعنی جنکی آمدنی (۵۰،۰۰۰) روپے سال سے زیادہ ہے ۔
(۳) درجہ سوم کے علاقے یعنی جنکی آمدنی (۱۰،۰۰۰) روپے سال سے زیادہ ہے ۔
(۴) درجہ چہارم کے علاقے یعنی جنکی آمدنی (۱۰،۰۰۰) روپے سال سے کم ہے ۔

سنه ۱۳۵۱ ف کے اختتام پر (۲۰۰) مواضعات زیرنگرانی تھے اور ان میں سے قریبا سب مواضعات میں پیمایش اور بندوبست کا کام ہوچکا ہے کیونکہ جب کوئی علاقہ زیرنگرانی آتا ہے تو جس قدر جلد ممکن ہوسکتا ہے کورٹ آف وارڈس مواضعات کی پیمایش اور بندوبست کا کام پورا کرلیتا ہے ۔

آمد و خرچ

سنه ۱۳۵۱ ف میں کورٹ آف وارڈس کے زیرنگرانی علاقوں کی آمد وخرچ حسب ذیل ہے ۔ مقابلہ کے لئے سنه ۱۳۵۰ ف کے اعداد بھی درج کئے گئے ہیں ۔

	سنه ۱۳۵۰ ف	سنه ۱۳۵۱ ف
آمد ...	۲۵،۱۳،۶۷۶ روپے	۱۹۰۹۴۴۵ روپے
خرچ ...	۲۳،۳۰،۵۳۳ روپے	۱۹۰۶۱۸۷ روپے

اس سال عمرانات اور وسائل آبپاشی پر (۲۴۳۸) لاکھ روپے صرف کئے گئے اس کے برعکس گذشتہ سال (۲۶۹) لاکھ روپے صرف ہوئے تھے ۔ زیر ولایت اشخاص کے ارا کین خاندان کے ذاتی حسابات کی تدوین کا کام بھی کورٹ آف وارڈس کی نگرانی میں شروع ہوا اور سنه ۱۳۵۱ ف میں (۲۰) علاقوں کی حدتک یہ کام پورا ہوا ۔

کورٹ آف وارڈس نے (۲،۰۰،۰۰۰) روپے مجموعی سرمایہ لگایا ہے ۔ تقریباً تین لاکھ روپے صرف کرکے دفتر کے لئے ایک علحدہ عمارت معتمدی مالگذاری کے قریب خریدی ہے اور اس کی ایک اور عمارت معتمدی مالگذاری

ملاحظہ ہو صفحہ (۲۲)

مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری

ہندوستان کی قدیم صنعتوں کی تجدید

گرگس میڈل بابت سنہ ۱۹۴۲ ع ایک حیدر آبادی طالب علم نے حاصل کیا

سنہ ۱۹۳۸ ع میں حکومت سرکار عالی نے انگلستان کی مجلس تعلیمی سے متعلق صنعتی مدارس کے سابق چیف انسپکٹر مسٹر اے۔ ایبٹ سی۔ بی۔ ای کو ممالک محروسہ میں صنعتی تعلیم کے بارے میں مشورہ دینے کی غرض سے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رپورٹ میں حسب ذیل خیال کا اظہار کیا۔

" آرٹ قومی ثقافت کا جزولا ینفک ہے اس لئے ہر ممکن طریقہ سے آرٹ کی نگہداشت اور نشو و نما ہونی چاہئے۔ اس حقیقت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا کہ صنعتی ترقی میں آرٹ کا استعمال نہ صرف ثقافتی قدر رکھتا ہے بلکہ اس کی معاشی اہمیت بھی ہے کیونکہ ساری دنیا کے اہل ذوق یہی چاہتے ہیں کہ وہ ایسی اشیاء خریدیں اور استعمال کریں جن میں حسن کارانہ خوبی موجود ہو نہ کہ ایسی اشیاء جن میں کہ ان خوبیوں کا فقدان ہو "۔

مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری

حکومت سرکار عالی نے اس سفارش کو منظور کرتے ہوئے سنہ ۱۳۵۰ ف (سنہ ۱۹۴۰ ع) میں ایک مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری کے قیام کے احکام صادر کئے۔ اس ادارہ کا مقصد اولین یہ ہے کہ ہندوستان کے قدیم آرٹ کی حفاظت کرے اور اس کو نئی زندگی بخشے۔ کیونکہ ہندوستان کے قدیم آرٹ میں ممالک محروسہ کا حصہ بہت ممتاز رہا ہے اور غار ہائے ایلورہ و اجنٹہ کی شکل میں اس کی بے مثل یادگاریں اب تک محفوظ ہیں۔ دوسرے یہ کہ جدید مذاق کو ملحوظ رکھتے ہوئے بعض قدیم اور کار آمد ملکی صنعتوں کی تجدید کی جائے تاکہ ان دستکاریوں سے استفادہ کرنے کے علاوہ ملک کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے روزگار کے لئے مزید امکانات بھی پیدا ہوسکیں۔

یہ مدرسہ دو شعبوں میں منقسم ہے ایک تو شعبہ فنون لطیفہ دوسرا شعبۂ دستکاری شعبۂ فنون لطیفہ کا نصاب ڈپلوما پانچ سال پر مشتمل ہے اور ڈرائنگ، مصوری، سنگ تراشی، عکاسی، تجارتی آرٹ رنگ کاری اور لڑکوں کے لئے چرمی صنعت اور لڑکیوں کے لئے کشیدہ کاری کی تعلیم اختیاری مضامین کے طور پر دیجاتی ہے۔ شعبۂ دستکاری کے سرٹیفیکٹ کا نصاب تین سال پر مشتمل ہے اور اس مدت میں جن دستکاریوں میں سے کسی ایک کی تعلیم دیجاتی ہے وہ یہ ہیں۔ پٹن کا بروکیڈ، بنارس کا بروکیڈ، ممرو، بیدری کام۔ اور چوبی مصنوعات۔

قدیم دستکاریوں کا احیاء

شعبۂ دستکاری کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہاں ساڑیوں کی جو کوریں بنی جاتی ہیں ان میں ایجنٹہ اور ایلورہ کے پھولدار نقوش کی نقل اتاری جاتی ہے۔ اس کے علاوہ لکڑی اور ہاتھی دانت کی اشیاء اور جڑاؤ کام میں بھی یہ نقش و نگار بنائے جاتے ہیں۔ جو طلباء پٹن او ربنارس کے بروکیڈ بنا سیکھتے ہیں انہیں نقشے بنانا بھی سکھایا جاتا ہے۔ طلباء کو جو بنارسی کپڑے بننا سکھائے جاتے ہیں وہ یہ ہیں۔ جارجٹ، پوت، وال پوت، تاربانا، بافتہ پوت، اور جامدانی۔ ان کے علاوہ کمخواب، کھیو اور مشجر بننے کی بھی تعلیم دیجاتی ہے۔

جو طلبہ فلزاتی اور چوبی اشیاء سازی کا ڈپلوما حاصل کرنا چاہتے ہیں انہیں فنون لطیفہ کی جماعتوں میں بھی تعلیم حاصل کرنی پڑتی ہے تا کہ وہ ڈرائنگ، اشکال اقلیدس، فریم اور آرائشی نقش سازی، ڈھلائی، حروف سازی اور صنعت نگاری سے واقف ہوسکیں۔

جو طلبہ تجارتی آرٹ کو بطور مضمون اختیاری لیتے ہیں انہیں حروف سازی، نقشہ سازی، اشتہار سازی سطری اشکال اور لیبل سازی کپڑوں کے نمونوں، کتابوں اور اشتہاروں کے لئے تصویروں اور رنگین اشتہارات کی تیاری اور نمائش کے طریقوں وغیرہ کی تعلیم دیجاتی ہے۔

طلباء کی کامیابیاں

مدرسہ کے دونوں شعبوں میں (۱۱۹) لڑکے اور (۱۸) لڑکیاں زیر تعلیم ہیں گذشتہ تعلیمی سال کے اختتام پر جو امتحان منعقد ہوا اس میں (۱۵) طلباء انٹرمیڈیٹ آرٹ ڈپلوما کے امتحان میں شریک ہوئے اور (۱۲) نے کامیابی حاصل کی جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے۔ مدراس میں مصوری اور نقشہ سازی کا جو اعلی امتحان ہوتا ہے اس میں اس مدرسہ کے

ملاحظہ ہو صفحہ (۲۳)

مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ ودستکاری

یہ تصویر اس موقع کی ہے جب کہ عالیجناب غلام محمد صاحب نے مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ ودستکاری کی نئی تعلیمی عمارت کا افتتاح فرمایا تھا (جس کی روداد جولائی کے نمبر میں شائع ہوچکی ہے)۔

بائیں جانب سے داہنی جانب ، بیٹھے ہوئے :-

(۱) میجر جنرل آنریبل نواب خسرو جنگ بہادر (۲) مسز اکبر علی خان (۳) آنریبل نواب مہدی یار جنگ بہادر (۴) آنریبل مسٹر غلام محمد (۵) مس لطیفہ بانو (۶) آنریبل سر عقیل جنگ بہادر

بائیں جانب سے داہنی جانب کھڑے ہوئے :-

(۱) ایس ۔ اے ہاشمی صاحب (۲) سید علی اکبر صاحب (۳) خان بہادر سید احمد صاحب (۴) محمد اعظم صاحب (۵) سید مسعود احمد صاحب

جماعت مصوری کے بعض طلباء اور طالبات

فلراتی کام کا نمونہ

ایک ابھرا ہوا مسی نقش جو احمدیہ کی نمائش کی نقل ہے اور مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری کے شعبہ کندھائے فلراتی میں تیار کیا گیا ہے۔

[illegible]

یہ ... ہوا ایک ابھرا عکس جو احمدیہ کی ایک تصویر کی نقل ہے اور مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری کے شعبہ ... میں تیار کیا گیا ہے۔

بیدری کام کے نمونے

مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری کے شعبہ بیدری دستکاری کے طلباء کی تیار کردہ اشیاء۔
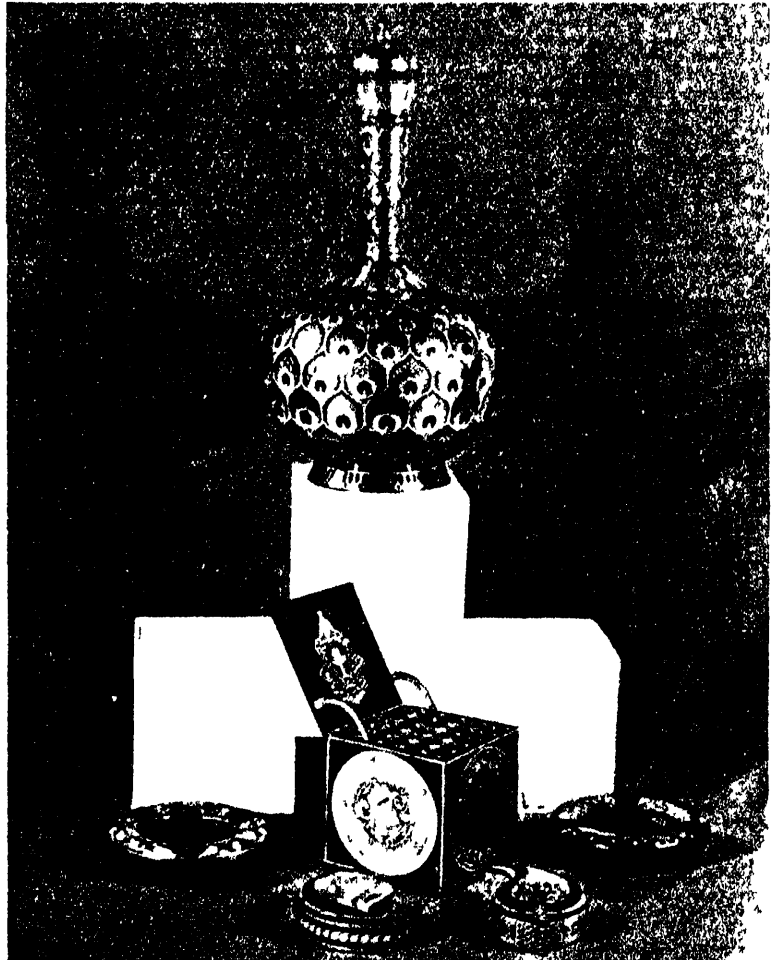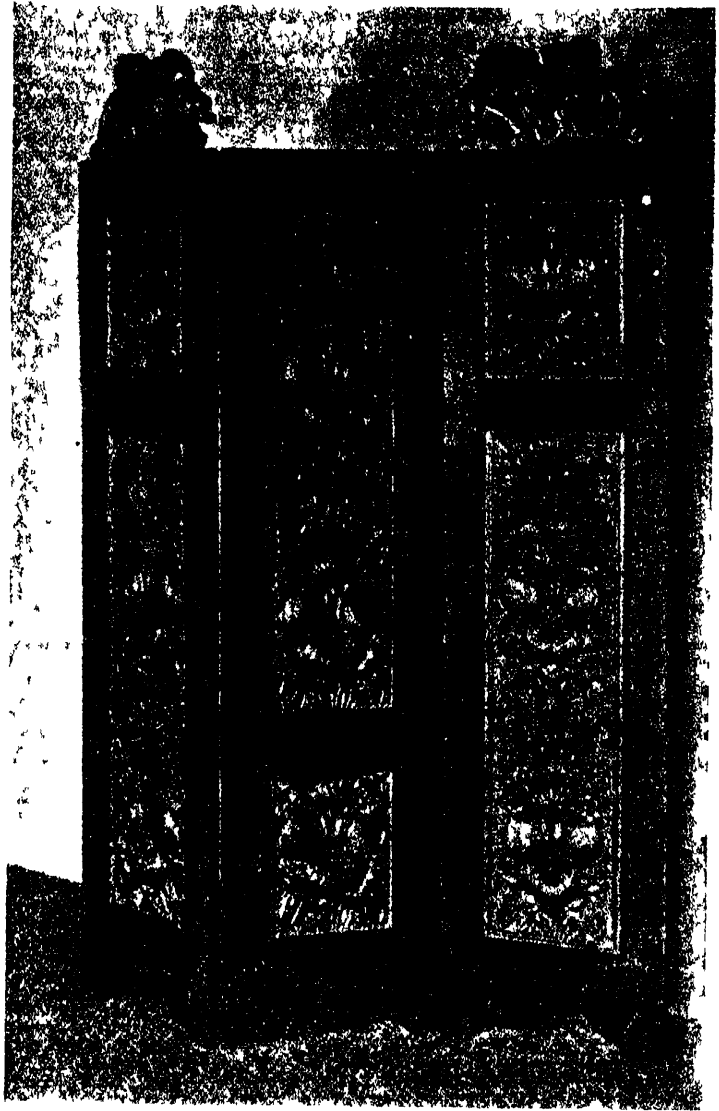
حیدرآباد کا مالیاتی استحکام

واجبات کے دو چند سے بھی زیادہ اثاثہ جات

چاندی کے سکوں اور حکومت ہند کے تمسکوں کے ذریعہ زر کاغذی کی پوری طرح ضمانت کی گئی ہے۔

حکومت سرکار عالی کے اثاثہ جات جملہ واجبات کے دوچند سے بھی زیادہ ہیں۔ گذشتہ بیس سال کی مدت میں سالانہ مصارف سے آمدنی زیادہ ہونے کے باعث جو بچتیں ہوئی ہیں ان کی مجموعی مقدار سولہ کروڑ سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس مدت میں اہم تعمیری امور پر جو مصارف عاید ہوئے ہیں ان کی مقدار بھی سولہ کروڑ ہے۔

سنہ ۱۳۵۱ ف کے اختتام پر مختلف مدات محفوظ کی مجموعی بجت (۳۲) کروڑ (۵۰) لاکھ روپے تھی۔ جو زر کاغذی جاری کیا گیا ہے اس کی چاندی کے سکوں کے محفوظات اور حکومت ہند کے تمسکات کے ذریعہ پوری طرح ضمانت کی گئی ہے۔

گذشتہ چند سال سے ممالک محروسہ کی مالیاتی حکمت عملی میں مندرجہ اصول کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے۔ ایک تو یہ کہ جہاں تک ممکن ہوسکے پیدا آور مصارف کے علاوہ سال رواں کے مصارف کی تکمیل سال رواں کی آمدنی سے کی جائے۔ دوسرے یہ کہ اگر سالانہ مصارف کی بابجائی کے بعد سالانہ آمدنی میں کچھ بچت ہو تو اس کو پیدآور کاموں میں لگایا جائے یا سرکاری محکموں کو ایسے امور کے لئے خصوصی عطیے دئے جائیں جو مقرر کردہ رقم سے زیادہ بار عاید نہ کریں۔ تیسرے یہ کہ جسقدر زیادہ ہوسکے قابل حصول نقد رقوم سے استفادہ کرکے پیدآور مصارف کے لئے سرمایہ فراہم کیا جائے اور سود کی مقدار ممکنہ حد تک کم کردی جائے۔

بیس سال میں سولہ کروڑ کی بچت

سنہ ۱۳۳۲ف سے سنہ ۱۳۵۱ف تک کی بیس سالہ مدت میں سالانہ آمدنی میں سے سالانہ مصارف منہا کرنے کے بعد جو بچتیں ہوئی ہیں ان کی مجموعی مقدار سولہ کروڑ روپے سے زیادہ ہے۔ جس کا تقریباً نصف حصہ قومی تعمیری امور پر صرف کیا گیا ہے۔ ایک چوتھائی کے قریب حصہ انسداد قحط اور ادائی قرضہ کے مدات محفوظ کیلئے مختص کردیا گیا ہے اور باقی ماندہ رقم میں سے ایک کروڑ روپے صنعت و حرفت کو فروغ دینے کے لئے صنعتی سرمایہ محفوظ قائم کرنے میں لگائے گئے اور ایک کروڑ سے زیادہ رقم ریلوے کی خریداری پر صرف ہوئی جو درحقیقت خرچ نہیں بلکہ اس رقم کا بہت ہی نفع آور مصرف ہے۔

پیدآور مصارف کی مقدار ۱۶ کروڑ ہے

گذشتہ بیس سال کے دوران میں پیدآور مصارف کی مجموعی مقدار سولہ کروڑ کے قریب ہوگئی۔ جس میں سے تقریباً آٹھ کروڑ نئی ریلوں کی تعمیر پر صرف ہوئے (۵ ½) کروڑ کے قریب وسائل آب پاشی پر صرف کئے گئے۔ اور باقی ماندہ رقم بلدۂ حیدرآباد اور اضلاع میں برقی اور ٹیلیفونوں کی تنصیب اور طباعت اور کان کنی جیسے دیگر متفرق امور پر صرف ہوئی۔

مندرجہ بالا پیدآور مصارف کے مقابلہ میں جملہ سرکاری قرضوں کی مجموعی مقدار (۹ ½) کروڑ روپے سے کچھ زیادہ ہے اور اسی استحکامی حالت کی بدولت امپیریل بینک آف انڈیا ایکٹ میں حصہ اول کے ضمیمہ اول کے تحت ممالک محروسہ کے تمسکات کو مستند

تمسکات قرار دیا گیا ہے۔

مندرجہ بالا اعداد سے یہ ظاہر ہوگا کہ ممالک محروسہ کے تقریباً تمام سرکاری قرضے بید آور کاموں کے لئے استعمال کئے گئے ہیں اور صرف محکمہ جات ریلوے و برقی ہی اس مملکت کے ایسے اثاثے ہیں جن سے اوسطاً (۱ ½) کروڑ روپے سالانہ خالص آمدنی ہوتی ہے۔

واجبات و اثاثہ جات

واجبات کی مجموعی مقدار (۱۸۳۰۸۳) لاکھ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قرض ہائے عامہ جن میں ریلوے کے قدیم حصص بھی شامل ہیں ۔	۱۰۰۰۴۲۰
مدات محفوظ	۳۸۴۹۹
سودی امانتیں مثلاً لمایتی فنڈ اور فرسودگی فنڈ وغیرہ ۔	۳۵۹۴۰۹
بے سودی امانتیں ۔	۳۰۷۳۹
شعبہ واری سالکیں ۔	۶۹۴۰۰
تحویلات زر ۔	۵۲۴۳۶
میزان	۱۸۳۷۰۸۳

واجبات کے مقابلہ میں اثاثہ جات کی مجموعی مقدار (۳۹۲۳۶۳) لاکھ ہے جسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

بید آور امور	۲۷۰۵۰۰۲
مصروف سرمایہ	۵۲۷۴۱۵
سودی پیشگیاں	۲۳۰۴۱۶
بے سودی پیشگیاں	۶۱۴۳۹
غیر معین	۹۴۸۳
نقدی سلک	۳۰۰۴۰۶
میزان ..	۳۹۲۳۴۶۱

مندرجہ بالا تفصیلات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اثاثہ جات کی مجموعی مقدار واجبات کے دو چند سے بھی زیادہ ہے۔

سرمایہ کاری اور محفوظات

حکومت سرکار عالی نے گذشتہ بچتوں یا سکہ عثمانیہ اور زرکاغذی کے منافع تسکیک سے سرمایہ کاری بھی کی ہے جس کی جداگانہ تفصیل یہ ہے۔

(۱) مد محفوظ برائے قحط ۔ یہ مصارف کی ایسی مد ہے جو چند سال کے بعد ناگزیر ہوتی رہتی ہے چنانچہ اس کے لئے ہرسال مناسب گنجائش رکھی جاتی ہے۔ قحط کے واسطے محفوظ سرمایہ کے لئے ہرسال (۱۰) لاکھ روپے مختص کردئے جاتے ہیں اس سرمایہ کی ابتدا سنہ ۱۳۳۳ ف میں ہوئی تھی اور اب اسکی مقدار (۲۹۴۷۶) لاکھ ہوگئی ہے ۔

(۲) مد محفوظ برائے ادائی قرضہ ۔ سرکاری قرضوں کے اصل اور سود کی ضمانت حکومت کی آمدنی اور اثاثہ جات سے کی جاتی ہے۔ ان قرضوں کی ادائی کے لئے اس مد محفوظ کے تحت ایک سنکنگ فنڈ علحدہ قائم ہے جس میں ہرسال اتنی رقم داخل کیجاتی ہے جو قرضوں کی پختگی پران کی ادائی کے لئے کافی ہوسکے حکومت سرکار عالی کے قرض ہائے عامہ کی مجموعی مقدار (۹۳۸۰۶) لاکھ روپے سکہ عثمانیہ ہے جس کے مقابلہ میں اختتام سنہ ۱۳۵۱ ف بر مد محفوظ برائے ادائی قرض میں (۳۲۲۴۱) لاکھ روپے سکہ عثمانیہ بشکل نقدی اور تمسکات موجود تھے ۔

(۳) مد محفوظ برائے استحکام سکہ عثمانیہ حکومت ہند نے دارالضرب بند ہونے کے بعد اور جنگ عظیم تک جن تدابیر کے ذریعہ اپنے روپے اور برطانوی پونڈ اسٹرلنگ کے درمیان ایک مقررہ تناسب برقرار رکھنے میں کامیابی حاصل کی انہیں کے مماثل تدابیر حکومت سرکار عالی نے بھی حالی اور کلدار روپے کی شرح تبادلہ کو قابو میں رکھنے کے لئے اختیار کی ہیں ۔

کلدار روپے کی طرح حالی روپیہ کی قدر تسکیک بھی ضمانتی سونے کی قدر سے بہت زیادہ ہے۔ اور مصارف تسکیک منہا کرنے کے بعد جو تفاوت باقی رہتا ہے وہ منافع تسکیک ہے ۔ یہ منافع حکومت ہند کے تمسکات میں لگایا جاتا اور ایک علحدہ مد محفوظ کی شکل میں رکھا جاتا ہے۔ سنہ ۱۳۵۱ ف کے اختتام بر اسکی مقدار (۳۶۱۴۸۲) لاکھ تھی ۔

(۴) مد محفوظ برائے صنعت وحرفت ۔ ممالک محروسہ کی صنعتی ترقی میں مالی امداد دینے کی غرض سے یہ سرمایہ سنہ ۱۹۲۹ ع میں (۳ ۱۵۵) لاکھ روپے سے قائم ہوا تھا ۔ اسکے لئے رقم گذشتہ بچتوں سے دی گئی تھی ۔ یہ سرمایہ بڑی صنعتوں کے لئے اصل فراہم کرنے میں استعمال کیا جاتا ہے اور اس طرح

*3

جو سود حاصل ہوتا ہے اس سے چھوٹی صنعتوں کی امداد کی جاتی ہے سنہ ۱۳۵۱ف کے اختتام پر اس سرمایہ کی مقدار (۲۲۲۰۶۳) لاکھ تھی۔

(۵) عمومی اور اماناتی مد محفوظ۔ یہ مد محفوظ اس لئے قائم کیا گیا ہے کہ کفالت و بیمہ فنڈ اور ڈاکخانہ کے سیونگ بینک وغیرہ جیسے مدات سے حکومت جو امانتیں حاصل کرتی ہے اور جن پر اسے سود دینا ہوتا ہے وہ حکومت کے دوسرے اثاثہ جات سے علحدہ رہیں اور دوسری اغراض کے لئے استعمال نہ ہوں۔ سنہ ۱۳۵۱ف کے اختتام پر اس سرمایہ محفوظ کی مقدار (۲۰۸۳۱۴) لاکھ تھی۔

(۶) مد محفوظ برائے زرکاغذی۔ ممالک محروسہ کے قانون زرکاغذی سنہ ۱۳۲۷ف کی دفعہ (۸) میں یہ صراحت کر دی گئی تھی کہ زر کاغذی کی [illegible] مقدار کے ایک تہائی سے زیادہ حصہ [illegible] حکومت ہند یا حکومت سرکار عالی کی تمسکات وغیرہ میں رکھی جانے والی مالیت کی [illegible] سکہ کی شکل میں رکھی جائے۔ سنہ ۱۳۵۱ف کے اختتام پر زرکاغذی کے مد محفوظ کی مجموعی مقدار (۹۲ ۹۹۰ ۰) روپے سکہ عثمانیہ تھی۔ اس کے مقابلہ میں زرکاغذی کے مد محفوظ میں (۹۲۵۱۱۹۱) روپے سکہ عثمانیہ مالیت کے حکومت ہند کے تمسکات ہیں اور باقی ماندہ حصہ چاندی اور کلدار روپیوں کی شکل میں ہے۔

مالیاتی استحکام کا تحفظ

اختتام سنہ ۱۳۵۱ف پر مندرجہ بالا مد ہائے محفوظ میں مجموعی سرمایہ کی مقدار (۴۲۰۵) لاکھ روپے تھی جس میں سے (۱۱۹۲) لاکھ روپے کاغذ کلدار اور بورڈ ٹرسٹ کے ڈبنچروں محدود کمپنیوں کے حصوں اور اسٹرلنگ انوسٹمنٹ کی شکل میں اور (۱۳۶۲) لاکھ روپے نقدی کی صورت میں موجود ہیں جس میں (۱۵۰۴) لاکھ روپے مد محفوظ برائے زرکی سلک کے بھی شامل ہیں۔ یہ مدات محفوظ جیسا کہ ان کے نام سے ہی ظاہر ہوتا ہے معینہ اغراض کے لئے قائم کئے گئے ہیں اور ممالک محروسہ کے مالیاتی استحکام پر اثر ڈالسکنے والے تمام اسباب کے خلاف موثر صیانت ہیں۔

زرفلزی

برطانوی روپیہ کا وزن (۱۸۰) گرین ہوتا ہے اور حیدرآبادی روپیہ کا ۱۷۲۰۵ گرین حیدرآبادی روپیہ کے وزن اور کھرے پن کا تعین حکومت ہند سے کسی معاہدہ یا سمجھوتے کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ سلاطین دہلی کے معیاری سکہ کے مطابق یہ تعین ہوا ہے۔

دشواریوں کا انسداد کرنے کے لئے حکومت ہند نے سنہ ۱۹۴۰ع میں کلدار روپے میں چاندی کی مقدار (۱۶۵) گرین کے بجائے (۹۰) گرین کردی اور اب نئے کلدار روپے میں آدھی چاندی ہوتی ہے اور آدھا میل اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ حالی روپیہ ذخیرہ کیا جانے لگا کیونکہ نئے کلدار روپے کے مقابلہ میں اس میں چاندی زیادہ تھی [illegible] نئے کلدار روپے کا [illegible] حالی روپیہ [illegible] سنہ ۱۹۴۱ع میں [illegible] سے متعلق سرکار عالی نے قانون میں [illegible] کی۔ [illegible] قانون زر بابت سنہ ۱۳۲۱ف میں کلدار روپے حالی روپے کے مبادلہ کے لئے [illegible] اور [illegible] مقرر کردی گئی ہیں [illegible] ۱۰۰ روپے کلدار کو (۱۱۶ روپے ۸) آنے کے مساوی قرار دیا گیا ہے [illegible] ممالک محروسہ کے قانون سکہ جات کے تحت جو [illegible] اعلان ہوا ہے اس کے مطابق اقل ترین شرح (۱۱۶) روپے اور بیشترین شرح (۱۱۷) روپے مقرر کی گئی ہے۔ [illegible] حکومت اسٹیٹ بنک کے ذریعہ شرح مبادلہ میں باقاعدگی برقرار رکھتی ہے کیونکہ یہ بنک حکومت کی معین کردہ شرحوں کے مطابق کلدار روپے کی خرید اور فروخت کرتا ہے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ کو قابو میں رکھنے کی غرض سے حکومت نے یہ بھی انتظام کیا ہے کہ سرکار عالی کی ریلوے داخلی لین دین میں حالی سکہ استعمال کرے اور حالی بجٹ کو سکوں کے ذریعہ کلدار بنوانے کے بجائے یہ حالی رقم حکومت سرکار عالی کو ادائیوں کے لئے استعمال کرے۔ قانون زرعی مارکٹ کے تحت یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ممالک محروسہ کے سب مارکٹوں میں تمام لین دین سکہ عثمانیہ میں ہو۔ حکومت سرکار عالی کے جاری کردہ قرضے بھی سکہ عثمانیہ کے لئے ایک بہتر مصرف فراہم کردیتے ہیں کیونکہ حکومت ان پر ہمیشہ منافع دیتی ہے۔

زرکاغذی

سنہ ۱۹۱۸ع میں ایک نہایت اہم قدم اٹھایا گیا اور ممالک محروسہ کے قانون زرکاغذی بابتہ سنہ ۱۳۲۷ف کے مطابق محکمہ زرکاغذی قائم ہوا۔ اس قانون کے تحت ایک ہزار روپے سو روپے دس روپے اور پانچ روپے

کے نوٹوں کی اجرائی اور نگرانی کے انتظامات کا تعین کیا گیا ۔ یہ نوٹ پہلے تو لندن میں مسرس واٹر لو اینڈ سنس طبع کرتے تھے لیکن سنہ ۱۹۳۹ع سے ناسک کے سیکیورٹی پرنٹنگ پریس میں چھاپے جاتے ہیں ۔ چاندی کی قیمت میں اضافہ اور لیوسلور روپیہ کے روز افزوں مطالبہ کی وجہ سے حیدرآباد میں ایک روپیہ والے نوٹ چھاپنے کا انتظام کیا گیا ۔

حکومت ہند کے تمسکات اور نقرئی سکہ جات کے ذریعہ زیر اشاعت زر کاغذی کی پوری طرح ضمانت کی گئی ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۔

مد محفوظ	
شعبہ مبادلہ مدزر اور مقامی بینکوں میں نقرئی سکے	۲۳۲۶۲۳۱۹۹
حکومت ہند کے تمسکات (۵۵۰۰۵۷۰۰) کلدار	۵۹۵۰۳۷۶۱
سرکار عالی کے تمسکات	۳۸۳۳۷۵۰
میزان	۳۰۵۹۵۹۷۱۰

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۵)

کے حدود میں واقع ہے اور اس سے سالانہ (۳,۲۰۰) روپے شرانہ وصول ہوتا ہے ۔

جملہ (۳۴) زیر ولایت اشخاص کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ سنہ ۱۳۵۰ف میں دوآنہ فنڈ سے (۱,۲۰,۱۹۲) روپے بابت مصارف انتظام حاصل کئے گئے ۔

بحیثیت مجموعی جاگیر داروں نے ہر تکیہ فنڈ میں کافی رقم دی اور کورٹ آف وارڈس نے بھی زیر نگرانی علاقوں کی طرف سے اس فنڈ کے لئے (۱,۳۲,۹۵۰) روپے چندہ دیا ۔ سمستان ونپرتی اور ثریا جنگ کی جاگیر سے جنگ کے امدادی سرمایہ کے لئے علی الترتیب (۱,۰۰۰) روپے اور (۱۰۰) روپے ماہانہ چندہ دیا جا رہا ہے ۔ زیر نگرانی علاقوں کی جانب سے جنگی قرضوں کی خریداری میں بھی (۲,۱۵,۰۰۰) روپے صرف کئے گئے ہیں ۔

ترقیات

ونپرتی اور بالونچہ کی سمستانیں اور ثریا جنگ کی جاگیر درجہ اول کے زیر نگرانی علاقوں میں سے ہیں ۔ ونپرتی ایک خوبصورت قصبہ ہے جہاں کشادہ اور پختہ سڑکیں ایک مدرسہ فوقانیہ اور جدید نمونے کا شفاخانہ موجود ہے۔ باشندوں کے لئے سہولت فراہم کرنے کی غرض سے ونپرتی میں انجمن ہائے امداد باہمی کو جاری کرنے کے لئے کورٹ آف وارڈس نے سمستان کی جانب سے (۱۰,۰۰۰) روپے امانت رکھے ہیں ۔

سمستان بالونچہ پر خاص طور سے توجہ کی گئی چونکہ یہ کس مپرسی کی حالت میں تھی ۔ چنانچہ یہاں سرح بندوبست کا تعین کیا گیا اور اس سمستان میں رہنے والے قدیم باشندوں کی کثیر تعداد کی حفاظت کے لئے ایک اسکیم منظور کی گئی ۔ سمستان کے صدر مقام بالونچہ کو لوکل فنڈ کے آرکیٹکٹ کے بنائے ہوئے نقشے کے مطابق درست کیا گیا اور سنہ ۱۳۵۰ف میں سرا کبر حیدری مرحوم نے نئے قصبہ کی رسم افتتاح انجام دی ۔ سمستان کے دور دراز علاقوں کے رہنے والے دیہاتیوں اور قدیم باشندوں کی سہولت کے لئے ایک کشتی دواخانہ کی اسکیم بھی منظور کی گئی ۔ ثریا جنگ کی جاگیر کے صدر مقام کی بھی کافی درستی ہوئی ہے ۔ مختلف علاقوں میں مدارس قائم کرنے کے علاوہ کیتا پور میں ایک مدرسہ وسطانیہ بھی دیوانی کے جدید مدرسوں کے نمونے پر قائم کیا گیا ہے ۔ اسی طرح علاقہ جات ونپرتی جیتا پور اور بالونچہ میں دواخانے بھی قائم کئے گئے ہیں ۔

پیداوار کی زیادہ قیمت دلانے کے لئے کاشتکاروں کی امداد

پیشہ محکمہ کی سرگرمیوں کے متعلق چیف مارکٹنگ آفیسر کی توضیحات

سررشتہ معلومات عامہ کے ایک عہدہ دار نے چیف مارکٹنگ افیسر سے یہ سوال کیا کہ :—

"اس زمانہ میں جبکہ اشیاء کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں، سررشتہ مارکٹنگ نے اس کا پتہ چلانے کی کوشش کی کہ آیا کاشتکار کو بھی بڑھی ہوئی قیمتوں سے درمیانی اشخاص کے بجائے کاشتکار فائدہ اٹھا سکیں"

اس کے جواب میں چیف مارکٹنگ آفیسر نے کہا کہ :-

"اگرچہ نگرانی نرخ اشیاء کے سلسلہ میں سررشتہ مارکٹنگ اس قدر مصروف رہا کہ وہ کسی وسیع پیمانہ پر کسی معینہ کام کی تکمیل کا مدعی نہیں ہوسکتا تاہم وہ جائز طور پر یہ دعوی کرسکتا ہے کہ ممالک محروسہ کی (۲۰۲) اہم مارکٹوں میں قانون زرعی مارکٹ کا نفاذ یہاں کاشتکاروں کو درمیانی اشخاص کی ان چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھنے کا باعث ہوا ہے جن کا شکار بالعموم ایسے مقامات کے کاشتکار ہوتے رہے ہیں جہاں اس قسم کے ادارے موجود نہیں ہیں۔

سررشتہ مذکور کی دوسری اہم سرگرمی امداد باہمی کی انجمن ہائے فروخت کے ذریعہ بڑے پیمانہ پر جنس کی خریداری ہے۔ سابقہ سال کے کاروبار کے مقابلہ میں اس سال ان انجمنوں کے کاروبار میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کے لئے ان انجمنوں کی جملہ خریداری کا انتظام اب سررشتہ امداد باہمی کررہا ہے اور اس خریداری کی وجہ سے پیدا کنندوں اور صرف کنندوں کے درمیان وہ راست تعلق قائم کرنے میں کامیابی ہوئی ہے جو ان انجمنوں کا خاص مقصد ہے۔

سررشتہ مذکور کے شعبہ تحقیقات نے سبزیوں، دالوں، انڈوں اور میووں جیسی اشیاء کی خرید و فروخت کے بارے میں تفصیلی دریافت کرکے اندرون ممالک محروسہ مختلف محکموں اور دہلی کے مرکزی محکمہ زرعی مارکٹ کی امداد کی ہے۔ کیونکہ ان دریافتوں سے جو مواد فراہم ہوا ہے وہ بہت کارآمد ہے، اور اس کے ذریعہ کاشتکاروں سے زیادہ واقفیت حاصل کرنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

بہ سلسلہ صفحہ (۱۶)

ایک طالب علم نے تمام صوبہ میں سب سے زیادہ نشانات حاصل کئے اور اسے کرک میڈل بابت سنہ ۱۹۴۳ع عطا کیا گیا۔ گذشتہ سال نائش عامہ میں جو نمائش ہوئی تھی اسکے شعبہ حسن کاری میں کل (۱۶۰) تصاویر پیش کی گئی تھیں جن میں سے (۸۶) تصاویر اس ادارہ کے اساتذوں اور طالب علموں کی بنائی ہوئی تھیں۔ اس نمائش میں (۱۲) طلباء نے نقروی تمغے حاصل کئے اور شعبۂ دستکاری کے (۸) انعامات بھی اس ادارہ کے طلبہ کو ملے۔

زائد از نصاب مصروفیات

مدرسہ سے ملحق ایک نوادر خانہ بھی ہے جس میں دکن کی قدیم دستکاریوں کے بہترین نمونے طلباء کے فائدہ کی غرض سے رکھے گئے ہیں۔ مدرسہ کی جانب سے ہر سال ایجنٹہ، ایلورہ، دولت آباد، گولکنڈہ اور بیدر جیسے مقامات کے تعلیمی سفر کا بھی انتظام کیا جاتا ہے۔ کھیلوں معاشی سرگرمیوں اور دوسری زائد از نصاب مصروفیتوں کے انتظام کے لئے طلباء کی ایک انجمن اتحاد بھی قائم کی گئی ہے۔ غریب طلباء کے لئے مدرسہ میں ایک فنڈ موجود ہے جس سے ایک تقریبا (۷۰۰) طلباء کی امداد کی جاچکی ہے۔

وضع اصطلاحات

فنون لطیفہ اور دستکاری کی تعلیم دینے کے لئے اردو میں اصطلاحات وضع کرنے کی کوشش جاری ہے اور اب تک (۲۰۰) الفاظ وضع کئے جاچکے ہیں۔ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ فنون لطیفہ کے نظریات پر جو اہم کتابیں ہیں ان میں سے بعض کا ترجمہ اردو میں کیا جائے۔

مدرسہ کی مشاورتی مجلس سرکاری اور غیرسرکاری اراکین پر مشتمل ہے۔ سرکاری اراکین میں ناظم صاحب تعلیمات، ناظم صاحب آثار قدیمہ، ناظم صاحب صنعت و حرفت اور سرکار عالی کے چیف آرکیٹکٹ اور غیر سرکاری اراکین میں مسز سروجنا نائیڈو اور مسز اقبال حیدری شامل ہیں۔

جامعہ عثمانیہ کے طلباء کی فن پرواز سے دلچسپی

ہندوستانی فضائیہ کے لئے تربیت دینے کی غرض سے تقریباً دس سال قبل جامعہ عثمانیہ میں ایک مرکز قائم کیا گیا تھا جس نے حال ہی میں اپنا پہلا مظاہرہ بھی منعقد کیا۔ اس ادارہ کا مقصد یہ ہے کہ نوجوان حیدرآبادیوں میں فن پرواز سے دلچسپی پیدا کی جائے۔ چنانچہ اس نے عثمانیہ کے طلباء کے لئے قبل از سروس تربیت حاصل کرنے کے مواقع فراہم کئے ہیں اور اگر وہ ہندوستانی فضائیہ میں داخلے کے خواہشمند ہوں تو اس تربیت کی وجہ سے انہیں دوسرے امیدواروں پر خصوصی ترجیح حاصل ہوگی۔

ہندوستانی فضائیہ کے ایک کمانڈر ونسنٹ نے مذکورہ بالا مظاہرہ میں سلامی لی اور اسکے کیڈٹوں کو کارکردگی کے صداقت نامے عطا کئے جنہوں نے تربیتی نصاب کی تکمیل کے بعد امتحان میں کامیابی حاصل کی ہے۔ فضائی کمانڈر ونسنٹ نے اس موقع پر یہ خیال ظاہر کیا کہ جو ہندوستانی نوجوان ہندوستانی فضائیہ میں شریک ہونا چاہتے ہیں وہ ادنی خدمتوں سے اس زندگی کے آغاز پر بددل نہ ہوں کیونکہ انہیں اعلی درجوں تک ترقی کرنے کے تمام مواقع حاصل ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں انہوں نے خود اپنی مثال دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے بھی ایک معمولی خدمت سے ابتدا کی تھی لیکن بتدریج ترقی کرکے موجودہ عہدہ تک پہونچ گئے۔ کیونکہ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ جو نوجوان چھوٹی خدمتوں سے اپنی زندگی کا آغاز کریں وہ بڑے عہدوں تک نہ پہونچیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے اس خیال کا بھی اظہار کیا کہ جو کیڈٹ اب تربیت حاصل کررہے ہیں ان کے لئے جنگ ختم ہونے کے بعد سیول طیارہ رانی میں شرکت کے بڑے مواقع ہونگے۔ کیونکہ اس ملک میں سیول طیارہ رانی کی ترقی کے امکانات بہت وسیع ہیں۔

نائب معین امور جامعہ نے اپنی تقریر میں اس اسکیم کی ترقی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ کیڈٹ بڑے جوش و خروش کے ساتھ اپنے نام تربیت کے لئے خود ہی پیش کررہے ہیں اور انہیں پوری توقع ہے کہ اس تربیتی نصاب کا جب دوبارہ آغاز ہوگا تو جامعہ عثمانیہ کے طلباء زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس میں شریک ہونگے۔

اس اسکیم کے تحت جتنے کیڈٹ زیر تربیت تھے وہ سب امتحان میں کامیاب ہوئے اور ہندوستانی فضائیہ میں داخلہ کے لئے ایک مجلس کے سامنے بغرض انٹرویو پیش ہوئے۔ خیال ہے کہ اس مجلس نے ہندوستانی فضائیہ کے چھوٹے اور بڑے دونوں درجوں کے عہدوں پر تقرر کے لئے کیڈٹوں کی بڑی تعداد کی سفارش کی ہے۔

بہ سلسلہ صفحہ (۴)

ہلکی آبپاشی والی فصلوں کے لئے مزارعین کو محصول مالگذاری اور محصول آبپاشی میں (۵۰) فیصد تک معاف دیجائے گی۔

افتادہ اراضیات ایک سے دس سال تک کی مدت کے لئے (۵۰) فیصد مالگذاری معاف کرکے کاشت کے لئے اس شرط پر دی گئی ہیں کہ ان پر صرف غلہ کی کاشت کی جائے۔

سرکاری مجالس تحقیقات زرعی کے تعاون سے سررشتہ زراعت مختلف دالوں اور چاول کی اقسام کو بہتر بنانے اور زیادہ مقدار میں پیداوار حاصل کرنے کی اسکیموں کی ترتیب میں مصروف ہے۔ خشک، آراضی پر گذشت کو ترقی دینے کے بارے میں بھی ضروری تحقیقات جاری ہے۔

برطانوی اخباروں کے اقتباسات

نظام دکن کے جنگی عطیے۔ فرمانروائے حیدرآباد نے برائے مسٹر سی۔ ڈبلیو۔ لائڈ جونز کے توسط سے حیدرآبادی جنگی کشتی کے عہدہ داروں اور ملاحوں کے نام حیدرآباد اور برسائنس کا ایک پر جوش پیغام ارسال فرمایا ہے۔ یہ کشتی حضور نظام نے ساحلی مہم کو عطا فرمائی ہے جو صرف ایک سال سے کچھ زیادہ مدت میں ساحلی فرائض کی انجام دہی میں خطہ ہائے مستجد سے لیکر منضبط دائرہ تک (۳۰۰۰۰) میل کی مسافت طے کرچکی ہے۔ لفٹننٹ ایس۔ سی۔ بی۔ ھکس آر۔ ان۔ آر۔ ڈی ایس۔ سی۔ اس کے کمانڈار ہیں

حضور نظام کا یہ پیغام اور مسٹر ڈبلیو۔ ی۔ آر۔ جانلڈ (متعلق بہ انڈیا آفس) کی تقریر سننے کے لئے تمام مدارج کے عہدہ دار ایک ظہرانہ کے بعد جنگی کشتی کے عرشہ پر جمع ہوئے۔ مسٹر جانلڈ نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس جنگی کشتی کے علاوہ اعلی حضرت حضور نظام اور ان کی رعایا نے شاہی ہوائیہ کے لئے تین ہوائی دستے بھی فراہم کئے ہیں شاہی فضائیہ کے لئے طیارے خریدنے کی غرض سے ہندوستانی عطیوں کی مقدار (۴۵۰۰۰۰) پونڈ تک پہونچ گئی ہے اور جنگی اغراض کے لئے ہندوستانی اور برطانوی خیراتی اداروں کو دئے ہوئے عطیوں کی مقدار بھی (۶۰۰۰۰۰) پونڈ ہے۔ جہاں تک کہ ہندوؤں کا تعلق ہے ان میں غریب سے غریب کسان کے چند پیسوں سے لیکر حضور نظام کے عطا کردہ تقریبا ۱ کروڑ روپے سے بھی زاید رقم (تقریبا دس لاکھ اسٹرلنگ) تک کے عطیے شامل ہیں۔

(ٹائمز۔ لندن۔ مورخہ ۱۸۔ مارچ سنہ ۱۹۴۴ع)

حیدرآباد کی تعلیمی حالت۔ سنہ ۱۹۳۱ع اور ۱۹۴۱ع کی درمیانی مدت میں ہندوستان کی سب سے بڑی ریاست حیدرآباد کی آبادی میں (۱۲)فیصد اضافہ ہوا اور بہ تعداد (۱۶۱۸۴۰۰۰) نفوس ہوگئی جس میں سے (۱۱۱۱۰۰۰) اشخاص خواندہ ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ شرح خواندگی میں یہ اضافہ اتنا ہی ہے جتنا کہ تمام ہندوستان میں ہے یعنی (۷۰) فیصد۔ نیز یہ کہ مردوں اور عورتوں میں عدم مساوات پر غالب آنے کے لئے بھی کامیاب کوشش کی گئی جو کہ ہندوستان کے اعداد خواندگی کی مستقل خصوصیت ہے۔ چنانچہ دس سال کی مدت میں تعلیم نسواں میں (۱۳۰) فیصد اضافہ ہوا۔ حالانکہ تعلیم ذکور میں صرف (۶۰) فیصد اضافہ ہوا

تحتانی تعلیم کی وسعت و ترقی کے لئے ایک پنج سالہ لائحہ عمل مرتب کیا گیا ہے جس کے جملہ معمولی مصارف حکومت برداشت کر رہی ہے اور اونلینڈ کی دی ہوئی رقوم تعمیرات عمارتوں اور فرنیچر کی فراہمی جیسے غیر معمولی مصارف کے لئے مختص کردی گئی ہیں چنانچہ لوکلفنڈ کے تمام مدارس تحتانی سرکاری مدارس اور امدادی مدارس میں تبدیل کردئے گئے اور مدرسین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا گیا۔

ایک حالیہ رپورٹ میں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس اسکیم کے نفاذ کے ابتدائی زمانہ میں ایسے متعدد امدادی مدارس تھے نہ موجود تھے جہاں مدرسین اسمبان بھی نہ تھے اور یہ مدرسے نامناسب اور غیر صحت بخش عمارتوں میں قائم تھے۔ چنانچہ کارکردگی میں اضافہ کے مدنظر ان مدرسوں کو سرکاری مدارس میں تبدیل کردیا گیا۔ مدرسوں کی قلت اور مناسب عملہ فراہم کرنے کے نئے اخراجات کی کمی کے باعث امتحاناً عارضی طور پر باری باری تعلیم دینے کا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اس قسم کے ناموافق حالات تو بس تمام ہندوستان میں موجود ہیں اور ایک سب سے بڑی دقت یہ ہے کہ تحتانی مدارس بالخصوص دیہی علاقوں کے مدارس میں صغیر جماعتوں کے لئے بھی کثیر اساتذہ کی کثیر تعداد فراہم کرنی پڑتی ہے۔

پنج سالہ لائحہ عمل کے پہلے سال میں ایک ہزار سے زیادہ آبادی والے (۵۲۰) مواضعات میں سے، جہاں تعلیم کی مناسب سہولتیں نہ تھیں، (۱۵۷) مواضعات میں سرکاری مدارس قائم کئے گئے اور لوکلفنڈ کے (۱۲۳۲) مدارس بھی حکومت کی نگرانی کے تحت آگئے۔ اس کے علاوہ ثانوی مدارس سے تحتانی مدارس کی علحدگی اور موجودہ مصارف کی مکرر تقسیم کی وجہ سے بھی (۳۱) سرکاری مدارس کا اضافہ ہوا۔ بلدہ حیدرآباد میں ایک ماڈل پرائمری اسکول بھی قائم کیا گیا اور بعض مدارس میں ایسے طلباء کی سہولت کے لئے پانچویں جماعت کھولی گئی جو ثانوی

مدارس میں تعلیم کے خواہشمند نہیں ہوتے ہیں۔

اعلی تعلیم کی حد تک جامعہ عثمانیہ رہائشی تعلیم کے تخیل کو پوری طرح روبہ عمل لا رہی ہے چنانچہ سال اول کے تمام طلباء کے لئے اقامت خانہ میں قیام لازمی قرار دیا گیا اور اضافہ شدہ مقیمین کے لئے دو نئے اقامت خانے قائم کئے گئے ۔ جنگی حالات ترسیمات کے طالب تھے چنانچہ سینٹ نے جامعہ کے نصاب میں فضائی تربیت شامل کرنے کی تحریک منظور کی اور فوجی تعلیم کے لئے ایک شعبہ قائم کرنے کی بھی سفارش کی ۔ متعدد امیدواروں نے دو سالہ فوجی تربیتی نصاب کی تکمیل کی اور کامیاب افواج باقاعدہ سرکار عالی کے مشورہ سے (۱۰۰) درخواست کنندوں میں سے (۱۰۰) کا انتخاب کیا گیا ۔ ملحقہ کالجوں کو شامل کرکے اختتام سال پر (۲۰۴۰) طلباء جامعہ میں زیر تعلیم تھے اور یہ تعداد ہر سابقہ سال کی تعداد سے زیادہ ہے ۔

(لندن ٹائمز کا تعلیمی ضمیمہ مورخہ ۱۶ - جنوری سنہ ۱۹۴۳ ع)

ہندوستان کے والیان ریاست ۔ مسز ماڈ ڈائیور نے اپنی کتاب " رائل انڈیا " (ہوڈر اینڈ اسٹوٹن - ۱۸/) میں ان حدود سے گزر کر جو برطانوی ہند کے نام سے موسوم ہیں بعض اہم دیسی ریاستوں میں قدم رکھا ہے اور یہ تبدیلی بہت ہی خوش گوار ہے۔ یہاں تعلقات پر خلوص و پر اعتماد اور دوستانہ و مصالحانہ ہیں ۔ اندرونی حالات بہتر ہیں اور دو مخالف مذاہب والی قوموں کے اختلافات بھی شدید نہیں معلوم ہوتے ۔ جن ریاستوں کا ذکر کیا گیا ہے وہ رقبے اور خصوصیات کے اعتبار سے مختلف ہیں حیدرآباد تقریباً فرانس کے برابر ہے ۔ کشمیر خوبصورت ترین ملکوں میں سے ہے۔ مرہٹے جنگجو ہوتے ہیں اور (۲۰۰۰۰) مربع میل پہاڑی اور چٹانی علاقوں پر قابض ہیں ۔ تاہم ان سب میں ایک چیز مشترک معلوم ہوتی ہے اور وہ دانشمندی کے ساتھ جدید خیالات کی ترویج ہے ۔ چنانچہ بنجر اراضی کے لئے بڑی دقتوں سے پانی کی فراہمی اور سڑکوں اور ریلوں اور بعض اوقات گودیوں کی تعمیر کا علم ہوتا رہتا ہے تعلیم کا بھی پورا لحاظ رکھا جاتا ہے اور ان تمام ترقیوں کا سبب حکمرانوں کی زبردست شخصیت ہے جنہیں بسا اوقات سازشوں اور مخالفتوں کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن جدید رجحانات بھی حد سے سوا نہیں۔ چنانچہ تہواروں کے موقع پر شاہی جلوس میں سر سے پاؤں تک رنگے ہوئے اور خوب آراستہ کئے ہوئے ہاتھی اب بھی نظر آتے ہیں ۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ پوری طرح محسوس ہوتا ہے کہ ہندوستان کے دور ماضی میں بڑی شخصیتیں تھیں اور آج بھی ہیں۔ لیکن پارلیمنٹی نظام میں یہ اسی معیار تک پہونچ سکتی ہیں یا نہیں یہ ایک غور طلب مسئلہ ہے اور اس کے لئے کتاب کا آخری باب پڑھنا چاہئے ۔ ریاستوں کی آزادی کا تحفظ اس ملک کا مقدس فریضہ ہے۔ آزاد (برطانوی؟) ہندوستان انہیں ضم کرلینے کے لئے مضطرب ہے۔لیکن ریاستیں باہم متحد نہیں۔ان میں صرف یہی ایک شئے مشترک ہے کہ سب برقرار رہنے کی متمنی ہیں اور یہ صورت اطمینان بخش نہیں ۔

ایک درجن کے قریب مقامی کاشتکار بھی اجتماعی طور پر کاشت کر رہے ہیں اور انہوں نے ایک انجمن بھی قائم کی ہے جو میووں اور ترکاریوں کے کاشتکاروں کی انجمن کہلاتی ہے۔ اس انجمن کو بودھن کے قریب خاص رعایت کے ساتھ (۱۰۰) ایکڑ اراضی عطا کی گئی ہے جس میں سے (۶۰) ایکڑ رقبہ زیر استعمال آچکا ہے اور اس پر سنتروں اور ترکاریوں کی کاشت کی جاتی ہے۔

شبیر فارم۔۔۔ خان صاحب عبدالکریم بابو خان نے تعلقہ بودھن میں (۳۰۰) ایکڑ اراضی حاصل کی ہے۔ ان کا مزرعہ شبیر فارم کہلاتا ہے اور اس میں نیشکر اور سنترے کی کاشت ہوتی ہے۔

سلیمان نگر۔۔۔ موضع سلام پور کی آراضیات میجر سلیمان معزالدین اور مسٹر ڈنشا اٹالے اور انکے ساتھیوں کو پٹے پر دی گئی ہیں۔ ان لوگوں نے (۲۳۲) ایکڑ اراضی حاصل کی ہے۔ میجر سلیمان معزالدین نے ایک نوآبادی میں جو سلیمان نگر کہلاتا ہے ایک خوبصورت دیہاتی مکان بھی بنایا ہے۔

اشرف فارم ملاریڈی، میدک اور نظام آباد میں (۵۰) خاندانوں نے علاوہ بورکاؤں میں حکومت اور مقامی کاشتکاروں سے (۵۷۰) ایکڑ اراضی حاصل کی ہے۔ یہ مزرعہ بھی امداد باہمی کے اصول پر قائم کیا گیا ہے اور اسکا انتظام ایک ناظم کے تفویض ہے (۵۰) ایکڑ اراضی میوہ کی کاشت کے لئے مختص کردی گئی ہے اور باقی ماندہ آراضی پر شکر کی کاشت ہوتی ہے۔ پہلے سال کے لئے جو پروگرام بنایا گیا ہے اسکے تحت سنترے کے (۱۲۰۰) درخت لگائے گئے ہیں۔

چاکل مری فارم۔ مسٹرس راما نوجم برادرس اور ھنمکنڈہ کے دوسرے چھ خاندانوں نے تعلقہ بودھن اور بانسواڑہ میں چاکل مری فارم کے لئے تقریباً (۱۳۰) ایکڑ آراضی حاصل کی ہے۔

نوآبادکاروں کے لئے مکانات

حکومت سرکار عالی نے ایسے کاشتکاروں کے لئے جن کے پاس کافی آراضی ہے جدید نمونے کے (۲۰۰) مکانات تعمیر کرنے کے لئے (۴۰۰۰۰) روپے منظور کئے ہیں۔ ہر مکان کی لاگت (۲۰۰) روپے ہوتی ہے جس میں سے حکومت (۸۰) روپے عطا کرتی ہے اور (۱۲۰) روپے نوآبادکاروں سے بارہ روپے کی دس سالانہ قسطوں کی شکل میں وصول کئے جاتے ہیں۔ مکان پر قبضہ کرنے کے چونھے سال سے قسطوں کی ادائی شروع ہوتی ہے۔

نوآبادکاروں کے لئے مکانات کی تقسیم حسب ذیل ہے۔

بانسواڑہ	۹۸ مکانات
بودھن	۵۵ ،،
آرمور	۳۵ ،،
نظام آباد	۱۲ ،،

دوسری سہولتیں

گذشتہ دوسال کے عرصہ میں (۲۵) نوآبادکاروں کو ردرور کے زرعی تحقیقاتی مزرعہ میں تربیت دی گئی علاوہ کوملگی میں گیہوں کے لئے بڑے پیمانے پر ایک مظاہراتی مزرعہ بھی قائم کیا گیا ہے۔

محکمہ ملیریا نوآبادکاروں کی ہر ممکن طریقہ پر امداد کررہا ہے۔

محکمہ علاج حیوانات نے کھادل پور تعلقہ بانسواڑہ میں مویشیوں کی نسل کشی کے لئے ایک مزرعہ قائم کیا ہے۔ مجلس ترقیات نظام ساگر نے مراکز نوآبادکاری میں امداد باہمی کی انجمن ہائے قرضہ قائم کرنے کا تصفیہ کیا ہے۔

بودھن کے کارخانہ شکر سازی کی جانب سے نوآبادکاروں کے لئے تخم اور کھاد فراہم کی جاتی ہے اورزرعی آلات کی فراہمی اور فنی مشورے کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

سررشتہ آبکاری نے جھونپڑیوں کی چھتوں کے لئے تاڑ کے پتے مفت استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

جاتراؤں کے لئے سرکاری امداد

دیہاتیوں کی بہتری کے لئے مواقع کا استعمال

مقامی صنعتوں اور مویشیوں کی نمائشوں کا انعقاد

ہندوستان کے دوسرے حصوں کی طرح حیدرآباد میں بھی جاترا یا میلا معاشرتی، مذہبی اور معاشی اجتماع بن گیا ہے اور ان اجتماعات میں دھقانیوں کے لئے نہ صرف تفریح اور دلچسپی کا کافی سامان ہوتا ہے بلکہ انہیں مقامی گھریلو صنعتوں کی نمائش اور فروخت کا بھی موقع ملتا ہے۔ چنانچہ حکومت سرکار عالی نے جاتریوں کی سہولت و آرام اور دیہی مصنوعات کی خرید و فروخت کے لئے مناسب قواعد و ضوابط نافذ کئے ہیں اور ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں وقتاً فوقتاً منعقد ہونے والے جاتراؤں کو کامیاب بنانے اور تمام ضروری سہولتیں بہم پہونچانے کے لئے محکمہ جات مال و لوکل فنڈ، کوتوالی، طبابت و حفظان صحت، ریلوے اور شارعی نقل و حمل، امور مذہبی، زراعت اور صنعت و حرفت پورا تعاون کرتے ہیں۔

بھدرا چلم، پرلی، مالے گاؤں، مسلا پور، تلجاپور ویمل واڑہ اور دوسرے اہم مقامات میں جو بڑے بڑے جاترے ہوتے ہیں ان کے مصارف کے لئے حکومت سرکار عالی ہر سال رقمی امداد دیتی ہے سررشتہ زراعت، سررشتہ علاج حیوانات، انجمن ترک مسکرات اور سررشتہ امداد باہمی ان اجتماعوں سے فائدہ اٹھا کر نمائش منعقد کرنے اور کاشتکاروں کی بھلائی کے لئے تعلیمی پروپگنڈہ کرتے ہیں۔

حفظان صحت کے انتظامات

حکومت سرکار عالی کسی قسم کی مذہبی تفریق روا نہیں رکھتی اور ہر ایک فرقے کی معاشی سماجی اور روحانی ترقی میں ہر ممکن امداد دیتی ہے۔ چنانچہ معتمدی امور عامہ کی قرار داد نمبر ۱۵/۳ مورخہ ۱۲ - فروردی سنہ ۱۳۵۲ف کے مطابق ہر تعلقدار کا یہ فرض ہے کہ جاترا یا عرس منعقد ہونے کی تاریخوں سے دو ماہ قبل ناظم حفظان صحت اور متعلقہ علاقے کے مددگار ناظم کو اس کی اطلاع دیں تاکہ حفظان صحت کے لئے مناسب انتظامات کرائے جائیں۔ اصول حفظان صحت کے مطابق کھلی ہوئی جگہ کا انتخاب، خالص پانی کی فراہمی، پاخانوں اور صفائی کا انتظام اور طبی امداد کی فراہمی جیسے امور پر خاص طور سے توجہ کی جاتی ہے اور حکومت نے عہدہ داران حفظان صحت کو حسب ذیل امور کے بارے میں ضروری تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

۱ - زائرین کی سہولت کے مدنظر عارضی کیمپ قائم کرنے کے واسطے مناسب جگہ کا انتخاب اور کیمپ کی رہائش گاہوں کے درمیان (۳۰) فٹ چوڑے راستوں کی تعمیر۔

۲ - گاڑیوں کے لئے جگہ کا انتخاب۔

۳ - پینے کے لئے خالص پانی کی فراہمی۔

۴ - مردوں اور عورتوں کے لئے علحدہ علحدہ پاخانے بنانے اور روزانہ ان کی صفائی کرانے کا انتظام۔

۵ - راستوں کی صفائی۔

۶ - پینے، نہانے اور جانوروں کو نہلانے کے لئے علحدہ علحدہ پانی کا انتظام۔

۷ - عارضی شفاخانوں کا قیام اور کالرے سے محفوظ رکھنے والی دواؤں کی تقسیم۔

نقل و حمل کی سہولتیں

محکمہ ریلوے اور خدمہ شارعی نقل وحمل کی جانب سے زائرین کے لئے خصوصی ریلیں اور بسیں چلانے کا انتظام کیا جاتا ہے اور ریل کے سستے واپسی کے ٹکٹ بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ زائرین کے لئے مشہور مندروں تک رسائی کی سہولت بہم پہونچانے کے خیال سے سڑکیں بھی بنائی جاتی ہیں۔ چنانچہ (۵۰,۰۰۰) روپے کے صرفہ سے تلجاپور میں "بھوانی روڈ" بنائی گئی اور کنمل گیری کے مشہور جینی مندر تک بھی سڑک تعمیر کی گئی۔ بھدرا چلم کے مشہور مندر کو جانے والے زائرین ڈورنکل جنکشن کے راستے سے سفر کرتے ہیں اور ان کی سہولت کے لئے کوٹھا گوڑم کے اسٹیشن پر ضروری انتظامات کئے جاتے ہیں بعض اہم زیارت گاہوں کو ریل کے ذریعہ مربوط کرنے کی تجاویز بھی زیر غور ہیں۔ لیکن جنگ کے پیدا کردہ حالات کی بناء پر فی الحال انہیں روبہ عمل لانا دشوار ہے۔

مالی امداد

شاہان آصفی نے مذہب کی بناء پر کسی فرقہ کو سرپرستی سے کبھی محروم نہیں رکھا اور مندروں اور درگاہوں کے لئے جو بڑی بڑی جاگیریں اور معاشیں عطا کی گئی ہیں وہ ان سلاطین کی بے تعصبی اور رواداری کا بین ثبوت ہیں ۔ سری رام کے مندر واقع بھدرا چلم کے لئے سلاطین آصفیہ نے بڑی بڑی جاگیر عطا فرمائی ہیں جن سے (۱۰۰۰,۰۰) روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے ۔ تلجا پور میں تلجا بھوانی کے مشہور مندر تک حکومت سرکار عالی نے ایک بہترین سڑک بنوائی، سرائے تعمیر کی اور آبرسانی ، نالی کی نکاسی اور برقی روشنی کا انتظام کیا ان تمام امور کی تکمیل پر (۳,۶۰۰۰۰) روپے صرف ہوئے ۔

حکومت سرکار عالی نے متعدد جاتراؤں کے لئے مستقل سالانہ امداد بھی منظور کی ہے جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں :-

جاترا	سالانہ امداد
۱ - شری وینجناتھ کا جاترا (پرلی)	۵۰۰ روپے
۲ - شری دیوی کا جاترا (تلواڑہ)	۳۰۰ ,,
۳ - شری رام نومی کا جاترا (کولاس تعلقہ دیگلور)	۱،۳۹۶ ,,
۴ - کھنڈوبا کے دیول کا جاترا (مالیگاؤں)	۱،۳۴۲ ,,
۵ - نیرہ کا جاترا	۲۰۰ ,,
۶ - ویمل واڑہ کا جاترا (سال میں دو مرتبہ جاتریوں کو کھانا کھلانے کے لئے)	۱،۰۰۰ روپے

مندرجہ بالا فہرست میں صرف چند نام درج کئے گئے ہیں اور اس سے یہ بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ شاہان آصفی کی قائم کردہ مذہبی رواداری کی روایات کو حکومت سرکار عالی بھی کس طرح برقرار رکھے ہوئے ہے۔

نمائشیں

سرکارعالی کے قومی تعمیری محکمے اور بالخصوص وہ محکمے جو دیہی زندگی سے زیادہ قریبی تعلق رکھتے ہیں ان اجتماعات سے پورا فائدہ اٹھا کر مظاہرے اور نمائشیں منعقد کرتے ہیں اور فانوسی تقریروں اور دوسری تدبیروں کے ذریعہ زراعت کے بہتر طریقوں سوبشیوں کی پرورش ، فصلوں کی حفاظت ، سوبشیوں کی بیماریوں کے علاج اور وباؤں پر قابو پانے کی تدبیروں کے متعلق ضروری معلومات بہم پہنچاتے ہیں ۔چنانچہ مالیگاؤں اور جل ھلی میں سالانہ جاتراؤں کے موقع پر سوبشیوں اور گھوڑوں کی نمایش کا انتظام کیا جاتا ہے اور بہترین سوبشیوں کے مالکوں کو تمغے اور انعامات دئے جاتے ہیں ۔ اسی طرح متعدد جاتراؤں کے موقعوں پر سوبشیوں کے علاوہ صنعتوں کی نمائشیں بھی ہوتی ہیں ۔ چنانچہ سنہ ۱۳۵۰ف میں سررشتہ زراعت نے (۶۰) نمائشیں منعقد کیں اور (۲۴۳) تقریروں کا انتظام کیا ۔

بیمہ فنڈ سرکارعالی

فیملی پنشن کی اسکیم

حیدرآباد اسٹیٹ لائف انشورنس فنڈ کی ابتدا فیملی پنشن فنڈ کے نام سے ہوئی تھی جس کا مقصد فوت شدہ ملازمین سرکار کے پس ماندگان کی امداد کرنا تھا لیکن اس کے اصول وضوابط کی سختیوں اور چندہ دہندگان کے اراکین خاندان کے لئے اس سے استفادہ حاصل کرنے کے محدود امکانات کے مد نظر ۳۰ بہمن سنہ ۱۳۲۳ ف کو یہ فنڈ مسدود کردیا گیا اور اس کے بجائے یکم اسفندار سنہ ۱۳۲۳ ف کو بیمہ فنڈ سرکارعالی کا قیام عمل میں آیا۔

بیمہ فنڈ سرکارعالی کے قواعد کے مطابق اعلیٰ درجہ کے تمام ایسے سرکاری ملازموں کو جو قابل وظیفہ اور غیر موروثی خدمات پر متعین ہیں اپنی تنخواہ کا (۲) فیصد حصہ تو اس فنڈ کے لئے لازمی طور پر دینا ہوتا ہے اور انہیں یہ اختیار ہے کہ اگر وہ چاہیں تو اس سے زیادہ رقم بھی دے سکتے ہیں بشرطیکہ اس فنڈ کے مشیر طبی ان کی صحت کو قابل اطمینان قرار دیں۔ ملازم خواتین کے لئے اس فنڈ میں شرکت اختیاری رکھی گئی ہے۔ بیمہ فنڈ کی جانب سے ایسی رعایتی پالیسیاں جاری کی جاتی ہیں جو فوجی ملازمین کی حد تک ۵۰ برس اور سیول محکموں کے ملازمین کی حد تک ۵۵ برس کی عمر میں پختہ ہوجاتی ہیں۔

شرح اقساط مقابلتاً بہتر ہے

دوسری بیمہ کمپنیوں کی شرح اقساط کے مقابلہ میں بیمہ فنڈ سرکارعالی کی پیش کردہ شرحیں کم ہیں۔

بیمہ فنڈ کی تمام جمع شدہ رقمیں سرکاری ادارات میں لگائی جاتی ہیں اور حکومت وقتاً فوقتاً سود کی شرح مقرر کرتی ہے۔ فی الحال یہ شرح $3\frac{1}{2}$ فی صد مقرر کی گئی ہے۔

یکم تیر سنہ ۱۳۵۰ ف سے ادنیٰ ملازمین سرکار کے لئے بھی بیمہ فنڈ میں ایک نیا شعبہ قائم کیا گیا ہے جو فیملی پنشن فنڈ کہلاتا ہے۔ اس فنڈ کے ذریعہ ادنیٰ ملازمین سرکار کو جو اس فنڈ میں شرکت کے اہل ہوتے ہیں ایک حیاتی پالیسی مفت دی جاتی ہے۔

حالیہ اصلاحیں

حال ہی میں چند اصلاحات نافذ کی گئی ہیں جن میں غیر سہولت بخش رجسٹروں کے بجائے جداجدا کھاتوں کے طریقہ کا نفاذ، یادداشتی کارڈس کے نئے سٹ کی تیاری، انفرادی چندہ کے بارے میں ۵۰۰ روپے تک بیشترین حد کی مسدودی اور چندہ دینے والوں کے کھاتہ میں درج شدہ رقموں کی تفصیلی جانچ جیسے امور شامل ہیں۔ علحدہ کھاتے کا طریقہ نافذ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس حد تک نگرانی ممکن ہوگئی ہے کہ چندہ دینے والوں کے علحدہ حسابات مکمل رہ سکیں اور ہر دن بیمہ فنڈ کے کاروبار کے آمد وخرچ کا پتہ چل سکے۔

پالیسی گیرندہ خود اپنی مرضی سے چندہ کی مقدار میں اضافہ کر رہے ہیں اور اس فنڈ کی مستحکم حالت کے پیش نظر اب یہ ممکن ہو سکا ہے کہ انفرادی چندہ کے بارے میں ۵۰۰ روپیہ ماہانہ کی انتہائی حد کا تعین مسدود کردیا جائے۔

فیملی پنشن کی اسکیم

بیمہ فنڈ کے علاوہ حکومت سرکارعالی نے فیملی پنشن کی اسکیم بھی منظور کی ہے جس کے مطابق یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ملازمین سرکار اپنی تنخواہ کا ۶ فیصد دینے پر مجبور کئے جائیں اور اس میں حکومت کی جانب سے ۲ فیصد کا عطیہ شامل کرکے ۸ فیصد تنخواہ سے ایک حیاتی پالیسی دلائی جائے جو پریمیم شامل کرکے فوت شدہ ملازم کے وارثوں کو ماہانہ پنشن کی شکل میں ادا کی جائے گی۔ اس اسکیم کے تحت بیوہ صاحبان پنشن پانے کی مستحق ہونگی اور دوسرے نامزد کردہ ورثاء پالیسی لینے والوں کی مقرر کردہ مدت تک وظیفہ پاتے رہیں گے۔ ادا شدہ پالیسیوں کا طریقہ بھی اب نافذ کیا گیا ہے۔

آمد وخرچ

سنہ ۱۳۵۱ ف میں اس فنڈ کی آمدنی ۹,۵۳,۲۴۹-۱۵-۸ روپے سکہ عثمانیہ تھی۔ اس کے برعکس سنہ ۱۳۵۰ ف میں یہ مقدار ۹,۰۴,۴۴۰-۴-۸ روپے تھی یعنی اس سال ۴۸,۸۰۹-۱۱-۰ روپے کا اضافہ ہوا۔ مصارف انتظام کی مقدار ۸۹,۸۱۲-۱-۱۱ روپے ہے جس میں ۶۳,۹۹۷-۲-۸ روپے تنخواہوں اور الاونسوں کی بابت بھی شامل ہیں۔ اس کے برعکس گزشتہ سال کے مصارف کی مقدار ۷۸,۰۳۳-۹-۵ روپے تھی۔ آمدنی کے مقابلہ میں تنخواہوں اور الاونسوں کا تناسب ۶٫۷ فیصد رہا۔ گزشتہ سال یہ اوسط ۶٫۸۶ فیصد تھا۔ آمدنی کے مقابلہ میں

مجموعی مصارف انتظام کا اوسط ۲ء۹۵ فیصد رہا ۔ گزشتہ سال یہ اوسط ۸ء۶۸ فیصد تھا ۔ شرح مصارف میں اضافہ اس لئے ہوا کہ پنسنوں کی وجہ سے ۹۱۳۳ روپیے کے مصارف بھی فنڈ پر عاید ہوے جو کہ اب تک حکومت برداشت کرتی تھی ۔

تحریکات بیمہ اور پالیسیاں

سدرجہ ذیل اعداد سنہ ۱۳۵۱ ف کے کاروبار سے متعلق ہیں اور مقابلہ کے لئے سابقہ سال کے اعداد بھی درج کئے گئے ہیں ۔

سنہ	وصول شدہ تحریکات بیمہ	منظور شدہ تحریکات بیمہ	سالانہ قسط	رقم بیمہ
۱۳۵۰	۲۳۴۷	۲۰۰۰	۷۴۱۳۶	۱۵۴۷۵۸۵
۱۳۵۱	۱۸۳۹	۱۷۴۴	۵۹۴۱۶	۱۳۵۰۶۱۱

حالات میں تبدیلی ، ضروریات زندگی کی قیمتوں میں اضافہ اور فوجوں اور متنوع فوجی خدمات کے واسطے طلب کئے جانے والے سیول عہدہ داروں کے لئے پالیسیاں جاری کرنے پر قیود کی وجہ سے سنہ ۱۳۵۱ ف میں کاروبار متاثر ہوا ۔

فیملی پنشن فنڈ

فیملی پنشن فنڈ کی اسکیم صرف ادنی ملازمین کے لئے ہے ۔ یہ فنڈ یکم شہریور سنہ ۱۳۵۰ ف کو قائم ہوا تھا اور اختتام سال تک ۱۸۱۷۳ تحریکات بیمہ وصول ہوئیں ۔ جن میں سے ۱۳۲۸ پالیسیاں جاری کی گئیں اور باقی ماندہ سنہ ۱۳۵۲ ف کے لئے ملتوی کردی گئیں ۔ جاری کردہ پالیسیوں کی مجموعی رقم ۳۸۳،۶۲۲ روپے ہے ۔ حکومت کی جانب سے فی ملازم ایک روپیہ ماہانہ کے حساب سے جو رقم شامل کی گئی اس کی مجموعی مقدار ۹۰۲۵ روپے تھی ۔

۳۰ ۔ آبان سنہ ۱۳۵۱ ف کو ختم ہونے والے سال میں فیملی پنشن فنڈ کے مصارف انتظام کی مقدار ۱۰۰۳۳-۲-۱۰ روپے تھی جس میں تنخواہوں کی بابت ۳۲۶۷ روپے بھی شامل ہیں ۔ آمدنی کے مقابلے میں تنخواہوں اور الاونسوں کا اوسط ۲۰ فیصد اور مجموعی مصارف انتظام کا اوسط ۶۱ء۱ فیصد رہا ۔ مصارف کی مقابلۃً بڑھی ہوئی شرح کا باعث وہ ابتدائی اخراجات ہیں جو اس فنڈ کے قیام کے وقت تختوں وغیرہ کی طباعت کی وجہ سے عاید ہوے تھے ۔

زنانہ کلب رائچور

رائچور کے ریلوے اسٹیشن سے تقریبا نصف میل کے فاصلہ پر سیمنٹ کی بڑی سڑک کے کنارے باغ عامہ کے اندر خواتین کے کلب کی خوشنما عمارت واقع ہے جس کے گرد پردے کے خیال سے اونچی چار دیواری بنی ہوئی ہے ۔ زنانہ کلب اور مردانہ کلب کے درمیان سبزہ کے خوشنما تختے بنائے گئے ہیں اور سڑک پر سے دونوں عمارتیں سبزہ زاروں اور چمن بندیوں کے باعث بہت ہی دلکش اور شاندار معلوم ہوتی ہیں ۔

زنانہ کلب کی عمارت پہلے بہت ہی معمولی تھی لیکن سنہ ۱۹۳۷ع میں جدید نمونہ کی عمارت تعمیر کی گئی ، برقی روشنی کا انتظام کیا گیا اور بچوں کے لئے صحن میں ایک چھوٹا سا پارک بھی بنایا گیا ۔ کلب کی نئی عمارت کا افتتاح لیڈی ٹاسکر نے کیا تھا ۔

کچھ عرصہ کے بعد ٹینس اور بیڈ منٹن کے کورٹ بھی بنائے گئے اور رنگ پانگ اور گھر کے اندر کھیلے جانے والے دوسرے متعدد کھیلوں کا بھی انتظام کیا گیا جن میں سے برج سب سے زیادہ مقبول ہوا ہے حال ہی میں ایک چھوٹا سا کتب خانہ بھی قائم کیا گیا ہے ۔

حیدرآباد اسٹیٹ بینک

حیدرآباد اسٹیٹ بینک اسلئے قائم کیا گیا ھے کہ وہ ترویج زر کو منظم کرے ، اس کے استحکام وتحفظ کو برقرار رکھے ، اندرون و بیرون ممالک محروسہ ادائی زر میں سہولت پیدا کرے ، ملک کی معاشی زندگی کو ترقی دینے کے لئے ضروری قرضے فراھم کرے اور ممالک محروسہ میں زراعت اور صنعت و تجارت کی ترقی میں حوصلہ افزائی کرے -

حیدرآباد اسٹیٹ بینک حصہ داروں کے ایک بینک کی حیثیت سے قائم کیا گیا ھے اور اس کے متعلق مرتب کردہ قانون میں اس کا لحاظ رکھا گیا ھے کہ یہ بینک آبادی کے تمام طبقوں کی ضروریات بینکاری کی تکمیل اور ان کے مفاد کی حفاظت کر سکے - چنانچہ اسٹیٹ بینک محض ان دوسرے تجارتی بنکوں اور قرضہ دینے والے اداروں کی طرح نہیں جو کاروباری طبقے کے مفادی اطمینان بخش طور پر تکمیل کر رہے ھیں بلکہ اس کی حیثیت ایک ایسے مرکزی ادارے کی ھے جسے تمام موجودہ اداروں کو تقویت بخشنے اور مالی امداد دینے ، ممالک محروسہ میں تجارت و صنعت اور زراعت کو فروغ دینے اور کاروباری اصول پر بینکاری سے متعلق دوسری سہولتیں بہم پہونچانے کے وسیع تر مواقع حاصل ھیں -

اسٹیٹ بینک حکومت کی ساکھ کا بھی حامل ھے

مملکت حیدرآباد میں معاشی ترقی ابھی اس معیار تک نہیں پہونچی کہ بینک کی نگرانی اور اس کی پالیسی کی تشکیل سے حکومت کلیتاً بے تعلق رہ سکے چنانچہ اس کا پورا لحاظ رکھا گیا ھے کہ بینک کی مجلس نگران حکومت سے ھمیشہ قریبی تعلق رکھے اور مسلسل تعاون کرتی رھے- بینک کی مجلس نظماء میں حکومت کے نامزد کردہ اور حصہ داروں کے منتخب کردہ دونوں قسم کے نظماء شامل ھیں اور اس انتظام کی وجہ سے یہ بینک اس قابل ھوگیا ھے کہ حکومت کی ساکھ سے پورا فائدہ اٹھائے اور باشندوں کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ھوئے ملک کے معاشی وسائل سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرے -

دوسرے کاروبار

حکومت سرکار عالی نے اس بینک کے جاری کردہ سرمایہ حصص کا (۵۱) فیصد حصہ خریدا ھے اور ایسا کرنا ضروری تصور کیا گیا کیونکہ ایک تجویز یہ بھی ھے کہ حکومت کی تمام نقدی سلکیں بینک کے پاس امانت رکھی جائیں اور مختلف محفوظ سرمایوں کا انتظام بھی اس کے تفویض کردیا جائے جن میں سرمایہ محفوظ زر کاغذی ، قرض ھائے عامہ کا انتظام اور حکومت کے کارندے کے طور پر کرنسی نوٹوں اور سکوں کی اجرائی جیسے امور بھی شامل ھیں -

اسٹیٹ بینک کے لیے یہ بھی ضروری قرار دیا گیا ھے کہ وہ وقتاً فوقتاً حکومت کے جاری کردہ اعلانوں کے ذریعہ مقررہ ھوئی اعلیٰ ترین اور ادنیٰ ترین شرحوں پر برطانوی روپیوں کی خرید و فروخت کرے اور اس طور کارکردگی کی وجہ سے یہ بینک اس قابل ھوجاتا ھے کہ شرح مبادلہ کے اتار چڑھاؤ کو حکومت کی مقرر کردہ حدود (یعنی ۱۰۰ روپے کلدار کے معاوضہ میں ۱۱۶ تا ۱۱۷ روپے حالی) کے اندر برقرار رکھنے پر قابو رکھ سکے -

منافع کی ضمانت

ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے کے مجوزہ سرمایہ میں سے (۷۵) لاکھ روپے مجموعی رقم کے حصص جاری لئے گئے جس میں سے (۳۸,۲۵,۰۰۰) روپے کے حصص حکومت کے لئے مختص کردئے گئے اور باقی ماندہ حصص عوام نے خریدے - بینک کے تمام حصص پر کم از کم (۳) فیصد سالانہ منافع دینا واجب ھے اور اس منافع کی مسلسل ادائی کی ضمانت حکومت نے لی ھے-

ممالک محروسہ کے تمام اھم تجارتی مرکزوں اور اضلاع کے صدر مقاموں میں اسٹیٹ بینک کی شاخیں قائم کرنے کی تجویز پر بھی مجلس نظماء غور کررھی ھے اور توقع ھے کہ آیندہ دو تین سال کے عرصہ میں ممالک محروسہ کی ضروریات بنکاری کی بخوبی تکمیل ھوجائے گی -

تجارتی اور فصل واری اطلاعات

گیہوں کی فصل کے متعلق چوتھی پیش قیاسی

گیہوں کا زیر کاشت رقبہ (۹۶۴۰۰۰) ایکڑ ہے اسکے برعکس گزشتہ سال کی فصل میں یہ رقبہ (۱۰۹۴۰۰۰) ایکڑ تھا ۔ مجموعی پیداوار کا تخمینہ (۱۳۸۰۰۰) ٹن کیا گیا ہے اسکے برعکس گزشتہ سال یہ مقدار (۱۳۱۰۰۰) ٹن تھی ۔ اوسط پیداوار تخمینا معمولی پیداوار کی (۸۰.۶) فیصد ہے ۔ گزشتہ سال یہ اوسط (۸۷.۳) فیصد تھا ۔

روغن دار تخم کی سرمائی فصل

تل اور رائی کے زیر کاشت مجموعی رقبہ (۵۰۰۰) ایکڑ ہے ۔ گزشتہ سال یہ رقبہ (۱۰۰۰۰) ایکڑ تھا ۔ السی کے زیر کاشت رقبہ (۴۸۴۰۰۰) ایکڑ ہے ۔ گزشتہ سال یہ رقبہ (۴۷۰۰۰) ایکڑ تھا ۔

موسمی اور فصل واری رپورٹ

بارش ۔ امرداد کے پہلے ہفتہ میں ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام حصوں میں بارش ہوئی جسکا اوسط تلنگانہ میں (۹۳) سنٹ اور مرہٹواڑی میں (۷۸) سنٹ تھا ۔ دوسرے ہفتہ میں بھی ملک کے وسیع حصہ میں بارش ہوتی رہی جس کا مجموعی اوسط (۱۲.۵) انچ تھا ۔ تیسرے ہفتہ میں تمام اضلاع میں بارش ہوئی جس کا اوسط تلنگانہ میں (۲.۳۶) انچ اور مرہٹواڑی میں (۲.۵۳) انچ تھا ۔ چوتھے ہفتہ میں رائچور کے کچھ حصہ کے سوا ممالک محروسہ کے تمام حصوں میں بارش ہوئی جس کا اوسط تلنگانہ میں (۱.۷۴) انچ اور مرہٹواڑی میں (۱.۳۸) انچ تھا ۔ شہریور کے پہلے ہفتہ میں عام طور سے ہلکی بارش ہوئی جس کا اوسط تلنگانہ میں (۱.۰۲) انچ اور مرہٹواڑی میں (۸۱) سنٹ تھا ۔ مطلع ابرآلود رہا اور ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہیں ۔

فصلیں ۔ بعض حصوں میں نیشکر کی فصل بخوبی بڑھتی گئی اور بعض حصوں میں وسط ماہ تک کاشت کے لئے زمین تیار کی جاتی رہی اور فصل خریف کی کاشت جاری رہی ۔ اضلاع گلبرگہ ، عثمان آباد ، رائچور اور اورنگ آباد کے بعض حصوں میں وسط ماہ تک بارش کا انتظار رہا ۔ اضلاع عادل آباد ، نظام آباد اور میدک کے بعض حصوں میں امرداد کے دوسرے ہفتہ میں فصل آبی کی کاشت شروع ہوئی ۔ شہریور کے پہلے ہفتہ میں بھی یہ کاشت جاری تھی ، اگرچہ کہ بعض حصوں میں پودے نکلنے لگے تھے ۔

زرعی ضروریات ۔ ماہ امرداد میں اضلاع عادل آباد ، محبوب نگر ، اورنگ آباد اور رائچور کے بعض حصوں میں پینے کے پانی اور چارے کی قلت محسوس کی گئی لیکن شہریور کے پہلے ہفتہ میں ضلع رائچور کے بعض حصوں کے سوا دوسرے اضلاع میں پانی اور چارے کی فراہمی کا مناسب انتظام ہو گیا ۔

تیر سنہ ۱۳۵۲ف میں بلدہ حیدر آباد و سکندر آباد میں اجناس خوردنی کی درآمد

بدوران ماہ تیر سنہ ۱۳۵۲ف بلدہ حیدر آباد اور سکندر آباد میں (۳۷۸۹) پلے گیہوں (۴۱۵۳۸) پلے چاول (۴۰۷۶۱) پلے جوار (۱۲۲۴۰) پلے چنا اور (۳۳۷) من گھی کی درآمد ہوئی ۔ گزشتہ سال اسی مہینہ میں صوبجات متحدہ پنجاب ، دہلی اور مختلف دیسی ریاستوں سے (۳۷۲) پلے گیہوں درآمد کیا گیا تھا لیکن بدوران ماہ زیر تبصرہ ممالک محروسہ میں گیہوں درآمد نہیں کیا گیا ۔ ماہ تیر سنہ ۱۳۵۱ف میں (۳۰۲۹) پلے گیہوں کا آٹا بھی پنجاب ، بمبئی اور مختلف دیسی ریاستوں سے درآمد کیا گیا تھا ۔ لیکن اس ماہ بیرون ممالک محروسہ سے آٹا بھی درآمد نہیں کیا گیا ۔ تیر سنہ ۱۳۵۱ف میں مدراس سے (۵۰۱۳۵) پلے چاول درآمد کیا گیا تھا لیکن اس سال ماہ تیر میں صرف (۵۸۶) پلے چاول درآمد کیا گیا ۔

بہ دوران ماہ زیر تبصرہ بلدۂ حیدرآباد میں (۳۹۰۱) پلے شکر درآمد کی گئی جس میں سے صرف (۱۲۴) پلے بیرون ممالک محروسہ سے منگوائی گئی تھی حالانکہ گزشتہ سال اسی مہینہ میں (۲۹۸۱) پلے شکر درآمد کی گئی تھی ۔ جس میں سے (۵۶۶) پلے میسور اور دہلی سے منگوائی گئی تھی ۔

"اسکی قوت
ہر کام کے لئے
تیار ہے!"
اسکی یہ خوش نصیبی ہے کہ اسکو ایسی ماں ملی ہے جو اس بات کو خوب سمجھتی ہے کہ بچے کی صرف شدہ قوت
ہمیشہ پوری ہوتی رہنی چاہئے۔ آپکو یہ معلوم ہے کہ خرچ شدہ قوت صرف ان غذاؤں سے پوری ہو سکتی ہے
جن میں وٹامن خوب موجود ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ وٹامن والا ڈالڈا ایک نہایت مفید چیز ہے۔ ڈالڈا
کی تیار شدہ غذا سے وٹامین میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ آپ کی صحت کی حفاظت کرتے
ہیں۔ اپنے تمام کھانے وٹامین والے ڈالڈا سے تیار کریں کیونکہ یہ آپ کی صحت اور جسمانی طاقت
میں ایک نئی روح پھونک دیتا ہے۔ ڈالڈا سے پکائے ہوئے کھانے زیادہ لذیز ہو جاتے ہیں
وٹامین والا ڈالڈا جسم کو مضبوط اور صرف شدہ قوت کو
پورے کرنے میں مدد دیتا ہے
DALDA
VANASPATI
وٹامین والا ڈالڈا
شرطیہ خالص نباتاتی ہے - صرف سربمہر ڈبوں میں بکتا ہے
HVM 21-302 UD
THE HINDUSTAN VANASPATI MANUFACTURING CO. LTD, BOMBAY
ملکی
اشیاء
خرید
فرمائیے
فروخت گاہ مصنوعات ملکی سرکار عالی
سانچہ توپ حیدرآباد دکن

مطبوعات برائے فروخت

	قیمت
ریورٹ نظم ونسق ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ف (۳۹-۱۹۳۸ع)	۳-۰-۰
" " " " ۱۳۴۹ف (۴۰-۱۹۳۹ع)	۳-۰-۰
" " " " ۱۳۵۰ف (۴۱-۱۹۴۰ع)	۳-۰-۰
جامعہ عثمانیہ مولفہ مسزای۔ ڈی۔ پلین	۱-۰-۰
حیدرآباد میں دیہی تنظیم	۱-۸-۰
کوائف حیدرآباد	۰-۸-۰
منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے مرتبہ سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی	۱-۸-۰
حیدرآباد کی مشہور عبادت گاہیں .... (اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں)	۳-۰-۰

سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی
سیف آباد حیدرآباد دکن سے طلب فرمائیے۔

مطبوعہ دارالطبع سرکار عالی

On H.E.H. the Nizam's Service.

کار سرکاری

HYDERABAD INFORMATION

معلومات حیدرآباد

To

بخدمت جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب

جامعہ ملیہ اسلامیہ - قرول باغ - دہلی

Delhi

Office of the Director, دفتر نظامت معلومات عامہ سرکارعالی حیدرآباد دکن

Information Bureau, H.E.H. the Nizam's Government,

Hyderabad, Deccan.

HYDERABAD INFORMATION

Reg. No. M. 4891.

معلومات حیدرآباد رجسٹر نمبر ۴۸۹۱

Reg. No. M. 4391.

معلومات حیدرآباد

جلد [illegible] | بابت ماہ خورداد سنہ ۱۳۵۳ف - اپریل سنہ ۱۹۴۴ع | شمارہ ۷

فہرست مضامین

شائع کردہ — محکمہ اطلاعات سرکارعالی — حیدرآباد ۔ دکن

قوّت کی جیت!
زندگی کی دوڑیں۔ بالکل اسکول کے مقابلوں کی طرح انعامات اُنہیں لڑکوں کو ملتے ہیں جو قوی
اور توانا ہوں۔ اِس لئے اپنے کُنبہ کے ہر شخص کی قوّت کو اعلےٰ درجہ کا
بنائے رکھیئے۔ انہیں موزوں اور عمدہ خوراک دیجئے اور اُسے قوّت بخش
ڈالڈا سے پکایئے۔ ڈالڈا میں وٹامن شامل ہیں جو قدرتی طور پر قوّت دہ خوراکی اجزا مہیا کرتے ہیں
یہ کبھی کم نہ ہونے والی طاقت اور اعلےٰ صحت قائم رکھنے میں مدد کرتا ہے۔
آپ کو ڈالڈا سے کھانا پکانے کی کتاب بزبان انگریزی اپنے پاس رکھنی چاہیئے اس میں خوراک کے متعلق مفید معلومات اور
ہندوستانی کھانوں کے ۱۵۰ طریقے درج ہیں۔ چار آنے کے ٹکٹ اِس پتہ پر ارسال کیجئے۔
Dept A41 P.O Box No 353, Bombay
DALDA
VANASPATI
وٹامن آمیز
ڈالڈا
قوّت بخش
سرطیہ مکمل وناسپتی۔ ایک پونڈ ۲ پونڈ ۵ پونڈ۔ دس پونڈ کے صرف سربند ڈبوں میں فروخت ہوتا ہے۔

مضبوط اور آزمودہ سامان
سے بنائی ہوئی چیزیں
جو کہ زندگی بھر پائدار
رہیں

ساخت کی مضبوطی اور
ڈیزائن کی خوبصورتی
الوین کارخانہ کے فولادی
فرنیچر

ALLWYN
STEEL FURNITURE

حیدرآباد آلوین مٹل ورکس لمیٹڈ
صدر دفتر اور کارخانہ صنعتی کارخانہ جات اعظم آباد حیدرآباد
نمائش گھر :- موسی بلڈنگ روبرو صدر ٹپہ خانہ انگریزی متصل عابد روڈ حیدرآباد دکن
تارکا پتہ :- آلوین حیدرآباد دکن

جلد ۴ — خورداد سنہ ۱۳۵۳ف - اپریل سنہ ۱۹۴۴ع — شمارہ ۷

احوال واخبار

پیام ہمایونی - اعلی حضرت فرمانروائے حیدرآباد وبرار نے جاپانیوں کے ہاتھوں میں اسیر حیدرآبادی فوجیوں اور جاپان کے مقبوضہ ممالک میں رہنے والے ہندوستانیوں کے نام جو پیغام ارسال فرمایا ہے وہ مصیبت زدہ انسانوں سے اعلی حضرت بندگان عالی کی انتہائی ہمدردی کی ایک ممتاز مثال ہے۔ یہ پیغام جس میں ہمارے شاہ ذیجاہ نے حیدرآبادی فوجیوں کی بہادری اور وفادارانہ خدمات کی ستائش فرمائی ہے نہ صرف ان فوجیوں کے لئے نہایت امید آفریں اور حوصلہ افزا ثابت ہوگا بلکہ تمام محاذوں پر لڑنے والے سپاہیوں کے اس مقصد کو بھی تقویت بخشے گا کہ ان قوموں پر کامل فتح حاصل کی جائے جو جدید تہذیب کو تباہ و برباد کرکے وحشیانہ نظام قائم کرنا چاہتے ہیں - اعلحضرت بندگانعالی نے جاپانیوں کے مقبوضہ ممالک کے باشندوں کو ان الفاظ میں مخاطب فرمایا ہے کہ صبر کیجئے ہمت نہ ہارئے، خدا ہماری مدد کریگا اور فتح بہت قریب ہے اور ان الفاظ سے بدی کے مقابلہ میں حق و صداقت کی فتح پر اعلی حضرت کے کامل ایقان کا پوری طرح اظہار ہوتا ہے۔

حیدرآباد کے فوجیوں کے لئے پیام ہمایونی کا وہ حصہ خاص طور پر مسرت بخش ہے جس میں اعلی حضرت بندگان عالی نے انہیں یہ یقین دلایا ہے کہ جب وہ وطن واپس ہونگے تو ان کا پر مسرت استقبال کیا جائے گا اور سب سے پہلے خود شاہ ذیجاہ ان کا خیر مقدم فرمائیں گے - ملک اور قوم کی حفاظت کے لئے انجام دی جانے والی بیش بہا خدمات کا اس سے بہتر صلہ اور کیا ہوسکتا ہے کہ خود شاہ ذیجاہ ان خدمات کی اس قدر خلوص دل سے قدر فرمائیں۔

تعلیم میں فرقہ واریت کا انسداد - حکومت سرکار عالی کی ہمیشہ یہ پالیسی رہی ہے کہ تعلیم میں فرقہ وارانہ رجحانات پیدا کرنے کی ہر کوشش کا سختی سے سدباب کیا جائے - چنانچہ حیدر آباد میں قومی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح تعلیم عامہ کو بھی فرقہ واریت سے محفوظ رکھنے کی ہرممکن کوشش اختیار کی جاتی رہی ہے - حکومت کا مقصد یہ ہے کہ بہتر طریقہ پر تعلیم دیکر تمام باشندوں کو متاثر کرنے والے امور کے بارے میں صحیح نقطہ نظر پیدا کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی مذہبی یا فرقہ واری تفریق روا نہ رکھی جائے - کیونکہ تعلیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ نوجوانوں کو مشکلات پر غالب آنے کے قابل بنایا جائے تا کہ وہ اپنی قوم کے مستقبل کی تعمیر میں پورا حصہ لے سکیں۔

ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی نے ناگپور میں انجمن حامی اسلام کے پیش کردہ سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے یہ بیش بہا خیال ظاہر فرمایا تھا کہ نوجوانوں کی تعلیم میں اس امر کو ملحوظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ تعلیم کے ذریعہ نوجوانوں میں فرقہ وارانہ ذہنیت نہ پیدا کی جائے کیونکہ ہماری خوشحالی کا راز دونوں بڑی قوموں کی مشترکہ جدو جہد میں مضمر

ہے ۔ نظام کالج کے جلسہ تقسیم انعامات میں تقریر کرتے ہوئے بھی ہز اکسلنسی نے اس امر پر زور دیا کہ زبان کے مسئلہ کو کسی حال میں بھی سیاسی مسئلہ نہ بنایا جائے اور یہ تجویز پیش فرمائی کہ حیدرآبادی نوجوان اپنی مادری زبان کے علاوہ ممالک محروسہ میں بولی جانے والی دوسری زبانیں بھی سیکھنے کی کوشش کریں ۔ اس میں شک نہیں کہ اگر ہز اکسلنسی کے اس مشورہ پر عمل کیا گیا تو ممالک محروسہ کے مختلف نسلی و لسانی طبقوں میں باہمی ربط پیدا ہوجائے گا اور یہ سب مشترکہ طور پر اپنے ملک کی زیادہ بہتر طریقہ پر خدمت کرسکیں گے ۔

حیدرآبادی فضائی دستوں کے کارنامے ۔ مملکت حیدرآباد نے اتحادیوں کی جنگی مساعی میں بہت قابل قدر حصہ لیا ہے اور شاہی فضائیہ میں شامل حیدرآبادی دستے بھی ان مساعی کا ایک اہم جز ہیں ۔ اب تک ان دستوں نے بہت ہی نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں اور برطانیہ کے محکمہ جنگ کے اعلی ترین عہدہ دار بھی متعدد موقعوں پر ان خدمات کا اعتراف کرچکے ہیں ۔

حیدرآبادی فضائی دستوں کے ایک عہدہ دار نے ایک خط میں اس کا اظہار کیا ہے کہ وہ اور اسکے ساتھی مملکت حیدرآباد سے تعلق رکھنے پر فخر کرتے ہیں ۔ اس خط سے یہ اندازہ بھی ہوسکتا ہے کہ حیدرآبادی دستے کتنے مشکل کام انجام دیتے ہیں اور اس میں کسقدر کامیاب رہتے ہیں ۔ خط کا مضمون درج ذیل ہے ۔

” ہمیں بہت سے سنسنی خیز تجربات ہوچکے ہیں تیونیسیہ میں فاتحانہ انداز سے داخل ہوئے اور شمالی افریقہ کی مہم کو انجام پر پہنچایا ۔ اس علاقہ میں چند دن بھی نہ گذرے تھے کہ ہم مالٹا کی طرف جھپٹے ۔ یہاں ہمیں ملک معظم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا ۔ اس موقع پر ہم نے اسکواڈرن کے ایک بہترین رقص کا مظاہرہ کیا ۔ اس کے بعد ہم صقلیہ پر حملے کی تیاری کرنے میں مصروف ہوگئے ۔

”صقلیہ کی مہم میں ہم نے دو چکروں میں دشمن کے تیرہ ہوائی جہاز تباہ کئیے ۔ ہوائی کمان کے افسر کی جانب سے اس کامیاب کوشش کی اطلاع کردی گئی جس کا ہمیں ایک شاندار اور حوصلہ افزا جواب موصول ہوا ۔ یہ جواب پریڈ کے میدان پر پڑھا گیا اور اعلی حضرت خلداللہ ملکہ اور اہل حیدرآباد کے لئیے تین زوردار چیرز سے اس کا استقبال کیا گیا حیدرآباد وہ نام ہے جسے ہم شاہی ہوائیہ کے نام کے ساتھ ساتھ یاد رکھنے میں ہمیشہ سے زیادہ فخر محسوس کرینگے ۔

”حیدرآباد اسکواڈرن اچھی حالت میں ہے ۔ ہمارے نوجوان خوش ہیں ۔ کام کے اوقات طویل ہیں اور تفریح کا وقت تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے تاہم ہم میں سے ہر ایک میں حقیقی مہمات میں حصہ لینے والے لوگوں کا جذبہ اور روح عمل موجود ہے اور اس زندگی کا لطف اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کوئی کام پیش نظر ہوتا ہے ۔ میں تقریباً بارہ ماہ سے اسکواڈرن کے ساتھ ہوں اور مجھے اس اعلی درجہ کے یونٹ کے ایجوٹنٹ ہونے کا بھی بجا طور پر فخر حاصل ہے جو قابل تعریف لوگوں کی بدولت قائم ہے ۔

”جب سے ہم سمندر پار گئے ہیں عملے میں بہت کم تبدیلی ہوئی ہے اور اس میں ابھی متعدد ہوا باز ایسے موجود ہیں جو اس یونٹ کے قیام کے وقت سے اب تک کارگزار ہیں ۔ یہ کہنا غیر ضروری ہے کہ انہیں علحدہ ہونے کی کوئی خواہش نہیں ۔ اخلاقی قوت ہمیشہ سے زیادہ بلند ہے اور یہ نوجوان جو کچھ بھی پیش آئے اسے ہنسی خوشی جھیل سکتے ہیں “ ۔

ایرانی ثقافتی وفد ۔ ہندوستان اور ایران کے درمیان قدیم ترین زمانہ سے تاریخی اور تمدنی تعلقات قائم ہیں اور ان سے نہایت مفید نتائج مترتب ہوئے ہیں چونکہ ان تعلقات کو زیادہ مستحکم کرنے کی کوششیں ہر شخص کے لئے بہت ہی خوش آئند ہیں اس لئے ایرانی ثقافتی وفد کا ، جو ان دنوں ہندوستان کا دورہ کررہا ہے ، ہر جگہ نہایت گرم جوشی سے خیر مقدم کیا جاتا ہے ۔

حیدرآباد میں بھی ، جو ایرانی وفد کے قائد ہز اکسلنسی علی اصغر حکمت کے الفاظ میں بیرون ایران ایرانی تمدن کا سب سے بڑا مرکز ہے ، اس وفد کا پر جوش خیر مقدم کیا گیا اور ہز اکسلنسی نے حیدرآباد پہونچنے کے بعد ایک صحافی

بیان جاری کیا جس میں حیدرآباد کی علم دوستی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حیدرآباد کئی صدیوں سے ہمارے علماء اور شعراء کا مامن رہا ہے جیسے انہوں نے وطن سے دور ہونے کے بعد بھی اپنے گھر کی طرح پایا اور اپنی تصانیف میں تعریف و توصیف کے ساتھ یہ بیان کیا کہ حیدرآباد کے عالی مرتبت حکمران علوم و فنون کی کس قدر سرپرستی فرماتے رہے ہیں ۔ حیدر آباد نے ہر جہتی ترقی کی ہے اور جامعہ عثمانیہ کا قیام ہندوستان کی تعلیمی تاریخ میں ایک شاندار کار نامہ ہے ۔ یہ جامعہ اپنے فیاض منش بانی اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان کے نام نامی سے موسوم ہے جنہیں ایران میں بھی کافی شہرت حاصل ہے ۔ جامعہ عثمانیہ کے طرز کار کو دیکھنے کے ہم بہت خواہشمند ہیں ۔ کیونکہ اس جامعہ میں تمام علوم و فنون کی تعلیم اور امتحان کا ذریعہ اردو زبان کو قرار دیا گیا ہے اور اس زبان کی تشکیل میں سنسکرت اور فارسی کا مساوی حصہ ہے۔ حیدرآباد میں ایرانی وفد کے قیام کے دوران میں اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے بمراحم خسروانہ اراکین وفد کو شرف باریابی عطا فرمایا ۔ اور وفد کے قائد ہز اکسلنسی علی اصغر حکمت نے بارگاہ خسروی میں باریابی کے بعد اپنے تاثرات ان الفاظ میں ظاہر کئے '' جب ہمیں اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان آصف جاہ سابع کے حضور میں شرف باریابی حاصل ہوا اور ہم حیدرآباد میں اپنے قیام اور آئندہ پروگرام کے متعلق بندگان اقدس کے شفیقانہ استفسارات کا جواب دے رہے تھے تو ہمارے دماغوں پر یہی خیال حاوی تھا کہ سادہ زندگی اور بلند خیالی کے اعلیٰ تصور کی ایک شاندار اور فیض آفرین مثال خود ہماری آنکھوں کے سامنے ہے ۔ ''

ہم ہز اکسلنسی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ہمارے شاہ ذیجاہ اور حیدرآباد کے متعلق اتنے اچھے جذبات کا اظہار فرمایا ۔

سیول سرویس اسوسی ایشن کا عصرانہ ۔ حیدرآباد سیول سرویس اسوسی ایشن کے سالانہ عصرانہ میں تقریر کرتے ہوئے امیر علی خان صاحب صدر اسوسی ایشن نے مختلف محکموں میں جائدادوں کے گریڈوں میں عدم یکسانیت پر حکومت کی توجہ منعطف کرائی اور فرمایا کہ اس کی وجہ سے اس سرویس کے بعض اراکین کو ترقی کے یکساں مواقع نہیں ملتے اور اسی بنا پر یہ امید ظاہر کی کہ اس عدم یکسانیت کو دور کردیا جائے گا ۔ صدر اسوسی ایشن نے اپنی تقریر میں یہ خیال بھی ظاہر فرمایا کہ اراکین حیدرآباد سیول سرویس کو باب حکومت میں شرکت کا بھی موقع دیا جائے۔ سیویلینوں کو مخاطب کرکے امیر علی خان صاحب نے فرمایا کہ وہ اس حقیقت کو ملحوظ رکھیں کہ حیدرآباد کی مستقبل کی تعمیر انہیں کے ہاتھوں ہوسکتی ہے اور اس خصوص میں وہ جس طرح اپنی خدمات انجام دیں گے اسی طرح آئندہ نسلیں ان کے متعلق رائے قائم کریں گی ۔ حیدر آباد سیول سروس میں داخل ہونے والے نئے اشخاص کو امیر علی خان صاحب نے یہ مشورہ دیا کہ وہ نظم ونسق کے مختلف شعبوں کا تجربہ نیز اضلاع کے حالات کا پوری طرح علم حاصل کریں ۔ کیونکہ صرف اسی طریقہ پر عمل کرکے وہ کارکردگی اور وفاداری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں گے ۔

ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری نے،جو اس تقریب میں مہمان خصوصی تھے،اس امر سے اتفاق فرمایا کہ کسی محکمہ میں محض تقرر کی بنا پر جو ایک اتفاقی امر ہے ، حیدر آباد سیول سرویس کے کسی رکن کے مستقبل کو تاریک نہ ہونے دینا چاہئیے اور دوسرے اراکین کے برعکس اسکی سرکاری زندگی کے مفادات کو مضرت نہیں پہونچنا چاہئیے ۔ ہز اکسلنسی نے یہ بھی فرمایا کہ ایک ہی کیڈر سے تعلق رکھنے والے عہدہ داروں کی نسبت نظم و نسق کے مختلف محکمہ جات کی شروح تنخواہ میں جو عدم یکسانیت موجود ہے حکومت اسے دور کرنے کے مسئلہ پر غور کررہی ہے ۔ اراکین حیدرآباد سیول سرویس کو ہز اکسلنسی نے یہ دوستانہ مشورہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو حقیقی معنوں میں قوم کا خادم سمجھیں اور محنت و دیانت کا ایک اعلیٰ معیار برقرار رکھیں ۔ کیونکہ صرف اسی طرح وہ ہر دلعزیزی اور مقبولیت حاصل کرسکیں گے۔

ملاحظہ ہو صفحہ (۶)

اعلیحضرت فرمانروائے دکن کا امید افزا پیغام

جنگ ختم ہونے کے بعد وطن واپس آنے والے جانبازوں کا پر مسرت خیر مقدم کیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت فرمانروائے حیدرآباد و برار نے جاپانی مقبوضہ علاقوں کے ہندوستانیوں کو یہ حوصلہ افزا اور امید آفریں پیغام دیا ھے کہ ”صبر کیجئیے، ہمت نہ ہاریئے کیونکہ خدا مدد کررھا ھے اور فتح بہت قریب ھے۔“

یہ پیغام، جسے ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری نے ریڈیو کے ذریعہ سنایا اور جو حیدرآباد و دہلی سے نشر کیا گیا، نہ صرف ان لوگوں کے لئے امید آفریں ھے جنہیں جاپانیوں نے قید کرلیا ھے بلکہ ان ہندوستانی سپاہیوں کے لئے بھی بہت حوصلہ افزا ھے جو مختلف محاذوں پر لڑرھے ھیں۔ حیدرآبادی اور براری اسیران جنگ کو خاص طور پر مخاطب فرماتے ہوئے اعلیٰ حضرت شہریار دکن نے براحم خسروانہ انکی وفاداری اور بہادری پر اظہار خوشنودی فرمایا اور انہیں یہ یقین دلایا کہ جنگ ختم ہونے کے بعد جب وہ اپنے وطن کو واپس ہونگے تو انکا پر مسرت استقبال کیا جائیگا اور سب سے پہلے خود شاہ ذیجاہ ان کا خیرمقدم فرمائینگے۔

اعلیٰ حضرت خسرو دکن کا یہ حوصلہ افزا پیغام سناتے ہوئے ہز اکسلنسی صدراعظم بہادر نے فرمایا کہ ”اس پیام میں کوئی اضافہ کرنا میرے لئے گستاخی ہوگی۔ البتہ میں یہ کہونگا کہ مجھے یقین ھے کہ چونکہ یہ پیام سب سے بڑے ہندوستانی والئی ریاست کی طرف سے مرحمت فرمایا گیا ھے جسکی رعایا ایک کروڑ ۸۰ لاکھ سے زیادہ نفوس پرمشتمل ھے، آپ پر ہندوستانی رؤسا اور باشندوں کے اس غیر متزلزل ارادہ کا اظہار ہوگا کہ وہ اس جنگ کو فاتحانہ اختتام تک جاری رکھیں گے۔ یہ پیام شاہانہ ان سب کے لئے جو اس وقت جاپانی مقبوضہ ملکوں میں ھیں یہ جان بخش امید دلاتا ھے کہ نجات کا دن بہت جلد آنے والا ھے۔ حیدرآباد و برار کے وہ سپاہی جو اس وقت دشمن کے ہاں گرفتار ھیں خاص طور پر ان ارشادات ہمایونی کو بنظر استحسان دیکھیں گے کہ جب آزادی کا دن آئے گا تو حضور اقدس و اعلیٰ بنفس نفیس سب سے پہلے ان کا پر مسرت خیر مقدم فرمائیں گے۔“

پیام ہمایونی

”آج میں اپنے تمام ہم وطنوں خاص کر ان ہندوستانیوں اور مسلمانوں سے مخاطب ہونا چاہتا ہوں جو بدقسمتی سے اس وقت جاپانی مقبوضہ ملکوں میں ھیں۔

پرامن زندگی

''جیسا کہ آپ سب واقف ہیں سنہ ۱۹۳۹ع میں جنگ کے آغاز کے وقت ہم تجارت ، زراعت ، صنعت وحرفت جیسے پرامن پیشوں اور ایسے ہی دوسرے کاروبار میں مصروف تھے جن پر ایک قدیم اور امن پسند قوم کی روز مرہ کی زندگی کا دار و مدار ہے - ہمارے گھربار کی زندگی جنگ کے خیالات سے غیر متاثر تھی - ریاستوں اور صوبوں کی سرگرمیاں اصلاح وتنظیم کی اسکیموں پر مرکوز تھیں اور واقعہ یہ ہے کہ اس سال ہندوستان کے دستوری مستقبل سے متعلق گفت وشنید اپنی آخری منزل پر پہنچ گئی تھی -

مسلط کردہ جنگ

''اس طرح ہندوستان اس جنگ کیلئے بہت کم تیار تھا جس کو ایک شخص کے ارادوں نے اتحادی دول پر مسلط کردیا - چنانچہ اتحاد اور دیرینہ تعلقات کے بندھنوں اور اس سے بڑھکر اس احساس نے کہ جو دعوت مقابلہ دیگئی ہے وہ تہذیب و تمدن کے لئے خطرے کا باعث ہے ہندوستانی رؤسا اور باشندوں دونوں کو ایک متحدہ جد وجہد کی طرف مائل کردیا جس کی بدولت اس عظیم الشان ذیلی براعظم کے وسائل کو انصرام جنگ کے لئے استعمال کیاجانے لگا -

مساعی جنگ میں اضافہ

''روس پر جرمن چڑھائی ، مصر پر محوری حملہ اور جاپان کی جنگ میں شرکت کے ابتدائی دنوں میں جاپانی فتوحات کی وجہ سے جوں جوں خطرہ ہم سے قریب ہوتا گیا ان مساعی جنگ میں اسی قدر اضافہ ہوتا گیا اور انسانی ، مالی اور مادی وسائل اس کے لئے وقف کردیے گئے - ہندوستان چڑھائی کے خطرہ سے اسقدر قریب ہوگیا کہ اپنی تاریخ کی پچھلی دو صدیوں میں کبھی نہیں ہوا تھا اور جدید طریقہ جنگ کی وجہ سے ہندوستانی دفاعی مورچہ پہلی مرتبہ بحیرہ روم کے ساحلوں سے بحرالکاہل تک پھیل گیا -

ہندوستان حالات جنگ کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے

'' اگرچہ ہماری تیاری بہت جلد شروع نہیں ہوئی تاہم ایک دور اندیش حکومت اور اس کے وطن پرست سپوتوں کی جدو جہد کے نتیجہ کے طور پر ہندوستان میں جنگی تیاریاں شروع ہوگئیں - آج اس کی فوجی ، بحری اور ہوائی طاقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ دشمن خطرہ مول لئے بغیر اس کو نظر انداز نہیں کرسکتا - اپنے کارخانہ داروں اور مزدوروں کی مدد سے اور اپنے بہادر سپاہیوں ، ملاحوں اور ہوابازوں کی وفاداری سے ہندوستان بچاؤ کی ایک شاندار و مضبوط فصیل ہی نہیں جس کی بدولت جاپانی پیشقدمی کا سیلاب روک دیا جاچکا ہے بلکہ فاتحانہ اقدام کا ایک عظیم الشان ہتیار گھر بھی بن گیا ہے - اسلئے ہم ان سب کے اور برطانیہ اور برطانوی سلطنت ، ممالک متحدہ اور چین کے جانباز سپاہیوں ، ملاحوں اور ہوابازوں کے ممنون احسان ہیں نہ انہوں نے ایک بے رحم اور غارت گر دشمن کے خلاف ہندوستان کی کاملیت اور ہماری سر زمین کی عظمت کی حفاظت کی - آپ میں سے جو لوگ جاپانی مقبوضہ ملکوں میں ہیں ان جانبازوں کے اس وقت اور زیادہ شکر گذار ہوں گے جب آزادی دلانے والی ہندوستانی فوج آپ کو دشمن کی غلامی سے نجات دلانے کے لئے پیشقدمی کریگی - میں آپ سب سے جو ان ملکوں میں بستے ہیں یہ کہوں گا کہ صبر کیجئیے ہمت نہ ہارئیے - خدا ہماری مدد کریگا - اور فتح بہت قریب ہے -

دشمن کا فریب

''ہم جاپانی ارادوں کے بارے میں برما کی آزادی کے حالیہ اعلان جیسی سیاسی چال بازیوں اور مکرو فریب سے دھوکہ نہیں کھا سکتے جو منچوریا کی نام نہاد آزادی اور پچھلے آٹھ سال سے چین کے خلاف تباہی اور بربادی کی جنگ سے اچھی طرح ظاہر ہوگیا ہے - جاپان کے توسیعی لائحہ عمل میں ہندوستان ، برما ، ملایا اور ہند چینی سب ہی شامل ہیں جس کا کھلم کھلا مقصد یہ ہے کہ مشرقی ایشیا میں جاپانیوں کو اقتدار حاصل ہو - ایسے لائحہ عمل کو نہ تو رؤسا کبھی قبول کرسکتے ہیں اور نہ ہندوستانی باشندے - کیونکہ قطع نظر اس امر کے کہ یہ ہندوستان کی کاملیت کے لئے خطرے کا باعث ہوگا وہ یہ

ملاحظہ ہو صفحہ (۹)

بسلسلہ صفحہ (۵)

سمجھتے ہیں کہ جاپان خود اپنے پرفریب اور وحشیانہ طرز عمل سے اس مرتبہ سے محروم ہوگیا ہے جو ایشیا کی نظروں میں اسے کبھی حاصل ہوسکتا تھا۔

وفادارانہ خدمات کی قدر

"اب میں اپنی حیدرآباد اور برار کی اس عزیز رعایا سے چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں جنھیں جنگ کے نشیب و فراز نے دشمن کے سپرد کردیا ہے۔ میں تمھاری جانبازانہ اور وفادارانہ خدمات کی قدر شناسی کا اظہار کرنا چاہتا ہوں اور یقین دلاتا ہوں کہ تم جن کو چھوڑ گئے ہو ان کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جارہی ہے میں اس دن کا بے چینی کے ساتھ منتظر ہوں (جو خدا نے چاہا تو بہت دور نہیں) جب فتح کے بعد، جس میں تمھاری بہادری اور ایثار کا بلا شبہ ایک قابل قدر حصہ ہوگا، تم گھر واپس ہوگے۔ اس وقت تمھارا پر مسرت استقبال کیا جائے گا اور میں خود سب سے پہلے تمھارا خیر مقدم کرونگا۔ میری بہترین تمنائیں اور پرخلوص دعائیں تمھارے ساتھ ہیں۔"

بسلسلہ صفحہ (۳)

ہر اکسلنسی صدراعظم بہادر کا یہ مشورہ انتہائی قابل قدر ہے اور امید ہے کہ نہ صرف ارا کین سیول سرویس بلکہ تمام ملازمین سرکار اسے پوری طرح ملحوظ رکھیں گے۔

رسالہ کی ظاہری شکل میں تبدیلی

معلومات حیدرآباد کو زیادہ دلکش اور سہولت بخش بنانے کے خیال سے پیش نظر شمارہ کے سائز اور ظاہری شکل میں نمایاں تبدیلی کردی گئی ہے اور یہ ہماری اس کوشش کا ایک اور ثبوت ہے کہ حیدرآباد سے متعلق مستند معلومات ممکنہ حد تک جاذب نظر شکل میں پیش کی جاتیں۔ امید ہے کہ معزز ناظرین اس تبدیلی کو پسند فرمائینگے اور رسالہ کی ظاہری شکل اور مضامین کے بارے میں اپنی اصلاحی تجاویز سے ہمیں مطلع فرماتے رہیں گے۔

صدر اعظم بہادر کا دورۂ ناگپور

''فنون لطیفہ ادب اور تعلیم کی سرپرستی خاندان آصفجاہی کی ممتاز خصوصیت اور دیرینہ روایت ہے۔''

——— نواب صاحب چھتاری

نواب مرزا یار جنگ بہادر ایجنٹ برارسرکارعالی کی دعوت پر ہزا کسلنسی نواب صاحب چھتاری ناگپور تشریف لے گئے اور وہاں ایک روز قیام فرمایا نواب صاحب کی تشریف آوری کے سلسلے میں متعدد سماجی تقریبیں منعقد ہوئیں جن میں گورنمنٹ ہاؤس میں ترتیب دیا ہوا ایک ظہرانہ اور نواب مرزا یار جنگ بہادر کی جانب سے چائے کی ضیافت بھی شامل ہیں۔ ہزا کسلنسی نواب صاحب چھتاری کے اعزاز میں ترتیب دی ہوئی اس ضیافت میں صوبجات متوسط کے گورنر اور لیڈی ٹوینہم نے بھی شرکت فرمائی۔ نواب صاحب نے دو سپاسنامے قبول فرمائے اور ان کا جواب دیا۔ یہ سپاسنامے انجمن حامی اسلام اور صدر مسلم لائبریری کی جانب سے پیش کئے گئے تھے۔ ہزا کسلنسی نواب صاحب چھتاری حضرت باباتاج الدین کے مزار پر بھی تشریف لے گئے جو ایک مسلمان بزرگ ہیں اور تمام فرقوں کے لوگ انکا بہت احترام کرتے ہیں۔

ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری کی تشریف آوری کے ضمن میں جو پروگرام مرتب کیا گیا اس میں فنون لطیفہ و دستکاری اور نشرو اشاعت کی ایک نمائش بہت زیادہ جاذب توجہ تھی۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی نمائش تھی، کثیر تعداد اسے دیکھنے کے لئے آئی اور سب نے اسکی بہت تعریف کی۔ نمائش میں بہت سی اشیاء موجود تھیں اور یہ سب حیدرآباد میں تیار کی گئی تھیں۔ ناگپور میں ایک پریس کانفرنس بھی منعقد کی گئی جس میں نواب معین نواز جنگ بہادر معتمد سیاسیات اور نشرواشاعت نے ممالک محروسہ کی ترقی پذیر سرگرمیوں پر تبصرہ فرمایا۔

ناگپور میں ورود

ہزا کسلنسی نواب صاحب چھتاری صدراعظم باب حکومت سرکارعالی ۸۔ مارچ کی صبح کو گرانڈ ٹرنک اکسپریس سے فائز ناگپور ہوئے۔ نواب معین نواز جنگ بہادر اور نواب زین یار جنگ بہادر بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ تمام فرقوں کے نمائندوں نے اسٹیشن پر آپکا شاندار استقبال کیا اور ہکثرت پھول پہنائے۔ ایجنٹ صاحب برار کی سرکاری رہائش گاہ ''ایوان حیدرآباد'' روانہ ہونے سے قبل ہزا کسلنسی نے گارڈ آف آنر کا معائنہ فرمایا جو مقامی کشافوں نے ریلوے اسٹیشن کے دروازہ پر ترتیب دیا تھا۔

شاہ ذیجاہ کی فیاضی

''ایوان حیدرآباد'' میں ہزاکسلنسی نے دوسپاسنامے قبول فرمائے۔ انجمن حامی اسلام کی جانب سے پیش کردہ سپاسنامہ میں عوام کی فلاح و بہبودی بالخصوص ان کی تعلیمی ترقی کے لئے اعلحضرت بندگان عالی کی بے مثل و بے نظیر فیاضی اور دریادلی کا ذکر کیا گیا اور آل انڈیا اورینٹل کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے نواب صاحب چھتاری

نے جو تقریر فرمائی تھی اس کے یہ الفاظ سپاسنامہ میں دھرائے گئے کہ فنون لطیفہ، ادب اور تعلیم کی سرپرستی خاندان آصفجاھی کی ممتاز خصوصیت اور دیرینہ روایت ھے ۔ سپاس نامہ میں یہ بھی بیان کیا گیا کہ صوبہ جات متوسط میں مسلمانوں کی آبادی بہت ھی کم ھے اور ان کے لئے تعلیم کی موجودہ سہولتیں ناکافی ھیں اور حکومت سرکارعالی کا شکریہ ادا کیا گیا کہ اس نے انجمن ھائی اسکول کی عمارت کے لئے ۲۰,۰۰۰ روپے عطا کئے اور ۱۰,۰۰۰ روپے کا ایک اور عطیہ دیا اور اس کے علاوہ ۳,۰۰۰ روپے سالانہ کا ایک متوالی عطیہ بھی منظور کیا ۔ سپاسنامہ میں یہ بھی ظاھر کیا گیا کہ اسکول کی عمارت تعمیر کرنے اور سائنس کے تجربہ خانہ کے لئے ضروری سامان فراھم کرنے کی غرض سے ۴۰,۰۰۰ روپے جمع کئے جا چکے ھیں جس میں حکومت سرکارعالی کے عطا کردہ ۲۵,۰۰۰ روپے بھی شامل ھیں ۔ لیکن اس اسکیم کو مکمل کرنے کے لئے کل ۶۰,۰۰۰ روپے کی ضرورت ھے ۔

ھزاکسلنسی صدراعظم بہادر نے صوبہ جات متحدہ کی سرکاری، اور قومی زندگی میں جو اعزازات حاصل کئے ھیں ان کا ذکر کرتے ھوئے سپاسنامہ میں یہ خیال ظاھر کیا گیا کہ ان اعزازات اور ایسے ھی دوسرے متعدد امتیازات کی بنا پر ھی ھندوستان کی سب سے بڑی ریاست کے اعلی ترین عہدہ پر فائز ھونے کے لئے ھزاکسلنسی کا انتخاب کیا گیا ۔

تعلیم میں فرقہ واریت روا نہ رکھی جائے

اس سپاسنامہ کا جواب دیتے ھوئے نواب صاحب چھتاری نے فرمایا کہ سراکبر حیدری مرحوم نے جو اس انجمن کی سرپرستی فرمائی وہ درحقیقت اس کے مفید کاموں ھی برمبنی تھی اور حکومت سرکارعالی نے حال ھی میں جو ۲۵ ہزار روپے عطا کئے ھیں وہ بھی ان مفید خدمات کا اعتراف ھے جو یہ انجمن انجام دے رھی ھے ۔ سٹی اسکول کی عمارت مکمل کرنے کے لئے مزید رقم کی ضرورت کے بارے میں صدراعظم بہادر نے یہ خیال ظاھر فرمایا کہ اگرچہ صوبجات متوسط میں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ھے تاھم اگر وہ متحد ھو کر خلوص دل سے اشتراک عمل کریں تو اس رقم کا جمع کرلینا دشوار نہ ھوگا ۔ اپنی تقریر ختم کرتے ھوئے نواب صاحب نے تعلیم کو فرقہ واریت سے محفوظ رکھنے کی ھدایت فرمائی اور اس امر پر زور دیا کہ نوجوان نسل کو تعلیم دیتے وقت اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ھے کہ تعلیم کے ذریعہ نوجوانوں میں فرقہ وارانہ ذھنیت نہ پیدا کی جائے کیونکہ ھماری خوش حالی کا راز دونوں بڑی قوموں کی مشترکہ جدوجہد میں مضمر ھے ۔ اراکین انجمن کو ھزاکسلنسی نے یہ یقین دلایا کہ حکومت سرکارعالی کو تمام تعلیمی اداروں کا بہت زیادہ خیال ھے اور حسب ضرورت ان کی امداد کے لئے ھمیشہ تیار رھتی ھے ۔

جامعہ عثمانیہ کی کامیاب مساعی

صدر مسلم لائبریری کی جانب سے پیش کردہ سپاسنامہ میں اعلحضرت بندگان عالی سے وفا داری اور عقیدت کے جذبات کا اظہار کیا گیا اور یہ درخواست کی گئی کہ کتابیں خریدنے کے لئے ۱,۵۰۰ روپے عطا کئے جائیں اور اس کتب خانہ کو ھز ھائی نس شہزادہ برار کے اسم گرامی سے منسوب کرنے کی اجازت دی جائے ۔ اس سپاسنامہ کا جواب دیتے ھوئے ھزاکسلنسی صدراعظم بہادر نے ارشاد فرمایا کہ ''آپ نے عثمانیہ یونیورسٹی کے متعلق جو ذکر فرمایا ھے وہ میرے لئے باعث طمانیت ھے ۔ عثمانیہ یونیورسٹی نہایت مفید کام کررھی ھے اور اس نے ان لوگوں کے لئے جو انگریزی زبان سے نا واقف ھیں علوم وفنون کے دروازے کھولدئے ھیں ۔ صدر مسلم لائبریری کا نام تبدیل کرنے کے متعلق میری رائے میں وہ موقع زیادہ مناسب ھوگا جب ھز ھائی نس شہزادہ برار یہاں تشریف لائیں گے ۔ البتہ میں کتابوں کے لئے ۱,۵۰۰ روپے منظور کرتا ھوں جو آپ کو ایجنٹ صاحب برار کے توسط سے مل جائینگے ۔،،

نمائش فنون لطیفہ و دستکاری

''ایوان حیدرآباد،، کے احاطہ میں ایک وسیع شامیانہ نصب کرکے فنون لطیفہ و دستکاری اور نشرواشاعت کی ایک نمائش بھی منعقد کی گئی تھی ۔ نمائش گاہ کا باب الداخلہ بہت خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تھا اور اس پر اصلی رنگوں میں ایلورہ کے غار ''وشواکرم،، کے دروازے کی نقل اتاری گئی تھی اور ایجنٹہ کے ناگہ اس کی حفاظت کرتے ھوئے دکھائے گئے تھے ۔ یہ نقشہ ایلورہ اور ایجنٹہ کی بعض اھم

خصوصیات کا خوشگوار امتزاج تھا اور اس کا نظارہ بہت ہی دلکش اور نظر فریب تھا ۔ نمایش گاہ میں داخل ہوتے ہی جس چیز پر سب سے پہلے نظر پڑتی تھی وہ کپڑے پر بنا ہوا ایک شاندار دیواری نقش تھا جس میں سترھویں صدی میں بیدر کے فن خطاطی کا ایک نمونہ پیش کیا گیا تھا ۔ اس نقش کے اوپر دو تصویریں لگائی گئی تھیں جن میں کنوا اور ناگا دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہوئے دکھائے گئے تھے یہ دونوں تصویریں اجنٹہ کے غار نمبر ۱ کے نقش ونگار کی نقل تھیں ۔ اس نمائش میں جو دوسری تصویریں تھیں وہ سب اپنے موضوع اور حسن کاری کے باعث بہت جاذب توجہ تھیں اور دو تصویریں خاص طور سے بہت زیادہ پسند کی گئیں جن میں سے ایک تصویر کا عنوان ''سب لوا،، بھاجو یک دیہاتی رقص ہے اور دوسری کا عنوان ''اجنٹہ کا مصور،، تھا ۔ یہ تصویریں اپنی خوبی ، نفاست ، فن کاری ، رنگوں کی مناسبت اور حسن تخیل کے اعتبار سے بہت ممتاز تھیں ۔ اشیاء نمائش میں ابھرے ہوئے نقوش کے چار چاکے بھی شامل تھے ۔ یہ تمام تصویریں حیدرآباد کے مرکزی مدرسہ فنون لطیفہ و دستکاری کے طلباء کی بنائی ہوئی تھیں اور ان سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ طلباء نے اس فن میں کتنا کمال حاصل کرلیا ہے ۔ نمائش کے شعبہ دستکاری میں ایسی متعدد اشیاء شریک تھیں جن میں نہایت خوبی سے فنون لطیفہ و دستکاری کو یکجا کیا گیا تھا ۔ ممالک محروسہ کی گھریلو مصنوعات کے شعبہ میں عام ضروریات کی چیزوں کے علاوہ آرائشی اشیاء بھی موجود تھیں ۔ سرکارعالی کے سررشتہ معلومات عامہ کا قائم کردہ شعبہ بھی امتیازی حیثیت رکھتا تھا ۔ اس شعبہ میں اعداد و شمار کے تختے اور ایسے مختلف نقشے اور خاکے موجود تھے جن کے ذریعہ مملکت حیدرآباد میں مختلف شعبہ ہائے زندگی ، بالخصوص تعلیمی ، زرعی اور صنعتی سرگرمیوں کی رفتار ترقی کو ظاہر کیا گیا تھا ۔ اس شعبہ کی اشیاء نمائش بہت دلچسپ اور معلومات افزا تھیں اور ایک نظر میں ان تمام چیزوں کے متعلق ضروری علم ہو جاتا تھا جو ہر شخص کسی مقام کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہے ۔ چنانچہ یہ شعبہ بیشتر اشخاص کی توجہ کا مرکز بن گیا ۔ بحیثیت مجموعی یہ نمائش بہت کامیاب رہی ۔

صحافتی کانفرنس

نواب معین نواز جنگ بہادر نے ارباب صحافت سے گفتگو کے دوران میں حیدرآباد کے متعلق بعض غلط فہمیوں کو رفع کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ جدید حیدرآباد بھی بارھویں صدی کا حیدرآباد ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ حیدرآباد رفتار زمانہ کا پوری طرح ساتھ دے رہا ہے اور خود اپنی راہ ترقی پر گامزن ہے ۔ نظم ونسق کے مختلف شعبوں مثلاً مالیات اور تعمیرات وغیرہ میں جو ترقی ہوئی ہے اس کی صراحت فرماتے ہوئے نواب صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ بہت سے امور میں حیدرآباد برطانوی ہند پر بھی فوقیت رکھتا ہے ۔ چنانچہ عاملہ سے عدلیہ کی علحدگی کا اصول جو برطانوی ہند میں ابھی تک محض ایک خواب ہے حیدرآباد میں تقریباً بائیس سال پہلے روبہ عمل لایا جاچکا ہے ۔ مالیات کی محکمہ واری سیول مدی بھی ، جس کے بعض بہتر پہلو اب تک برقرار رکھے گئے ہیں ، ایک ایسی ممتاز خصوصیت ہے جس کی مثال ہندوستان میں نہیں اور نہیں ملتی اور جسے متعدد سر برآوردہ اشخاص نے قابل تعریف قرار دیا ہے جہاں تک تعلیمات کا تعلق ہے مملکت حیدرآباد تجرباتی دور سے گذر چکی ہے اور جامعہ عثمانیہ کو ، جہاں ایک ہندوستانی زبان ذریعہ تعلیم ہے ، ایک قابل فخر کارنامہ تسلیم کیا جاتا ہے ۔

سنہ ۱۹۳۹ ع کی دستوری اصلاحات کا ذکر کرتے ہوئے نواب صاحب نے فرمایا کہ ان اصلاحات میں طریقہ انتخاب مشترک ہے اور نمائندگی کی اساس علاقہ واری نہیں بلکہ مفاداتی ہے ۔

نواب معین نواز جنگ بہادر نے نہایت مدلل طور پر اس حقیقت کا اظہار فرمایا کہ حیدرآباد میں سیاسی یا معاشی امور میں کسی فرقہ کو دوسرے فرقہ پر کبھی ترجیح نہیں دی گئی اور اعلحضرت بندگان عالی نے بار ہا یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام باشندے مساوی ہیں ۔ حیدرآباد میں ہزارہا مندروں ، کلیساؤں اور دوسرے مذہبی اداروں کو فیاضانہ طور پر امداد دی جارہی ہے ۔ غارہائے ایلورہ واجنٹہ دور ماضی کی شاندار یادگاریں ہیں اور انہیں محفوظ رکھنے کے لئے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہیں یہاں تک کہ حیدرآباد کی بعض مصنوعات میں بھی

ملاحظہ ہو صفحہ (۱۶)

غلہ کی مقدار بر آمد معمول سے بہت کم ہے

حصہ پیداوار کی وصولی میں رعایت کی جاتی اور مقامی ضروریات کو ترجیح دی جاتی ہے۔

عام مطالبات کے پیش نظر حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کے اصول پر مکرر غور کیا جائیگا۔

مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ کے ایک جلسہ میں جو ہزاکسلنسی نواب صاحب چھتاری کے زیر صدارت منعقد ہوا تھا حکومت سرکار عالی کی غذائی پالیسی کے انتظامات کے متعلق غیر سرکاری دورہ کن مجلس کی پیش کردہ تجاویز کے بارے میں بعض اہم فیصلے کئے گئے۔ حکومت نے دورہ کن مجلس کی یہ بنیادی تجویز قبول کرلی کہ حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کے اصول پر مکرر غور کیا جائے کیونکہ تمام اراضیات کی قوت پیداوار مساوی نہیں ہوتی چنانچہ دو سرکاری اور دو غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے جو اس مسئلہ پر غور کریگی اور آئندہ فصل خریف سے پہلے ہی اپنی سفارشات پیش کریگی حکومت نے ایک غیر سرکاری رکن کی یہ تجویز بھی منظور کرلی کہ نو قائم شدہ کمیٹی کی دریافت کے نتائج معلوم ہونے تک فصل ربیع کے حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کے ضمن میں بھی مستحق اشخاص سے رعایت کی جائے۔ مزید براں حکومت کی جانب سے یہ بھی اعلان کیا گیا کہ مواضعات کی مجالس اغذیہ کو مقامی مفاد کی زیادہ نمایندگی کا موقع دینے کے لئے ہر ایک مجلس میں ۲ غیر سرکاری ارکان کا اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

صدر ناظم صاحب محکمہ شہری رسد و اغذیہ نے اس خیال کی قطعی تردید فرمائی کہ حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کا مقصد فوجی اغراض کے لئے غلہ برآمد کرنا ہے اور صدرالمہام بہادر مال نے بھی اعلان فرمایا کہ اس قانون کے تحت جو غلہ فراہم کیا گیا اس میں سے ایک من بھی ممالک محروسہ کے باہر نہیں بھیجا گیا اور بہ توقع ظاہر فرمائی کہ اجناس خوردنی کی برآمد کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں انہیں رفع کرنے کے لئے صحیح حالات سے سب کو پوری طرح باخبر کیا جائیگا۔

مراعات خریف

مولوی سید فضل اللہ صاحب صدر ناظم شہری رسد و اغذیہ نے بہ ظاہر فرمایا کہ حکومت سرکار عالی نے حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کی اسکیم کے تحت جو غلہ جمع کیا ہے وہ اس مقدار سے بہت کم ہے جو اس اسکیم کو سختی کے ساتھ روبہ عمل لانے کی صورت میں جمع ہوجاتی۔ چنانچہ جوار کی حد تک وصول شدنی مقدار کا (۵۰) فیصد باجرہ کی حد تک (۲۰) فیصد اور دالوں کی حد تک (۸۰) فیصد حصہ جمع ہوا ہے۔ مزید براں حکومت نے مکئی کو اس حکم سے مستثنی کردیا ہے تاکہ غربا فاقہ کشی سے محفوظ رہیں۔ ان واقعات سے یہ ثابت ہوتی ہے کہ فصل خریف کی حد تک کاشتکاروں سے کافی رعایت کی گئی ہے۔ اب رہا فصل ربیع میں مراعات کا سوال تو اس بارے میں یہ خیال رکھنا چاہئے کہ عہدہ دار اور کاشتکار دونوں مراعات سے متعلق قواعد سے پوری طرح واقف ہوگئے ہیں اور کوئی مستحق شخص ضروری رعایت سے محروم نہ رہیگا۔

برآمد اور درآمد کی حالت

برآمد اور درآمد سے متعلق صورت حال کی وضاحت کرتے ہوئے صدر ناظم صاحب شہری رسد و اغذیہ نے فرمایا کہ گزشتہ سال حکومت نے صرف ۹۰۰۰۰ ٹن غلہ برآمد کیا تھا اور یہ مقدار جنگ سے پہلے کی اوسط مقدار سے بھی کم تھی۔ بدوران سال رواں حکومت نے اب تک صرف ۱۵۰۰۰ ٹن غلہ برآمد کیا ہے۔ چونکہ خریف اور ربیع کی فصلیں جیسی توقع تھی ویسی اچھی نہ ہوئیں اس لئے حکومت سرکار عالی نے حکومت ہند کو یہ اطلاع دی کہ اپریل سنہ ۱۹۴۳ع میں صورت حال کا مکرر جائزہ لینے تک مزید برآمد کا سلسلہ مسدود رہےگا اور حکومت ہند نے بھی اس فیصلہ سے اتفاق کیا۔ چنانچہ ان حالات میں یہ کہنا کہ حکومت سرکار عالی مقامی ضروریات کو نظر انداز کرکے غلہ برآمد کررہی ہے ایسے خودغرض اشخاص کا پروپگنڈہ ہے جو خود اپنے اندوختوں کو چھپائے رکھنے کے لئے کسی بہانے کی تلاش میں تھے۔

درآمدات کا ذکر کرتے ہوئے فضل اللہ صاحب نے فرمایا کہ حکومت بہ دوران سال رواں ۶۰۰۰ ٹن چاول ۸۰۰۰ ٹن گیہوں اور اس سے تیار کردہ اشیا اور ۱۱۰۰۰ ٹن گڑ درآمد کرچکی ہے۔

غلہ کی منتقلی

دورہ کن مجلس نے یہ سفارش کی تھی کہ حصہ پیداوار کی لازمی ادائی کے ضمن میں جو غلہ جمع ہو اس میں سے آدھا غلہ مقامی گوداموں میں رکھا جائے اور آدھا ممالک محروسہ کے ایسے حصوں کے لئے روانہ کردیا جائے جہاں غلہ کی ضرورت ہو۔ اس تجویز کا ذکر کرتے ہوئے فضل اللہ صاحب نے فرمایا کہ جمع کردہ غلہ کی صرف نصف مقدار کو مقامی گوداموں میں چھوڑنا بڑی زیادتی ہوگی کیونکہ حکومت کے احکام یہ ہیں کہ مقامی ضروریات کو سب سے پہلے ترجیح دی جائے اور بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں مقامی ضروریات کی تکمیل کے لئے نصف سے زیادہ یا پورا غلہ رکھنا ضروری ہے۔

جاگیری نظم و نسق

دورہ کن مجلس نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ پائیگاہوں اور جاگیروں میں قوانین اغذیہ کو روبہ عمل لانے میں پوری طرح تعاون نہیں کیا جاتا ہے۔ مجلس کی اس رائے پر اظہار خیال کرتے ہوئے صدر اعظم بہادر نے فرمایا کہ اس معاملہ میں مجلس کی رائے حکومت کی اطلاعات کے بالکل مطابق ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ جاگیروں کا نظم و نسق اسقدر ناقص ہے کہ بہترین ارادوں کے باوجود وہ حکومت کی غذائی پالیسی کو روبہ عمل نہیں لاسکتیں۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے ہز اکسلنسی نے فرمایا کہ ذاتی رجحانات اور پالیسی کے اعتبار سے ان کی یہ خواہش ہے کہ طبقہ جاگیردار ان موجودہ کشمکش حیات کے بعد بھی باقی رہے۔ لیکن یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہوسکے گا جب جاگیردار بھی یہ محسوس کرنے لگیں کہ معاشرہ صرف ایسے عناصر کو برقرار رکھتا ہے جو مفید ہوتے ہیں۔ چنانچہ جاگیرداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے عمل سے ان غلط فہمیوں کو رفع کردیں جو ان کے متعلق عام طور سے پھیلی ہوئی ہیں۔

صدرالمہام بہادر مال کا اظہار خیال

مسٹر ڈبلیو۔وی۔ گرگسن نے تمام مباحث پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں جو شکوک پیدا کرنے اور مبالغہ آمیز باتوں کو شہرت دینے میں ایک قسم کا اطمینان محسوس کرتے ہیں۔ لیکن ان دنوں بیجا خوف یا دہشت پھیلانا بدترین جرم ہے۔ صدر المہام بہادر مال نے یہ بھی فرمایا کہ حکومت یہ کوشش کررہی ہے کہ زرعی آلات کے لئے لوہا اور فولاد اور کاشتکاروں کی ضروریات کے واسطے عمارتی لکڑی معقول قیمت پر فراہم کرے۔

قوانین اغذیہ کے نفاذ میں سختی برتنے کی شکایت کا جواب دیتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ وہ اس عام غلط فہمی کو دور کردینا چاہتے ہیں کہ بعض خلاف ورزیاں محض طرز کار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر کوئی تاجر اپنے تفصیلی اعداد تاخیر سے پیش کرے یا ان میں چند منوں کی غلطی

کرے تو بعض لوگ ایسے محض طریق عمل کی غلطی کہنا پسند کرینگے - لیکن محکمہ رسد کا یہ خیال ہے کہ یہ شدید قسم کی خلاف ورزیاں ہیں کیونکہ مطلوبہ اعداد کی فراہمی میں تاخیر یا غلطی کی وجہ سے تمام انتظامات کے درہم برہم ہوجانے کا اندیشہ ہے - صدرالمہام بہادر نے اپنی ذاتی رائے یہ ظاہر کی کہ اغذیہ کے ضمن میں جو خلاف ورزیاں ہوتی ہیں ان کی سزا بہت ہی کم دی جاتی ہے -

مسٹر گرگسن نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے اس کار آمد مباحثہ میں شرکت پر تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ان مباحث کو شیریں بنانے کے لیے وہ خوشی کے ساتھ یہ اعلان کرتے ہیں کہ حیدر آباد میں شکر سے متعلق صورت حال اتنی بہتر ہوگئی ہے کہ اب ہر مہینہ میں فی کس ایک سیر شکر دی جاسکتی ہے -

هز اکسلنسی صدر اعظم بہادر نے جلسہ برخواست کرتے ہوئے یہ اعلان فرمایا کہ حکومت مویشیوں کی برآمد کو ممنوع قرار دینے کے لئے احکامات جاری کررہی ہے - آخر میں نواب صاحب نے یہ توقع ظاہر فرمائی کہ ساہوکار پوشیدہ ذخیروں کو نکال کر اپنے اس وعدہ کا احترام کریں گے جو انہوں نے حکومت کو امداد دینے کے بارے میں کیا ہے اور مستقبل قریب میں معمولی تجارتی حالات عود کرآئینگے -

عہد ماضی سے بہتر زمانہ

نواب علی یاور جنگ بہادر کا فیض آفریں خطبہ

نواب علی یاور جنگ بہادر معتمد تعلیمات و امور عامہ نے نظام کالج کی انجمن اتحاد میں ایک نہایت دلچسپ اور خیال آفریں الوداعی تقریر فرمائی جس کا ماحصل یہ خیال ہے کہ ''جب آپ اس وسیع دنیا میں قدم رکھئے تو کسی حال میں بھی محض انسانی انبوہ کا جز نہ بنئے اور اپنی قوت فیصلہ اور قوت متخیلہ کے حصار محکم کو مفتوح نہ ہونے دیجئے ۔'' دور ہائے ماضی کے تصنعات اور ریاکاریوں کو بے نقاب کرتے ہوئے نواب صاحب نے اپنے اس ایقان کا اظہار فرمایا کہ آج ہم جس دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ نوع انسانی کو تہ و بالا کردینے والی موجودہ تباہ کن جنگ کے باوجود گذشتہ زمانہ سے بہتر ہے ۔ نواب علی یاور جنگ بہادر نے اس بات کا بھی دعوی فرمایا کہ مملکت حیدر آباد میں کبھی کسی نسل کو نہ تو یہ مواقع حاصل تھے جو موجودہ نسل کو میسر ہیں اور نہ کوئی نسل موجودہ نسل سے زیادہ ان مواقع سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار تھی ۔ آخر میں نواب صاحب نے نوجوانان ملک سے یہ اپیل فرمائی کہ وہ کسی حال میں بھی فرض یا عزت کے مطالبات کو نظر انداز نہ کریں ۔''

نصیحت خود اعتمادی کو متزلزل کردیتی ہے

نواب علی یاور جنگ بہادر نے فرمایا کہ ''میں اس کا قائل ہوں کہ آپ کے تعلیمی ایام یا سیقات کے اختتام پر جو الوداعی خطبہ دیا جائے وہ پھر واپس نہ آنے والے ایام گذشتہ کا ماتم یا آئندہ پیش آنے والے مصائب و خطرات سے آگاہ کرنے والی تنبیہ ہو ۔ یقین مانئے کہ اگر میں آپ کو نصیحت کروں تو میرے ضمیر کو یہ اطمینان میسر نہ ہوگا کہ جب میں خود آپ کی طرح تعلیمی دور ختم کررہا تھا تو اس وقت مجھے جو نصیحتیں کی گئی تھیں ان پر میں نے عمل بھی کیا ۔ تنبیہیں اور نصیحتیں خود اعتمادی کو متزلزل کردیتی اور یہ احساس پیدا کرتی ہیں کہ انسان خطرات کی حدود میں داخل ہورہا ہے اور اس کی وجہ سے مہم جوئی اور اولوالعزمی کی وہ روح افسردہ ہوجاتی ہے جسے بیدار کر کے وسیع تر دنیا میں قدم رکھنا چاہئے ۔ یقین جانئے کہ یہ دنیا تمام خطرات و اتفاقات کے باوجود رہنے کے قابل اور آپ کی تمام ذہنی جولانیوں کی مستحق ہے ۔

دلچسپ زمانہ

''ہم جس زمانہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں وہ اگرچہ کچھ مشکل ضرور ہے لیکن انتہائی دلچسپ بھی ہے اور کم از کم میں تو اس کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ یہ زمانہ آنے اور گذر جانے والے کسی دور ماضی سے بدل لوں ۔ موجودہ زمانہ کا مقابلہ ایک اور زمانہ کے تصنعات اور مکر و فریب کے اس بیان سے کیجئے جب عورتیں اور مرد دونوں خود اپنے اور دوسرے اشخاص کے سامنے مصنوعی انداز اختیار کرتے تھے

جاہل لیکن بظاہر معقول ریاکار مذہب واخلاق پر حملے کرکے اپنے آپ کو فلسفی ظاہر کرتے تھے ۔ کم ظرف تاجر خطابات خرید کر اعیان کا روپ بھرتے تھے۔ احمق عورتیں ادب میں معمولی شدبد اور فلسفے میں محض خلط ملط تصورات سے واقفیت حاصل کرکے ذہین وطباع عالم وفاضل بنتی تھیں ۔ ہر پیشہ والوں کی ایک ناقابل فہم بولی ہوتی تھی اور اس پیشہ سے تعلق رکھنے والا ہر شخص اپنے آپ کو انتہائی ذی عقل ظاہر کرکے زمانہ کی بد مذاقی سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ ایسے لوگ جو طب تو کجا حفظان صحت کے معمولی اصول کے بارے میں بھی کچھ نہ جانتے تھے اپنے آپ کو ڈاکٹر کہتے تھے اور دنیا بھر کے امراض کا علاج کرنے کے لئے تیار رہتے تھے ۔ وکیل اپنی حیرت انگیز قانونی نکتہ بینی کا دعوی کرکے موکلوں کو لوٹتے تھے ۔ مدرسوں کے اساتذہ محض ادعائے فضیلت کو عقلمندی سمجھتے تھے ۔ غیر شادی شدہ لڑکیوں کا یہ خیال تھا کہ بناوٹی شرم و حیا ہی سب سے بڑی خوبی ہے اور انتہائی بداخلاق لوگ اپنے عیوب پر مذہبی جذبات کا پردہ ڈالے رہتے تھے۔ تصنع اور ریاکاری کی یادگاریں اس زمانہ میں بھی موجود ہیں اور اس کے علاوہ کبھی کبھی ہماری تفریح اور تنفر کے لئے بےوقوف مرد اور بے وقوف عورتیں بھی مل جاتی ہیں لیکن اہم سوال یہ ہے کہ ان کی تعداد اسی طرح مساوی ہے یا نہیں جس طرح مردم شماری میں مردوں اور عورتوں کی تعداد ہوا کرتی ہے تو اس کے متعلق میں کچھ کہنا نہیں چاہتا ۔

عہد ماضی سے بہتر زمانہ

"تباہ کن جنگ وجدال کے اس زمانہ میں ممکن ہے کہ میرا یہ خیال عجیب و غریب یا ضرورت سے زیادہ رجائیت پسندانہ معلوم ہو کہ ہم جس زمانہ میں زندگی بسر کررہے ہیں وہ یقیناً بہت بہتر زمانہ ہے ۔ لیکن میرا تو یہی ایقان ہے۔ جنگیں ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہیں اور ہوسکتا ہے کہ ہمارے زمانہ میں بدی کے لئے اس اعتبار سے زیادہ گنجائش ہو کہ حکمیاتی ایجادات اور وسائل نقل و حمل یہاں تک کہ خیالات کی ترویج کی سہولتیں بھی اچھے اور برے دونوں مقاصد کے لئے یکساں طور پر حاصل ہیں ۔ ممکن ہے کہ یہ زمانہ زیادہ سخت گیر، زیادہ بیزار کن اور زیادہ دشوار ہو تاہم اگر ہم سائنس کی ترقی اور تعلیم کی اشاعت کو نظر انداز کرتے ہوئے ان امکانات کو اہمیت دیں گے تو یہ اہمیت غیر متناسب ہوگی ۔ ثقافت بڑی سرعت کے ساتھ کثیر تعداد کی میراث بنتی جارہی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اب ارسطا طلیس یا بوعلی سینا جیسے ہمہ گیر اور کامل قابلیت کے افراد پیدا نہ ہوں جو فن رقص سے لیکر علم الافلاک تک ہر موضوع پر یکساں سہولت کے ساتھ لکھ سکیں اور ہمارے زمانہ کے آئن اسٹائین صرف و نحو جیسے مضامین سے بالکل ہی ناواقف ہوں لیکن اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اب انسان کے علم و ذہانت کا اوسط معیار کافی بلند ہوگیا ہے ۔ اوسط درجے کے افراد کی بنائی ہوئی تہذیب پھیکی اور بے کیف ہوسکتی ہے اور یہ ممکن ہے کہ اس میں ایسے انسان بہت کم نظر آئیں جو عام سطح سے بلند اور ممتاز ہوں تاہم چند بلندیوں کے ساتھ ہی بکثرت پستیوں والی تہذیب کے مقابلہ میں انسانی ترقی کی یکساں اور ہموار سطح کے حق میں بھی بہت کچھ کہا جاسکتا ہے ۔ ہماری قومی زندگی عظیم تر حقائق پر مبنی ہے ۔ ہم ان توہمات کے بار سے بتدریج نجات حاصل کر رہے ہیں جو ہماری ساری زندگی پر چھائے ہوئے تھے۔ ہمارے عوام زیادہ بیدار زیادہ نقاد اور زیادہ سنجیدہ ہونے کی وجہ سے سادہ لوح نہیں اور ان میں اکثر اشخاص اتنی اوسط قابلیت رکھتے ہیں کہ وہ صحیح طور پر ہماری مدد کرسکیں ۔

منطقی مغالطے

"جب میں تعلیم ختم کرکے اس کالج سے نکلا تھا تو میرے دماغ میں منطق کے" وہ لکچر گونج رہے تھے جو میں نے اسی ہال میں سنے تھے ۔ لیکن بہت جلد مجھے یہ پتہ چل گیا کہ منطق کو صرف بیاضوں تک محدود رکھنا ہی بہتر ہے اور اس کے سوا کہیں اور اس کی کوئی قیمت نہیں ۔ ایک ایسی دنیا نے ، جو خلاف منطق اصول پر پھلتی پھولتی ہے مجھے تو یہی سبق دیا کہ میرے استاد نے بڑی محنت سے جس چیز کو ذہن کی بیش بہا تربیت ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اس پر اگر پوری طرح عمل کیا جائے تو وہ کنویں میں گرنے کا ایک منطقی راستہ ہے ۔ اپنی منطق کی بیاضیں اپنے جانشینوں کے لئے چھوڑ دیجئے اور یہ طے کرلیجئے کہ اب آپ اس موضوع

پر کچھ اور نہیں سنیں گے -

تاریخ کا سبق

"اب آپ جس دنیا میں قدم رکھیں گے وہ وہم وشکوک سے پاک، غیر منطقی اور حقائق پسند دنیا ہوگی اور یہ دلکش دنیا ایسی ہوگی جیسے نوجوان نسل جس کا ضمیر غبار آلودہ ہوتا ہے اپنے قابو میں رکھ سکے گی۔ اس روز ایک مقرر نے آپ سے یہ کہا تھا کہ ہم صدہا چیزوں سے انکار کرسکتے ہیں لیکن اپنی تاریخ اور اپنے اجداد سے منکر نہیں ہوسکتے۔ خیر اس میں تو کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اجداد ایک تخلیقی اور حیاتی حقیقت ہیں جن سے انکار کرنا نہ تو خالی از خطر ہے اور نہ قرین تہذیب - لیکن تاریخ کے بارے میں مجھے کچھ شبہات ہیں - جس طرح اکثر اشخاص فرقہ بندی سے پاک ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود اپنے فرقے کی انتہائی مدح و توصیف کرتے رہتے ہیں اسی طرح بالعموم غیر جانبدار مورخ بھی تاریخ لکھتے ہیں - جب کوئی مورخ پورے یقین کے ساتھ ایسے امور کا ذکر کرے جسے وہ تاریخ کا سبق کہتا ہو تو یہ سمجھ لیجئے کہ وہ اپنے کسی محبوب نظریہ کو پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور جب وہ یہ بیان کرے کہ تاریخ کا پہلا سبق یہ ہے کہ تاریخ خود ہی اپنا اعادہ کرتی ہے تب تو اسے انتہائی خطاکار سمجھ لیجئے - ایک سر برآوردہ مزاحیہ خا کہ انشر نے بالکل سچ کہا ہے کہ تاریخ نہیں بلکہ مورخ اپنا اعادہ کرتا ہے - چنانچہ ہمیں چاہئے کہ ہم تاریخ اور اجداد کو ان کا جائز مرتبہ دیں لیکن تاریخ کے اسباق اور اس کی تکرار کے نظریہ کو قبول کرنے میں محتاط رہیں - اور یہ تو ظاہر ہے کہ اجداد کے اعادہ سے بہرحال محترز رہنا ہی پڑے گا - ہمیں تاریخ کے جو سبق دئے جاتے ہیں ان میں سے ایک فرسودہ سبق یہ بھی ہے جیسے شراب خانہ کے محبان وطن اکثر دہرایا کرتے ہیں کہ ہم ایک غیور، خود دار اور قدیم قوم ہیں - ہم غیور و خود دار ہیں اور غالباً ہمیشہ رہیں گے - لیکن میرے خیال میں قدیم قوم ہم صرف اسی مفہوم میں ہیں جس کے لحاظ سے یونانی، رومی، ہندیان احمر اور زولو جیسی دنیا کی اکثر قومیں تو قدیم ہیں لیکن امریکیوں اور آسٹریلیوں جیسی قومیں قدیم نہیں ہیں - اور اس کے سوا قدیم کی دوسری تاویلیں افسردہ کن یا طبقات زمین میں مدفون ہیں - ورنہ قدیم کی ان تاویلوں کے مطابق تاریخ کو جب اس کا مناسب مقام دیا جاتا ہے اور فسادات کی شکل میں اس کا عملی مظاہرہ ہونے لگتا ہے، کیونکہ آج کل جو تاریخیں لکھی اور پڑھی جاتی ہیں وہ اس پہلو کو سب سے زیادہ واضح کرتی ہیں، تو ہم بالاخر جدید ہندوستان یا جدید حیدرآباد کا ذکر چھوڑکر ایک نئی اور بالکل نئی قوم بن جاتے ہیں - اول الذکر سنہ ۱۸۵۷ع کے دردو کرب میں پیدا ہوئی تھی اور موخر الذکر کی راہ اس واقعہ کے کچھ ہی بعد اس ممتاز مدبر نے ہموار کی تھی جس کے نام سے آپ کا یہ حال موسوم کیا گیا ہے - غرض کہ ہم اتنے قدیم نہیں جتنے کہ ہم سمجھے جاتے ہیں اور ہماری ذہنیت کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے کو قدیم قوم نہ سمجھیں -

نوجوانوں کا دور

"ہم ایک نوجوان قوم میں پیدا ہوئے ہیں - ایسی قوم میں جس کے دور اور کارناموں کی تاریخ کو جمود اور زوال اور تجدید و رجعت کے متعدد دوروں نے غیر متسلسل بنا دیا ہے ہماری قوم بارہا پیدا ہوئی اور مر گئی اور ہماری حیات جدید کو شروع ہو کر بہت زمانہ نہیں گزرا - چنانچہ یہ ضروری ہے کہ یا تو ہم شکستہ دیواروں کو منہدم کر کے انہیں کھنڈر تصور کریں یا پھر ہمیں موجودہ صدی کے علاوہ کسی اور زمانہ کی قوم سمجھا جانے لگے - صرف اسی صورت میں ہم اس صدی کے مسائل کو حل کرسکتے ہیں ورنہ حجری دور کے حربوں سے اس صدی کی جنگ لڑنا ممکن نہیں - میں نے آپ سے کہا تھا کہ دنیا آپ کے قابو میں ہے اور اس سے میرا یہی مفہوم تھا - نوجوانوں کی دنیا نئے سانچے میں ڈھالی جاسکتی ہے اور ایسی چیزیں جو بعض اوقات ہمیں تجدید و اصلاح کی حد سے باہر نظر آتی ہیں تعمیر نو کے لئے استعمال کی جاسکتی ہیں - یقین جانئے کہ ممالک محروسہ کی تاریخ میں کسی نسل کو نہ تو یہ مواقع میسر تھے جو آپ کو حاصل ہیں اور نہ وہ آپ کی طرح ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار تھی -

انفرادی رائے قربان نہ کی جائے

"روسو کے فلسفہ اور اس کے نظریہ معاہدہ معاشری کی وجہ

سے اعدامیوں تک نے یہ تسلیم کرلیا ہے کہ اجتماعی مفاد کے
لئے کچھ آزادیوں سے دست بردار ہوجانا چاہئیے۔ اور ہر منظم
معاشرہ میں عدل کا تصور اور عادلی نظام اجتماعی مفاد کے
پیش نظر بعض انفرادی حقوق سے محرومی کے تصور پر ہی
مبنی ہے۔ اس نظریہ میں کافی وزن ہے کہ ہم میں سے اکثر
اشخاص کو انصاف سے جو محبت ہے وہ بے انصافی کی تکالیف کے
خوف کے سوا کچھ اور نہیں۔ چنانچہ جہاں اجتماعی مفاد
متقاضی ہوں وہاں آپ انفرادی حقوق سے دست برداری پر
عمل کیجئے تاکہ معاشرت میں آپ کے اچھے شہری ہونے
میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ ایک ممتاز کلبی فلسفی کا یہ قول
ہے کہ بعض اشخاص میں اتنی قوت متخیلہ ہوتی ہے جو
ان کی قوت فیصلہ کو برباد کردیتی ہے اور بعض اشخاص
ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں اتنی قوت فیصلہ ہوتی ہے
کہ وہ ان کی قوت متخیلہ کو برباد کردیتی ہے۔ لیکن اس دنیا
اور عقل و آزادی کا مالک وہی شخص ہوسکتا ہے جو قوت
فیصلہ اور قوت متخیلہ دونوں کو قائم رکھتا ہے۔ آپ جب
اس وسیع دنیا میں قدم رکھئے تو کسی صورت میں بھی
محض انسانی اسوہ کا جزنہ بنئے اور اپنی قوت فیصلہ اور قوت
متخیلہ کے حصار محکم کو مفتوح نہ ہونے دیجئے۔

مبہم جو مستقبل

میں نے آپ کو صرف یہی ایک نصیحت کرنے کی جرات
کی ہے اور آپ کو آپ کی مسرت، آئندہ زندگی کے تجربات اور
اس دور کار آموزی میں طوفانوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے پیدا
کردہ صلاحیت کے تفویض کرتا ہوں۔ عہد حاضر کے
مسلمانوں کا مستقبل کے ہنگاموں میں کبھی فرض کا عزت
کے مطالبات کو نظر انداز نہ کیجئے۔ مجھے امید ہے کہ
آپ اس مملکت کی زندگی میں ممتاز ہوں گے۔ اور
نظم ونسق یا ان اداروں میں جو حکومت سے عوام اور ان
کے نمائندوں کو قریب تر کرنے کے لئے قائم یا وسیع تر کئے
جارہے ہیں اپنا مقام حاصل کریں گے۔ تعمیر نو اور اصلاحات
کے لئے جو وسیع تدابیر زیر غور ہیں آپ کو ان سے مستفید
ہونے کا موقع حاصل ہے۔ کیونکہ آپ نوجوان ہیں اور
آپ کے کالج میں آپ کو صحیح تربیت دی گئی ہے اور ان
تدبیروں کو جوش و انہماک اور سرگرمی کے ساتھ روبہ عمل
لانے کے لئے ان ہی چیزوں کی ضرورت ہے۔ جنگ ختم ہونے
کے بعد آپ ان ذمہ داریوں میں بھی حصہ لے سکیں گے
جو تمام گذشتہ نسلوں کی ذمہ داریوں سے زیادہ اہم اور
ہماری معاشی حالت کی بحالی و برقراری کے لئے لازمی ہیں۔
اس کے علاوہ بھی آپ کو بہت مواقع حاصل ہیں کیونکہ آپ
نوجوان ہیں، آپ کی پوری اہلیت ابھی صرف نہیں ہوئی
ہے، آپ بہت کچھ کرسکتے ہیں اور ایک طویل اور مبہم
جو منزل تک آپ کو پہنچنا ہے۔ آپ کی منزل مقصود اور آپ
کی کوششیں خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہوں اور چاہے آپ مورد
الزام قرار دئے جائیں یا عوام آپ کو قابل پرستش سمجھنے
لگیں، مجھے بہر صورت یہی توقع ہے کہ آپ کا شمار ممالک
محروسہ کے ایسے ممتاز افراد میں ہوگا جو بلا تفریق فرقہ و
مسلک ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں؛ جن کی میراث
مشترک ہے اور جن کا مشترکہ مقصد صرف خدمت ہے خواہ
اس خدمت کی نوعیت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کا یہ طرز
عمل بجائے خود کوئی معمولی خدمت نہ ہوگا اور آنے والے
دور کی تشکیل میں جس کے آپ محافظ و نگہبان ہیں یہ آپ
کا ایک بڑا کارنامہ سمجھا جائے گا۔"

بہ سلسلہ صفحہ (۹)

اجنٹہ کی تصویروں اور نقش ونگار کی بنیادی خصوصیات
اختیار کی جاتی ہیں اور یہ بجائے خود اس امر کا ثبوت ہے
کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں فرقہ واریت کو کوئی جگہ
نہیں دی گئی۔

نواب صاحب نے ناگپور کے بعض صحافت نگاروں کو
حیدرآباد آنے کی دعوت دی تا کہ وہ بچشم خود تمام حالات
کا مشاہدہ کرسکیں۔

ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے نواب صاحب نے فرمایا
کہ مجلس مقننہ کے انتخابی قواعد کی بعض تفصیلات مرتب
کی جارہی ہیں اور اختتام جنگ تک اصلاحات کا نفاذ ملتوی
رکھنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سنہ ۱۹۳۹ ع
کی دستوری اصلاحات کی اسکیم بتدریج نافذ کی جارہی ہے۔

ناندیڑ میں سکھوں کا گرودوارہ

حکومت کی جانب سے فیاضانہ مالی امداد و مراعات

ممکلت حیدر آباد کا ایک شہر ناندیڑ سکھوں کے دسویں اور آخری گرو گووند سنگھ جی کی آرام گاہ ہونے کے باعث سکھوں کی ایک اہم زیارت گاہ ہے۔ گرو گووند سنگھ سنہ ۱۷۰۷ع میں اپنے چند مقلدوں کے ساتھ ناندیڑ تشریف لا کر دریائے گوداوری کے کنارے قیام پذیر ہوئے تھے اور چودہ ماہ کے بعد یہیں ان کا انتقال ہوا۔ سنہ ۱۸۳۲ع میں راجہ رنجیت سنگھ نے حیدرآباد کے فرمانروائے وقت کی اجازت سے اس مقام پر ایک گرودوارہ تعمیر کیا جہاں گرو گووند سنگھ کا انتقال ہوا تھا۔ ناندیڑ میں سکھوں کی یہ زیارت گاہ جو "گرودوارہ اپچھل نگر" کے نام سے موسوم ہے، ایک خوشنما اور شاندار عمارت ہے جس کا سنہرہ گنبد اور مینار بہت خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔

مقدس مقام

سردار دلیپ سنگھ کے الفاظ میں ناندیڑ تمام دنیا کے سکھوں کے لئے اسی طرح مقدس ہے جس طرح ہندوؤں کے لئے بنارس، عیسائیوں کے لئے یروشلم اور مسلمانوں کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مقدس مقامات ہیں۔ چنانچہ تمام ہندوستان سے سکھوں کی کثیر تعداد زیارت کے لئے ناندیڑ آتی ہے۔ مذہبی معاملات میں انتہائی رواداری اور کامل بے تعصبی حکومت سرکار عالی کی دیرینہ پالیسی ہے اور اسی پالیسی کے تحت سکھوں کے گرودوارہ کے لئے بھی حکومت کی جانب سے فیاضانہ مالی امداد دی گئی ہے اور گرودوارہ سے متعلق امور کی انجام دہی اور زائرین کے لئے تمام ضروری سہولتوں کی فراہمی کے لئے نہایت بہتر انتظامات کئے گئے ہیں۔

حکومت کی جانب سے مالی امداد

حکومت سرکار عالی نے گرودوارہ کے لئے ایک جاگیر عطا کی ہے جو دسن پور، باری، ممباری، مسورہ اور الکی نامی پانچ مواضعات پر مشتمل ہے اور اس سے ۳۳،۰۰۰ روپے سالانہ آمدنی ہوتی ہے۔ اس جاگیر کے علاوہ حکومت نے نذر خانہ کے مصارف کے لئے بھی ۶۰۰ روپے سالانہ منظور کئے ہیں اور گرودوارہ کے لئے جو اشیا درآمد کی جاتی ہیں انہیں محصول کروڑ گیری سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔

گرودوارے کا انتظام

گرودوارہ سے متعلق امور کی نگرانی کے لئے حکومت نے صدر ناظم صاحب اوبوالی اضلاع کی صدارت میں ایک مرکزی مجلس قائم کی ہے جو اخراجات اور زائرین کے آرام و آسائش جیسے عام انتظامات کی نگرانی کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک مذہبی مجلس بھی موجود ہے جو مذہبی نوعیت کے تمام مسائل کا فیصلہ کرتی ہے۔ گرودوارہ کے انتظامات کی روز انہ دیکھ بھال کرنے کے لئے ایک تنخواہ دار سکھ مہتمم کا بھی تقرر کیا گیا ہے۔

سکھوں کو عطا کردہ مراعات

اگرچہ کہ ممالک محروسہ میں سکھوں کی تعداد برائے نام ہے تاہم انہیں بہت سی ایسی مراعات حاصل ہیں جو

دوسرے مقامات میں عطا کردہ خاص حقوق سے کسی طرح کم نہیں ۔ چنانچہ مندرجہ ذیل امور سے اس کا بخوبی اندازہ ہوسکیگا کہ حیدرآباد میں سکھوں سے کس قدر مراعات کی جاتی ہیں ۔

۱ ۔ بیساکھ کے تہوار اور گرو گوبند مہاراج کے یوم پیدائش کے موقع پر سکھوں کے لئے دو خاص تعطیلات منظور کی گئی ہیں ۔

۲ ۔ سکھوں کو جھٹکہ کی رسم انجام دینے کی بلا روک ٹوک اجازت ہے ۔

۳ ۔ سکھوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے ۔ بشرطیکہ اس تبلیغ میں جائز حدود کو ملحوظ رکھا جائے ۔

۴ ۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور حکومت میں سکھوں کی جو فوج حیدرآباد بلائی گئی تھی ان کی اولاد اب بھی سکھ فوج میں شامل ہے اور ان کی وفادارانہ خدمات کے صلہ میں حکومت ان سے اچھا سلوک کرتی ہے ۔ چنانچہ ان کے بچوں کو سرکاری مصارف سے مذہبی اور عام تعلیم دی جاتی ہے اور ان کے لئے رہنے اور کھانے کا بھی مفت انتظام کیا جاتا ہے ۔

یہ مراعات اس حقیقت کا بین ثبوت ہیں کہ مذہب و مسلک یا فرقہ کی کسی تخصیص کے بغیر ممالک محروسہ کے تمام باشندوں کو مساوی سمجھنا اور نہ صرف ان کے جائز حقوق کا تحفظ کرنا بلکہ ان کے تمام مفادات کو بھی ملحوظ رکھنا اور ترقی دینا شاہان آصفی کی دیرینہ اور امتیازی حکمت عملی رہی ہے ۔

حیدرآباد کوآپریٹیو انشورنس سوسائٹی محدود ۔ حیدرآباد

انجمن کا ایک اور شاندار رکارڈ

اکچویری صاحب نے انجمن ہذا کی دوسری سہ سالہ ویلوایشن کے نتیجہ کے طور پر حسب ذیل منافع کے اعلان کی سفارش کی ہے ۔ جس کو مجلس نظماء و جلسہ عام نے منظور کرلیا ہے ۔

منافع اعلان شدہ بابتہ سنین ۴۹ف تا ۵۲ف

فوتی اقساط معینہ پالیسیوں پر فی سال فی ہزار ۱۲ ۔ روپیہ ۸ انہ

میعادی اقساط معینہ پالیسیوں پر فی سال فی ہزار ۱۰ روپیہ

اعداد کاروبار

کاروبار وصول شدہ تا ختم فروردی سنہ ۱۳۵۳ف ایک کروڑ ۳۶ لاکھ

کاروبار تکمیل شدہ تا ختم فروردی سنہ ۱۳۵۳ف ایک کروڑ دس لاکھ

جمع ذخائر زائد از ۱۲ لاکھ

وظیفہ یاب فوجیوں کا یوم میل ملاپ

ایک یادگار تقریب

فوجی صدر دفتر کی دعوت پر افواج باقاعدہ سرکار عالی کے تین ہزار سے زیادہ فوجی وظیفہ یاب یوم میل ملاپ کی تقریب میں شریک ہونے کے لئے شہر حیدرآباد میں مجتمع ہوئے۔ یہ تقریب جو اتفاق سے افواج باقاعدہ سرکار عالی کی مکرر تنظیم کی ۸۰ ویں سالگرہ کی ہم زمان بھی تھی، ممالک محروسہ میں اپنی نوعیت کی پہلی تقریب تھی اور اس موقع پر غیر معمولی جوش و انہماک اور فوجی زندگی اور حربی روایات پر انتہائی فخر و ناز کا مظاہرہ ہورہا تھا۔ میل ملاپ کی اس تقریب کی وجہ سے پرانے تجربہ کار سپاہیوں کو برسرخدمت فوجیوں سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع ملا اور وہ اس کا اندازہ کرنے کے قابل ہوسکے کہ ان کے ہم پیشہ افراد کی زندگی میں اسقدر تبدیلی ہوگئی ہے۔

یوم میل ملاپ کو کامیاب بنانے میں کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی گئی۔ ہز ہائنس شہزادہ برار سپہ سالار عساکر آصفی نے اپنی شرکت سے اس موقع کو عزت و زینت بخشی۔ مسرت و بے تکلفی اس تقریب کی نمایاں خصوصیت تھی۔ چنانچہ جب ہز ہائنس شہزادہ برار نے انتہائی ہمدردی، لطف و کرم اور بے تکلفی سے پرانے تجربہ کار سپاہیوں سے گفتگو فرمائی اور ان کے فوجی کارناموں کے تذکرہ سے پوری دلچسپی لی تو ان کی خوشی اور مسرت کی کوئی حد نہ رہی۔ اس موقع کے لئے ایک خصوصی پروگرام مرتب کیا گیا تھا اور اس سے ہز ہائنس شہزادہ برار نے جس گہری دلچسپی کا اظہار فرمایا وہ وظیفہ یاب اور برسرخدمت فوجیوں کی فلاح و بہبود سے ہز ہائنس کے دلی تعلق کا ثبوت ہے۔

افواج باقاعدہ سرکار عالی کے وظیفہ یابوں کو ایک جگہ جمع کرنے کے لئے ۱۶ - ۱۷ - اور ۱۸ فروردی سنہ ۱۳۵۳ ف کو ایک شاندار تقریب کا انتظام کیا گیا تھا۔ اگرچہ کہ وقت بہت کم تھا تاہم وظیفہ یابوں کی کافی تعداد جمع ہوگئی۔ چنانچہ تین ہزار سے بھی زیادہ وظیفہ یاب فوجی اس تقریب میں شریک ہوئے اور ان میں اضلاع کے علاوہ بیرون ممالک محروسہ سے آئے ہوئے اشخاص بھی شامل تھے۔ اس موقع کے لئے جو خصوصی پروگرام بنایا گیا تھا اس میں سیر و تفریح، ورزشی کھیل، فوجی تربیت گاہوں کا معائنہ اور جدید آلات جنگ کا مظاہرہ جیسی مصروفیات بھی شامل تھیں۔

پہلا دن

پہلے دن اضلاع اور بیرون ممالک محروسہ سے آنے والے وظیفہ یابوں کا ریلوے اسٹیشن پر خیر مقدم کیا گیا اور انہیں فوجی بارکوں میں لے جایا گیا جہاں ان کے قیام و طعام کا انتظام کیا گیا تھا۔ سہ پہر کو انہیں شہر کی سیر کرائی گئی اور فوجی لاریوں، مسلحہ گاڑیوں اور ٹینکوں میں بٹھایا گیا۔ وظیفہ یابوں کو مختلف فوجی دستوں کا بھی معائنہ کرایا گیا چنانچہ سپاہیوں کی عام معلومات بڑھانے کے لئے جو معلومات گاہیں قائم کی گئی ہیں اور غذا، لباس، رہائش، علاج اور عام فلاح و بہبود سے متعلق جو انتظامات کئے گئے ہیں انہیں دیکھکر وہ بہت خوش ہوئے۔

دوسرا دن

دوسرے روز سہ پہر کو شہر کے مختلف حصوں سے وظیفہ یابوں کو فوجی لاریوں کے ذریعہ فتح میدان پہنچایا گیا اور اضلاع و بیرون ممالک محروسہ سے جو وظیفہ یاب اس تقریب میں شرکت کے لئے آئے تھے انہیں بھی فتح میدان لایا گیا۔ فوجیوں کا یہ اجتماع بہت جاذب نظر تھا جس میں نوجوان و تجربہ کار فوجی اپنے اپنے فوجی لباس یا وردی پہنے ہوئے شریک تھے۔ اس اجتماع میں زیادہ تعداد سابق فوجیوں کی تھی اور وہ اس بات پر خوش نظر آتے تھے کہ فوجی

ہز ہائنس شہزادۂ برار سپہ سالار عساکر آصفی فوجی وظیفہ یابوں کے اجتماع میں۔

خدمات سے سبکدوشی کے بعد بھی انہیں فراموش نہیں کیا گیا اور نئے زمانہ کی میکانی فوجوں کو دیکھنے اور ان سے واقفیت حاصل کرنے کا موقع دیا گیا ہے ۔ اس تقریب کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی کہ وظیفہ یاب اور برسر خدمت فوجی باہم بہت بے تکلفی سے ملے اور قریبی روابط قائم کرلئے۔

سادہ اس پروگرام کا سب سے زیادہ دلچسپ حصہ ورزشی کھیلوں کا مظاہرہ تھا جس کا انتظام حیدرآباد ایتھلیٹک اسوسی ایشن کے جانب سے کیا گیا تھا ۔ وظیفہ یاب فوجی ان کھیلوں کو دیکھ کر بہت محظوظ ہوئے ۔ ۱۲۰ وظیفہ یابوں نے ۴۴۰ گز تک تیز چلنے کے مقابلہ میں بھی حصہ لیا جس کا ان کے لئے خاص طور پر انتظام کیا گیا تھا۔ وظیفہ یابوں کے فوجی کوچ کا مظاہرہ بھی بہت دلچسپ تھا اس موقع پر پرانے سروں میں بینڈ بجایا گیا اور تمام وظیفہ یاب فوجی چار چار اشخاص کی صف بنا کر گزرے۔ نواب خسرو جنگ بہادر صدرالمہام فوج نے ہز ہائنس شہزادہ برار کی جانب سے سلامی لی ۔ جب یہ کوچ ختم ہوا تو وظیفہ یاب فوجی دو جانب صفیں باندھ کر کھڑے ہوگئے اور اپنے شاہ ذیجاہ اعلحضرت بندگان عالی کی مدح میں نعرہ ہائے تحسین بلند کئے ۔ رات کو تمام وظیفہ یابوں کیلئے ایک پر تکلف عشائیہ ترتیب دیا گیا جس میں سبزی خور اور غیر سبزی خور ہندوؤں کے لئے علحدہ علحدہ انتظام کیا گیا تھا۔

تیسرا دن

یہ اس تقریب کا آخری دن تھا اور اس روز تربیتی مرکزوں میں مہمانوں کی خاطر کی گئی اور اس کے بعد نہایت گرمجوشی کے ساتھ انہیں رخصت کیا گیا ۔

ہزہائنس شہزادۂ برار وظیفہ یاب
فوجیوں سے گفتگو فرما رہے ہیں۔

ہزہائنس شہزادۂ برار وظیفہ یابوں
کے ساتھ چائے نوش فرما رہے ہیں۔

سکھوں کا گوردوارہ واقع بیدر
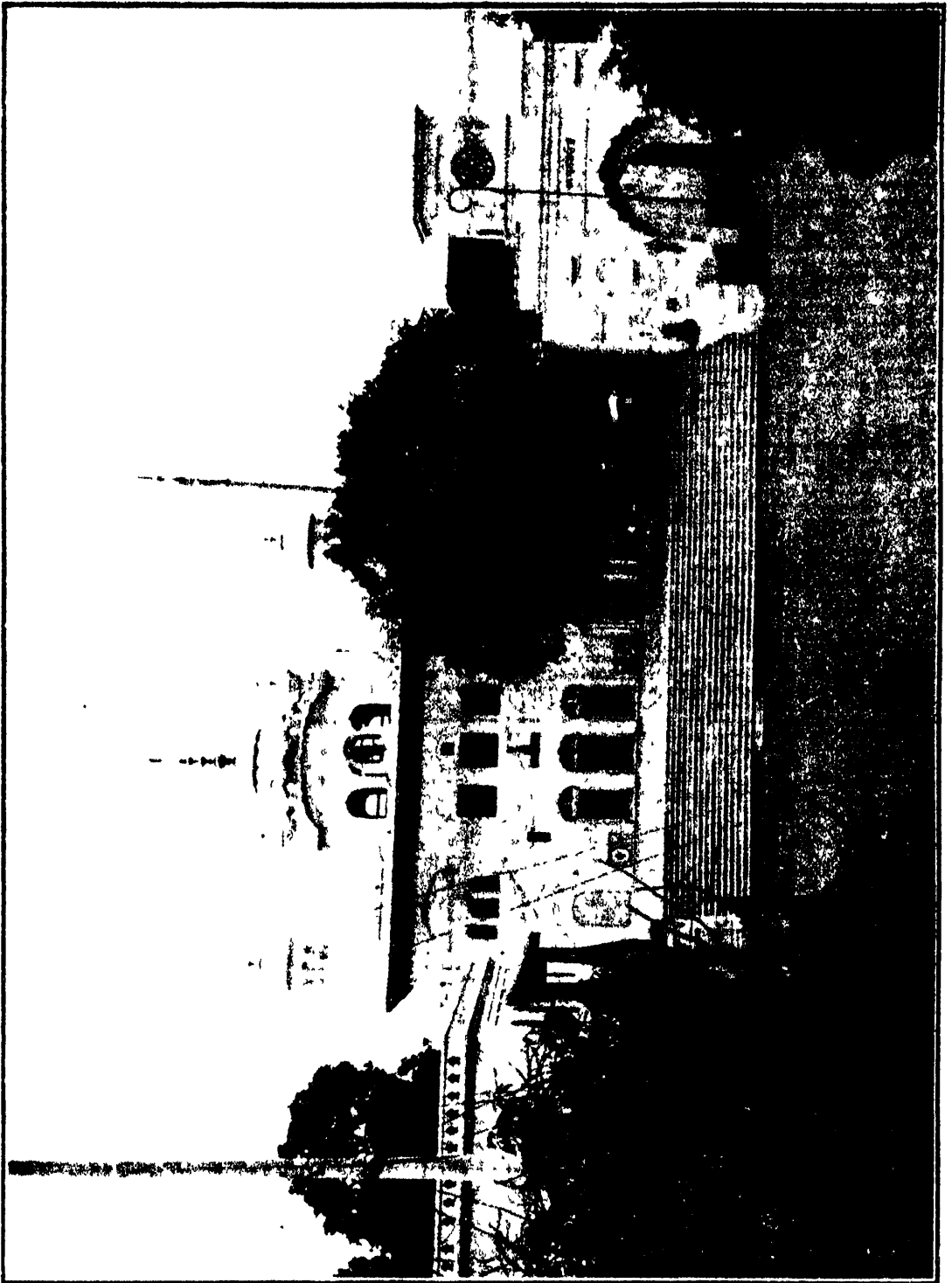
مجلس آرائش بلدہ کے تعمیر کردہ کم کرایہ والے مکانات

شہر حیدرآباد کی آرائش

مجلس آرائش بلدہ کی نمایاں سرگرمیاں

ہندوستان میں شہروں کو باقاعدہ آباد کرنے کا خیال حال ہی میں پیدا ہوا ہے۔ شہروں کی گنجان آبادی اور گندگی کی وجہ سے جو دشواریاں پیش آئیں انہیں دور کرنے کے لئے شہروں کو جدید اصول پر آباد کرنے کی تدبیریں اختیار کرنا ضروری سمجھا گیا۔ حیدرآباد ہندوستان کے ایسے بڑے شہروں میں سے ہے جہاں گندے اور تاریک محلوں کو منہدم کرکے ایک معینہ نقشہ کے مطابق نئے محلے آباد کرنے کا طریقه سب سے پہلے اختیار کیا گیا۔

حکومت برطانیه کی قائم کردہ مرکزی مجلس اسکنه کے ایک رکن مسٹر بی۔ ایس ٹاون رونے لندن کی ایسٹ انڈیا اسوسی ایشن کے ایک جلسه میں تقریر کرتے ہوئے حیدرآباد میں جدید اصول کے مطابق شہروں کی تعمیر سے متعلق سرگرمیوں کی بہت تعریف کی اور یه خیال ظاہر کیا که مجلس آرائش بلدہ نے شہزادہ والا شان نواب معظم جاہ بہادر کے زیرصدارت جو قابل قدر کام انجام دیا ہے وہ اس امر کا ثبوت ہے که بلند مقاصد اوراعلی ارادوں کو جب کسی بہتر نظم و نسق کی تائید اور فیاضانه مالی امداد حاصل ہوتی ہے تو کسقدر بہتر نتائج مترتب ہوتے ہیں۔

مسٹر ٹاون روا پنی تقریر میں ہندوستان اور برطانیه میں شہروں کے آرائش کے کام کا مقابله کررہے تھے اور اس ضمن میں حیدرآباد کا ذکر کرتے ہوئے کہا که جنگ کی پیدا کردہ مشکلات کے باوجود یہاں شہروں کی آرائش کا کام جاری ہے اور اس کا ایک نہایت بہتر ثبوت مجلس آرائش بلدہ، حیدرآباد کی تازہ ترین رپورٹ (سنه ۴۱ - ۱۹۴۰ع) ہے۔ اس سال مجلس مذکور کو ۴۶۰۲۴ لاکھ کا عطیه اور کم کرایه والے مکانوں کی تعمیر کے لئے ایک قرضه دیا گیا۔

گندے محلوں کی صفائی

مجلس آرائش بلدہ ۱۳۱۱ ایکڑ رقبه والے گندے محلوں کی صفائی کا کام مکمل کرچکی ہے اور اس سال ۱۴۵ ایکڑ رقبه پر مشتمل مزید دس محلوں کی صفائی میں مصروف رہی۔ چوہوں سے محفوظ گودام اور دوکانیں تعمیر کی گئیں ۔ گنجان محلوں اور تنگ گلیوں کو کشادہ کرکے چوڑی سڑکیں بنائی گئیں۔ جدید اصول کے مطابق صنعتی رقبه کے لئے اراضی حاصل کی گئی اور اسے پلاٹوں میں تقسیم کرکے فروخت کیا گیا۔ ان پلاٹوں کی قیمت ۱,۵۰۰ روپے سے ایکر ۳,۰۰۰ روپے تک رکھی گئی۔

کم کرایه والے مکان

گندے اور تاریک محلوں کی صفائی میں جن لوگوں کے مکانات منہدم ہوگئے تھے ان کے لئے رہائش کا مناسب انتظام کرنے اور گندے محلے چھوڑ کر نئے محلوں میں آباد ہونے کے خواہش مندوں کے لئے اچھے مکانات فراہم کرنے کی غرض سے کم کرایه والے مکانات بہت بڑی تعداد میں تعمیر کئے گئے ۔ ان مکانوں میں جو سب سے بڑی قسم کے ہیں ان میں ۱۰ × ۱۲ فیٹ کا ایک کمرۂ نشست ۸ × ۱۲ کا ایک کمرۂ طعام ۸ × ۱۲ کا ایک کمرہ خواب ۵ × ۷ کا

ایک حمام ۵ × ۷ کا ایک باورچی خانہ اور ۷ فیٹ لانبا ایک برامدہ بنایا گیا ہے ۔ اس قسم کے مکان کی تعمیر پر ۲۱۰۰ روپے صرف ہوئے ۔ یہ مکانات زمین کی قیمت شامل کرکے مکان کی پوری قیمت کے ۶ فیصد یا تقریباً ۱۰ روپے ماہانہ کرایہ پر دیئے جاتے ہیں ۔ سب سے چھوٹی قسم کا ایک مکان ۱۰ × ۱۰ فیٹ کے ایک کمرہ ۶ × ۸ کے ایک باورچی خانہ اور ایک چبوترہ پر مشتمل ہے۔ اس قسم کے مکان کی تعمیر پر ۶۰۰ روپے خرچ ہوئے زمین کی قیمت ۴۰ روپیہ ہے اور گندے پانی کی نکاسی کے انتظام پر ۶۰ روپئے صرف ہوئے ۔ اس طرح مجموعی مصارف کی مقدار ۷۰۰ روپے ہوتی ہے اور اس کا کرایہ ۳ روپیہ ماہانہ سے کچھ ہی زیادہ رکھا گیا ہے ۔ قرضہ کی اسکیم زمین اور عمارت کی قیمت مناسب کرایہ کی شکل میں وصول کرنے پر مبنی ہے۔

کرایہ کے ذریعہ خریداری کا طریقہ

حکومت حیدرآباد نے یہ مکانات کرایہ کے ذریعہ خریداری کے اصول پر فروخت کرنے کا قابل تعریف طریقہ اختیار کیا ہے تا کہ کچھ مدت کے بعد کرایہ دار بہ آسانی مکان کے مالک بن سکیں ۔ مکان بنانے میں جو مصارف عاید ہوتے ہیں ان میں سے مطالبات فرسود کی منہا کرکے مکان کی قیمت مقرر کی جاتی ہے اور کرایہ دار کو یہ اجازت ہوتی ہے کہ اگر وہ چاہے تو یکمشت پوری رقم ادا کرکے مکان خرید لے یا زیادہ سے زیادہ ۱۰ سال تک کی مدت پر مشتمل قسطیں ادا کرکے مکان حاصل کرلے موخرالذکر صورت میں کچھ زائد رقم بھی بطور سود وصول کی جاتی ہے ۔ شہر کے دو محلوں میں جو ۵۹۶ مکانات بنائے گئے ان میں سے ۱۰ مکانات یکمشت پوری رقم ادا کرکے خرید لئے گئے اور ۸۰ مکانات قسطوں کے ذریعہ خریدے گئے ۔

قابل لحاظ ترقی

جب ہم اس حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں کہ ہندوستان میں ۸۰ فیصد خاندان صرف ایک ایک کوٹھری میں رہتے ہیں تو حیدرآباد کے یہ مکانات بہت ترقی یافتہ معلوم ہوتے ہیں اور ان کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ برطانوی اسکیموں کے برعکس یہ مکانات بہت ہی کم کرایہ پر دیئے جاتے ہیں ۔ ان مکانات کی تعمیر میں اچھا سامان استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ایسے جھونپڑوں کے بجائے تعمیر کئے گئے ہیں جو بالعموم مٹی سے بنائے جاتے ہیں اور جن کی چھتیں گھانس سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہیں اور ہندوستان کی تقریباً (۳۰۰۰۰۰۰۰) آبادی اسی قسم کے جھونپڑوں میں رہتی ہے۔

قومی دولت

ایک امریکی تخمینے کے مطابق رہائشی مکانات جرمنی میں قومی دولت کا ۲۲ فیصد ، ہالینڈ میں ۲۱ فیصد ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ میں ۱۶ فیصد، کینیڈا میں ۸ فیصد اور ہندوستان میں ۷ فیصد ہوتے ہیں۔ لیکن حیدرآباد میں یہ شرح فیصد زیادہ ہونا لازمی ہے کیونکہ یہاں کی حکومت نے پوری طرح یہ محسوس کرلیا ہے کہ رہائش گاہیں بھی ایک اہم قومی اثاثہ ہیں۔

مراکز بہبودی اطفال

مجلس آرائش بلدہ نے شہر کو خوبصورت بنانے کے لئے جو دوسرے کام انجام دیئے ہیں ان میں باغ ہائے عامہ کی تعمیر ، نکاسی آب کے انتظامات ، مانع گرد سڑکوں کی تعمیر اور کشادگی ، چوہوں سے محفوظ غلہ کے مارکٹوں کی تعمیر اور مراکز بہبودی اطفال کا قیام جیسے اہم امور بھی شامل ہیں ۔

*4

”عوام کو غله جمع کرنے والوں کا مخالف بنادیجئے“

—— مسٹر ڈبلیو۔ وی۔ گرگسن

صدرالمهام بهادر مال و کوتوالی نے پولیس کی قابل قدر خدمات کی ستائش فرمائی

مسٹر ڈبلیو۔ وی۔ گرگسن صدرالمهام کوتوالی نے مهتممان کوتوالی اضلاع کی ایک کانفرنس کو مخاطب فرماتے هوئے عهده داران کوتوالی اضلاع کی ان خدمات کے لئے شکریه ادا کیا جو انهوں نے جولائی سنه ۱۹۴۲ع سے، جبکه مسٹر گرگسن نے اپنے عهده کا جائزه لیا تھا، ابتک انجام دی هیں۔ مسٹر گرگسن نے ان ذمه داریوں کا خاص طور پر تذکره فرمایا جو حکومت کی اختیار کرده غذائی پالیسی کو روبه عمل لانے کے ضمن میں پولیس پر عاید هوئی هیں اور اس امر پر زور دیا که عهده داران کوتوالی اپنے ماتحتین کو ان اصولوں سے واقف کرنے کی پوری کوشش کریں جو حکومت کی غذائی حکمت عملی کی اساس هیں۔ مسٹر گرگسن نے اس امر پر بھی زور دیا که مهتممان کوتوالی و تعلقداران ضلع اور عهده داران محکمه رسد حکومت کی غذائی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے زیاده سے زیاده اشتراک عمل کریں۔

صدرالمهام بهادر کوتوالی نے تمام عهده داران پولیس کو اس بات پر مبارکباد دی که انهوں نے مختلف فرقوں سے همیشه غیرمعمولی بے تعصبی کا ثبوت دیا۔ مسٹر گرگسن نے پولیس کی اخلاقی حالت برقرار رکھنے کی اهمیت پر بھی زوردیا اور اس کا اظهار فرمایا که جنگ کے بعد پولیس سے متعلق مسائل پر کافی توجه کی جارهی هے۔

دشوارگزار زمانه

پولیس کو جن دشواریوں کا مقابله کرنا پڑا ان کا ذکر کرتے هوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا که، ”کانگریس کی پیدا کرده بدامنی کا سدباب کرنے کے لئے سنه ۴۲ع کے آخری نصف حصه میں خاص تدابیر اختیار کرنی پڑیں جن کی وجه سے آپ کے روز مره کاموں میں معتدبه اضافه هوا۔ خوش قسمتی سے حیدرآباد میں اسکی وجه سے زیاده دشواریاں پیدا نهیں هوئیں اور هندوستان کے بڑے صوبوں کے مقابلے میں حیدرآباد هی وه مقام هے جهاں سب سے کم فسادات هوئے یا گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ تقریباً وه تمام افراد جو گرفتار کئے گئے تھے اب رها هوچکے هیں۔ اس زمانے میں گو خوش قسمتی سے کوئی فرقه وارانه هنگامه نهیں هوا لیکن پھر بھی سخت نگرانی کی ضرورت همیشه لاحق رهی اور میں نهایت مسرت کے ساتھ آپ کو مبارکباد دیتا هوں که مختلف فرقوں سے سابقه کے دوران میں پولیس کے تمام عهده دار غیر معمولی بے تعصبی کا همیشه ثبوت دیتے رهے۔“

مابعد جنگ مسائل

سلسله تقریر جاری رکھتے هوئے صدرالمهام بهادر کوتوالی نے فرمایا که ” میں نے ممالک محروسه سرکار عالی کے تمام اضلاع کا دوره کیا اور بعض اضلاع میں تو مجھے ایک سے زیاده مرتبه جانے کا اتفاق هوا۔ جهاں کهیں بھی میں گیا میں نے پولیس لائنس کا معائنه کیا اور وهاں کے مهتمم صاحب سے پولیس کے مسائل پر تبادله خیال کیا۔ مسٹر ٹیلر صدر ناظم کوتوالی اضلاع نے اور میں نے آپ کے مابعد جنگ مسائل پر کافی توجه کی هے۔ ایک بڑی اصلاح

جو رویہ عمل لائی گئی وہ یہ ہے کہ پولیس کے جوانوں سے وردی کی تیاری کے لئے جو معاوضے لئے جاتے تھے وہ موقوف کر دئے گئے ۔ہم اس مسئلہ پر بھی غور کرتے رہے ہیں کہ ان افراد کی مالی مشکلات کو کس طرح کم کیا جائے جو سرکاری مکانات کی عدم موجودگی کی وجہ سے کرایہ کے مکانوں میں رہتے ہیں ۔ بد قسمتی سے جنگ کے پیدا کردہ حالات تعمیر امکنہ کے اس پروگرام میں بری طرح خلل انداز ہوئے جس میں پہلے ہی سے تعویق ہوچکی تھی ۔تاہم ہم نے جنگ کے بعد تعمیر امکنہ کی ضروریات کا جائزہ لے لیا ہے اور مجھے توقع ہے کہ جنگ کی وجہ سے اشیاء تعمیر اور مزدوروں کی جو قلت پیدا ہوگئی ہے اس کے رفع ہوتے ہی حکومت فوراً اپنے پروگرام پر کار بند ہوجائے گی ۔ ایک اور مسئلہ جس پر کافی توجہ کی گئی ہے وہ غیر خالصہ علاقوں میں پولیس کے انتظامات میں بہتری پیدا کرنا ہے۔،،

تفتیش کا اعلی تر معیار

تفتیش اور مقدمہ چلانے کے زیادہ ترقی یافتہ معیار کی ضرورت پر توجہ دلاتے ہوئے صدرالمہام بہادر کوتوالی نے ارشاد فرمایا کہ'' میں صدر ناظم صاحب کوتوالی اضلاع کے اس خیال سے بالکل متفق ہوں کہ پولیس کی کارروائیوں کی ناکامیوں کو عدالت اور عہدہداران عدالت سے منسوب کرنے کے رجحان کو دبایا جائے۔ مہتمم صاحبان کوتوالی اور تعلقدار صاحبان کے درمیان اور زیادہ تعاون کی ضرورت پر توجہ مبذول دلاتے ہوئے فرمایا کہ ایک بات جو ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ ضلع کے تمام عہدہداروں کو خواہ ان کا تعلق کسی محکمہ سے ہو باہم مل جل کر حکومت اور اپنے متعلقہ ضلع کی رعایا کی خدمت انجام دینی چاہئیے ۔،،

پولیس اور غذائی حکمت عملی

غذائی مسئلہ کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ''اس مسئلہ میں عہدہداران مال و رسد ، اول تعلقدار صاحبان ، مہتمم صاحبان کوتوالی اور ان کے ماتحتین کے درمیان کامل تعاون عمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہے ۔ ممکن ہے کہ مہتمم صاحبان اضلاع کے موثر تعاون عمل میں انفرادی طور پر کمی بیشی ہوگئی ہو لیکن کسی کی خواہش تعاون میں کوئی کمی نہیں ہوئی ۔ کوتوالی اضلاع کا بہ حیثیت مجموعی جائزہ لینے کے بعد میں یہ محسوس کرتا رہا ہوں کہ تمام مہتمم صاحبان کوتوالی نے اغذیہ سے متعلق سرکاری احکام کو روبہ عمل لانے میں حقیقی کوشش کی ہے ۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ سال رواں کے پہلے پانچ مہینوں میں حکم نگرانی اغذیہ کے تحت کوتوالی اضلاع کی جانب سے ۲۰۷۷ مقدمات قائم کئے گئے ۔ جن میں سے ۱۳۱۹ کا عدالت میں چالان کیا گیا، ۸۶۶ کا فیصلہ عدالتوں میں ہوا، ۸۱۴ کو سزا دی گئی اور صرف ۵۲ بری کئے گئے ۔ انسداد ذخیرہ اندوزی کی مہم پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ خفیہ ذخائر کے برآمد کرنے میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ ''صرف مہتمم صاحبان کوتوالی اضلاع اور پولیس کے صرف گزیٹڈ عہدہداروں کا حکومت کی غذائی پالیسی کو روبہ عمل لانا کافی نہیں ہے بلکہ پولیس کے انسپکٹروں سب انسپکٹروں ہیڈ کانسٹبلوں اور جوانوں کو بھی اسی عزم کے ساتھ اس پالیسی کو کامیاب بنانے کی ترغیب دینی چاہئیے۔ لہذا میں آپ سے خواہش کرتا ہوں کہ اغذیہ کی پالیسی میں جو عام اصول مضمر ہیں ان سے اپنے ماتحتین کو روشناس کرانے کی طرف خاص توجہ کیجئیے،،۔ مسٹر گرگسن نے اس ضرورت پر بھی زور دیا کہ پولیس جھوٹی افواہوں کو رفع کرے اور اگر کوئی چوربازار جاری ہوتو اسے بند کرے کیونکہ ''ہم اسی وقت کامیاب ہوسکیں گے جب ہم ان لوگوں کا سراغ لگا کر انہیں کیفر کردار کو پہنچائیں جو ان بد عنوانیوں کے ذمہ دار ہیں ۔ سب سے بڑی حفاظتی تدبیر یہ ہے کہ رائے عامہ کو شہروں اور دیہاتوں میں ذخیرہ بازوں کے خلاف ابھارا جائے میں اس خیال سے متفق نہیں کہ اندراجات کو تاخیر سے یا غیرصحیح طور پر پیش کرنا محض طرز کار کی خلاف ورزی ہے جب کہ بر وقت اور صحیح اندراجات پر تمام غذائی پالیسی کا انحصار ہے ۔ لیکن اس کے باوجود میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کسی شخص پر بھی مقدمہ چلایا جائے بجز اس کے کہ اس نے کوئی

ایسی خلاف ورزی کی ہو جو غذائی پالیسی کو روبہ عمل لانے میں حقیقی طور پر بری طرح مانع ہوئی ہو۔ سارے ہندوستان میں غذائی صورت حال سے تشویش پیدا ہوگئی ہے اور اس دشوار اور مفید عام کام سے عہدہ برآ ہونے میں ہماری جو کوششیں جاری ہیں ان میں ایک لمحہ بھی ضایع نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ان امور کو کامیابی کے ساتھ سر انجام دینا مساعی جنگ کے لئے نہایت ضروری ہے،،۔

صدرالمہام بہادر کوتوالی نے اس ضرورت پر خاص طور سے توجہ مبذول کرائی کہ ''اگر کہیں ایسے اشخاص موجود ہوں جو غلہ فروشوں اور کاشتکاروں کے معاملات میں ہماری موجودہ ناگزیر مداخلت کو خواہ وہ بہ حیثیت مجموعی ملک کے لئے کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو غلط رنگ میں پیش کرتے ہوں تو ان پر خاص طور سے نگاہ رکھی جانی چاہئے،، عہدہ داران پولیس سے مسٹر گرگسن نے یہ خواہش فرمائی کہ اگر وہ حکومت کی پالیسی کے کسی پہلو کو درست نہیں سمجھتے یا اس پالیسی کے انتظامی معاملات میں کوئی خرابی محسوس کرتے ہوں تو اس کی قطعی مثالیں حکومت کے علم میں لائیں ۔ اور مہتمم صاحبان کوتوالی کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ وہ اپنی جمعیت کی اخلاقی حالت کو زیادہ بلند کریں ۔ تقریر ختم کرتے ہوئے صدرالمہام بہادر کوتوالی نے ارشاد فرمایا کہ اس کام کی انجام دہی سے غریبوں کو قحط اور فاقہ کشی سے نجات مل جائے گی اور دنیا میں معمولی حالات کی بحالی اور جنگ کے بعد ایک بہتر دنیا کی تعمیر میں حقیقی مدد ملے گی ۔

مطبوعات برائے فروخت

	قیمت
رپورٹ نظم و نسق ممالک محروسہ سرکارعالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ف (۱۹۳۸-۳۹ع) ..	۳-۰-۰
،، ،، ،، ۱۳۴۹ف (۱۹۳۹-۴۰ع) ..	۳-۰-۰
جامعہ عثمانیہ مولفہ مسز ای ۔ ڈی ۔ پلین	۱-۰-۰
حیدرآباد میں دیہی تنظیم	۱-۸-۰
کوائف حیدرآباد	۰-۸-۰
منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے مرتبہ محکمہ اطلاعات سرکارعالی ..	۱-۸-۰
مملکت آصفی میں نشریات کی ترقی	۳-۸-۰

(اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں)

نظام کالج کا جلسہ تقسیم انعامات

طلباء کو گمراہ کن نعروں کی رو میں بہنے سے محترز رہنے کا مشورہ

ہزاکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدراعظم باب حکومت سرکار عالی نے نظام کالج کے جلسہ تقسیم انعامات میں تقریر فرماتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ طلباء اور اساتذہ کے درمیان شخصی تعلق کردار سازی کا ایک موثر ترین ذریعہ ہے۔ نوجوانوں سے نواب صاحب نے یہ اپیل فرمائی کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں فوجوں میں داخل ہوں کیونکہ ''موجودہ ضروریات سے قطع نظر کرتے ہوئے بھی نوجوانوں کو جنگی فنون اور حربی حکمیات کی تعلیم دینا ضروری ہے۔ جو قوم اچھے سپاہی نہیں پیدا کرسکتی وہ نہ تو زندہ رہنے کی مستحق ہوتی ہے اور نہ اسے زندہ رہنے دیا جائے گا''۔ جنگ کے بعد جو زبردست تبدیلیاں رونما ہونگی ان سے آگاہ کرتے ہوئے ہزاکسلنسی نے طلباء کو عام نعروں اور ایسے نظریوں کی رو میں بہنے سے محترز رہنے کا مشورہ دیا جو ماضی سے بالکل قطع تعلق کرلینے کی تلقین کرتے ہیں۔ کیونکہ در حقیقت '' بہترین تبدیلیاں صرف وہی ہوتی ہیں جو مختلف مفادات کے درمیان مفاہمت و ہم آہنگی کا نتیجہ ہوں۔''

زبان کے مسئلہ کو سیاسی مسئلہ نہ بنانا چاہئیے

ہزاکسلنسی نواب صدراعظم بہادر نے فرمایا کہ ''مجھے یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ نے ہر جہتی ترقی کی ہے اور آپ کے طلباء کی تعداد ہر شعبے میں بڑھ گئی ہے۔ اس سے نظام کالج کی مقبولیت ظاہر ہوتی ہے۔ کالج کا اسٹاف اور اساتذہ اس بارے میں ستائش کے مستحق ہیں جو طلباء کی تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ہیں۔ مجھے یہ معلوم ہوکر بڑی مسرت ہوئی کہ یہاں ایسے (۱۳۰) لڑکے اردو پڑھ رہے ہیں جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اردو پڑھنے میں ان لوگوں کی ہر طرح ہمت افزائی کرنی چاہئے جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے اور ان کی بھی جن کی مادری زبان اردو ہے۔ موخرالذکر کو ممالک محروسہ کی ملکی زبانوں میں سے کسی اور زبان کی تحصیل کی بھی کوشش کرنی چاہئے۔ زبان کے مسئلے کو سیاسی مسئلہ ہرگز نہ بنانا چاہئے۔ ہم سب کو ایسی مختلف زبانیں اور مقامی بولیاں سیکھنے کی سعی کرنا چاہئے جو ملک میں بولی جاتی ہیں۔ اگر آپ سوئزرلینڈ جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں ہر شخص فرانسیسی، اطالوی اور جرمن زبانیں بولتا ہے۔ مجھے اس کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ حیدرآباد کے طلباء اپنی مادری زبان کے علاوہ بعض ایسی دوسری زبانیں بھی کیوں نہ سیکھیں جو ممالک محروسہ میں بولی جاتی ہیں نظام کالج میں انگریزی کا ذریعہ تعلیم ہونا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو اس ذریعہ تعلیم کو ترجیح دیتے ہیں اور اس لحاظ سے یہ کالج ان کی ضرورتیں پوری کر رہا ہے۔ جیسا کہ مسٹر راج گوپال چاری نے بھی اپنے خطبہ تقسیم عطائے اسناد میں کہا تھا ملک کی کسی ایک زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا ترقی

کی طرف بہت بڑا قدم ہے۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم انگریزی سے ہرطرح غفلت برتیں کیونکہ انگریزی آرٹ اور سائنس کے خزانوں کی کنجی ہے اور مدت دراز تک ہندوستان کی زبانوں میں سے کسی ایک کو انگریزی کی طرح جدید سائنس اور فنون سے مالا مال بنانا ممکن نہیں اس لئے یہ ایک ضروری امر ہے کہ ہمارے طلباء بھی انگریزی کی تعلیم سے غفلت نہ برتیں۔"

اطمینان بخش نتائج

گذشتہ سال کے نتائج کا ذکر کرتے ہوے ہزا کسلنسی نے فرمایا کہ "نظام کالج کے گذشتہ سال کے نتائج معلوم کرکے میں بہت خوش ہوا اور میں ان نہایت تشفی بخش نتائج پر آپ کے پرنسپل اور اساتذہ کو مستحق مبارکباد تصور کرتا ہوں۔ اور ان طلبا کو بھی مبارکباد دیتا ہوں جو مختلف مضامین میں اول آئے۔ مس شہنشاہ بیگم اور مسٹر اننت راؤ باجی کو درجہ اول حاصل کرنے پرخاص طور سے مبارکباد دیتا ہوں۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ مس شہنشاہ بیگم اور مسٹر اننت راؤ باجی تمام جامعہ مدراس میں علی الترتیب اول اور سوم آئے ہیں۔"

شخصی تعلق کی ضرورت

نواب صاحب نے طلباء اور اساتذہ کے درمیان قریبی تعلق کی اہمیت پر زور دیتے ہوے فرمایا کہ "صدر صاحب کلیہ! آپ نے طلبہ اور اساتذہ کے درمیان شخصی تعلقات کو بڑی اہمیت دی ہے۔ میں اس بارے میں آپ سے کلیتاً متفق ہوں جماعتی درسوں کی بجائے خود ایک اہمیت ہے لیکن اگر طلباء کے کردار کی تعمیر مقصود ہو تو یہ اسوقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کہ معلم اور متعلم کے درمیان قریبی تعلق نہ ہو پروفیسر اور لکچرار صاحبان اپنی شخصی وابستگی اور ذاتی مثال سے اپنے شاگردوں کو اس سے کہیں زیادہ سکھا سکتے ہیں جتنا وہ درس کے کمروں میں اپنے لکچروں کے ذریعہ سکھاتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ اسی شخصی تعلق کا نتیجہ ہے کہ آپ کے ادارے میں نظم وضبط اور ثقافت کے ساتھ تعلیم کا اعلیٰ معیار بھی برقرار رہا ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بھی خوشی ہورہی ہے کہ آپ کھیلوں کو بھی خاص اہمیت دیتے رہے ہیں کیونکہ یہ بہت ضروری ہے کہ ہرایک طالب علم کو کسی نہ کسی کھیل میں حصہ لینے کی ترغیب دی جائے۔"

فوجی پیشہ اختیار کرنے کی ضرورت

نواب صاحب نے نوجوانوں سے فوج میں داخل ہونے کی اپیل کرتے ہوے فرمایا کہ "اگر آپ اس امر کو پیش نظر رکھیں کہ دوسرے ممالک میں نوجوانوں کی کتنی تعداد فوج، بحریہ اور فضائیہ میں شریک ہورہی ہے تو آپ کو یہ پتہ چلے گا کہ آپ کے یہاں کا فیصد اوسط بہت ہی کم ہے۔ موجودہ ضروریات کے علاوہ بھی طلباء کو جنگ کے فن اور سائنس کی تربیت دینا ضروری ہے۔ جو قوم اچھے سپاہی نہیں پیدا کرسکتی وہ نہ زندہ رہنے کی مستحق ہے اور نہ اسے زندہ رہنے دیا جائے گا۔ اس لئے میرے نوجوان دوستو! مجھے آپ سے امید ہے کہ آپ بڑی تعداد میں ہندوستان کی ہوائی، بری اور بحری افواج میں شریک ہوں گے۔ اس سے آپ کو بہت ضروری تربیت حاصل ہوگی۔ آپ کے لئے معاش کا ایک بڑا راستہ کھل جائے گا اور جنگ ختم ہونے کے بعد نہ صرف برطانوی حکومت پر بلکہ حکومت سرکارعالی پر بھی آپ کا یہ حق قائم ہوجائے گا کہ وہ آپ کو مختلف سررشتہ جات میں ملازمت دے۔

دشوار گزار زمانہ

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوے ہزا کسلنسی نے فرمایا کہ "ہم ایک انتہائی دشوار دور سے گزر رہے ہیں۔ جنگ کے بعد بڑی تبدیلیاں وقوع میں آنے والی ہیں۔ ہمارے تعلیمی، معاشی اور سماجی نظریوں میں بڑے بڑے تغیرات ہونا لازمی اور نوجوانوں کو ان کے لئے تیار کرنا ضروری ہے یہاں مجھے آپ سے ایک اہم بات یہ کہنی ہے کہ یکایک واقع ہونے والی تبدیلیاں ہمیشہ مشکلات پیدا کرتی ہیں اور بعض اوقات تو یہ کشت وخون تک کا باعث ہوگئی ہیں۔ بہترین تبدیلیاں وہ ہوتی ہیں جو مختلف مفادات کے درمیان مفاہمت وہم آہنگی کا نتیجہ ہوں۔ اسلئے اسے موقع پر جبکہ تبدیلیاں رونما ہونے والی ہیں مجھے اپنے نوجوان دوستوں سے یہ کہنا ہے کہ وہ ایسے نعروں اور مشوروں پر

طریقے نہ ہوں جو ماضی سے بالکل الگ تھلگ رہنے کی تعلیم دیتے ہیں ۔ ہمارے سامنے انگریز قوم کی مثال موجود ہے جس نے اپنے قدیم ادارات کا تحفظ کرتے ہوئے اس طرح ان کی اصلاح کی ہے کہ وہ سماج کے موجودہ سانچے میں ڈھل کر مفید ہوگئے ہیں ۔ اسلئے ہمیں جس بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ہم غیر مفید اداروں کی اصلاح کرلیں کیونکہ ان کو ختم کرنے کا مسئلہ ہمیشہ دشواریاں پیدا کردیتا ہے۔

ہمدرد دوست

نظام کالج کی آئندہ ضروریات کا ذکر کرتے ہوئے نواب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ”آپ کے صدرالمہام تعلیمات نواب سر مہدی یار جنگ اور معتمد تعلیمات نواب علی یاور جنگ طلبائے قدیم کی حیثیت سے آپ کے ادارے کی فلاح و بہبود سے بڑی دلچسپی رکھتے ہیں ۔ پرنسپل صاحب ! میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی ضروریات پر اصرار کرتے رہیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر آپ اسی طرح اپنی ضرورتوں پر زور دیتے رہے تو متعلقہ صدرالمہام اور معتمد کوئی بھی انہیں نظر انداز نہ کرسکیں گے ۔ اور میں ان دونوں حضرات کی موجودگی میں برملا کہتا ہوں کہ جب کبھی وہ ان امور کو میرے سامنے پیش کریں گے تو وہ مجھے ہمیشہ نظام کالج کے مطالبات سے ہمدردی رکھنے والا اور خیرخواہ دوست پائیں گے ۔“

صدر صاحب کلیہ اساتذہ اور طلباء کو ان کے کارناموں پر مکرر مبارکباد دیتے ہوئے ہزاکسلنسی نے فرمایا کہ ”ہمیں آپ پر فخر ہے ۔ آپ نے اپنے عمل سے ظاہر کردیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو مستقبل کے لئے تیار کررہے ہیں اور یہ دوران سال نظام کالج میں نظم و ضبط قائم کرکے بھی آپ ہماری ستائش و پسندیدگی کے مستحق بن گئے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ تمام مواقع کی طرح آپ اس موقع پر بھی حضرت بندگان اقدس واعلی خلداللہ ملکہ کے لئے درازی عمر واقبال کی دعا میں میرے ساتھ شریک ہوں گے ۔ اگر اس ادارے کو حضرت اقدس واعلی کی دائمی توجہ اور سرپرستی میسر نہ ہوتی تو اس کی بقا و ترقی ناممکن ہوجاتی ۔“

پرنسپل صاحب کی رپورٹ

سید علی اکبر صاحب صدر کلیہ نے گذشتہ تعلیمی سال کی رپورٹ میں یہ بیان کیا کہ ”نظام کالج ایک ایسا ادارہ ہے جس نے گذشتہ ساٹھ سال کے دوران میں اپنے قابل صدر صاحبان کلیہ کی محنت وصلاحیت کی بدولت اپنی مستقل روایات قائم کرلی ہیں ۔ ان روایات میں سے دو ایسی ہیں جنہیں میں بہت زیادہ اہمیت دیتا ہوں ۔ ایک تو یہ کہ طلباء میں وسیع النظری اور رواداری پیدا کرکے انہیں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کا درس دیا گیا اور دوسرے یہ کہ ان میں کھلاڑیوں کے جذبہ معقول پسندی کو فروغ دیا گیا ۔ میرا خیال ہے کہ صدر کلیہ کی حیثیت سے میں اس سے بہتر کوئی اور مقصد پیش نظر نہیں رکھ سکتا کہ ان روایات کو زیادہ مستحکم کروں اور طلباء کے اخلاق اور ذہنی معیار کو اتنا بلند کردوں کہ وہ اپنی آئندہ زندگی میں جو پیشہ اختیار کریں اس میں کامیاب رہیں اور اپنے شاہ ذیجاہ اور اپنے ملک کی خدمت کے لئے پوری طرح تیار ہوسکیں ۔“

بہترین نتائج

رپورٹ مذکور میں یہ ظاہر کیا گیا کہ گذشتہ سال امتحانات کے نتائج بہت شاندار رہے ۔ تاریخ و سیاسیات اور معاشیات کے امتحانات ایم ۔ اے میں ۸ طلباء شریک تھے اور وہ سب کامیاب ہوگئے ان میں سے مس شہنشاہ بیگم اور اننت راؤ باجی نے درجہ اول میں کامیابی حاصل کی اور اول الذکر تمام جامعہ میں اول اور ثانی الذکر سوم رہے۔ بی ۔ اے آنرس کے ابتدائی امتحان میں ۶ طالب علم شریک ہوئے اور سب نے کامیابی حاصل کی ۔ کالج کی جانب سے بی ۔ اے کے امتحان میں ۴۴ طلباء نے شرکت کی ۔ جن میں سے ۳۳ طلباء سارے مضامین میں کامیاب ہوئے اور اس طرح کامیابی کا فیصد ۷۰ رہا ان کے منجملہ ایک نے حصہ اول انگریزی میں درجہ اول حاصل کیا ۔ حصہ دوم میں ذیلی زبانوں میں تین طلباء بدرجہ اول اور ۱۲ بدرجہ دوم کامیاب ہوئے ۔ حصہ سوم اختیاری مضامین میں ۳ کو درجہ اول اور ۲ کو درجہ دوم ملا ۔ امتحان بی ۔ ایس ۔ سی ۔ کے حصہ اول انگریزی میں ۲۸ طلباء نے شرکت کی جن میں

۲۶ کامیاب ہوئے اور بی۔ یس۔ سی آخری میں ۱۸ نے شرکت کی اور ان میں سے ۱۲ نے کامیابی حاصل کی ان کے منجملہ دو نے درجہ اول اور دو نے درجہ دوم حاصل کیا کالج کی جانب سے انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں ۱۳۴ طلباء نے شرکت کی جن میں سے ۹۹ نے تمام مضامین میں کامیابی حاصل کی اور اس طرح کامیابی کا فیصد ۷۴ رہا۔ ان کے منجملہ ۳ نے درجہ اول اور ۵۶ نے درجہ دوم حاصل کیا۔ ۱۹ طالب علموں نے منجملہ تین حصوں کے دو اور ۱۱ نے ایک میں کامیابی حاصل کی اور صرف ۵ طالب علم ناکام رہے حیدرآباد سول سروس کے مسابقتی امتحان میں جو ماہ اکتوبر ۱۹۴۳ع میں منعقد کیا گیا تھا منجملہ ۴ منتخبہ امیدواروں کے ۳ طلباء اسی کالج کی پیداوار ہیں اور ان میں سے ایک طالب علم سب سے اول رہے۔

ٹیوٹوریل جماعتیں

طلباء اور اساتذہ کے درمیان شخصی ربط قائم کرنے کے لئے ٹیوٹوریل جماعتوں کی اہمیت پر بحث کرتے ہوئے پرنسپل صاحب نے فرمایا کہ "ٹیوٹوریل ورک کی اہمیت کے مدنظر میں نے اس کے لئے کالج کے اوقات میں فی ماہ دو گھنٹے مختص کئے ہیں۔ فی الحال طلباء کے ۲۷ گروہ قائم کئے گے ہیں۔ جن میں سے ہر گروہ ایک استاد کے زیرنگرانی کام کریگا۔ طالبات کے لئے ایک علحدہ گروہ بنایا گیا ہے اور ہر استاد سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ ان کے مفوضہ طلباء کی حاضری، تعلیمی ترقی، طرز عمل، کھیل اور دیگر غیر درسی مصروفیات سے متعلق ہر سہ ماہی میں میرے پاس رپورٹ پیش کی جائے گی۔

مزید ضروریات

رپورٹ مذکور میں ہزاکسلنسی نواب صدراعظم بہادر کی توجہ کالج کی عمارتوں کی جانب بھی مبذول کرائی گئی جو تمام ضروریات کے لئے ناکافی ہیں اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ کالج کے موجودہ نصابات تعلیم اور انٹرمیڈیٹ اور بی۔اے کے طلباء کے لئے حصہ سوم کے تحت مضامین کے انتخاب میں اتنی وسیع گنجایش نہیں ہے جتنی کہ ہونی چاہئے۔ اس کے علاوہ اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ طلباء کو زیادہ سے زیادہ وظائف دئے جانے کا انتظام ہونا ضروری ہے۔

اردو مقبول ترین ثانوی زبان ہے

نظام کالج میں انگریزی ذریعہ تعلیم ہے اور اس زبان کے علاوہ جن مختلف زبانوں کی تعلیم دی جاتی ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے رپورٹ میں یہ بیان کیا گیا کہ تمام ہندوستانی زبانوں میں سے اردو کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہے۔ چنانچہ انٹرمیڈیٹ اور بی۔اے کی جماعتوں میں جو طلباء اردو کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کی مجموعی تعداد ۲۸۲ ہے اور ان میں سے ۱۳۷ طالب علم ایسے ہیں جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے۔

ممالک محروسہ کی زرعی معاشیات کو ترقی دینے کی کوششیں

پانچ اسکیمیں نافذ کی گئی ہیں

تحقیقات و تجربات اور مفید مظاہرے سر رشتہ زراعت سرکارعالی کے فرائض میں داخل ہیں اور یہ سررشتہ اس امر کی پوری کوشش کرتا رہا ہے کہ ممالک محروسہ کی زرعی معاشیات کو ترقی دینے کے لئے نئی اسکیمیں نافذ کرے اور پرانی اسکیموں کو بھی حسب ضرورت وسعت و ترقی دے ۔ ان اسکیموں پر نہ صرف کثیر رقم صرف ہوتی ہے بلکہ انہیں کامیاب بنانے کے لئے بڑی محنت و جانفشانی سے کام بھی کیا جاتا ہے ۔ فی الحال سر رشتہ زراعت نے مرکزی مجلس تحقیقات زرعی کے تعاون سے پانچ مختلف اسکیمیں نافذ کی ہیں جن کے مجموعی مصارف ۴½ لاکھ روپے ہیں ۔ یہ اسکیمیں آلو کی کاشت میں اضافہ، روغن دار تخموں کے پودوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کی تدابیر ، چاول کی کاشت کی وسعت و ترقی اورخشک اراضی پر کاشتکاری جیسے امور سے متعلق ہیں ۔

آلو کی کاشت کو وسعت دینے کی اسکیم

آلو کی کاشت کو وسعت دینے کے لئے جو اسکیم نافذ کی گئی ہے اس کے مصارف کا تخمینہ ۲۰۰،۸۰،۲ روپے ہے ۔ اس اسکیم کے تحت سررشتہ زراعت نے شملہ اور دوسرے مقامات سے ۴،۶۰۰ تھیلے تخم بھی منگوائے جو اضلاع بیدر ، نظام آباد اور اطراف بلدہ کے مواضعات میں آلو کی کاشت کرنے والوں کو بطور تقاوی تقسیم کئے گئے اور تقریباً ۷۰۴ ایکڑ اراضی پر ان کی کاشت کی گئی ہے ۔ یہ تخم گذشتہ سال کے آخر میں بوئے گئے تھے اور اس سال کے شروع میں فصل تیار ہو گئی ۔ زیادہ تر حصوں میں فصل کی حالت اطمینان بخش رہی ۔ آلو کی فروخت کے لئے حکومت نے مناسب قیمت مقرر کردی ہے اور سررشتہ زراعت کے توسط سے فروخت کا انتظام کیا جاتا ہے اس طرح درمیانی اشخاص کو حصہ لگانے کا موقع نہیں ملتا اور کاشتکار زیادہ منافع حاصل کرتے ہیں ۔

آلو کی نمائش

سررشتہ زراعت کی رہنمائی میں آلو کی کاشت کرنے والوں نے ایک انجمن بھی قائم کی ہے ۔ اس انجمن کی جانب سے بلارم میں آلو کی ایک نمائش بھی منعقد کی گئی تھی ۔ انجمن کے صدر مسٹر جی ۔ باگا ریڈی نے نمائش کے لئے اپنے کھیتوں کے آلو روانہ کئے کیونکہ یہ کھیت بلارم کے ریلوے اسٹیشن سے بہت قریب ہیں ۔ نمائش گاہ کو بہت خوبی سے آراستہ کیا گیا تھا اور اشیاء نمائش دلکش طریقہ پر رکھی گئی تھیں ۔ نمائش گاہ سے ملحق ایک کھیت میں آلو کی کاشت کے مقامی

طریقوں کا مظاہرہ بھی کیا گیا تھا۔ کاشت کاروں نے اس نمائش میں بہت دلچسپی لی اور مختلف مقامات سے ایک سو سے زیادہ اشیاء نمائش روانہ کیں۔

اس نمائش میں جو چیزیں شریک تھیں انکا ایک کمیٹی نے معائنہ کیا اور متعدد انعامات دیئے۔ نمائش کا خاص مقصد یہ تھا کہ کاشتکار آلو کی کاشت سے زیادہ دلچسپی لیں اور اتنی زیادہ مقدار میں اسکی کاشت کرنے لگیں کہ اس سے مقامی ضروریات پوری ہوسکیں۔

پودوں کے امراض سے متعلق اسکیم

پودوں کو کیڑوں اور دوسرے امراض سے محفوظ رکھنے کے خیال سے سررشتہ زراعت سرکار عالی اور مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے متعدد اسکیمیں منظور کی ہیں۔ جن کے مصارف کا تخمینہ ۹,۰۶۰ روپے ہے اور جو دو سال تک نافذ رہیں گی۔ ان میں سے ایک اسکیم کے مطابق یہ دریافت کیا جارہا ہے کہ ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں ارنڈ اور دوسرے روغن دار تخموں کے پودوں کو مختلف امراض اور کیڑوں کی وجہ سے کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ ہر فصل کی کیفیت، نقصان کی نوعیت اور موسمی حالات کے متعلق مواد فراہم کیا جارہا ہے اور ان امراض کو دور کرنے کے لئے مناسب طریقے اختیار کئے جارہے ہیں۔ پیداوار کے ذخیروں کو نقصان پہنچانے والے اسباب رفع کرنے پر خاص طور سے توجہ کی جارہی ہے۔

تجربات جاری رہیں گے

ہندوستان میں ارنڈ کی کاشت کو ترقی دینے کی موجودہ اسکیم کی مدت عنقریب ختم ہوجائے گی اس لئے حکومت سرکار عالی اور مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس اسکیم کو مزید پانچ سال کی توسیع دی جائے۔ اس اسکیم کی وجہ سے ۸۹,۶۶۲ روپے کے مصارف عاید ہونگے اور حسب سابق حمایت ساگر، پربھنی اور سنگاریڈی کے سرکاری مزرعوں اور مختلف اضلاع میں کاشتکاروں کے کھیتوں میں حسب ذیل امور سے متعلق تجربات کئے جائیں گے:-

۱۔ حیدرآباد اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں کاشت کرنے کے لئے ارنڈ کی ایسی اقسام کی دریافت جن سے زیادہ مقدار میں تیل نکل سکے اور مقدار پیداوار میں بھی اضافہ ہوجائے۔

۲۔ ارنڈ کی پیداوار اور تیل کی مقدار کو متاثر کرنے والے اسباب کی دریافت اور اس کی کاشت سے متعلق مختلف مسائل کے بارے میں تحقیقات۔

۳۔ حیدرآباد اور ہندوستان کے دوسرے موزوں علاقوں میں تقسیم کے لئے ارنڈ کی بہتر قسم ایچ۔ ایس۔ ۱ کے تخم کی کثیر مقدار میں فراہمی۔

چاول کی کاشت کو ترقی دینے کی اسکیم

مرکزی مجلس تحقیقات زرعی کے اشتراک عمل سے حکومت سرکار عالی نے ممالک محروسہ میں چاول کی کاشت کو ترقی دینے کی ایک اسکیم پانچ سال کے لئے منظور کی ہے جس کے مصارف کا تخمینہ ۳۳,۱۵۰ روپے ہے اور اردی بہشت سنہ ۱۳۵۲ف سے اس اسکیم کو نافذ کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کا خاص مقصد یہ ہے کہ اضلاع ورنگل اور کریم نگر کی ضروریات پوری کرنے کے لئے چاول کی ایسی قسمیں دریافت کی جائیں جن کی فصل بہت دیر میں تیار ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم کیا جائے کہ ان اقسام کے لئے کس قسم کی کھاد کی ضرورت ہے۔ تجرباتی کام ورنگل کے سرکاری مزرعہ میں انجام دیا جائے گا۔

خشک آراضی کی کاشت سے متعلق اسکیم

حیدرآباد میں خشک آراضی کی کاشت سے متعلق تحقیقات کرنے کی اسکیم کی مدت ۳۰۔ جون سنہ ۱۹۴۳ع کو ختم ہوگی۔ اس لئے حکومت سرکار عالی اور مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے اس اسکیم کو مزید دو سال کے لئے توسیع دینے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کی وجہ سے ۲۹,۰۸۰ روپے مصارف عاید ہونگے۔ اس اسکیم کے تحت ایسے مختلف طریقوں کا مطالعہ کیا جارہا ہے جو خشک آراضی پر کاشتکاری کو ترقی دینے کے لئے مفید ہوں۔ چنانچہ اضلاع رائچور، عثمان آباد اور اورنگ آباد میں کاشت کاروں کے کھیتوں میں مختلف تجربات کئے جارہے ہیں۔

رائچور کی ضلع واری کانفرنس

گذشتہ تین سال سے ممالک محروسہ سرکارعالی میں ہرسال ضلع واری کانفرنسیں منعقد کی جاتی ھیں ۔ یہ کانفرنسیں سنہ ۱۹۳۹ ع کی دستوری اصلاحات کا جزھیں اوران کے انعقاد کا مقصد یہ ھے کہ ملک کے مختلف مفادات اور حکومت کے درمیان زیادہ قریبی روابط کے قیام اور مقامی ضروریات کی تکمیل کا موثر انتظام کیاجاسکے۔چنانچہ دستوری اصلاحات کے نفاذ کے ضمن میں جو پہلا قدم اٹھایا گیا وہ سنہ ۱۹۴۲ ع میں ضلع واری کانفرنسوں کا انعقاد ھے ۔

عوام کے نمائندوں اور ضلع کے عہدہداروں کی یکجائی اورایک دوسرے کے نقطہ نظر سے واقفیت کے اعتبار سے ضلع واری کانفرنسیں بہت مفید ثابت ہوئی ھیں کیونکہ ان کانفرنسوں کی وجہ سے ایک ایسا موقع فراھم ھوجاتا ھے جہاں عوام کے نمائندے باقاعدہ طور پر اپنی ضروریات حکومت کے سامنے پیش کرتے ھیں اور مقامی عہدہداروں کوبھی اس کا موقع ملتا ھے کہ وہ عوام کو ان سرگرمیوں کی تفصیل سے باخبر کریں جو حکومت رعایا کی فلاح وبہبود کے لئے انجام دے رھی ھے ۔

۱۶ - اور ۱۷ - اردی بہشت سنہ ۱۳۵۳ ف کورائچورمیں رائے برکت رائے صاحب صوبہ دار گلبرگہ کے زیرصدارت سالانہ ضلع واری کانفرنس منعقد ہوئی ۔ مندوبین کی کثیر تعداد نے اس کانفرنس میں شرکت کی جومختلف مفادات اور بلدی اور دیہی رقبہ جات کے نمائندوں پر مشتمل تھی ۔ کانفرنس کے دوجلسے ہوئے پہلے جلسے میں تعلقدارصاحب نے خطبہ استقبالیہ اور صوبہ دار صاحب نے خطبہ صدارت پڑھا اور دوسرے جلسے میں مختلف تجویزوں اور قراردادوں پر غور کیا گیا ۔

کانفرنس کی کارروائی شروع ہونے سے قبل صوبہ دار صاحب نے مقامی مصنوعات کی ایک نمائش کا افتتاح فرمایا جو کانفرنس کےساتھ ھی منعقد کی گئی تھی ۔ اس نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے یہ خیال ظاھر فرمایا کہ ہرملک کی خوشحالی اس کی صنعتی ترقی پرمنحصر ہوتی ھے۔ چنانچہ انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ باشندگان ضلع اپنی گھریلو صنعتوں سے زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں ۔ یہ نمائش کانفرنس ھال سے ملحق ایک عمارت میں ترتیب دی گئی تھی اور مقامی طور پرتیار کی ھوئی اشیاء کے علاوہ زراعت، صحت عامہ، علاج حیوانات اور امداد باھمی جیسے قومی تعمیری محکموں کی رفتار ترقی کا اظہار کرنے والی اشیاء بھی بغرض نمائش رکھی گئی تھیں ۔

تعلقدار صاحب نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں سنہ ۱۳۵۲ ف میں ضلع رائچور کے بعض تعلقوں میں بارش کی قلت کی وجہ سے پیدا شدہ حالات اور حکومت کی اختیار کردہ امدادی تدابیر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے تو فصل خریف کے متعلق اچھی توقعات تھیں لیکن بے وقت بارش کی وجہ سے یہ توقعات پوری نہ ھوسکیں ۔ تاھم ضلع رائچور میں غذائی صورت حال اب اتنی خطرناک نہیں رھی جتنی کہ پہلے تھی ۔ ضلع سے غلے کی ناجائز برآمد کو روکنے کے لئے ضروری انتظام کیا گیا ھے اور متعدد سرحدی مقامات پرمتواتر نگرانی رکھی جاتی ھے ۔ تعلقدار صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ شہر رائچور اور تعلقوں کے صدر مقاموں میں ایک طرح کا نظام راشن بندی بھی نافذ کیا گیا ھے جس کے تحت ہر شخص کو غلہ اور دوسری ضروریات زندگی کی مقررہ مقدار دی جاتی ھے ۔ آخر میں تعلقدار صاحب نے یہ بھی ظاھر فرمایا کہ اگرچہ ضلع رائچور بارش کی قلت کی وجہ سے پیدا شدہ حالات سے بری طرح متاثر ہوا تاھم اس نے جنگی سرمایہ میں ۲۰ لاکھ روپے دیئے ھیں ۔

خطبہ صدارت میں صوبہ دار صاحب نے مختلف شعبوں بالخصوص قومی تعمیری سرگرمیوں کے ضمن میں حکومت کی مصروفیات پر تبصرہ کرنے کے بعد اس کا اظہار فرمایا کہ گذشتہ سال کی کانفرنس میں مقامی ضروریات سے متعلق جو امور پیش کئے گئے تھے ان کی تکمیل کس حد تک کی گئی ھے ۔ صوبہ دار صاحب نے اس امر کی بھی وضاحت فرمائی کہ حکومت نے حصہ پیداوار کی ادائی اور قیمتوں کی نگرانی

کے احکام کن اسباب کی بنا پر نافذ کئے ہیں اور حاضرین کو یہ یقین دلایا کہ اس ضمن میں حکومت جو کچھ کر رہی ہے وہ باشندگان ضلع کے بہترین مفادات کے تحت کر رہی ہے اور اس کا واحد مقصد عام مصائب کو دور کرنا ہے۔

مختلف محکموں کی سرگرمیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے فرمایا کہ سنہ ۱۳۵۲ف میں حکومت نے ۱,۹۱,۰۰۰ روپے بطور تقاوی کاشتکاروں میں تقسیم کئے اور ان کے لئے ۵,۹۰,۰۰۰ روپے مالیت کے تخم بھی فراہم کئے اس کے علاوہ ۸۰,۸۲۸ روپے کی معافیاں دی گئیں اور ۱۳,۱۵,۱۶۸ روپے کی برآیند کی منظوری کی گئی اور بقیہ مالگزاری میں سے ۱۰,۵۸,۹۱۳ روپے کی تخفیف بھی عطا کی گئی۔ قحط سے متاثر علاقوں میں مختلف امدادی تدابیر اختیار کی گئیں جن میں سڑکوں اور کنوؤں کی تعمیر اور تاریخی آثار کی تلاش کے لئے کھدائی جیسے امور بھی شامل ہیں اور ان امدادی تدبیروں پر ۲۰,۵۹,۸۴۰ روپے صرف ہوئے۔ محکمہ لوکل فنڈ نے سڑکوں، موٹروں کے اسٹینڈ اور چاوڑیوں کی تعمیر جیسی رفاہی اسکیموں پر ۳,۰۸۷ روپے صرف کئے اور مواضعات میں پینے کا پانی فراہم کرنے کے لئے کنوؤں کی تعمیر پر بھی ۳۱,۰۹۶ روپے صرف کئے گئے۔ آرائش قصبات کی اسکیم کے تحت پلاٹ ہراج کئے گئے جس سے ۱,۰۷,۹۱۰,۱ روپے کی آمدنی ہوئی اور یہ آمدنی بھی شہروں کی آرایش پر صرف کی جائے گی۔

ضلع رائچور میں تعلیمی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے فرمایا کہ سنہ ۱۳۵۲ف میں بالغوں کے لئے تین امدادی مدارس اور تین نئے مدارس قائم کئے گئے جن میں سے ایک مدرسہ پست اقوام کے لئے ہے۔ مدرسوں کے لئے فرنیچر اور دوسری تعلیمی ضروریات کی فراہمی در ۱۱,۹۸۳ روپے صرف کئے گئے۔

صحت عامہ سے متعلق سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے صوبہ دار صاحب نے فرمایا کہ ضلع رائچور میں نو شفاخانے ہیں جن میں ۲۹۶۴۵۷ مریضوں کا علاج کیا گیا۔ ۲۷۱ زچائیں بھی شفاخانوں میں رجوع ہوئیں۔ ۳۶۶۹ اشخاص کو مانع چیچک اور ۳۲۳۷۰ کو مانع ہیضہ ٹیکے لگائے۔

کانفرنس کے دوسرے اجلاس میں مختلف قراردادیں اور نظم و نسق میں اصلاح کی تجویزیں پیش کی گئیں جن پر بحث کے دوران میں مندوبین نے اپنے خلوص نیت کا پورا ثبوت دیا۔ ضلع کے نظم و نسق کے ہر شعبہ پر اظہار خیال کیا گیا اور سب سے زیادہ اہمیت ان تدبیروں کو دی گئی جو حکومت نے غذائی صورت حال پر قابو پانے کے لئے اختیار کی ہیں اور اس ضمن میں یہ تجویز بھی پیش کی گئی کہ قوانین اغذیہ کا نفاذ کن اصولوں کے مطابق کیا جائے۔ کانفرنس میں کل ۴۰ سے زیادہ قراردادیں پیش کی گئی تھیں جن میں سے ایک قرارداد میں اعلیحضرت بندگانعالی سے گہری اور غیر متزلزل وفاداری کا اظہار کیا گیا اور تمام مندوبین نے یہ قرارداد نہایت جوش و مسرت کے ساتھ منظور کی۔

لاسلکی نشریات

نشرگاہ حیدرآباد

تقاریر - ۲ - خورداد سنہ ۳۵۳ ف پنڈت ونشیدھر لکچرار جامعہ عثمانیہ ''تنقید کے اصول،، پر تقریر نشر کریں گے - تنقید کے ترقی یافتہ اسلوب اور اصول معرض بحث میں لائے گئے ہیں - ادبیات کا ذوق رکھنے والوں کے لئے یہ بہت دلچسپ ثابت ہوگی - ۱۶ - خورداد سنہ ۳۵۳ ف - نئی دنیا کے سلسلہ میں تقریر ''نیا پیشہ،، ڈاکٹر رحیم اللہ صاحب نشر فرمائیں گے جس میں '' ماہی گیری ،، سے متعلقہ نئی معلومات بیان کی جائیں گی - ۲۴ - خورداد سنہ ۳۵۳ ف - ''ادبی تنقید کی لفظیات ،، اس تاریخ کی نشری تقریر کا عنوان ہے اور مقرر ہیں ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور - ۲۶ - خورداد سنہ ۳۵۳ ف موجودہ صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسانیت ایک بین قومی نظام کے خواب دیکھ رہی ہے - پروفیسر ہارون خان صاحب شروانی اسی ''بین قومی نظریہ،، پر تقریر نشر فرمائیں گے -

فیچر

''مہ پارا،، نام کے ساتھ شخصیت اور اسکی زندگی کا ایک تصور پیدا ہوتا ہے مہ پارا کی تابناکی کے پیچھے تاریکیوں کا ایک سیلاب ہے زندگی کا مقصد صرف ظاہری درخشانیوں کی پرستش ہے یا ایک قلبی طمانیت - آیئے مہ پارا میں اس سوال کا جواب تلاش کریں - یہ فیچر ۳ - خورداد کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے نشر ہوگا -

''پروین،، - محبت طبقاتی اختلافات کی پابند ہے یا ان سے آزاد .. کیا محبت ہر روپ میں محبت ہی ہوتی ہے - محبت کی منزل کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوتی ہے - یا پھر یہ ایک لامحدود دھارا ہے - ایک سمندر جس کے کنارے نیلگوں آسمان کی طرح کہیں نہیں ملتے - یہ فیچر ۳ - خورداد کو رات کے دس بجے پیش کیا جائے گا -

''مصور،، - موت کے راز سے محبت کا راز عمیق تر ہوتا ہے - مصور محبت کی آغوش میں مر گیا لیکن اس کا شاہکار محبت کی ترجمانی کرنے کے لئے زندہ رہ گیا - یہی شاہکار مصور کی محبت اور مصور کی زندگی کا زندہ جاوید مظہر ہے اس فیچر کو ۹ - خورداد کے پروگرام میں رات کے دس بجے سے سنئے -

''شہرت کی صبح،، - ایک صبح شاعر کو معلوم ہوا کہ اسکی شہرت اسکے سامنے انگڑائیاں لے رہی ہے وہ حسین لفظوں کے پیکر تراشتا تھا اور ان پیکروں میں اپنے دل کی دھڑکنیں بھرتا رہا - ان ہی پیکروں کے دوش پر اسکی شہرت کا پرچم لہرانے لگا ''شہرت کی صبح ،، - یہ فیچر دس خورداد کے پروگرام میں شریک ہے اور دن کے ساڑھے گیارہ بجے آپ اسے سن سکیں گے -

''جلال و جمال ،، - اقبال نے ادب اور فلسفہ کی آمیزش سے آرٹ کا ایک بلند تر تصور پیش کیا ہے - '' فیچر جلال اور جمال،، میں جو ۱۱ - خورداد کو پیش ہوگا آپ اقبال کے کلام اور پیام کو سنیں گے -

'' گیارھواں مورچہ،، - اقتدار کے تسلط فرسودہ تخیل اپنی پست تر ہوس کارانہ خود غرضیوں کے ساتھ امن اور آزادی اور انسانیت سے ٹکرا گیا - انسان دوست قومیں تخریبی عناصر سے مصروف پیکار ہیں - فتح کس کو ہوگی - امن کو آزادی کو انسانیت کو - یہ فیچر ۱۷ - خورداد کو رات کے ۸ بجے سے سنئے -

'' ابلیس کی مجلس شوری،، - نقش گر ازل سے ابلیس نے کہا تھا انسان دنیا میں فسادات برپا کریگا - اس نے انسان کو سجدہ کرنے سے انکار کیا - انسان دنیا میں بھیجا گیا - کیا ابلیس نے غلط کہا تھا - کیا انسان فسادات نہیں برپا کر رہا ہے - اقبال نے اپنی نظم ''ابلیس کی مجلس شوری،، میں زندگی کے تصورات پیش کئے ہیں - اس نظم کو ۱۸ - خورداد کے پروگرام میں فیچر کے طور پر پیش کیا جائے گا -

'' انجام،، - ہر انجام سے ایک آغاز شروع ہوتا ہے - انجام تسلسل کا ایک درمیانی ٹھیراؤ ہے لیکن زندگی کے بہت سے واقعات ایسے ہوتے ہیں جو انفرادی طور پر ختم ہو جاتے ہیں - ایک ایسے ہی واقعہ کو اس فیچر میں پیش کیا گیا ہے

و ''انعام،، کے عنوان سے ۲۳ - خورداد کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے پیش کیا جائے گا -

''الجھنیں،، الجھنہ زندگی کے تھپیڑے ہوئے سمندر کی ایک لہر ہوتا ہے - ہنسنے والا ہنس کر اپنے بہت سے غموں کو بھلا دیتا ہے - ہنسئے اور خوب ہنسئے - یہ پروگرام ۲۷ - خورداد کو رات کے ساڑھے دس بجے سے پیش کیا جائیگا -

اس کو سنئیے لال بجھکڑ شیخ چلی - خوجی - اور ایسے ہی کرداروں کے روپ میں زندگی قہقہوں سے جھانکتی دکھائی دیتی ہے - ۳۱ - خورداد کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے یہ فیچر پیش کیا جائیگا -

بچوں کے لئے

۳ - خورداد . . . . سیزر کی کھوپڑی
۱۰ - ,, ... بالشتیے
۱۷ - ,, ... کاؤں کے چوہے
۲۴ - ,, ... گھڑا بھر سونا
۳۱ - ,, ... کاجر کی ہکی

موسیقی

پہلی خورداد کو قصیادہ بردہ شریف ۲ - ۳ - ۶ - خورداد کو محبوب جان شولا پوری کا گانا - ۱۰ - ۱۷ - ۲۴ اور ۳۱ - خورداد کو قوالی سنئیے -

مقامی خاتون فنکاروں میں راجولی شکنتلا بائی - کملا دیوی - نور جہاں بیگم - وحیدن بائی - مشتری بائی - مانکی بائی - جے پور والی زہرہ بائی - نسیم بائی - بالو بائی - شنکرا بائی بنکاری بائی - بنے سلطانہ - اور مقامی مرد فنکاروں میں اونکار - پرلہاد جوشی - روشن علی - امان اللہ خاں - اور کشن لعل قابل ذکر ہیں -

۱۸ - خورداد کو یوم ''اقبال،، میں عبدالرؤف صاحب اور خواجہ محمود بیگ کے علاوہ دوسرے فنکار حصہ لینگے -

پچھلے ماہ کی طرح خورداد میں بھی آرکسٹرا سے استادی عام پسند اور فلمی گتیں سنئیے - ہر جمعرات کو بچوں کے لئے ریکارڈوں کا خاص پروگرام پیش کیا جارہا ہے - صبح کی نشریات میں پہلے کی طرح خورداد میں بھی استادی اور عام پسند گانوں کے ریکارڈ سنوائے جائیں گے - مقامی اور بیرونی فنکار ساز - ریکارڈ - خاکے - خاص پروگرام - نظمیں - کورس دوگانے یہ سب خورداد کے پروگراموں میں ملیں گے - تفصیل نشرگاہ حیدرآباد کے بلیٹن سے حاصل کی جاسکتی ہے -

راتب بندی

روزانہ صبح سوا نو بجے سے راتب بندی اور مختلف عنوانوں پر معلوماتی نوشتے نشر کئے جاتے ہیں - شام میں چھ بجے سے ساڑھے سات بجے تک کی نشریات میں وقتاً فوقتاً تقریریں خاکے نوشتے اور فیچر بھی پیش کئے جاتے ہیں - پہلی خورداد کو شام کے سات بجے سے حمیدالدین احمد صاحب کنٹرولر اے - آر - پی راتب بندی کی تقریر نشر ہوگی جسمیں راتب بندی کی معلومات ہونگی - اس کے علاوہ محکمہ راتب بندی کے دوسرے عہدہ دار بھی مختلف تاریخوں میں تقریریں کریں گے -

ہر اتوار کو شام کے چھ بجے سے '' ہفتہ وار ڈائری،، اور ہر منگل کو اسی وقت ''استاد کی تکرار،، کے عنوان سے مزاحیہ اور دلچسپ بات چیت سنائی جائیگی -

خواتین کے پروگرام کے علاوہ تلنگی مرہٹی کنڑی اور فارسی عربی نشریات میں بھی راتب بندی، رسد، زائد نفع خوری، ذخیرہ بازی، زیادہ غلہ اگاؤ کے عنوانوں پر نوشتے نشر ہونگے -

نشرگاہ اورنگ آباد

تقاریر - جنگ اور ہندوستانی غذائی صورت حال کے بنیادی اصول نوشتہ محمد عبدالہادی صاحب رفیق - تاریخ نشر ۲ - خورداد ۵۳ ف

ہٹلریت اور جرمنوں کی صحت - نوشتہ جنید احمد صاحب تاریخ نشر ۱۰ - خورداد ۵۳ ف

سیر کائنات - اس سلسلہ کی پانچویں تقریر - مریخ کے بعد ان بیشمار چھوٹے چھوٹے سیاروں کی سیر جو صرف دوربین سے دیکھے جاسکتے ہیں - نوشتہ عبدالرشید خاں صاحب - تاریخ نشر ۶ - خورداد سنہ ۱۳۵۳ ف

منیہ برآمد - تقریر - ولی محمد خان صاحب - تاریخ نشر ۱۰ - خورداد ۱۳۵۳ف

فلم - ریڈیو اور پریس (تفریحی پروپیگنڈہ کے تین موثر ذریعے) پروپیگنڈہ اور تفریح آج کل سوسائٹی کی بنیادی ضرورتیں ھیں - رائے عامہ کو قابو میں رکھنے کے لئے دنیاکی ھر حکومت پروپیگنڈہ پرکافی توجہ کررھی ھے اخباروں کے ذریعہ پروپیگنڈہ اور تعلیم ایک خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتے لیکن فلم اور ریڈیو تعلیم اور تفریح کے ساتھ ساتھ پروپیگنڈہ کا کام وسیع پیمانہ پر کررھے ھیں نوشتہ - محمد عادل علی خان صاحب - تاریخ نشر ۲۲ خورداد ۱۳۵۳ف

حسرت فانی - یاسیات کے نقطہ نظر سے اردو شاعری کی تاریخ میں میر اور فانی خاص طور پر قابل توجہ ھیں - لیکن فانی کی شاعری کو میر کے رنگ سے جو چیز ممتاز کئے ہوئے ھے وہ اسکی فلسفہ نگاری تصوف اور دقت نظر ھے جو ان کی شاعری کے دامن کو غالب سے ملادیتی ھے نوشتہ اعجاز الحق قدوسی - تاریخ نشر ۲۸ - خورداد ۱۳۵۳ف

گنگا جل - جیون اور لتا دو محبت بھرے دل جنہوں نے سماج سے اپنی یکجائی منوالی - لیکن لمحات مسرت کی قدر ان کے اختیار میں ھے - محبت کے ساز کا ایک تار ٹوٹ گیا - کیا اسکی جگہ دوسرا تار وھی نغمہ چھیڑ سکتا ھے؟ تاریخ نشر ۲۰ - خورداد ۱۳۵۳ف

نئی روشنی - سماج اور نئی روشنی کی کشمکش - سماجی جکڑ بندیوں اور پرانی روایات سے سنکر ھاری خود سر اور آزاد خیال بودکیا سماج سے ھار مان سکتی ھے - نئی تہذیب اور مغربی تعلیم کا ایک عجیب جادو - نوشتہ محمد فضل الرحمن صاحب تاریخ نشر ۲۸ - خورداد ۱۳۵۳ف

ٹوٹے ہوئے ستاروں کے ساتھ - اس میخانہ کے ساقی تو اٹھ گئے لیکن اون کے چرچے باقی ھیں - انہیں کیا خبر کہ ان کے چھوڑے ہوئے جام اب کسطرح گردش کررھے ھیں نوشتہ - آنسہ رابعہ بانو تاریخ نشر ۱۳ - خورداد ۱۳۵۳ف

تقاریر

غلہ کی چوری سے برآمد اور اسکے نقصانات - مسٹر اپند راؤ صاحب تامنے تاریخ نشر ۴ - خورداد ۱۳۵۳ف

طلبہ اور دانت کی صفائی - ڈاکٹر جی ڈی - پاٹیل (بمبئی) دانتوں کی صفائی پر جسمانی تندرستی منحصر ہوا کرتی ھے - اگر دانت صاف نہ ہوں تو انسان مختلف بیماریوں کاشکار ہوجاتا ھے - تاریخ نشر ۷ - خورداد ۱۳۵۳ف

تعلیم مابعد جنگ - مسٹر جے - ڈی - پٹیل - جنگ کے بعد دنیاکی تنظیم جدید ہوگی - اور اس سلسلے میں پروگرام ابھی سے تیار کیا جارھا ھے جس میں تعلیم کا مسئلہ جس قدر اہم ھے محتاج بیان نہیں - چنانچہ تعلیمی دنیا کے اہم مسائل اور ان کے حل کے طریقوں کی نسبت اگر معلوم کرنا ہوتو ذرا اس تقریر کو سنئے - تاریخ نشر ۹ - خورداد ۱۳۵۳ف

مسئلہ گرانی اور غذائی صورت حال - مسٹر گنیش راؤ صاحب انبیکر تاریخ نشر ۱۸ - خورداد ۱۳۵۳ف

ہندوستانی موسیقی مسٹر دتوپنت پدما کر بوا - موسیقی کی ابتداء کیسے ہوئی - زندگی میں موسیقی کی کیا اہمیت ھے - اور ہندوستانی موسیقی کی کیا خاص اہم خصوصیات ھیں - نیز موسیقی کے مختلف گھرانوں کی خصوصیات سے اگر آپ واقف ہونا چاہتے ہوں تو یہ ضرور سنئے - تاریخ نشر ۲۲ - خورداد ۱۳۵۳ف

خصوصیات موسیقی

ماہ خورداد سنہ ۱۳۵۳ف کے پروگرام میں مقامی وبیرونی فنکار شریک ھیں جو فنکار قابل ذکر ھیں انکے نام یہ ھیں مس پدماوتی سالگرام - روشن علی - ماسٹر بسوارج - بھیم سین سی جوشی - شام سر دیسائی - مس مانک دادرکر -

On H.E.H. the Nizam's Service.

کار سرکاری

معلومات حیدرآباد

INFORMATION

Reg. No. M. 4387.

بخدمت

معلومات حیدرآ

رجسٹری شدہ ٹپہ سرکار

Delhi

نظامت محکمۂ اطلاعات سرکارعالی حیدرآباد دکن

Office of the Director,
Information Bureau, H.E.H. the Nizam'
Government, Hyderabad, Deccan.

Reg. No. M. 4891.

رجسٹر نمبر ۱۸۳

جلد ۴	بابت ماہ آبان سنہ ۱۳۵۳ف - ستمبر سنہ ۱۹۴۴ع	شمارہ ۱۲

فہرست مضامین

اس رسالہ میں جن خیالات کا اظہار ہوا ہے یا جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان کا لازمی طور سے حکومت سرکارعالی کے نقطۂ نظر کا ترجمان ہونا ضروری نہیں۔

شائع کردہ ـــ محکمہ اطلاعات سرکارعالی حیدرآباد - دکن

قوت کی جیت!
زندگی کی دوڑ میں - بالکل اسکول کے مقابلوں کی طرح انعامات انہیں لڑکوں کو ملتے ہیں جو قوی اور توانا ہوں - اس لئے اپنے کنبہ کے ہر شخص کی قوت کو اعلیٰ درجہ بنائے رکھیئے - انہیں موزوں اور عمدہ خوراک دیجئے اور اسے قوت بخش ڈالڈا سے پکایئے - ڈالڈا میں وٹامن شامل ہیں جو قدرتی طور پر قوت دہ خوراکی اجزا مہیا کرتے ہیں کبھی کم نہ ہونے والی طاقت اور اعلیٰ صحت قائم رکھنے میں مدد کرتا ہے۔
آپ کو ڈالڈا سے کھانا پکانے کی کتاب بزبان انگریزی اپنے پاس رکھنی چاہیئے اس میں خوراک کے متعلق مفید معلومات اور ہندوستانی کھانوں کے ۵۰ طریقے درج ہیں - چار آنے کے ٹکٹ اس پتہ پر ارسال کیجئے۔
Dept. A41 P.O. Box No. 353, Bombay.
DALDA VANASPATI
وٹامن آمیز
ڈالڈا
قوت بخش
خالص مکمل وناسپتی - ایک پونڈ - ۲ پونڈ - ۵ پونڈ - دس پونڈ کے صرف سربند ڈبوں میں فروخت ہوتا ہے۔
HVM. 37-100-40 UO
HINDUSTAN VANASPATI MANUFACTURING CO., LTD.

معلومات حیدرآباد

آبان سنہ ۱۳۵۳ ف - ستمبر سنہ ۱۹۴۴ ع — شمارہ ۱۲

احوال واخبار

حیدرآباد کے متعلق سر تیج کے خیالات - رائٹ آنریبل سر تیج بہادر سپرو حیدر آباد کی تمدنی ترقی کے بہت مداح ہیں چنانچہ بمبئی میں ایک صحافتی کانفرنس کے دوران میں انہوں نے حیدر آباد کے متعلق اپنی یہ رائے ظاہر کی کہ اس مملکت نے تعلیم و تمدن میں بہت نمایاں ترقی کی ہے اور یہاں فرقہ وارانہ تعلقات بہت خوشگوار ہیں۔ سر تیج نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے یہ دیکھ کر بہت حیرت و مسرت ہوئی کہ باشندگان حیدر آباد نے تمدنی روایات کو کس طرح برقرار رکھا ہے اور کس قدر نمایاں ترقی کی ہے۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کی آبادی کی شرح میں بہت زیادہ تفاوت ہونے کے باوجود ان میں غیر ضروری اختلاف نہیں۔

اس صورت حال کے اسباب تلاش کرنا کچھ دشوار نہیں حیدر آباد میں آبادی کے مختلف طبقوں کے درمیان اختلافی مسائل موجود نہ ہونے کا ایک اہم ترین سبب اعلی حضرت بندگان عالی کی فیض رساں رہنمائی ہے - شاہ ذیجاہ مذہبی رواداری کا ایک مکمل نمونہ ہیں اور اپنی تمام رعایا کو مساوی تصور فرماتے ہیں۔ چنانچہ اعلی حضرت کے ان خیالات نے رعایا کو بھی متاثر کیا اور ان میں خیرسگالی ہمدردی اور رواداری کے جذبات پیدا کردئے جسکی بدولت ان کی نظر بہت وسیع ہوگئی۔

ہم متحد ہیں - ہمیں یقین ہے کہ نواب زین یارجنگ بہادر جدید صدرالمہام تعمیرات اور تجارت و حرفت نے عثمانیہ انجنیرنگ کالج سوسائٹی کے اراکین کو جن الفاظ میں مخاطب فرمایا ہے وہ نہ صرف ان لوگوں کے دلوں پر نقش رہیں گے جو ان کے مخاطب تھے بلکہ ممالک محروسہ کے تمام محبان وطن بھی انہیں ملحوظ رکھیں گے۔ نواب صاحب نے باشندگان ملک کے تمام طبقوں میں کامل اتحاد اور ان روایات کا پورا لحاظ رکھنے کی اہمیت پر زور دیا جو انہیں ملک و مالک سے وابستہ کئے ہوے ہیں اور یہ خیال ظاہر فرمایا کہ اگر کوئی قوم زندہ رہنا چاہتی ہے تو اس کے لئے اتحاد ایک اہم اور بنیادی شرط ہے - اس کے حصول اور تحصیل کا بہترین ذریعہ یونیورسٹی جیسے تعلیمی ادارے ہیں جہاں مختلف طبقوں اور مذہبوں سے تعلق رکھنے والے طلباء یکجا رہتے اور ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں - یہ قربت رواداری کا جذبہ پیدا کردیتی اور باہمی اتحاد کو فروغ دیتی ہے - اس موقعہ پر نواب صاحب نے جامعہ عثمانیہ کے متعلق مشہور انگریز مصنف بیورلی نکلس کے یہ الفاظ بھی دہرائے کہ ''یہ ادارہ سنگ و خشت سے بنا ہوا ہندو مسلم اتحاد کا پیکر اور خوشگوار مستقبل کی حیرت انگیز علامت ہے'' صدرالمہام بہادر تعمیرات نے اراکین انجمن سے اپیل فرمائی کہ وہ کسی ایسی بیرونی تحریک کی جانب مائل نہ ہوں جو ممالک محروسہ کی فلاح و بہتری کیلئے نقصان رساں ہو اور انہیں اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ ہماری حالت ملحقہ صوبوں سے بالکل مختلف ہے۔

ہمارے شاہ ذیجاہ نے ہماری بہترین صلاحیتوں کو ترقی دینے کی ہرممکن سہولت مہیا فرمائی ہے اور ہم اس شفقت اور فیاضی کا شکریہ صرف اسی طرح ادا کرسکتے ہیں کہ اپنے ملک اور مالک کی خدمت انجام دینے ہمہ تن مصروف رہیں۔

مابعد جنگ تنظیم کی اسکیموں کو روبہ عمل لانے میں انجینیروں کو جو اہمیت حاصل ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے نواب صاحب نے فرمایا کہ جو لوگ انجینیری کو بطور پیشہ اختیار کریں گے ان کے لئے مابعد جنگ زمانے میں نئے نئے راستے کھل جائیں گے ۔

مرکزی تحقیقاتی ادارے کا قیام ۔ صنعتی اور حکمیاتی تحقیقات کا مرکزی تجربہ خانہ قائم ہو جانے کی وجہ سے ایک ایسی ضرورت پوری ہو گئی ہے جو بہت عرصہ سے محسوس کی جا رہی تھی ۔ تقریباً دو سال پہلے ممالک محروسہ میں صنعتی اور حکمیاتی تحقیقاتی مجلس کا قیام عمل میں آیا تھا اور اس وقت سے یہ خیال ہمیشہ حکومت کے پیش نظر رہا کہ حیدرآباد میں جدید طرز کا ایک تحقیقاتی مرکز بھی قائم کیا جائے ۔ چنانچہ اس خیال کو بھی عملی شکل دے دی گئی ۔ تحقیقاتی مجلس صنعتی اور حکمیاتی تحقیقات سے متعلق قابل قدر کام انجام دے چکی ہے اور اب صنعتی و حکمیاتی امور سے متعلق تحقیقات کو منظم اور مربوط کرنے کے لئے ایک مرکزی ادارہ کا قیام اس ضمن میں بہت سہولت پیدا کردے گا ۔

جدید صنعتی اور زرعی ترقی کا انحصار زیادہ تر وسیع اور مسلسل حکمیاتی خدمات پر ہوتا ہے اور اگر حیدرآباد وقت کے ساتھ قدم بڑھانا چاہتا ہے تو حکمیاتی تحقیقات بالخصوص صنعت و زراعت سے متعلق باقاعدہ طور پر تحقیقی کام انجام دینا نہایت ضروری ہے ۔ چنانچہ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مرکزی تجربہ خانہ قائم کیا گیا ہے ۔

اس ادارہ میں صنعت و زراعت سے متعلق تحقیقات کے علاوہ ممالک محروسہ میں دستیاب ہونے والی خام اشیاء کے بارے میں بھی تحقیقی کام کیا جائے گا ۔ ان اشیاء میں معدنیات، زرعی اور جنگلی پیداوار بھی شامل ہیں ۔ نیل اور روئی سے متعلق خصوصی تجربات کے لئے حال ہی میں قائم کردہ تجربہ خانہ اور موجودہ صنعتی تجربہ خانہ کو مرکزی تجربہ خانہ میں ضم کردیا جائے گا اور یہاں تحقیقات کے مختلف شعبوں کے لئے اعلیٰ درجہ کی واقفیت رکھنے والا عملہ مقرر کیا جائے گا ۔ جامعہ عثمانیہ سے اس ادارہ کا قریبی ربط قائم رہے گا چنانچہ جامعہ کی اعلیٰ جماعتوں کے طلباء کے لئے مرکزی تجربہ خانہ میں تمام سہولتیں مہیا کی جائیں گی اور مرکزی تجربہ خانہ میں تحقیقات کرنے والے افراد بھی جامعہ کے کام کو نقصان پہونچائے بغیر اس کے تجربہ خانوں سے استفادہ کرسکیں گے ۔

مرکزی تجربہ خانہ کے لئے پہلے پانچ سال تک دو لاکھ روپے کا سوالی عطیہ منظور کیا گیا ہے جس میں ڈیڑھ لاکھ روپے حکومت فراہم کرے گی اور باقی ماندہ پچاس ہزار روپیہ صنعتی سرمایہ محفوظ سے دیا جائے گا ۔ اس کے علاوہ سترہ لاکھ روپے کے غیر سوالی مصارف بھی منظور کئے گئے ہیں جس میں تجربہ خانے کی تعمیر اور ضروری سامان کی فراہمی کے لئے صنعتی سرمایہ محفوظ سے پانچ لاکھ روپیہ کا عطیہ بھی شامل ہے ۔

ہندوستانی کرکٹ میں حیدرآباد کا درجہ ۔ ہندوستان میں کرکٹ کی نگرانی کرنے والے بورڈ کا جلسہ عام منعقد کرنے کے لئے پہلی مرتبہ حیدرآباد کا انتخاب اس امر کا ثبوت ہے کہ حیدرآباد نے ہندوستانی کرکٹ میں ایک ممتاز مقام حاصل کرلیا ہے اور یہ دراصل ان خدمات کا اعتراف ہے جو حیدرآباد نے ہندوستان میں اس کھیل کے معیار کو ترقی دینے کے لئے انجام دی ہیں ۔

بورڈ آف کنٹرول کے جلسہ کے لئے بمبئی کے بجائے حیدرآباد کا انتخاب ہمارے کرکٹ کے شوقینوں کے لئے بہت اطمینان بخش ہوگا کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک زمانہ اور عارضی سستی کے بعد حیدرآباد میں یہ کھیل پھر ابھر رہا اور اپنے معیار کو پہونچ رہا ہے اور اس حال کے ساتھ ہی ذہن میں فوراً ان دنوں کی یاد تازہ ہوجاتی ہے جب حیدرآباد میں کل ہند معین الدولہ ٹورنمنٹ منعقد ہوتا تھا اور یہ شہر تمام ہندوستان میں کرکٹ کے شوقینوں کی نظروں کا مرکز بن جاتا تھا ۔

اس جلسہ کے پیش نامہ میں جو اہم امور تھے ان میں ہندوستان میں کرکٹ کے معیار کو ترقی دینے کی تدابیر اختیار کرنے کا مسئلہ بھی شامل تھا ۔ چنانچہ اس بارے میں پرنس دلیپ سنگھ جی، نواب صاحب پٹوڈی اور کرنل سی۔ کے نائیڈو کی تجاویز پر غور کیا گیا اور ایک ذیلی مجلس مقرر کی گئی جو اس مسئلہ کا پوری طرح مطالعہ کرنے کے بعد بورڈ کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے گی ۔ رانجی ٹرافی ٹورنمنٹ کے لئے کھیلوں کے دوران میں ایک دن اضافہ کیا گیا چنانچہ اب یہ مدت تین کے بجائے چار دن کردی گئی ہے ۔ حیدرآباد نے سنہ ۱۹۳۸ع میں اس ٹورنمنٹ میں سب ٹیموں پر کامیابی حاصل کی تھی اور سنہ ۱۹۴۲ع میں کھیلوں کے آخری مقابلہ تک میں شریک تھا ۔ اس جلسہ میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ٹورنمنٹ کے سیمی فائنل کھیل ختم ہونے تک کھیلے جائیں۔ چنانچہ اب یہ طریقہ مسدود ہوجائے گا کہ اگر چار دن کی مقررہ مدت کے اندر کھیل ختم نہ ہوسکے تو اس کا فیصلہ پہلی باری کے اسکور کے مطابق کیا جائے۔

خواتین کی جنگی مصروفیات ۔ ہر ہائنس شہزادی صاحبہ برار کی رہنمائی میں حیدرآبادی خواتین کی مجلس کارہائے جنگ اپنے فرائض بہ حسن و خوبی سے انجام دے رہی ہے ۔ گزشتہ سال شہزادی صاحبہ کی اپیل کے جواب میں ۲۰۰۰۰ روپے چندہ وصول ہوا تھا۔ سنہ ۱۹۴۳ع میں اس مجلس نے بیماروں اور جاپانیوں کے ہاتھوں میں اسیر جنگی قیدیوں کے لئے آسائش کی چیزیں فراہم کرنے پر ۲۵۰۰۰ روپے صرف کئے ۔ اس کے علاوہ اس مجلس نے انجمن صلیب احمر کو بھی ۱۰۰۰۰ روپے دئے ۔ یہ رقم پروفیسر نکولائی روریخ اور ان کے لڑکے سویتوسلاف روریخ کی تصاویر کی نمائش کے ذریعہ حاصل کی گئی تھی۔ تحائف روانہ کرنے کی کل ہند سکیم کے مطابق اس مجلس نے سمندر پار اور جنگی محاذوں میں خدمت انجام دینے والے ۳۰۰۰ ہندوستانی اور برطانوی سپاہیوں کے لئے کرسمس اور عید کے تحائف روانہ کئے اور ان تحائف کے علاوہ مقامی ہسپتالوں میں بیمار اور زخمی فوجیوں کے لئے بھی کرسمس کے ۱۳۰۰ تحائف بھیجے ۔

اس سال دو اور کارکن جماعتیں قائم کی گئیں ۔ صلیب احمر کی اشیاء کے ۸۳ ڈبے صلیب احمر کے [illegible] ڈپو واقع سکندرآباد اور بنی ہوئی آسائشی اشیاء کے [illegible] صندوق بمبئی روانہ کئے گئے ۔

۳۳ سالہ عہد حکومت

بعض اہم ترقیات

۲۷ - اگست سنہ ۱۹۴۴ع کو اعلی حضرت فرمانروائے حیدرآباد و برار کے مبارک ومسعود عہد حکومت کے ۳۳ سال مکمل ہوئے - آئندہ مورخ بلا شک وشبہ اس عہد کو حیدرآباد کا عہد زرین قرار دیں گے - ہم اس موقع پر حضرت بندگان اقدس کے شاندار عہد حکومت پر کوئی تفصیلی تبصرہ کرنا نہیں چاہتے بلکہ ذیل میں ان نمایاں ترقیات کا مختصر خاکہ پیش کر رہے ہیں جو اس عہد میں حیدرآباد کو نصیب ہوئیں -

انتظامی

سنہ ۱۹۱۹ع - باب حکومت کا قیام -

سنہ ۱۹۲۱ع - عدلیہ کی عاملہ سے علحدگی -

سنہ ۱۹۲۶ع - عدالت عالیہ کو ایک منشور عطا فرمایا گیا -

سنہ ۱۹۳۳ع - نظام جیوری کا نفاذ -

دستوری

سنہ ۱۹۳۳ع - ممالک محروسہ کے تمام اضلاع میں غیر سرکاری اکثریت والی مجالس تعلقہ و مجالس ضلع کا قیام -

سنہ ۱۹۳۴ع - شہر حیدرآباد میں غیر سرکاری اکثریت والی مجلس بلدیہ کا قیام -

سنہ ۱۹۳۶ع - جدید معاہدہ برار -

سنہ ۱۹۳۹ع - دستوری اصلاحات کا اعلان - یہ اصلاحات ایک ایسی کمیٹی کی سفارشات پر مبنی ہیں جس میں غیر سرکاری اراکین کی اکثریت تھی اور بعض صورتوں میں تو کمیٹی کی سفارشات سے بھی زیادہ اصلاحات عطا کی گئیں -

سنہ ۱۹۴۲ع - آئین دیہی پنچایت کا اعلان -

سنہ ۱۹۴۲ع - ضلع واری کانفرنسوں کا انعقاد - ان کانفرنسوں کا مقصد مقامی ضروریات کی تکمیل میں سہولت بہم پہونچانا ہے -

سنہ ۱۹۴۳ع - آئینی مشاورتی مجالس برائے مالیات، امور مذہبی، صحت عامہ، تعلیمات، زرعی ترقی، صنعتی ترقی، مسلم اور ہندو اوقاف اور عمال کا قیام -

مالیات

سنہ ۱۹۱۱ع - میں ۴۱۳.۰۵ لاکھ آمدنی تھی - جو ۱۹۴۳-۴۴ع میں ۱۳۰۲.۰۹ لاکھ ہوگئی -

سنہ ۱۹۴۱ع - اسٹیٹ بنک کا قیام -

سنہ ۱۹۴۳ع - صرافہ کا قیام

سنہ ۱۹۴۴ع - پوسٹل کیش سرٹیفیکٹ سسٹم کا نفاذ -

سنہ ۱۹۱۱ع میں قومی تعمیری امور پر جو رقم صرف ہوئی تھی وہ آمدنی کا ۱۸.۳ فی صد تھی لیکن سنہ ۱۹۴۳ع میں یہ مقدار اضافہ ہو کر ۳۴.۹ فیصد ہوگئی -

تعلیمات

سنہ ۱۹۱۱ع - میں تعلیمات کے مصارف ۹۰۶۹ لاکھ تھے جو سنہ ۱۹۴۴ع میں اضافہ ہو کر ۱۳۸۰۸۶ لاکھ ہو گئے۔

سنہ ۱۹۱۸ع - جامعہ عثمانیہ کا قیام اس جامعہ میں ہندوستان کی مشترکہ زبان اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا۔

سنہ ۱۹۲۲ع - ممالک محروسہ میں ابتدائی تعلیم مفت دی جانے لگی۔

سنہ ۱۹۳۹ع - تعلیم کی وسعت کے لئے پانچ سالہ لائحہ عمل کی منظوری۔

سنہ ۱۹۱۱ع میں لڑکوں کے مدارس ۲۳۰۱ تھے جو سنہ ۱۹۴۳ع میں اضافہ ہو کر ۷۰۰۰ ہو گئے۔

سنہ ۱۹۱۱ع میں لڑکیوں کے مدارس ۹۰ تھے جو سنہ ۱۹۴۳ع میں اضافہ ہو کر ۸۴۵ ہو گئے۔

سنہ ۱۹۱۱ع میں طلبا کی تعداد ۹۳۰۰ تھی جو سنہ ۱۹۴۳ع میں اضافہ ہو کر ...... ہو گئی۔

سنہ ۱۹۳۶ع - مجلس تعلیم ثانوی کا قیام۔

سنہ ۱۹۳۷ع - فنی اور پیشہ واری تعلیم کے محکمہ کا قیام۔

سنہ ۱۹۴۲ع - پست اقوام کے بچوں کی تعلیم کے لئے خصوصی سہولتوں کی فراہمی۔

زراعت اور کاشت کاروں کی امداد

ممالک محروسہ کے تمام حصوں میں تجرباتی مزرعوں کا قیام۔

سنہ ۱۹۲۲ع - سرمایہ محفوظ برائے قحط کا قیام۔ حکومت اس سرمایہ میں ہر سال ۱۵ لاکھ روپے دیتی ہے۔

سنہ ۱۹۲۷ع - بیگار کے طریقے کی منسوخی۔

سنہ ۱۹۳۰ع - غیر محفوظہ جنگلات میں مویشی چرانے کے محصول کی منسوخی۔

سنہ ۱۹۳۵ع - دستور العمل بھگیلا کا نفاذ۔ اس قانون کا مقصد جبری خدمت لینے کے اس طریقہ کو منسوخ کرنا ہے جو بھگیلا کہلاتا ہے۔

سنہ ۱۹۳۸ع - ۱ - دستور العمل انتقال آراضی۔

۲ - دستور العمل ساہوکاران۔ اور

۳ - دستور العمل مصالحت قرضہ کا نفاذ۔

سنہ ۱۹۴۱ع - قانون گروی بنک کی منظوری۔

آب پاشی

تالابوں کے علاوہ جن کی تعمیر اور مرمت پر ۵۳ء۷ کروڑ روپے صرف ہوئے ۶ء۳۸ کروڑ روپے کے مصارف سے آبپاشی کی چھوٹی اور بڑی متعدد اسکیمیں مکمل کی گئیں۔ جن میں نظام ساگر پروجکٹ، انیرو پروجکٹ، ویرا پروجکٹ، محبوب نگر پروجکٹ، وجے نگر پروجکٹ اور پالیری پروجکٹ خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان اسکیموں کے باعث ۳۷۵۰۰۰ ایکڑ اراضی کے لئے آبپاشی کی سہولت فراہم ہو گئی۔

صنعت و حرفت

سنہ ۱۹۱۷ع - صنعتی تجربہ خانہ کا قیام۔

سنہ ۱۳۲۸ع - ایک کروڑ روپے کے ابتدائی سرمایہ سے صنعتی مد محفوظ کے قیام کی منظوری۔

سنہ ۱۹۲۹ع - دیہی صنعتوں کے شعبہ کا قیام۔

سنہ ۱۹۴۲ع - صنعتی تحقیقاتی مجلس کا قیام۔

اعلی حضرت بندگان عالی کے عہد حکومت میں مختلف صنعتیں قائم ہوئیں۔ جن میں پارچہ، شیشہ، شکر، کاغذ، الکوحل، لوہا، فولاد، نشاستہ، کیمیاوی اشیاء، ظروف، سمنٹ، کان کنی، سل، تمباکو، دیاسلائی، چرم سازی اور رنگ و روغن سے متعلق صنعتیں زیادہ اہم ہیں۔

متفرق

سنہ ۱۹۴۲ع - مجلس تخفیف مصارف کا قیام۔

سنہ ۱۹۴۳ع - انسداد رشوت ستانی کی مہم کا آغاز۔

عہد عثمانی میں حیدر آباد کی بے نظیر ترقی

امید افزا مستقبل

حضرت بندگان اقدس کا یوم تخت نشینی

اعلی حضرت فرمانروائے حیدر آباد و برار کی تخت نشینی کی ۳۳ ویں سالگرہ کا جشن انجمن پرتگیان صاحب کے زیر اہتمام منایا گیا اور اس مبارک موقع پر ایک جلسہ عام منعقد ہوا - ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی نے اس جلسہ کی صدارت فرمائی اور اپنے خطبہ صدارت میں ان ہر جہتی ترقیات کا ذکر فرمایا جو اعلی حضرت بندگان عالی کی شاہانہ رہبری کی بدولت حیدر آباد کو نصیب ہوئیں صدر اعظم بہادر نے اس حقیقت کا بھی اظہار فرمایا کہ " شاہ ذیجاہ کی رہبری میں ہم آج کے دن ایک ایسے حیدر آباد میں اپنے آپ کو پاتے ہیں جس کی سیاسی معاشی اور تمدنی اہمیت عیاں ہے اور جس کا مستقبل اسی شاہانہ رہبری کے طفیل سے انشاءاللہ اسکے ماضی اور حال سے بھی زیادہ شاندار ثابت ہوگا - "

خطبہ صدارت - ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری نے اپنے خطبہ صدارت میں فرمایا کہ " دور عثمانی کے فیوض و برکات اظہر من الشمس ہیں اور حضرت اقدس کی رعایا کا ہر فرد بلا امتیاز مذہب و ملت ان سے مستفید ہو رہا ہے اور ان کے لئے شکرگزار اور دعاگو ہے - اپنے سینتیس سال کے دور حکمرانی میں ہر دلعزیز فرمانروا نے اپنی عزیز رعایا کی فلاح و بہبود اور اپنی مملکت کے استحکام و ترقی کے لئے جو تدابیر اختیار فرمائے اور جن بنیادوں پر رعایا اور ملک کی رہنمائی فرمائی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ ہم آج کے دن ایک ایسے حیدر آباد میں اپنے کو پاتے ہیں جس کی سیاسی، معاشی اور تمدنی اہمیت عیاں ہے اور جس کا مستقبل اسی شاہانہ رہبری کے طفیل سے انشاءاللہ اسکے ماضی اور حال سے بھی زیادہ شاندار ثابت ہوگا - چنانچہ زمانہ مابعد جنگ کے لئے جو تجاویز اس وقت حکومت سرکار عالی کے زیر غور ہیں اور جو آئندہ حضرت اقدس کے زیر ہدایت عملی جامہ پہنکر رعایائے سرکار عالی کے لئے مزید برکات کا باعث ہونگے وہ ایک ایسے وسیع تصور اور لائحہ عمل پر مبنی ہیں جو رعایا کی زندگی کے ہر شعبہ پر اثر انداز ہوتا ہے - ہم نے اس کام میں موثر غیر سرکاری اشخاص کو بھی اپنے ساتھ شریک رکھا ہے اور سرکاری اعتبار سے اس کو جو اہمیت دی گئی ہے اس کا اندازہ خود اس امر سے ہوگا کہ پلاننگ بورڈ کی صدارت خود صدر اعظم کرتا ہے اور اس طرح ان تجاویز پر غور و خوض اور ان کا انصرام خود صدر حکومت کے فرائض سے وابستہ کیا گیا ہے ..

باضابطه لائحۂ عمل کے مطابق کام کرنے کی ضرورت

" میں نے طیلسانین کو مخاطب کرتے وقت مختصرا وہ ته بتلایا تھا جو صنعتی ترقی اور صنعتی و پیشه ورانه تعلیم کی نسبت اس وقت ہمارے پیش نظر ہے۔ آج کے دن مناسب ہوگا اگر اسی طرح میں ایک طائرانه نظر بعض دوسرے پہلوؤں پر بھی ڈالوں جن پر رعایا کی فلاح و بہبود اور ترقی کا دارومدار ہے۔ موجودہ جنگ جہاں تک عظیم ثابت ہوئی اس نے بعض سبق بھی سکھلائے ہیں جن میں سے ایک یه ہے که دنیا میں وہی قوم اپنا وجود باقی رکھ سکتی اور زندگی کی دوڑ میں کامیاب ہو سکتی ہے جو اپنی سماجی اور معاشی زندگی کے تمام شعبوں کو باہمی ربط سے منظم کرے، آنے والے حالات کا صحیح اندازہ قائم کرے اور ان کی روشنی میں ایک باضابطه لائحۂ عمل کے مطابق کام کرنے پر آمادہ ہو جائے ورنہ موقع بدتدبیری سے دولت اور محنت کے ضائع جانے کا اندیشه ہے۔

تعلیمی ترقی کا ۱۴ ساله لائحۂ عمل

تعلیم صنعتی کی نسبت تو میں عرض کرچکا ہوں که کوشش یه کی جارہی ہے که جو چہارده ساله لائحۂ عمل پیش کیا گیا ہے اسے سنه ۱۳۵۴ ف ہی سے نافذ کیا جائے۔ یعنی سنه ۱۳۵۴ ف اس چودہ سال کی میعاد کا پہلا سال مقرر کیا جائے تاکه اس بارے میں جو اہم تجاویز متعلقه سررشتوں سے پیش کی گئی ہیں ان کو فورا نافذ کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ توسیع تعلیم کے لئے ابھی ہم کو اس ریاست میں بہت کچھ کرنا ہے چنانچه گذشته سال سنه ۱۳۵۳ ف کے موازنه کے لئے جو معقول رقم مہیا کی گئی تھیں وہ اس مسئله کی وسعت کو دیکھتے ہوئے قلیل تھیں۔ سب سے اہم اور سب سے بڑی دشواری تو یه ہے که مدرسوں اور تربیت یافته اساتذه کی تعداد میں مناسبت نہیں ہے۔ جس کے معنی یه ہیں که اولا ان کی فراہمی اور تربیت کا انتظام ضروری ہے۔ ان جمله لوازمات کو پیش نظر رکھ کر کوشش کی جارہی ہے که عام تعلیم کی توسیع و ترویج کے سلسله میں جو تجاویز متعلقه سررشتوں نے پیش کی ہیں ان کی حد تک بھی حتی الوسع سنه ۱۳۵۴ ف ہی کو اس چہارده ساله لائحۂ عمل کا پہلا سال تصور کیا جائے اور ان تجاویز کا ابتدائی اس طرح پورا کیا جائے۔ یه مدت دو ہفت ساله میعادوں میں منقسم کی گئی ہے۔ اضلاع میں دیہی دستکاریوں کا قیام، ابتدائی کی ترتیب، ثانوی تعلیم کی توسیع، تعلیم بالغان و وظائف کی تقسیم وغیرہ یه سارے پہلو ان تجاویز میں ملحوظ رکھے گئے ہیں۔

۲۰۰ کروڑ روپئے مصارف والا لائحۂ عمل

" اسی طرح صحت عامه کی اصلاح اور طبی سہولتوں کے مہیا کرنے کی نسبت ایک وسیع لائحۂ عمل مرتب کیا گیا ہے جس پر مرحله وار اس نقطه نظر سے کیا جارہا ہے که رعایا کی غذا میں اصلاح کی جائے اور انہیں ایسی غذا میسر ہو جو ان کی صحت جسمانی کے برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ ہمارے ملک میں صرف ایلوپیتھی طریقه طب ہی ایلوپیتھک نسخے میں رائج نہیں ہے بلکه طب یونانی آیورویدک اور ہومیوپیتھی بھی معمول عام ہیں۔ اسلئے کوشش یه کی جائے گی که ان میں حتی الامکان ہر ایک کے طریقوں اور نسخوں کو باہمی ربط پیدا کیا جائے۔ یه تو ظاہر ہے که علاج و معالجه کے بہتر انتظامات کے باوجود ملک کی شرح اموات میں اس وقت تک کمی نه ہوگی جب تک که شہروں اور دیہاتوں کے انسدادی تدابیر [illegible] خواہ انتظام صرف شہروں ہی میں نہیں بلکه دیہات میں بھی نه کیا جائے۔ ہمارے تجاویز کے بموجب آئندہ سے طبی عہدہ داروں کے جانب انسدادی قسموں ذریعہ عمل میں لایا جائے گا جو ایسے ایسے متعلقه علاقوں میں امراض کے خلاف احتیاطی تدابیر رو بعمل لاسکیں گے۔ کام کی وسعت کا اندازہ اس امر سے ہوگا که ممالک محروسه میں (۲۲) ہزار مواضعات ہیں جن میں سے اگر ان گاؤں کو خارج بھی کردیا جائے جن کی آبادی (۲۰۰) سے بڑھ کر نہیں ہے تو پھر بھی تقریبا (۱۶) ہزار مواضعات رہ جاتے ہیں۔

اور ان میں سے اگر صحت عامہ کے اغراض کے لئے ہر دس گاؤں کو ایک وحدت بھی قرار دیا جائے تو کم سے کم (۱۶)سو وحدتیں قائم ہونگی۔ طب انگریزی و یونانی و ایورویدک و ہومیوپیتھک کے مختلف دوا خانوں اور شفاخانوں کے علاوہ خصوصی دوا خانوں کا قیام بھی اس لائحۂ عمل کا ایک جزو ہے جن میں خاص طور سے ایسے امراض کا خیال رکھا گیا ہے جیسے دق، سل اور امراض خبیثہ اور اسی طرح بچوں اور عورتوں کی شرح اموات کا لحاظ کرتے ہوئے زچگی خانوں اور بچوں کے علاج اور معالجے کے مراکز کا قیام بھی زیر غور ہے۔

”تربیت یافتہ معالجین کا کافی تعداد میں فراہم کرنا اسی طرح ضروری ہے جیسا کہ تعلیم میں تربیت یافتہ اساتذہ کا ورنہ کسی ایسے نظام العمل پر کار بند ہونا محال ہوگا۔ چنانچہ فنی تربیت کا فوری انتظام لازم ہے۔ خواہ تعلیم ہو یا صحت عامہ جو تجاویز زیر غور ہیں ان سے دیہی آبادی ہی بیشتر مستفید ہوگی اور اس طرح ان ضرورتوں کا لحاظ ان تجاویز کی خصوصیات میں داخل ہے جو اس ریاست کا جزو اساسی ہیں

” سارے لائحۂ عمل کا خرچ جس میں صرف صحت عامہ اور تعلیم اور ترقی صنعت ہی شامل نہیں بلکہ ملک کے ایسے ضروری شعبے بھی شامل ہیں جیسے زراعت، آبپاشی، ریل و رسائل قوسی برق آبی وغیرہ تکمیل پانے کے بعد تقریباً دو سو کروڑ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس کثیر صرفہ کے لئے ہم کو اپنے ذرائع آمدنی میں اضافہ کرنا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ ملک کی کسی ایسی مجموعی ترقی کیلئے اور رعایائے بندگان عالی کی فلاح و بہبود کی غرض سے رعایا کا ہر طبقہ اپنی اپنی حد تک نہ صرف اس کام کے بڑھانے، روبہ عمل لانے اور اسے پایہ تکمیل کو پہنچانے میں تعاون کرنے کا بلکہ ان قربانیوں اور ایثار پر بھی تیار ہوگا جو در اصل قربانی و ایثار نہیں بلکہ خدمت قوم و ملک ہے۔

حضرت بندگان اقدس کی زندگی قابل تقلید مثال ہے

” سید القوم خادمہم کا ایک ایسا صحیح نظریہ ہے جو خواہ حکومت کی نوعیت کچھ ہی ہو ہمیشہ درست اور صحیح رہے گا۔ حکومت خواہ جمہوری ہو یا شخصی، اور شخصی میں خواہ جمہور کا کوئی صدر ہو یا کوئی بادشاہ، سیادت کے قابل وہی ہوگا جو خدمت رعایا کو اپنا فرض حقیقی خیال کرے۔ اور یہاں میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ حضرت اقدس کی زندگی ہمارے دولت مند نوجوانوں کو جو سبق سکھاتی ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ اس ملک کی دولت بادشاہ کے سیر و تفریح میں خرچ نہیں ہوتی یا بجائے اہل ملک کی ترقی میں کام آنے کے کسی زہد شکن دلفریب نظاروں پر قربان نہیں کی جاتی۔ ہمارا بادشاہ نہ صرف اپنی رعایا سے قریب ہے بلکہ اس کے آستانہ شاہی تک رعایا کے ہر فرد کی رسائی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم بجا طور پر اس پر اصرار کرتے ہیں کہ رعایا کا کوئی فرد خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا سوا اس کے کسی اور پر نظر نہ رکھے اس عرصہ مدت میں جب سے حضرت اقدس نے مجھے اپنی حکومت کی صدارت عظمی کی عزت بخشی ہے مجھے بار بار قرب شاہی کا موقع خوش نصیبی سے عطا ہوا اور میں نے ہمیشہ یہ دیکھا کہ جب کبھی ہم خادموں نے مفاد رعایا کی نسبت کوئی تجویز پیش کی تو بارگاہ ہمایونی سے اسے فوراً شرف قبولیت حاصل ہوا۔ یہی نہیں بلکہ ہر ایسی صورت میں جبکہ قواعد کی پابندی نے ہم کو مجبور کیا کہ ہم اپنی تجاویز میں قواعد کی حد سے نہ گزریں اور ان تجاویز کا اثر کسی غریب اور کم مایہ شخص پر پڑتا تو بارگاہ خسروی سے قواعد سے متجاوز ہونے کے احکام اضافہ رعایت کی شکل میں وصول ہوا کرتے ہیں۔ بار بار ایسا ہوا ہے کہ کسی غریب یا مصیبت زدہ کی کہانی دور سے بھی سہی گوش ہمایونی تک پہنچی اور اس کی امداد کا فوراً حکم آیا۔

رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال

”ذات ہمایونی کو اپنی رعایا برایا کے فلاح و بہبود میں جس قدر انہماک ہے وہ حضرت پیرو مرشد کی ہر روز کی مصروفیتوں سے عیاں ہے۔ بندگان عالی روز صبح چھ بجے بیدار ہوکر اور حوائج ضروری سے فراغت فرما کر متعدد اخبارات ملاحظہ فرماتے ہیں۔ صدر اعظم کو ہفتہ میں

ملاحظہ ہو صفحہ (۱۳)

حیدرآباد کی مابعد جنگ تنظیم

دس سالہ لائحہ عمل پر (۲۳۲) کروڑ روپے صرف ہوں گے

متعدد کمیٹیاں سرگرم عمل ہیں

آج کل ہر ایک ملک کسی نہ کسی طرح مابعد جنگ تنظیم کے مسئلہ پر غور کر رہا ہے ۔ اتحادیوں کی فتح کے امکانات بڑھ جانے کی وجہ سے اس بارے میں زیادہ عجلت سے کام لیا جانے لگا ہے اور باشندگان ملک کی ہرجہتی ضروریات کی تکمیل کے لئے مقامی حالات کے مطابق نیا لائحۂ عمل مرتب کیا جا رہا ہے ۔

حیدرآباد میں دوسرے ممالک کی طرح صرف یہی مسئلہ در پیش نہیں کہ مابعد جنگ زمانے میں معاشی حالات کی مکرر تنظیم کیونکر کی جائے اور نہ یہ مسئلہ جنگ کے بعد خدمات سے سبکدوش ہونے والے فوجیوں اور کاریگروں کے لئے مناسب انتظامات کرنے یا جنگی صنعتوں کو زمانہ امن کی ضروریات کے مطابق بدلنے تک ہی محدود ہے ۔ بلکہ یہاں مابعد جنگ تنظیم کا دائرۂ عمل بہت وسیع ہوگا اور زرعی و صنعتی ترقی ، تعلیم کی اشاعت اور صحی سہولتوں کی فراہمی جیسے متعدد امور پر بھی توجہ کی جائے گی ۔ تاکہ سرکاری اور غیر سرکاری سرگرمیوں کے ہر ایک اہم شعبہ اور باشندگان ملک کے معاشی اور سماجی حالات کو ترقی دی جاسکے ۔

اس پروگرام کو روبہ عمل لانے کے لئے کثیر مصارف کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ مختلف اسکیموں کے نفاذ پر پہلے دس سال میں ۲۳۲ کروڑ روپے صرف ہوں گے ۔ جملہ ۹۵ کروڑ روپے مصارف والی اسکیمیں تاحال مرتب کی جاچکی ہیں اور باقی ماندہ اسکیمیں زیر ترتیب ہیں ۔

اہم مسائل

زمانہ امن میں حیدرآباد کے لئے جو معاشی لائحۂ عمل اختیار کیا جائے تو وہ بعض ایسے اہم مسائل پر مشتمل ہوگا جن کا حیدرآباد کی آئندہ ترقی سے بہت گہرا تعلق ہے اور اس لائحۂ عمل کی ترتیب میں یہ خیال ملحوظ رہے گا کہ یہاں کے وسائل سے پورا فائدہ اٹھایا جاسکے ۔ باشندگان ممالک محروسہ کا اہم ترین پیشہ زراعت ہے اور زراعت کو ترقی دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آب پاشی کی بڑی بڑی اسکیمیں مرتب اور مکمل کی جائیں ، زراعت کے ترقی یافتہ طریقے اختیار کئے جائیں اور خرید و فروخت اور اجتماعی و امدادی کاشت کے طریقے کو رواج دیا جائے ۔ کثیر مقدار میں سستی برقی قوت حاصل کرنے کے لئے برقابی کی اسکیموں کو بڑی تیزی سے روبہ عمل لانے کی بھی ضرورت ہے تاکہ نہ صرف موجودہ صنعتوں کی وسعت اور نئی صنعتوں کے قیام میں سہولت ہو بلکہ مواضعات میں بھی بجلی کی روشنی کا انتظام ہوسکے اور دیہی صنعتوں کے لئے سستی برقی قوت فراہم کی جاسکے ۔ قدرت نے حیدرآباد کو خام پیداوار سے مالامال کیا ہے ۔ اور پارچہ بافی ، روغن سازی اور کوزہ گری کی صنعتوں کو کم از کم اتنی ترقی دی جاسکتی ہے کہ حیدرآباد

بیرونی امداد کا محتاج نہ رہے - اگر مواضعات میں برقی قوت کی فراہمی کا انتظام ہوجائے تو دیہی صنعتوں کو ترقی دینے کے وسیع امکانات پیدا ہوجائیں گے اور اس کی وجہ سے دیہی باشندوں کی آمدنی بڑھ جائے گی - زرعی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ لوہاد بنانے کی صنعت کو بھی ترقی دی جائے اور زرعی اور صنعتی ضروریات کے لئے ضروری آلات تیار کئے جائیں - ممالک محروسہ کی خام پیداوار سے متعلق حکمیاتی تحقیقات کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے چنانچہ اس پر پوری توجہ کی جارہی ہے - ممالک محروسہ میں جو معدنیات موجود ہیں ان کا ایک عام اندازہ لگانا بھی ضروری ہے اور ان سب سے زیادہ اہم یہ مسئلہ ہے کہ وسائل نقل و حمل کی وسعت پر پوری توجہ کی جائے تا کہ خام پیداوار اور مصنوعات کی منتقلی میں سہولت ہو - زرعی اور صنعتی ترقی کے لئے مناسب اشخاص کو تربیت دینا ضروری ہے اور صنعت و حرفت اور زراعت سے علحدہ ہونے والے اشخاص کے لئے مناسب انتظام کرنے کی بھی ضرورت ہے - اس کے علاوہ ناخواندگی اور صحت کی خرابی کے مسائل پر بھی مناسب توجہ کرنا لازمی ہے کیونکہ جب تک یہ مسائل حل نہ ہونگے معاشی ترقی کی کوئی اسکیم روبہ عمل لانا ممکن نہیں - پیش نظر کام کو کامیابی سے انجام دینے کے لئے تعلیم کی عام اشاعت اور جسمانی صحت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے اور آخر میں سب سے زیادہ اہم مسئلہ یہ ہے کہ جنگ کے بعد مختلف اسکیموں کو روبہ عمل لانے کے لئے رقم فراہم کرنے کا بھی مناسب انتظام کیا جائے -

کثیر مصارف

یہ ظاہر ہے کہ ان اسکیموں کو روبہ عمل لانے کے لئے ایک تو کثیر مصارف کی ضرورت ہوگی اور دوسرے عوام کی پرانی عادتوں اور قدیم رسموں میں زبردستی مداخلت کرنی پڑے گی - اگر مالیات کے قدیم اصولوں پر عمل کیا گیا اور پرانی رسموں اور روایتوں کا لحاظ رکھا گیا تو کسی قسم کی ترقی ممکن نہ ہوسکے گی - معاشی حالات میں باضابطگی پیدا کرنے کے لئے ایثار کی ضرورت ہے - رسومات اور توہمات میں لازمی طور پر مداخلت کرنا پڑے گا اور محصول دینے والوں پر مزید مالی بار بھی عاید ہوگا -

کمیٹیوں کا قیام

ممالک محروسہ کی مابعد جنگ ترقی کی تجاویز مرتب کرنے کے لئے حکومت سرکارعالی نے ایک مجلس تنظیم مابعد جنگ قایم کی ہے جس کے صدر نواب صاحب چھتاری ہیں - اس کام کے انجام دہی کے لئے ایک جداگانہ محکمہ معتمدی بھی قایم کیا گیا ہے - مجلس تنظیم مابعد جنگ کا خاص کام یہ ہے کہ وہ ان تمام کمیٹیوں میں ربط و تعاون قایم کرے جو مختلف شعبوں کی تنظیم کے لئے قایم کی گئی ہیں - اس قسم کی کمیٹیوں کی تعداد ۱۳ ہے اور یہ کمیٹیاں (۱) آب پاشی اور برقابی (۲) عام صنعت وحرفت (۳) چھوٹی اور دیہی مصنوعات (۴) کپاس ، پارچہ ، اون اور روغن سازی ، کوزہ گری اور برقی اشیاء (۵) معدنی وسائل (۶) کارہائے سرکاری اور ریلوں کے علاوہ دیگر وسائل نقل وحمل (۷) حکمیاتی وصنعتی تحقیقات (۸) تعلیمات، بشمول زرعی تعلیم اور بالخصوص پیشہ واری تعلیم (۹) عملہ کی تربیت (۱۰) دیہی تنظیم (۱۱) انسانی فوجی قوت (۱۲) صحت عامہ اور (۱۳) مالیات، زر، بینکاری، مبادلہ اور تجارت سے متعلق ہیں بعض کمیٹیاں بہت کچھ کام انجام دے چکی ہیں اور اپنی سفارشات بھی پیش کردی ہیں - یہاں اس کی وضاحت کردینا ضروری ہے کہ ان کمیٹیوں کی تمام سفارشات قطعی نہیں بلکہ ان میں سے بعض تو قطعی ہیں بعض موقتی ہیں اور بعض ابتدائی ہیں جن کے بارے میں مزید تحقیقات ہوگی -

فنی تربیت

کسی اسکیم کو خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری کامیابی سے روبہ عمل لانے کے لئے موزوں اشخاص کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ ایک بین حقیقت ہے کہ تعلیمات طبی امداد صحت عامہ یا صنعت وحرفت کی کسی اسکیم کو تربیت یافتہ اور ماہر اشخاص کے بغیر کامیاب نہیں بنایا جاسکتا - چنانچہ کثیر تعداد میں موزوں اشخاص کو تربیت دینے کا خیال بھی حکومت سرکارعالی کے پیش نظر ہے حیدرآباد میں اس

کی شدید ضرورت ہے کہ تربیتی کالج قایم کئے جائیں ، انجینیری اور طبی کالجوں میں تعلیم پانے والوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے اور نرسوں اور بعض طبی عہدہ داروں کے لئے تربیتی مرکز قایم کئے جائیں ۔ مزید برآں یہ بھی ضروری ہے کہ حیدرآبادی نوجوانوں کو ہندوستان اور بیرون ہند فنی تربیت حاصل کرنے کے لئے بھیجا جائے گا ۔ محکمہ زراعت اور محکمہ علاج حیوانات کے لئے فنی تربیت یافتہ عملہ فراہم کرنے کی بھی بہت ضرورت ہے ۔ حیدرآباد میں ایک فنی زرعی کالج کے قیام کا بھی امکان ہے تا کہ زراعت کے خاص شعبوں اور مویشیوں کی پرورش کے متعلق تربیت دینے کی سہولت فراہم ہوجائے ۔ بیرونی ممالک میں فنی تربیت حاصل کرنے والے طلبہ کو جو وظائف وغیرہ دئے جائیں گے ان کی وجہ سے حکومت پر سالانہ پانچ لاکھ روپے کے مصارف عاید ہوں گے ۔

زرعی ترقی

ممالک محروسہ کی قومی معاشیات میں زراعت کو بنیادی اہمیت حاصل ہے ۔ چونکہ باشندگان ملک کی عظیم اکثریت کا پیشہ زراعت ہے اس لئے زراعت کو ترقی دینے کا وسیع لائحۂ عمل بھی زیر ترتیب ہے ۔ زرعی نشر و اشاعت کی ترقی، مویشیوں کی پرورش کرنے کے بہترین طریقے ، اجتماعی کاشت، جدید قسم کے آلات اور بہتر تخم کے ذریعہ کاشت کی اصلاح، ترقی آب پاشی کی مزید سہولتوں کی فراہمی ، اصول امداد باہمی کے مطابق خرید وفروخت ، زرعی بیمہ، زرعی مالیات اور مواضعات میں حفظان صحت ، رہائش اور آب رسانی کے بہتر انتظامات جیسے اہم امور اس لائحۂ عمل میں شامل ہیں ۔

صنعتی ترقی

چونکہ ممالک محروسہ میں چھوٹی اور دیہی صنعتوں کو ترقی دینے کے مواقع بہت وسیع ہیں اور ان صنعتوں کی وجہ سے عوام کی معاشی حالت کو بہتر بنانے میں بڑی مدد ملیگی اس لئے یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ ممالک محروسہ میں چھوٹی اور دیہی صنعتوں سے متعلق اعداد و شمار فراہم کرنے کے لئے معاشی سروے کیا جائے ۔ اس مقصد کے تحت محکمہ تنظیم مابعد جنگ میں ایک معاشی مشیر کا تقرر کیا گیا ہے جو اس تجویز کو روبہ عمل لانے کی تدبیریں پیش کریگا ۔

جہاں تک کہ بڑی صنعتوں کا تعلق ہے حکومت سرکارعالی کی یہ کوشش ہے کہ نئی صنعتیں قایم کی جائیں اور موجودہ صنعتوں کو مستحکم کیا جائے تا کہ ممالک محروسہ کے معدنی اور دوسرے وسائل سے پوری طرح فائدہ اٹھایا جاسکے ۔ پارچہ بافی کے لئے کارخانے کھولنے کی تجاویز اہم منزلیں طے کر چکی ہیں اور سوت کاتنے اور سیمنٹ تیار کرنے کے کارخانے قایم کرنے اور دوزہ سازی، نباتاتی تیل، مصنوعی ریشم ، برقی اشیاء ، زرعی آلات اور کیمیاوی کھاد کی تیاری سے متعلق تجاویز بھی مرتب ہوچکی ہیں ۔

اس ضمن میں دو اہم قدم اٹھائے گئے ہیں ایک تو یہ کہ صنعتی اور حکمیاتی تحقیقات کے لئے ایک مرکزی تجربہ خانہ قایم کیا گیا ہے اور دوسرے یہ کہ حکومت نے حیدرآباد (دکن) کمپنی کا اثاثہ حاصل کرلیا ہے جو سنگارینی میں کوئلہ کی کان کے بیشتر حصوں کی مالک ہے ۔ مرکزی تجربہ خانہ میں صنعتی اور زرعی تحقیقات اور ممالک محروسہ میں دستیاب ہونے والی خام پیداوار سے متعلق تحقیقی کام انجام دیا جائے گا اور حیدرآباد (دکن) کمپنی کا اثاثہ حاصل کرلینے کی وجہ سے صنعتی ضروریات کے لئے کوئلہ کی کافی مقدار دستیاب ہوسکے گی ۔

ممالک محروسہ کی آئندہ صنعتی ترقی کے لئے گوداوری کی وادی کو زیادہ موزوں خیال کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ اس علاقہ کی صنعتی اور زرعی ترقی سے متعلق ایک یاد داشت مرتب کی گئی ہے جو حکومت کے زیر غور ہے ۔ اس یاد داشت میں جو تجاویز پیش کی گئی ہیں ان کے متعلق ایک عام تصفیہ بھی ہوچکا ہے اور یہ محسوس کرلیا گیا ہے کہ تمام نئی صنعتوں کو صرف اسی علاقہ تک محدود رکھنا ضروری نہیں ۔ نئی صنعتوں کا قیام درحقیقت ارزاں برقی قوت ، خام اشیاء ، عمال اور پانی کی دستیابی اور رسل و رسائل کی سہولت اور بندرگاہوں اور بازاروں کی قربت پر منحصر ہے ۔

برقی قوت

کسی ملک کی صنعتی ترقی میں ارزاں برقی قوت کی فراہمی کو نمایاں اہمیت حاصل ہے ۔ چنانچہ حکومت سرکارعالی برقابی حاصل کرنے کی اسکیموں پر عملی توجہ کررہی ہے دریائے تنگبھدرا کے پانی کی تقسیم کے بارے میں حکومت مدراس اور حکومت سرکارعالی کے درمیان ایک معاہدہ ہوچکا ہے ۔ نظام ساگر سے برقابی حاصل کرنے کی اسکیم سے متعلق تعمیری کام شروع کیا گیا ہے جو تقریباً ایک سال میں مکمل ہوجائے گا ۔ دریائے گوداوری کے پانی کی تقسیم کے متعلق بھی حکومت مدراس سے عنقریب گفت وشنید شروع ہونے کا امکان ہے ۔

طبی امداد

ممالک محروسہ کے گوشہ گوشہ میں طبی سہولتوں کی فراہمی بھی حکومت کا ایک اہم مقصد ہے اور مختلف امراض سے محفوظ رہنے کی تدابیر پر خاص طور پر توجہ کی جارہی ہے ۔

فی الحال محکمہ طبابت وصحت عامہ کا سالانہ موازنہ پچاس لاکھ روپیہ ہے ۔ صحت عامہ سے متعلق ایک بہت وسیع اسکیم مرتب کی گئی ہے جو پانچ پانچ برس کے تین ادوار پر مشتمل ہوگی ۔ تجویز ہے کہ پہلے دور میں مصارف کی مقدار اضافہ کرکے ۱۹۲ء۴ لاکھ سالانہ کردی جائے اور دوسرے دور میں یہ مقدار ۳۰۱ء۹۶ لاکھ سالانہ اور تیسرے دور میں ۳۵۹ء۱۳ لاکھ سالانہ تک بڑھادی جائے ۔ اس اضافہ کی وجہ سے ممالک محروسہ کے ہر باشندے پر اوسطاً پہلے دور میں ایک روپیہ چار آنے، دوسرے دور میں دو روپے اور تیسرے دور میں دو روپے نو آنے صرف ہوں گے ۔

حکیموں اور ویدوں کو باقاعدہ تربیت دینے کی ضرورت بھی محسوس کی گئی ہے ۔ کیونکہ اس کے بغیر علاج کے دیسی اور مغربی طریقوں کو باہم مربوط نہیں کیا جاسکتا ۔

تعلیمات

ممالک محروسہ کے تعلیمی معیار کو سارجنٹ اسکیم میں مقرر کردہ معیار تک لانے کے لئے ایک چہاردہ سالہ لائحۂ عمل مرتب کیا گیا ہے ۔ اس اسکیم کا مقصد مدرسہ جانے والی عمر کے ۳۳ فی صد لڑکوں اور لڑکیوں کو تعلیم دینا ہے تا کہ ممالک محروسہ میں ہرشخص کے لئے ابتدائی تعلیم لازمی قرار دینے سے قبل تحتانی تعلیم میں کافی ترقی ہوجائے ۔ اس کے علاوہ یہ تجویز پیش نظر ہے کا بہتر اور اعلیٰ تر قسم کی جامعاتی، فنی ، زرعی اور صنعتی تعلیم کا بھی معقول انتظام کیاجائے ۔

ان تجاویز کو روبہ عمل لانے کے لئے تعلیمات کے موجودہ مصارف کے علاوہ پہلی سات سالہ مدت کے اختتام پر ۱۷۹ء۶۹ لاکھ روپے اور دوسری سات سالہ مدت کے اختتام پر ۴۲۰ء۵۹ لاکھ روپے متوالی مصارف عاید ہوں گے ۔ ۱۰۹ء۶ لاکھ روپے کے مذکورہ بالا مصارف میں سے ۸۴ء۵۳ لاکھ فنی تعلیم اور ۲۵ء۰۸ لاکھ روپے عام تعلیم پر صرف کئے جائیں گے ۔ اسی طرح ۴۷۳ء۵۹ لاکھ روپے کے مذکورہ بالا مصارف میں سے ۴۲۵ء۳ لاکھ روپے عام تعلیم پر اور ۴۸ء۲۹ لاکھ روپے فنی تعلیم پر صرف ہوں گے ۔ جامعاتی تعلیم کے علاوہ عام اور فنی تعلیم پر چودہ سال کی مدت میں ۲۸۹۷ء۲۳ لاکھ روپے متوالی مصارف عاید ہوں گے (۲۶۵۲ء۴۵ لاکھ عام تعلیم اور ۲۴۴ء۶۸ لاکھ فنی تعلیم) جس میں سے ۶۹۹ء۴۷ لاکھ روپے (۵۶۸ء۴۳ لاکھ عام تعلیم اور ۱۳۱ء۰۴ لاکھ فنی تعلیم) پہلے سات سال میں اور ۲۱۹۷ء۵۳ لاکھ روپے (۲۰۸۴ء۱۵ لاکھ عام تعلیم اور ۱۱۳ء۳۸ لاکھ فنی تعلیم) دوسری سات سالہ مدت میں صرف ہوں گے ۔ اس تمام دوران میں غیر متوالی مصارف کا تخمینہ ۱۲ کروڑ روپے کیا گیا ہے (۱۰ کروڑ عام تعلیم اور ۲ کروڑ فنی تعلیم)

بینکاری کی مزید سہولتیں

مابعد جنگ زمانہ میں بینکاری کی سہولتوں کو وسعت دینے کی ضرورت سے حکومت پوری طرح باخبر ہے ۔ چنانچہ زرعی ، تجارتی اور صنعتی بینک اور پس اندازی کے بینک

قائم کرنے کے امکانات کی دریافت جاری ہے بیمہ کو وسعت دینے کی تجویز بھی زیر غور ہے۔

حکومت سرکارعالی مابعد جنگ تنظیم کے لئے جو تدابیر اختیار کر رہی ہے ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ باشندگان ملک کے ہر ایک طبقہ کے لئے عام خوش حالی اور معاشی ترقی کے ایک نئے دور کا آغاز ہو اور یہ ایک ایسا اہم مقصد ہے جسے حاصل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھانہ رکھا جا رہا ہے۔

سلسلہ صفحہ (۸)

دوشنبہ دس بجے سے امور ریاست پر گفتگو فرمانے کے لئے بار فرماتے ہیں اور روزانہ صبح ۱۰ بجے سے چار بجے تک ریاست کے کاروبار میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ شام کو بندگان عالی بلاناغہ مادر دکن کی تربت پر فاتحہ پڑھنے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں اور ہواخوری کے بعد واپس تشریف فرما ہوتے ہیں۔

”خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کا حکمران اتنا ہمدرد اور ایسے صفات کا حامل ہو اور جو اپنی رعایا سے اتنی محبت رکھتا ہو۔ یہی وجہ ہے اس محبت و عقیدت کی جو رعایا کو بھی اپنے بادشاہ سے ہے اور جو اس مملکت کا طرہ امتیاز رہی ہے اور انشاءاللہ رہے گی۔ خدا اعلی حضرت کو صدوسی سال سلامت و خوش و خرم رکھے۔ آمین۔“

امفل کے میدان جنگ میں حیدرآبادی توپ خانہ کی سرگرمیاں

"" امفل کے جنوب میں جنگلی درختوں سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں کے دامن میں چھپا ہوا حیدرآبادی توپ خانہ ہماری پیش رو پیادہ فوج کو آگے بڑھنے میں مدد دیکر جاپانیوں کو پریشان کر رہا ہے ۔ ریاستی فوجوں میں سے صرف یہی ایک ایسا توپ خانہ ہے جو میدان جنگ میں برسرکار ہے ۔ اس توپ خانہ کے فوجی رسل و رسائل کے اہم راستہ سے کئی میل کے فاصلہ پر ہیں اور ان کے لئے رسد پہونچانے کا دارومدار ایک ایسی پگڈنڈی پر ہے جو پہاڑی ندیوں سے بھری ہوئی وادی اور ایسے علاقہ سے گذرتی ہے جہاں اس سے پہلے فوجوں کا گذر تک نہ ہوا تھا ۔ لیکن یہ فوجی ... ہیں اور ان کے سپاہیوں کے لئے اگر کوئی دشواری کہی جاسکتی ہے تو یہی ہے کہ یہ جنگ کو کھیل سمجھتے ہیں ۔ "" حیدرآبادی توپ خانہ کے بارے میں یہ خیالات توپ خانہ کے کمانڈر میجر ... لسکن نے ایک ہندوستانی فوجی ناظر کے سامنے ظاہر کئے ۔ میجر لیسکن اس توپ خانہ میں موجودہ جنگ سے پہلے سے خدمات انجام دے رہے ہیں ۔

حالیہ کارروائیوں کے دوران میں جب ہندوستانی فوج قدم قدم پر لڑتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھی تو اس توپ خانہ نے اس کی قابل قدر امداد کی ۔ اس لڑائی میں ضلع راولپنڈی کے ایک مسلمان نائک عبداللہ خان نے ایک ایسا کارنامہ انجام دیا جس کی وجہ سے اس کی شہرت ہوگئی ۔ یہ شخص اپنی جماعت کے ساتھ راستہ درست کررہا تھا کہ جاپانیوں نے شدید بمباری شروع کردی ۔ عبداللہ خان نے اپنے ساتھیوں کو ایک جگہ چھپادیا اور خود راستہ درست کرنے کی غرض سے سڑک پر نکلا ۔ اس عرصہ میں جاپانی سپاہی سڑک پر پہونچ گئے اور عبداللہ خان ایک گڑھے میں چھپ گیا ۔ دس گھنٹے تک وہ باہر رہا اور جب صبح ہورہی تھی تو اپنا کام ختم کرکے واپس ہوا ۔

پلکٹ کا حربی دستہ

اس توپ خانہ کے سپاہیوں میں ... فیصد دکنی مسلمان اور راجپوت ہیں ۔ حیدرآباد اپنے سپاہیوں کا بہت خیال رکھتا ہے ۔ جنگ کے بعد ان کے لئے بندوبست آراضی کی ایک اسکیم نافذ کی جانے والی ہے ۔ عید کے موقع پر ممالک محروسہ سے ان کے لئے تحائف روانہ کئے جاتے ہیں ۔ مارچ کے مہینے میں افواج باقاعدہ سرکار عالی کے کمانڈر میجر جنرل سید احمد العیدروس نے اس توپ خانہ کا معائنہ کیا تھا ۔

اس توپ خانہ کی تاریخ بڑی طویل ہے ۔ سنہ ۱۸۲۵ع میں اس کا قیام عمل میں آیا تھا اور ابتدائی زمانہ میں جبکہ یہ توپ خانہ ۹ پونڈی ڈھالے والی اور پھر کرسر کی جانے والی توپوں پر مشتمل تھا اور توپوں کی گاڑیاں بیل کھینچا کرتے تھے اس کا نام پلکٹ کا فوجی دستہ تھا ۔ ممالک محروسہ کی افواج میں اس دستہ کو قدامت حاصل ہے ۔ سنہ ۱۹۴۲ع میں اس کی ۱۸ پونڈی توپوں کی جگہ جدید قسم کی ۲۵ پونڈی توپوں نے لے لی اور گھوڑوں کے بجائے ٹرک اور ٹریکٹر استعمال کئے جانے لگے ۔ مارچ سنہ ۱۹۴۳ع میں یہ ہندوستانی برسرپیکار فوج میں شامل کردیا گیا اور اب تک اسی فوج میں شامل ہے ۔ ماہ اکتوبر میں یہ توپ خانہ آسام و برما کی سرحد پر روانہ کیا گیا ۔

برطانوی وزیر اعظم نے حضرت بندگان اقدس کی عظیم الشان امداد کا اعتراف فرمایا۔

حیدرآباد کی مجلس دفاع کا پیغام

حیدرآباد کی مجلس دفاع نے ہز ایکسلنسی وائسرائے ہند کے توسط سے مسٹر چرچل وزیر اعظم برطانیہ کو ایک تہنیتی پیغام روانہ کیا تھا جس میں تمام محاذوں پر اتحادیوں کی فتح پر مبارکباد دی گئی تھی۔ کیونکہ ان کامیابیوں نے حملہ آوروں کو پیچھے ہٹادیا اور ہندوستان کی مشرقی سرحد کو جو خطرات لاحق تھے وہ دور ہوگئے۔

تہنیتی پیغام کا جواب

مسٹر چرچل نے اس پیغام کے جواب میں حیدرآباد کی مجلس دفاع کا شکریہ ادا کیا اور یہ خیال ظاہر فرمایا کہ اگرچہ اتحادی کامیابیاں بہت شاندار رہی ہیں اور اب بھی روبہ ترقی ہیں تاہم ابھی سخت لڑائی لڑنا باقی ہے۔ بالخصوص جاپانی دشمن سے جس کو اب ہندوستان سے نکال دیا گیا ہے اور جس سے برطانیہ اپنا حساب چکانے کا عزم رکھتا ہے۔

اعلیٰ حضرت فرمانروائے حیدرآباد و برار نے اتحادی افواج کو جو امداد دی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر چرچل نے یہ اعتراف کیا ہے کہ "اعلیٰ حضرت اس کٹھن لڑائی کے سارے مدت میں اتحادیوں کے ساتھ رہے اور فوج رقم اور سامان سے فیاضانہ امداد فرمائی۔ سرکار عالی کی افواج نے ملایا اور مشرق وسطیٰ میں قیمتی خدمت انجام دی اور حیدرآباد کے نام سے موسومہ ہوائی دستہ بھی شاہی ہوائیہ کے کارناموں میں حصہ دار رہا"۔

پٹن کے اثری انکشافات

بیش بہا اشیاء بر آمد ہوئیں

آثار قدیمہ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے ممملکت آصفیہ میں غیر معمولی کشش اور دلچسپی کا سامان موجود ہے۔ قدیم ترین زمانہ سے یہ سرزمین مختلف باشندوں، تمدنوں، مذہبوں اور زبانوں کا مقام اتصال رہی ہے اور اسی وجہ سے یہاں مختلف النوع تاریخی یادگاریں بکثرت پائی جاتی ہیں ۔ مشہور عالم غار ہائے ایلورہ و اجنٹہ اور عہد ماضی کی دوسری مشہور و معروف یادگاروں کے علاوہ ممالک محروسہ میں قدیم حجری دور سے لے کر سنہ عیسوی کی ابتدا تک تمدن انسانی کی مختلف منازل کی یادگاریں بھی موجود ہیں جن میں پٹن، تیر اور مسکی کے مدفون شہر نمایاں اہمیت رکھتے ہیں ۔

قدیم پٹن دڑاوڑیوں کے عہد عروج کا ایک مشہور شہر اور آندھرا خاندان کی راجدھانی تھا ۔ یہ شہر اس زمانہ کے اہم ترین ثقافتی مرکزوں میں شامل تھا اور مشرق کی تمدنی زندگی میں اس کی حیثیت بہت نمایاں تھی ۔ پالی زبان کی قدیم ترین کتابوں میں جہاں گرد مبلغوں کے حالات سفر میں چھٹی صدی قبل مسیح میں ہندوستان کے اہم تجارتی راستوں کا بھی ذکر ہے ۔ شہر پٹن صنعت ململ ساری کے لئے خاص طور پر مشہور تھا اور یہاں کے کپڑے، منکے اور جواہرات جو بروگزا (موجودہ بھروچ) کے راستہ سے برآمد کئے جاتے تھے، یونان روم اور مصر میں بہت قدر کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ موجودہ پٹن دریائے گوداوری کے شمالی کنارے پر واقع ہے اور چونکہ یہاں سولھویں صدی کے مشہور شاعر اور بزرگ ایکناتھ کا مندر موجود ہے اسلئے ہندو اسے ایک مقدس مقام تصور کرتے ہیں ۔ ریشمی پارچہ بافی، زردوزی اور جوبی صنعت کے لئے بھی پٹن بہت مشہور ہے ۔

کھدائی کی اسکیم

سنہ ۱۹۳۷ء میں دریائے گوداوری کے شمال میں چار مناسب مقامات میں کھدائی کا کام شروع کیا گیا ۔ پہلے تو ہر مقام پر بطور آزمایش ایک ایک شگاف کیا گیا اور جب ان شگافوں کی مختلف تہوں میں سے تاریخی اور تمدنی اہمیت رکھنے والی اشیاء نکلنے لگیں تو اس کام کو وسعت دی گئی اور خندقیں کھودی جانے لگیں ۔ (پلیٹ ۔ ۱ ۔)

کھدائی کے لئے جو چار مقامات منتخب کئے گئے تھے ان میں سے دو جگہ کی خندقوں سے اہم اشیاء برآمد ہوئیں ان خندقوں میں اوسطاً ۱۸ فیٹ کی گہرائی تک کھدائی کی گئی ۔ بعض مقامات پر ۲۷ فیٹ تک گہری خندقیں کھودی گئیں ۔ ایک خندق میں مختلف گہرائیوں پر سابقہ آبادیوں کی چھ تہیں تلے اوپر ملیں ۔ کھدائی کے دوران میں جو اشیاء برآمد ہوئیں وہ ہر متعلقہ دور کی نمایاں تمدنی خصوصیات سے پوری مطابقت رکھتی ہیں ۔ چنانچہ سب سے

اوپر والی تہہ میں جو موجودہ سطح سے ۴ فیٹ کی گہرائی پر کچی نرم پتھر اور اینٹوں کے مکانات سے انگریزی سکے ۔ سونے کے زیورات تانبے اور مٹی کے برتن برآمد ہوئے ۔ دوسری تہہ اٹھارھویں صدی سے انیسوی صدی تک کی معلوم ہوتی ہے اور اس میں ۔ سکہ آثار کے ساتھ خاندان آصفیہ کے ابتدائی فرمانرواؤں کے سکے پائے گئے ۔ تیسری تہہ میں مغل حکمرانوں کے چاندی اور تانبے کے سکے دستیاب ہوئے ۔ چوتھی تہہ میں یہ عجیب انکشاف ہوا کہ اس تہہ کی دیواریں اور بنیادیں بھی پانچویں تہہ سے خلط ملط ہیں ۔ اس کے علاوہ یہ آثار ایک طرف جھکے ہوئے ملے اور بعض جگہ تو پوری دیواریں زمین پر گری ہوئی ملیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں کوئی بڑا سیلاب یا زلزلہ آیا تھا جس سے شہر تہہ و بالا ہو گیا ۔ اس تہہ میں دیگر اشیا کے علاوہ محمد بن تغلق اور بہمنی سلاطین کے سکے بھی پائے گئے ۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ شہر پر یہ آفت چودھویں صدی کے آخر یا پندرھویں صدی کے آغاز میں آئی ہوگی ۔

پانچویں تہہ تک پہونچنے کے لئے خندق کی گہرائی ۱۸ فٹ کی گئی اور اس تہہ کے آثار کا مطالعہ کرنے کے بعد اور کھدائی شروع کی گئی ۔ لیکن اس کے بعد ۲۰ فٹ تک کسی قسم کے تعمیری آثار کا پتہ نہیں چلا ۔ پہلے تو یہ کھدائی مایوس کن معلوم ہوئی لیکن بعض چھوٹی چھوٹی چیزیں بالخصوص اندھراؤں کے عہد کے سکے مل جانے کی وجہ سے ہمت بندھی رہی اور یہ امید بڑھتی گئی کہ ابھی کوئی اور تہہ پوشیدہ ہے آخر کار ۲۶ فٹ کی گہرائی پر دریائی ریت کے نیچے چھٹی تہہ نظر آئی ۔

قدیم عمارتیں

چھٹی تہہ میں کچھ تعمیری آثار نظر آئے اور جب ان کو صاف کیا گیا تو دو عمارتوں کے زیریں حصے برآمد ہوئے ۔ یہ عمارتیں قریب قریب بنی ہوئی ہیں اور ان کے درمیان تین فٹ چوڑا راستہ ہے ۔ (پلیٹ نمبر ۲)

ان عمارتوں میں بڑی بڑی اینٹیں استعمال کی گئی ہیں جو ۱۴ سے ۱۶ انچ تک لمبی ہیں ۔ تعمیر میں چونا کہیں استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ اینٹوں کو گارے سے چنا گیا ہے ۔ اینٹوں کے سائز اور گارے کے استعمال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عمارتیں بہت قدیم ہیں اور اس وقت تک چونے کا استعمال شروع نہیں ہوا تھا ۔ ان عمارتوں کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ یہ شرقاً غرباً واقع ہیں اور ان میں سمتوں کا لحاظ اس درجہ رکھا گیا ہے کہ قطب نما سے بھی ان کی صورت پوری مطابقت ہوتی ہے ۔ ان عمارتوں کی دیواریں تقریباً ۳ فیٹ کی بلندی تک باقی ہیں جن کی اندرونی سطح بہت صاف ہے ۔

پختہ نالیاں

اس تہہ میں عمارتوں کی سطح سے کچھ نیچے اور ان سے تقریباً ۲۰۰ گز کے فاصلہ پر پختہ نالیاں برآمد ہوئیں (پلیٹ نمبر ۳) یہ نالیاں اینٹوں سے بنائی گئی ہیں جو غیر معمولی طور پر بڑے سائز کی ہیں ($2\frac{1}{2} \times 8 \times 3\frac{1}{2}$ انچ) اور ان کی تعمیر میں بھی چونا استعمال نہیں ہوا ہے ۔ ان موریوں کی سیدھ میں اینٹ کے بنے ہوئے تین گول حوض بھی برآمد ہوئے ہیں جن کا قطر $4\frac{1}{2}$ فٹ ہے ۔ چونکہ یہ حوض نالیوں سے مربوط نہیں اسلئے قطعی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ان کا مصرف کیا تھا ۔ تاہم ایک خیال یہ بھی ہے کہ یہ گول حوض کنویں تھے اور نالیوں کے ذریعہ ان کا پانی تقسیم کیا جاتا تھا ۔ اینٹوں کے سائز اور چونا استعمال نہ ہونے کے علاوہ ان عمارتوں اور نالیوں کی قدامت کا اندازہ ان چھوٹی موٹی اشیا سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو ان کے ساتھ برآمد ہوئی ہیں ۔

دوسری قدیم اشیاء

اس کھدائی میں جو دوسری چیزیں برآمد ہوئی ہیں وہ زندگی کی تمام ضروریات سے متعلق ہیں ۔ چنانچہ ان اشیاء میں پکی مٹی ، مونگا ، ہاتھی دانت ، پتھر ، لوہا ، تانبہ ، پیتل ، چاندی ، سونا ، شیشہ ، پرانی چینی مٹی وغیرہ مختلف چیزوں کی بنی ہوئی اشیاء شامل ہیں ۔

پلیٹ نمبر ۱

ایک قلعہ کا نقشہ

پلیٹ نمبر ۳

جنوبی سمت سے اسٹ کی جھرتوں کا منظر

پلیٹ نمبر ۲

الف - مٹی کی ایک مورت

ب - مٹی کی مورت کے ایک رخ کی تصویر
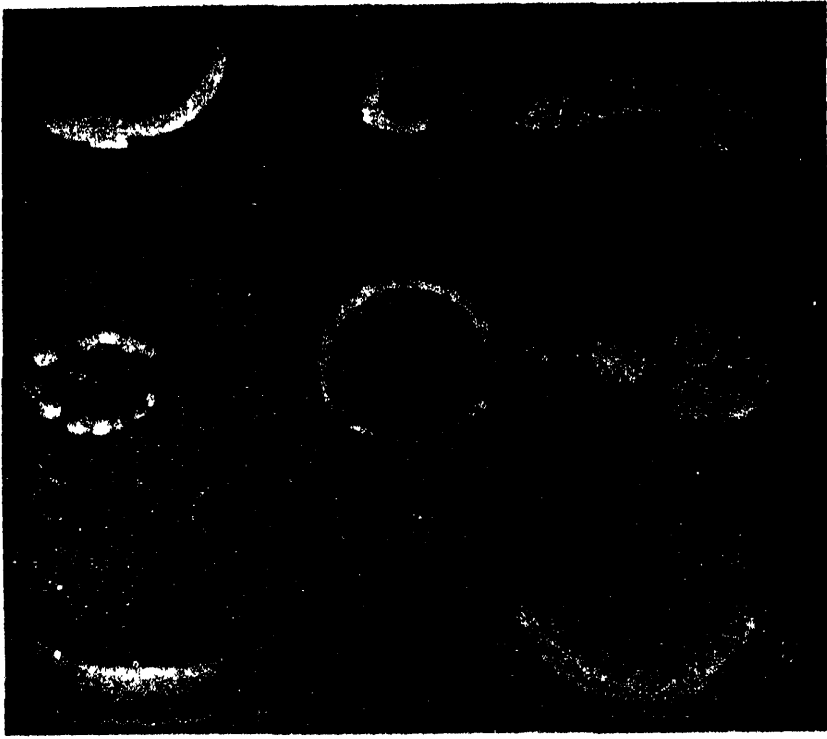
ج - مٹی کی مہر
جس پر دو نشان کندہ کی ہیں

پلیٹ نمبر ۶

ہادہی دانت کی اشیاء

8*

پلیٹ نمبر ۲

الف - پنچ مارک سکے

ح - آندھراؤں کے ان سکوں کا دوسرا رخ جس پر کپڑے کے نشانات بنے ہوئے ہیں -

ب - آندھراؤں کے دس مسی سکے جن پر مہاتما بدھ کے درخت دانش کی شکل بنی ہوئی ہے -

د - آندھراؤں کا مسی سکہ جس پر سواستیک نشان ہے

آندھراؤں کے سکے

تانبہ کی اشیاء میں سب سے زیادہ دلچسپ اور اہم آندھراؤں کے سکے ھیں جو چھٹی نہ میں ملے ھیں ۔ ایک مقام پر تانبہ کے دس جو کور سکے دستیاب ہوئے ھیں یہ سکے تقریبا ½ انچ مربع ھیں اور ان پر ایک طرف بدھ کے درخت دانش کا نشان بنا ہوا ہے (شبیہ ۔ ب اور ج) اسی تہ میں دوسرے سکوں کے ڈھیر بھی برآمد ہوئے جن میں سے تانبہ کے بعض سکوں پر صلیب نما شکل بنی ہوئی ہے۔ جو سواستیکا کی علامت معلوم ہوتی ہے۔ تانبہ کے سکہ اندھراؤں کے سکوں سے ملتے جلتے ھیں جو ٹکسیلا میں برآمد ہوئے ھیں اور سیسے کے سکے تو قطعا آندھرا عہد کے ھیں کیونکہ اس سے قبل ایسے ھی سکے ھندوستان کے دوسرے مقامات میں بھی مل چکے ھیں اور سکوں کے ماھر ان کی شناخت کرچکے ھیں ۔ ان سکوں کے علاوہ بعض چھوٹے چھوٹے گول وضع کے پنچ مارک سکے بھی برآمد ہوئے ھیں جو ھندوستان کے سکوں میں سب سے زیادہ قدیم سمجھے جاتے ھیں ۔ اور ان کی وجہ سے یہ خیال ہوتا ہے کہ یہ شہر اس زمانہ سے بھی دو تین چار صدی پہلے کا ہے

قریب تر زمانہ کی اشیاء

اندھراؤں کے عہد سے قریب تر زمانہ کی جو اشیاء برآمد ہوئی ھیں ان میں تغلقی اور بہمنی حکمرانوں (چودھویں صدی عیسوی) مغل شہنشاھوں، عادل شاھی، نظام شاھی اور برید شاھی خاندانوں (سولھویں اور سترھویں صدی عیسوی) اور آصفجاھی حکمرانوں کے عہد کے سکے بھی شامل ھیں ۔ سکوں کے علاوہ مختلف ہتھیار، تانبے اور پیتل کے ظروف، سونے اور چاندی کے زیورات، چینی کے ٹکڑے اور دوسری متعدد اشیاء بھی بکثرت دستیاب ہوئی ھیں۔

مطبوعات برائے فروخت

	قیمت
رپورٹ نظم و نسق ممالک محروسہ سرکارعالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ ف (۱۹۳۸-۳۹ ع) ..	۳-۰-۰
,, ,, ,, ۱۳۴۹ ف (۱۹۳۹-۴۰ ع) ..	۳-۰-۰
جامعہ عثمانیہ مؤلفہ مسز ای ۔ ڈی ۔ پلین	۱-۰-۰
حیدرآباد میں دیہی تنظیم	۱-۸-۰
کوائف حیدرآباد	۰-۸-۰
منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے مرتبہ محکمہ اطلاعات سرکارعالی	۱-۸-۰
مملکت آصفی میں نشریات کی ترقی	۳-۸-۰

(آردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں

"آپ ہی جدید حیدر آباد کے معمار ہوں گے"

طلباء کے آئندہ فرائض کے متعلق صدر المہام بہادر مالیات کے خیالات

نظام کالج کی انجمن اتحاد طلباء کے جلسہ میں فیض رساں افتتاحی تقریر

"آپ کو ایک نئی دنیا تشکیل دینی ہے۔ آپ ہی لوگ جدید حیدر آباد کے معمار ہونگے اور آپ کو نظام کی حکومت کی نئی روایات قائم کرنی ہیں۔" ان الفاظ میں جناب غلام محمد صاحب صدرالمہام مالیات سرکارعالی نے نظام کالج کی انجمن اتحاد طلباء کے جلسہ میں افتتاحی خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے طلبا کو مخاطب فرمایا۔ عظیم تر حیدر آباد کے معمار کی حیثیت سے طلباء پر جوذمہ داریاں عاید ہونگی ان کا ذکر کرتے ہوئے غلام محمد صاحب نے فرمایا کہ "رواداری اور مخالفین کے جذبات کا احترام، زندگی میں باقاعدگی اور خود اپنا امتحان لینے کی صلاحیت اور صحیح غور و فکر کی عادت ہی وہ مستحکم اساس ہو سکتی ہے جس پر جدید حیدر آباد کی بنیادیں رکھی جائیں گی۔" عملی سیاسیات میں طلباء کے حصہ لینے کے نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے غلام محمد صاحب نے طلباء کو عام پسند نعروں سے محترز رہنے کا مشورہ دیا کیونکہ اس سے خود غرض سیاست دانوں کے سوا کسی اور کو فائدہ نہیں ہوسکتا۔ سائنس کی تعلیم اور حکمیاتی تحقیقات کی انتہائی ضرورت اور اہمیت پر زور دیتے ہوئے صدرالمہام بہادر مالیات نے اپنی اس قطعی رائے کا اظہار فرمایا کہ جب تک اس کے نتایج سے ہندوستان میں روز مرہ زندگی بالخصوص زراعت اور صنعت سے متعلق مسائل کو حل کرنے میں کام نہ لیا جائے گا اس وقت تک کسی قسم کی ترقی ممکن نہ ہوسکے گی۔ اس ضمن میں غلام محمد صاحب نے اس امر کا بھی اظہار فرمایا کہ اعلیٰ حضرت بندگانعالی نے بمراحم خسروانہ حیدر آباد میں صنعتی تحقیقاتی ادارہ قائم کرنے کے لئے پندرہ لاکھ روپے منظور فرمائے ہیں۔

اپنے دل کی حالت کا جائزہ لیجئے

جناب غلام محمد صاحب نے طلباء کو اس حقیقت سے آگاہ فرمایا کہ "مستقبل کے معمار اں قوم کی حیثیت سے فرائض انجام دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے آپ کو اس کام کے لئے بخوبی تیار کریں۔ درحقیقت آپ اپنے فرائض صرف ماضی ہی پر نظر رکھکر پورے نہیں کرسکتے۔ حیدرآباد جیسے مقام میں جو روایات کا مخزن ہے اور جہاں کے باشندے مختلف ذہنی رجحانات رکھتے ہیں میں آپ سے یہ درخواست کرونگا کہ آپ اپنے دلوں کی حالت کا جائزہ لیجئے۔ ہرایک روایت کی اسطرح آزمایش کیجئے جس طرح ایک سائنس داں اپنے تجربہ خانہ میں کسی شئے کی چھان بین کرکے

اس کی حقیقت معلوم کرتا ہے ۔ جب آپ حقیقت حال سے آگاہ ہوجائیں گے تو آپ کو یہ پتہ چلے گا کہ یہ مملکت اندھیرے میں اپنی راہ تلاش کررہی ہے اور اپنے اداروں کو نئی تشکیل دینے اور جدید رنگ میں رنگنے کی کوشش کررہی ہے ۔ چنانچہ آپ پر یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ آپ ان تبدیلیوں کو خاموشی اور اہلیت کے ساتھ روبہ عمل لائیں اور اس مملکت کی بہترین خدمت ہی کو اپنا اصلی مقصد قرار دیں ۔

حوصلہ مندانہ لائحہ عمل

"آپ کو غربت و افلاس اور درماندگی کا مقابلہ کرنا پڑے گا ۔ حکومت سرکارعالی جنگ کے بعد ممالک محروسہ کو ترقی دینے کے بڑے بڑے منصوبے رکھتی ہے لیکن ان منصوبوں کی تکمیل کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایسے نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہو جنہیں اچھی فنی تربیت دی گئی ہو اور جو اپنے ملک کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہوں ۔ آپ ہی دراصل وہ لوگ ہیں جن سے میری یہ خواہش ہے کہ آگے بڑھیں اور ان منصوبوں کو روبہ عمل لائیں کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں ؟ آئندہ آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عاید ہونے والی ہے کیا آپ نے اپنے آپ کو اس ذمہ داری کا اہل بنالیا ہے ؟ ہمیں ابھی بہت سے نظم وضبط قایم رکھنے والے اشخاص کی ضرورت ہے ۔ .... آپ کا کام بہت زیادہ حقائق پر مبنی ہے یہ ایک ایسا اہم کام ہے جو معاشی تنظیم نو سے تعلق رکھتا ہے اور قدیم روایتی طریقوں اور اصولوں کو متاثر کرے گا ۔ آپ جیسے ذہین اور تعلیم یافتہ اشخاص کا یہ فرض ہے کہ آپ جدید حیدرآباد کا پیغام دیہاتوں تک پہونچادیں ۔"

صدرالمہام بہادر مالیات نے بڑی مسرت کے ساتھ یہ فرمایا کہ "حیدرآباد میں کسی قسم کا نظریاتی اختلاف نہیں یہاں راعی اور رعایا کے درمیان کوئی کشمکش نہیں کیونکہ ان دونوں کے مقاصد یکساں ہیں یعنی دونوں کا مقصد عوام کا معیار زندگی بلند کرنا ہے ۔"

سرکاری ملازمت ہی تمناؤں کا مرکز نہ ہو

غلام محمد صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا کہ طلباء صرف سرکاری ملازمت ہی کو اپنی زندگی کا مقصد اور تمناؤں کا مرکز نہ بنائیں کیونکہ "اس مملکت میں تعلیم بہت تیزی سے پھیل رہی ہے اور ارباب تعلیمات نے جو لائحہ عمل مرتب کیا ہے اس کی وجہ سے مجھے یہ توقع ہے کہ آئندہ دس سال میں یہاں تعلیم میں بہت زیادہ ترقی ہوجائے گی ۔ تعلیم کی اشاعت میں جب بہت زیادہ اضافہ ہوجائے گا تو یہ ناممکن ہوگا کہ تمام تعلیم یافتہ نوجوانوں کے لئے سرکاری ملازمت فراہم کی جائے ۔ اس لئے آپ کو چاہئے کہ اپنے لئے نئے میدان تلاش کریں اور یہ میدان زرعی اور صنعتی شعبے ہیں ۔ بدقسمتی سے حیدرآباد میں بھی ہندوستان کے دوسرے مقامات کی طرح جو طریقہ تعلیم رائج ہے وہ حقائق سے اتنا دور ہے کہ ایسے نوجوانوں کی کثیر تعداد پیدا ہوگئی ہے جن کی زیادہ ضرورت نہیں اور اس وجہ سے طرح طرح کی بے اطمینانی بڑھتی جارہی ہے ۔ ہمیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جنہوں نے زراعت کی اعلی تعلیم پائی ہو ہمیں ہزاروں کی تعداد میں انجینیروں، ڈاکٹروں اور فن دانوں کی ضرورت ہے ۔

اگر میں آمر ہوتا ....

"اگر میں حیدرآباد کا آمر ہوتا تو دس سال کے لئے تمام آرٹس کالج بند کردیتا ۔ اس لئے نہیں کہ میں تمدن وتعلیم کی اعلی قدروقیمت سے واقف نہیں بلکہ اس لئے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ تمدن کے نام پر ایسے ناپختہ کار نوجوانوں کا اضافہ ہو جو ادھوری تعلیم اور ادھوری معلومات حاصل کرکے نکلیں اور دربدر روزگار کی تلاش میں پھرتے رہیں لیکن اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہوئے شرم محسوس کریں میں اس قسم کے تمدن کو پسند نہیں کرتا جو ہندوستان کے لئے ایک لعنت ہے ۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ملک کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھایا جائے ۔ قدرت نے حیدرآباد کو طرح طرح کی دولتوں سے مالا مال کیا ہے ۔ آپ کی یہ دولت زمین میں مدفون ہے ۔ آپ کو چاہئے کہ اس دولت کو

ملاحظہ ہو صفحہ (۳۰)

عمالی تحقیقاتی مجلس

موجودہ جنگ میں عمالی مسائل پر بہت زیادہ توجہ کی جانے لگی ہے اور اب یہ عام طور پر محسوس کیا جاتا ہے کہ نوع انسانی کو محتاجی ، بھوک اور بیماری سے نجات دینے میں انسانوں کے درمیان کسی قسم کی تفریق روا نہ رکھی جائے اور جو لوگ کام کرنے کے خواہاں ہیں ان کے لئے روزگار فراہم کرنے کا معقول انتظام کیا جائے۔ بیروزگاری پیدا کرنے والے اسباب کو دور کرنے کے لئے خصوصی تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزگار کو مستقل بنایا جائے اور کارکنوں کے ذہن سے روزگار نہ ملنے کا اندیشہ دور کردیا جائے ۔

سماجی تحفظ ۔ برطانیہ کی مابعد جنگ تنظیم میں سماجی تحفظ کو بہت نمایاں مقام حاصل ہوگا ۔ سر ولیم بیورج نے ، جو ایک مدت سے عمال کی فلاح و بہبود کے کاموں میں نمایاں حصہ لیتے رہے ہیں ، ایک جامع اسکیم تیار کی ہے جو سماجی تحفظ کے لئے بیورج کی تجاویز کے نام سے موسوم ہے ۔ ان تجاویز کا خاص مقصد یہ ہے کہ مزدوروں کے شرائط کار کو بہتر بنایا جائے اور بیماری کے بیمے اور بیروزگاری کے زمانے میں مناسب روزی فراہم کرنے کا انتظام کیا جائے ۔ سر ولیم بیورج کی اس اسکیم سے ہندوستان میں بہت دلچسپی لی جارہی ہے ۔ لیکن یہاں بد قسمتی سے شرائط کار ، روزگار کی حالت اجرت اور مزدوروں کی سماجی اور معاشی حالت کے بارے میں مستند مواد موجود نہیں ہے اور جب تک کہ یہ مواد دستیاب نہ ہوگا سماجی تحفظ کی کسی اسکیم کی تیاری بہت دشوار ہے ۔

اعداد و شمار کی فراہمی

اس کمی کو پورا کرنے کے لئے حکومت سرکار عالی نے ایک عمالی تحقیقاتی مجلس مقرر کی ہے جو ممالک محروسہ میں مزدوروں کے حالات سے متعلق مواد اور ضروری اعداد فراہم کرے گی اس مجلس کے اہم فرائض یہ ہیں۔

۱ ۔ منجملہ دیگر امور کے اجرت اور آمدنی ، روزگار ، مزدوروں کی رہائش اور سماجی حالت بالخصوص حیدر آباد کے صنعتی مزدوروں سے متعلق موادکی فراہمی ۔ اور

۲ ۔ مندرجہ ذیل امور کی دریافت ۔

(الف) وہ خطرات جن کا نتیجہ عدم تحفظ ہے ۔

(ب) ان خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے مختلف طبقوں کے مزدوروں کی ضروریات ۔

(ج) ان خطرات سے حفاظت کی بہترین تدابیر اور

(د) انتظام رہائش اور کارخانے کی حالت ۔

یہ مجلس صرف واقعات دریافت کرنے والی مجلس ہے جو اعداد و شمار فراہم کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے اور فی الحال اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی کہ اس میں مختلف مفادات کو نمایندگی دی جائے ۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ آئندہ جب سماجی تحفظ کی تجاویز مرتب کرنے کا کام شروع ہوگا تو اس مسئلہ کو حل کرنے والی مجلس میں آجروں اور مزدوروں دونوں کی پوری نمایندگی ہوگی ۔

برما کا محاذ جنگ

فتح بہت قریب ہے

جنرل العیدروس کے تاثرات

میجر جنرل سید احمد العیدروس کماندار افواج باقاعدہ سرکار عالی نے "محاذ برما پر میرے تجربات" کے عنوان سے ایک دلچسپ تقریر کے دوران میں یہ پیشین گوئی فرمائی کہ جاپان کی جنگ جلد ختم ہوجائے گی۔ جنرل العیدروس کچھ عرصہ قبل اراکان میں تھے جہاں جاپانی فوجوں نے انہیں کچھ دنوں کے لئے اتحادی فوجوں سے منقطع کردیا تھا۔ جنرل العیدروس نے اپنی تقریر میں مختصراً یہ بھی بیان کیا کہ وہاں سے بچ نکلنے میں انہیں کس طرح کامیابی ہوئی۔

میجر جنرل العیدروس نے اتحادیوں کے مقابلے میں جاپانیوں کی ابتدائی کامیابی کے اسباب بیان کئے اور یہ یقین دلایا کہ اب پانسہ پلٹ گیا ہے۔ آغاز جنگ میں اتحادیوں کو جو ناکامیاں ہوئیں ان کا سبب یہ قرار دیا کہ وہ جنگ کے لئے تیار نہ تھے۔ جنرل العیدروس نے ہندوستان اور برما کی سرحد کے جنگلوں کی حالت بیان کی اور فرمایا کہ جاپانیوں کی ابتدائی پیش قدمی کو روک کر انہیں تباہ و تاراج کردینے کے لئے ہماری کوششوں کی ناکامی کی ایک وجہ تو ہماری عدم تیاری تھی اور اس کے علاوہ جنگل میں لڑنے کے فن سے بھی ہم مقابلتاً کم واقف تھے۔ جاپانیوں نے اس خوش فہمی میں کہ وہ ایشیا میں اپنی سلطنت قائم کریں گے پیش قدمی جاری رکھی اور ہر چیز کو حتی کہ اپنے دائمی آرام کی بھی بازی لگادی جاپانی جنگل کی لڑائیوں میں تربیت یافتہ تھے۔ اور کافی مسلح بھی تھے اور ان کی تیاریاں بیس سال قبل سے شروع ہوچکی تھیں۔ لیکن وہ ہندوستان کی طرف سرعت سے پیش قدمی نہیں کرسکے جسکی دو وجوہ تھیں۔ اولاً یہ کہ گھنے جنگل والے علاقہ میں سامانوں کا مہیا کرنا جاپانیوں کے لئے بھی ناممکن تھا اور انہیں اپنی جگہ سے ہلنا دشوار ہوگیا اور ایک اور وجہ یہ تھی کہ جاپانیوں نے یہ محسوس کرلیا تھا کہ وہ اتنا نگل چکے ہیں کہ ان کے لئے ہضم کرنا ناممکن ہے۔

صورت حال میں تبدیلی

سنہ ۱۹۴۳ء کا سال ہمارے لئے تیاری کا سال تھا۔ اسی سال جرمنوں کو شمالی آفریقہ سے نکال باہر کردیا گیا اور برما کے محاذ پر مقابلہ کرنے کے لئے سپاہیوں کو سخت جان اور مضبوط بنادیا گیا۔ جب گذشتہ سال حملہ کیا گیا تو جاپانیوں کا مقصد جنوب میں چٹاگانگ اور شمال میں دیماپور پر قبضہ کرنا تھا۔ جاپانیوں نے جس مقاومت کی توقع کی تھی انہیں اس سے کہیں زیادہ سخت مقاومت کا سامنا کرنا پڑا اور ہماری افواج نے ہتھیار ڈالنے سے صاف انکار کردیا۔ جاپانیوں نے یہ غلطی بھی کی کہ انہوں نے دونوں منطقوں پر ایک ہی وقت میں حملہ کردیا۔ ہماری افواج تیزی سے سیاسی حکمت عملی کے ساتھ پیچھے ہٹالی گئیں۔ اس موقع پر ہمارے ہاں جو افواج تھیں انہیں ہم نے ایک نیم دائری شکل میں ترتیب دیا۔ جیسی کہ توقع کی جارہی تھی جاپانیوں نے دیوانہ وار اس نیم دائرے کے قلب میں پیش قدمی کی اور انہیں بری طرح تباہ و برباد کرنے کے لئے چاروں

طرف سے ان کا محاصرا کرلیا گیا ۔ ان کی ساری تنظیم اور نظم و ضبط جاتا رہا اور اب ان کی رسد بھی بند ہو گئی وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچ چکے تھے ۔ جنگل میں اس طرح ہزاروں جاپانی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ۔

شاندار انجام

میجر جنرل العیدروس نے اس کے بعد بتلایا کہ کس طرح جاپانیوں کو اراکان کے محاذ پر منہ کی کھانی پڑی اور کس طرح ہندوستان پر حملے کے سنہرے خواب شرمندہ تعبیر نہ ہوئے ۔ میجر العیدروس نے فرمایا "میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ اب ہم ایک اچھی ویکٹ پر گولہ پھینک رہے ہیں ۔ آپ یقین رکھئے کہ جاپانیوں کی اب پھر سے آگے بڑھنے کی کبھی ہمت نہ ہوگی اور وہ ایسی جسارت دوبارہ نہ کریں گے"۔ جنوب مشرقی ایشیائی کمان کا ذکر کرتے ہوئے کماندار صاحب نے فرمایا کہ یہ کمان آخری اور مکمل کامیابی کے بیار رہاں کر رہی ہیں جو مسٹر چرچل کے الفاظ میں "دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے"۔ آپ نے اپنے اس خیال کا بھی اظہار فرمایا کہ جاپانیوں کا خاتمہ قریب ہے اور انہیں اس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ جاپانیوں کو شکست فاش ہوگی بشرطیکہ ہم اس کوشش کو جاری رکھیں جو اس وقت کی جارہی ہے ۔

شدت پسندی

جاپانی سپاہی کی خصوصیات کا تجزیہ کرتے ہوئے کماندار صاحب نے فرمایا کہ جاپانی بالکل دیوانے جیسے ہوتے ہیں بچپن ہی سے انہیں اس کی تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ بعض تخیلات پر بھروسہ کریں اور یہی وہم ان کے قلوب پر مسلط تھا ۔ لیکن جنگ میں جبکہ انسان لڑائی اور پریشانی میں گھرا ہوتا ہے یہ ساری تخیلی کیفیات دھری رہ جاتی ہیں اور وہ صرف انسان ہی باقی رہ جاتا ہے ۔ یہی اب جاپانیوں کا حشر ہے ۔ ابتدا میں جاپانی افواج ہرا کری (خودکشی) کیا کرتی تھیں لیکن اب جاپانیوں نے ایسا مظاہرہ کرنا چھوڑدیا ہے چنانچہ متعدد مواقع ایسے آئے جبکہ انہوں نے اپنے پیٹ کو چیر لینے کی بجائے ہتیار ڈال دینا ہی مناسب سمجھا ۔ اب کئی مقامات پر یہ اطاعت قبول کرلیتے ہیں ۔

کھلے میدان میں لڑنا پسند نہیں کرتے

ایک وجہ جاپانیوں کی ابتدائی کامیابی کی یہ بھی تھی کہ جاپانیوں نے اپنے سپاہیوں کو مشکلات اور تکالیف کا سامنا کرنے کا عادی بنایا تھا اور ہم نے اپنے آدمیوں کو اس سے زیادہ طاقتور اور ان سے زیادہ مصائب کو جھیلنے والا بنا کر ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ۔ جاپانی چھپ کر گھات میں لڑنا بیحد پسند کرتے ہیں اور اپنے کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے ۔ ہمارے سپاہیوں کا جہاں تک تعلق ہے وہ ہمیشہ میدان میں لڑنا پسند کرتے ہیں ۔ جاپانی ہمارے سپاہیوں سے میدان میں مقابلے کی تاب نہ لاسکتے تھے ۔ ہمارے سپاہی چھپ کر حملہ صرف آخری کوشش سمجھتے ہیں ہماری کارروائیوں میں تیزی نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ہمیں گڑھے اور دفاعی مورچے صاف کرنا پڑتا تھا اور جوہوں کو جس طرح بل سے نکالا جاتا ہے اسی طرح جاپانیوں کو بھی ان گڑھوں میں سے لڑنے کے لئے باہر نکالنا پڑتا تھا ۔

لازمی پس اندازی کی اسکیم

امانتیں حکومت کے پاس جمع رہیں گی

افراط زر کو روکنے کی مزید تدابیر

حکومت سرکار عالی نے لازمی پس اندازی کی اسکیم نافذ کر کے افراط زر کو روکنے کی ایک اور موثر تدبیر اختیار کی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی آمدنی کا ایک حصہ لازمی طور پر حکومت کے پاس بطور امانت جمع کیا جائے۔ ان امانتوں پر دو فیصد سالانہ سود دیا جائے گا اور یہ پانچ سال کے اندر یا جنگ ختم ہونے کے ایک سال بعد واپس کی جائیں گی۔ چھ ہزار روپے سالانہ سے کم آمدنی اور کاروبار سے حاصل شدہ ایسی آمدنی جس پر محصول زائد منافع عاید ہوگا اس اسکیم سے مستثنی ہونگی۔

یہ اسکیم غیر سرکاری عناصر کی رائے حاصل کرنے کے بعد نافذ کی گئی ہے اور ان سب نے اس کی تائید کی ہے۔ لازمی پس اندازی کی اسکیم کا نفاذ ایک آرڈیننس کے ذریعہ کیا گیا ہے تاہم اسے مجلس وضع قوانین کی منظوری حاصل کرنے کی غرض سے بھی پیش کیا جائے گا۔

ل زاید منافع سے مستثنی آمدنی پر امانت طلب کی جائے گی۔ لازمی پس اندازی کی اسکیم کے تحت افراد، کمپنیوں اور ہندوں کے مشترکہ خاندانوں سے ایسی آمدنیوں پر امانتیں طلب کی جائیں گی جو محصول زاید منافع سے مستثنی ہوں گی۔ اس قسم کی فرموں سے امانتوں کا مطالبہ نہ ہوگا بلکہ فرم کے حصہ داروں کے منافع کے اعتبار سے امانتوں کی مقدار کا تعین ہوگا۔ امانتوں کا مطالبہ سال رواں میں سابقہ سال کی جملہ آمدنی پر کیا جائے گا اور جنگ ختم ہونے کے ایک سال بعد تک ہر سال جاری رہے گا۔

آمدنی کا شمار

اس اسکیم کے تحت ہر شخص کی مجموعی آمدنی میں اس کی آمدنی اور تمام قسم کا منافع شمار کیا جائے گا مجموعی آمدنی کے تعین کے لئے تنخواہ، کفالت ناموں پر سود، جائداد، زراعت، پیشہ، تجارت یا کاروبار یا کسی اور ذریعہ سے آمدنی کو جمع کیا جائے گا۔ چھ ہزار روپے سالانہ یا اس سے کم آمدنی نیز ایسی آمدنی جس پر محصول زاید منافع عاید ہو اس اسکیم سے مستثنی قرار دئے جائیں گے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کو سرمایہ کاری اور جائداد سے پچاس هز

ہے اور کاروبار سے ایک لاکھ روپے کی آمدنی ہو تو یہ شخص کاروبار سے حاصل ہونے والی ایک لاکھ آمدنی پر محصول زائد منافع ادا کرے گا اس لئے اس اسکیم کے تحت امانتیں طلب کرنے کے لئے یہ رقم اس کی مجموعی آمدنی میں شمار نہ ہوگی اور صرف پچاس ہزار روپے پر امانت طلب کی جائے گی۔ بیمہ اور پراویڈنٹ فنڈ سے جو آمدنی ہوگی [illegible] جو سود ملے گا اس پر امانت طلب نہ کی جائے گی بشرطیکہ اس قسم کی جملہ آمدنی امانت کنندہ کی مجموعی آمدنی کے ایک چوتھائی یا پچاس ہزار روپے (جو بھی ان میں سے کم ہو) سے زیادہ نہ ہو۔ خیراتی، مذہبی اور علمی اداروں سے جو آمدنی ہوگی وہ بھی امانت سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہے۔

جائیداد سے آمدنی سے مراد وہ آمدنی ہے جو مرمت، محاصل، ٹیکس، سود اور بیمہ وغیرہ کے مصارف منہا کرنے کے بعد حاصل ہو۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی عمارت کو خود اپنی رہائش کے لئے استعمال کر رہا ہے تو یہ آمدنی شمار کرنے میں وہ عمارت مستثنیٰ کردی جائے گی۔ کاروبار یا پیشہ سے آمدنی کا تعین کرتے وقت اس سے مصارف منہا کردئے جائیں گے جو اس کاروبار یا پیشہ کو جاری رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ زرعی آمدنی میں لگان، مالگذاری، کاشتکاری، مکان سازی کا روپیہ، محاصل [illegible] کسی پیداوار کی فروخت سے حاصل شدہ منافع شامل ہیں اور اس قسم کی آمدنی کا تعین کرتے وقت بھی ان تمام مصارف کا مناسب لحاظ رکھا جائے گا جو اس آمدنی کے حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ حکومت کو جو لگان یا مالگذاری دی جائے گی وہ بھی مصارف میں شمار ہوگی۔

مشکلات سے محفوظ رکھنے کی تدبیر

جن اشخاص کی آمدنی چھ ہزار یا بارہ ہزار ہوگی انہیں دقتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خاص طور پر یہ گنجایش رکھی گئی ہے کہ اگر وہ بیمہ یا پراویڈنٹ فنڈ وغیرہ میں اپنی آمدنی پر اداشدنی امانت کی شرح کے دوچند سے زائد اقساط دیتے ہوں تو ان کی آمدنی امانتوں سے مستثنیٰ کردی جائے گی۔ مثال کے طور پر اگر کسی شخص کی آمدنی ۱۲۰۰۰ روپے ہو اور وہ پراویڈنٹ فنڈ یا بیمہ کی اقساط کے ضمن میں ۹۶۰ روپے ادا کرتا ہو تو اس سے امانت طلب نہ کی جائے گی۔ جہاں تک کہ کاروبار سے آمدنی کا تعلق ہے ایسی آمدنی پر امانت طلب نہ کی جائے گی جس پر محصول زائد منافع عاید ہوگا۔

تمام آمدنیاں جن میں زرعی آمدنی بھی شامل ہے متعین کرنے میں خام آمدنی میں سے اس آمدنی کو حاصل کرنے کے مصارف منہا کردئے جائیں گے۔

حصہ داروں کی آمدنی کا جداگانہ تعین

اگر کسی جاگیر کے کئی حصہ دار ہوں تو ہرحصہ دار کی آمدنی کا علحدہ علحدہ تعین کیا جائے گا۔ مثلاً اگر بیس ہزار روپے سالانہ آمدنی والی کسی جاگیر کے پانچ حصہ دار ہیں اور ہرحصہ دار کو چار ہزار روپے ملتے ہیں تو ان کی آمدنی امانت سے مستثنیٰ ہوگی۔

امانتوں کی شرح

امانتوں کی شرح کا تعین حسب ذیل طریقے پر کیا گیا ہے

۱۔ زائد از ۶۰۰۰ تا ۱۲۰۰۰ روپے ۴ فیصد
۲۔ زائد از ۱۲۰۰۰ تا ۲۵۰۰۰ ,, ۵ ,,
۳۔ زائد از ۲۵۰۰۰ تا ۵۰۰۰۰ روپے ۷½ ,,
۴۔ زائد از ۵۰۰۰۰ تا ۷۵۰۰۰ ,, ۱۰ ,,
۵۔ زائد از ۷۵۰۰۰ تا ایک لاکھ ,, ۱۲½ ,,
۶۔ زائد از ایک لاکھ ہر پچیس ہزار پر مزید دو فیصد

شہری ذمہ داریوں کے احساس کی اہمیت

غذائی صورت حال کو بہتر بنانے کے لئے قابل قدر کوششیں

صدر المہام بہادر مال نے ضلع پربھنی میں انجام دیئے ہوئے کام کی تعریف فرمائی

آنریبل مسٹر ڈبلیو ۔ وی ۔ گرگسن صدرالمہام مال سرکارعالی نے ضلع پربھنی کے حالیہ دورے میں مجلس بلدیہ اور مجلس اغذیہ کے اراکین سے غیر رسمی گفتگو کی دوران میں معاشرتی امور اور غذائی مسائل کو اہمیت دی ۔ اس گفت و شنید کے وقت عہدہ داران ضلع بھی موجود تھے ۔

نئی ضلع واری اور بلدی مجالس اور قصباتی مجالس سے متعلق آئین نافذ کرنے کےلئے اختیار کی جانے والی تدبیروں کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ اس ضمن میں پہلا قدم یہ ہوگا کہ عارضی طورپر نامزد کردہ مجلسیں قائم کی جائیں گی جن میں غیر سرکاری اراکین کی اکثریت ہوگی اور اس امر کی بھی کوشش کی جارہی ہے کہ جن لوگوں کو نامزد کیا جائے وہ متعلقہ اضلاع اور قصبات کے معاشی، سیاسی اور دیگر مفادات کے صحیح نمائندے ہوں۔

غذائی صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ غذا سے متعلق جو انتظامات کئے گئے ہیں ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عوام کے لئے بہتری کی صورت اختیار کی جائے اور نفع اندوزی میں کمی ہوجائے ۔ مسٹر گرگسن نے ضلع پربھنی کو مبارکباد کا مستحق قرار دیا کیونکہ اس ضلع میں مشترکہ ادائی حصہ پیداوار کے تحت علاقہ دیوانی کے تعلقوں سے ۲۰۰۰۰۰ من جوار ۲۷۰۰ من گیہوں اور کئی ہزار ٹن دالیں خرید کر جمع کی گئی ہیں ۔ مزید براں اس نے کپاس کے زیر کاشت رقبہ میں کمی اور اجناس خوردنی کے زیر کاشت رقبہ میں اضافہ کرکے ممالک محروسہ کے دوسرے اضلاع کے لئیے قابل تقلید مثال قائم کردی ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ پربھنی نے اپنے اس عمل سے حیدر آباد اور دوسرے شہروں اور قصبوں اور کم پیداوار والے اضلاع کےلئیے غذا فراہم کرنے کے مسئلے کو حل کرنے میں بہت مدد دی ہے ۔

شہری ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنے کی ضرورت

مسٹر گرگسن نے پربھنی کی مجلس بلدیہ کے اراکین سے یہ اپیل فرمائی کہ وہ شہری امور میں آزادی کے ساتھ عملی دلچسپی لیں ۔ اب تک یہ حالت رہی ہے کہ قصبات کی اصلاح و آرائش اور دوسری ترقیوں کی تمام تجاویز حکومت کی جانب سے ہی پیش ہوتی رہی ہیں ۔ لیکن اب یہ ضروری ہے کہ ضلع اور قصبات کے سماجی شعور رکھنے والے تمام اشخاص شہری ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنے میں پورا حصہ لیں اور مختلف قسم کی ترقیوں کے لئے اسکیمیں پیش کرنے میں سبقت کریں ۔ آج کل جس چیز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ منصوبہ بندی ہے ۔ چنانچہ ہرمقامی

مجلس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خود اپنا ایک پروگرام ترتیب دے اور اس کے لحاظ سے اپنا موازنہ آمد وخرچ بھی مرتب کرے ۔ خود پربھنی میں بھی ترقیات کے لئے بہت وسیع میدان موجود ہے ۔ یہاں غلہ اور کپاس کے ایک باقاعدہ مارکٹ کی ضرورت ہے ۔ غلہ اور کپاس کے نئے مارکٹ کے ہال کا سنگ بنیاد رکھا جاچکا ہے ۔ لیکن بازار اور عمارتیں ہی کافی نہیں ہوتیں بلکہ اس کی کامیابی کا دارومدار اس کی شہرت اور اسکے عہدہ داروں اور کاروبار کرنے والوں کی نیک نامی پر ہے اور ان لوگوں کی نیک نامی تعلیم یافتہ اشخاص کی عملی دلچسپی پر منحصر ہے ۔ پربھنی میں اس کی بھی سخت ضرورت ہے کہ یہاں ایک بڑا شفاخانہ ہو جس میں عصری آلات وسامان کے ساتھ ہی بیمار داری کا بھی بہترین انتظام ہو ۔ اس کے علاوہ حفظان صحت کے مدنظر یہاں مانع گرد سڑکوں، گندے پانی کی نکاسی کے بہتر انتظام اور آب رسانی، روشنی اور رہایش کی بہتر سہولتوں کی بھی ضرورت ہے ۔ ضلع کے صدر مقام میں ٹین کے جھوٹے جھوٹے بچاسوں مکانات بنے ہوئے ہیں جو بہت ہی برے معلوم ہوتے ہیں ۔ مستقر ضلع کے علاوہ اس ضلع میں جدید قسم کے صرف دس دواخانہ ہیں اور ان کے علاوہ چار ایسے دواخانے بھی ہیں جن کے لئے کچے مکان کرایہ پر لئے گئے ہیں اور جن کی حالت غیر اطمینان بخش ہے ۔ حالانکہ ہر ایک تعلقہ میں کم از کم دو اچھے دواخانے موجود ہونا ضروری ہے مجلس ضلع ان دواخانوں کے قیام میں کافی مدد دے سکتی ہے ۔ ضلع پربھنی کے شمالی تعلقوں میں محکمہ صحت عامہ نے ملیریا کے انسداد کی مہم کامیابی کے ساتھ جاری کی ہے اور مجلس ضلع کو چاہئے کہ وہ اس مہم سے بھی دلچسپی لے ۔ جہاں تک سڑکوں کا تعلق ہے اس ضلع کی حالت بہت خراب ہے ۔ یہ تمام امور ایسے ہیں جن کی انجام دہی کے لئے رائے عامہ مقامی اداروں کی رہنمائی کرسکتی ہے اور نئے آئین کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوگا کہ جدید مقامی اداروں کے فرائض اور اختیارات کس قدر وسیع ہیں ۔

غذائی مسئلہ

صدرالمہام بہادر مال نے سابقہ زرعی سالوں میں غلے کی برآمد کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ آخر دسمبر میں باجرے کی برآمد قطعا بند کردی گئی کیونکہ اس وقت یہ معلوم ہوا کہ بارش میں تاخیر کی وجہ سے فصل خریف متاثر ہوگئی ہے اور فصل آبی کے بارے میں بھی زیادہ توقع نہیں ۔ چنانچہ حیدرآباد کو یہاں پیدا ہونے والی جوار کی تمام مقدار کی ضرورت ہوگی خاص کر اس صورت میں جب کہ حکومت ہند حیدرآباد کو چاول کی معمولی مقدار درآمد کے آٹھویں حصہ سے زیادہ نہیں دے سکتی ۔ حیدرآباد نے برطانوی ہند کے لئے جو دالیں، مونگ پھلی، روغن دار تخم، نیل، کھلی اور دوسری چیزیں برآمد کی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ حکومت جس بنیادی اصول پر عمل کررہی ہے وہ یہ ہے کہ غلہ برآمد کرنے کی اجازت صرف اسی وقت دی جائے گی جب اسے قطعی طور پر یہ معلوم ہو کہ باشندگان ممالک محروسہ کی واجبی ضروریات پوری کرنے کے بعد برآمد کے لئے گنجائش ہے ۔ مسٹر گرگسن نے لفظ واجبی پر خاص طور سے زور دیا اور فرمایا کہ اسے وقت میں جب کہ ملک کے دوسرے حصوں میں غلہ کی شدید ضرورت ہے کسی شخص کو مناسب مقدار سے زیادہ غلہ نہ ملنے کہ حکومت سرکارعالی نے حیدرآباد اورسکندرآباد میں راشن بندی نافذ کردی ہے اور ورنگل میں بھی بہت جلد اس کا نفاذ ہو جائے گا ۔ ممالک محروسہ کے دوسرے شہروں میں بھی ابتدائی راشن بندی کے نفاذ کے احکام صادر ہوچکے ہیں اور بعض اضلاع کے صدر مقاموں اور متعدد قصبوں میں تعلقداروں نے کارڈوں کے ذریعہ ایک حد تک راشن بندی کا طریقہ جاری کردیا ہے ۔ عوام جو پہلے راشن بندی کے مخالف تھے یا اس کے متعلق مختلف قسم کے شکوک رکھتے تھے اب اسے وسعت دینے کے خواہاں ہیں لیکن چونکہ انتظامی سہولتیں محدود ہیں اس لئے اس کا نفاذ بتدریج ہوگا ۔

شکایات

راشن بندی کے خلاف شکایات کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ خواہ حیدرآباد کی طرح ہر شخص کے لئے

راتب کارڈ جاری کیا گیا ہو یا بعض قصبات کی طرح تمام خاندان کے لئے راتب مقرر کیا گیا ہو یا غلہ کی قلت والے اضلاع کی طرح رسد کی یک جا فراہمی کا انتظام کیا گیا ہو ہر جگہ جو شکایت ہے وہ غلہ کی قسم کے بارے میں ہے۔ تمام دشواریوں کا سبب یہ ہے کہ ہر ضلع میں دوسرے اضلاع کو برآمد کرنے کی غرض سے ایک یا زیادہ قسم کا غلہ کاشت کیا جاتا تھا اور اپنی ضروریات کے لئے یہ ضلع خاص قسم کے اجناس درآمد کرتا تھا۔ جنگ کے باعث نقل وحمل کی دشواریاں پیدا ہوگئی ہیں ان کی وجہ سے ہر ضلع اس پر مجبور ہوگیا کہ وہ جو اجناس کاشت کرتا ہے وہی زیادہ استعمال کرے اور محکمہ رسد کے لئے بھی یہ ممکن نہ ہوسکا کہ وہ چاول یا دوسرے اجناس کی خاص قسموں کی فراہمی کا انتظام کرے۔ پربھنی اور دوسرے ایسے اضلاع میں جہاں چاول کی کاشت نہیں ہوتی اس ضمن میں زیادہ مشکلات پیش آتی ہیں۔ مسٹر گرکسن نے یہ بھی فرمایا کہ سنہ ۱۳۵۲ف میں بیرون ممالک محروسہ سے صرف تین ہزار ٹن چاول حاصل ہوسکا حالانکہ جنگ سے قبل سالانہ ۱۷ ستر ہزار ٹن آتا تھا۔ اگرچہ کہ سنہ ۱۳۵۳ف میں ممالک محروسہ میں چاول کے زیر کاشت مجموعی رقبے میں ۲۷ فی صد اضافہ ہوا لیکن موسمی حالات کی خرابی کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ بے وقت بارش کے سبب زیادہ تر اضافہ فصل تابی کے تحت کیا گیا مجموعی پیداوار سنہ ۱۳۵۲ف کی پیداوار سے بھی کئی ہزار ٹن کم ہوئی اور اس طرح چاول کی قلت ہوگئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شہر حیدرآباد میں چاول کے راتب میں پچاس فی صد کمی کردی گئی۔ اس امر کی کوشش کی جائے گی کہ جن علاقوں میں چاول کی کاشت نہیں ہوتی وہاں چاول استعمال کرنے والوں کے لئے چاول کی زیادہ مقدار فراہم کی جائے۔ لیکن اس کا یقین اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک کہ سنہ ۱۳۵۴ف میں آبی اور تابی فصلیں اچھی نہ ہوں یا باہر سے مدد نہ ملے۔ اب تک تو بارش کی حالت اچھی رہی ہے اور ضلع پربھنی میں اب تک اوسطاً بارہ انچ بارش ہوئی ہے۔

مسلسل پروپگنڈہ کرنے کی ضرورت

صدرالمہام بہادر مال نے مجلس اغذیہ کے غیر سرکاری اراکین کو مسلسل پروپگنڈہ کرنے کی اہمیت پر متوجہ کیا اور اس بات پر زور دیا کہ دیہی باشندوں اور کاشت کاروں کے ذہن میں یہ خیال پیدا کردینے کی ضرورت ہے کہ غذائی مسئلہ کا انسانی ہمدردی سے گہرا تعلق ہے۔ مواضعات کے باشندوں کو قحط سے جو تجربہ حاصل ہوا ہے اس کی وجہ سے وہ اس دلیل کو بہت جلد تسلیم کرلیں گے کہ جب کسی مقام پر قحط رونما ہوتا ہے تو حکومت امدادی کام جاری کرکے اور بیرون ملک سے غلہ منگوا کے امداد کرتی ہے۔ اسی طرح اگر بڑے پیمانہ پر غلہ کی قلت ہو اور دوسری ریاستیں اور صوبے غذائی مشکلات میں مبتلا ہوں تو حیدرآباد کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی امداد کے لئے جس قدر ممکن ہوسکے غلہ روانہ کرے ورنہ اگر خود حیدرآباد میں کبھی قحط پڑا یا غلہ کی قلت ہوئی تو وہ ہندوستان کے دوسرے حصوں سے غلہ طلب کرنے کا مستحق نہ ہوگا۔ مسٹر گرکسن نے یہ توقع ظاہر فرمائی کہ امداد کا یہ سلسلہ جاری رہے گا اور اس میں اضافہ بھی کیا جائے گا کیونکہ اگر جنگ جلد ختم ہوگئی تب بھی دنیا میں وسائل نقل وحمل اور تجارت کی بحالی میں کئی سال لگیں گے اور ممکن ہے کہ غلہ کی نگرانی کا کوئی طریقہ مدت دراز تک جاری رہے۔ ہندوستان کی آبادی میں ہر سال پریشان کن حد تک اضافہ ہورہا ہے اور اس بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے غلہ فراہم کرنے کا مسئلہ بھی حل کرنا ضروری ہے۔

عہدہ داروں کی مشکلات

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے مسٹر گرکسن نے فرمایا کہ حکومت غلہ کی نگرانی کا جو کام انجام دے رہی ہے وہ بہت مشکل ہے۔ سرکاری عہدہ دار غذائی مسائل کھولت اور چلر فروشی کے کاروبار یا غلہ کی وصولی اور تقسیم کے ماہر نہیں لیکن حالات نے ان پر یہ ذمہ داری عاید کردی اور وہ بڑی تیزی سے اپنے انتظامات کی خامیاں دور کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اضلاع تعلقہ جات یا مواضعات کی

مجالس نے ارادہ کیا اگر متعلقہ عہدہ داروں کو ملطوں یا پیش آنے والی مشکلات سے آگاہ کریں گے تو حکومت کے لئے یہ امداد خاص اہمیت رکھے گی۔

استفسارات

مجالس کے معزز سرکاری ارکان سے متعدد سوالات کے جن کا جواب دیتے ہوئے مسٹر گرگسن نے فرمایا کہ ممالک محروسہ میں ممبئی کے کوئی سٹہ کو نافذ کرنے میں بعض مشکلات پیش آئیں گی تاہم حکومت اپنے بعض ترمیموں کے ساتھ جیسا اصلاع عرض اباد ... اور اورنگ آباد میں سنہ ۱۳۵۴ف میں نافذ کرے گی۔

Reg. No. M. 4391. رجسٹر نمبر ۱۸۳

معلومات حیدرآباد

جلد ۴ | بابت ماہ دے سنہ ۱۳۵۳ ف - نومبر سنہ ۱۹۴۳ ع | شمارہ ۲

فہرست مضامین

شائع کردہ — سررشتہ معلومات عامہ — حیدرآباد۔ دکن

حیدرآباد کوآپریٹیو انشورنس سوسائٹی محدود حیدرآباد دکن

اقتباس ویالیویشن رپورٹ بابتہ سال ۴۹ - ۵۲ ف

جناب کی انجمن کی پالیسیوں کے ۳۱ - امرداد سنہ ۱۳۵۲ ف پر ویالیویشن کا جو کام میرے سپرد کیا گیا تھا اس کی رپورٹ ذریعہ ہذا پیش کرنے کی مسرت حاصل کرتا ہوں ۔

آپکی انجمن کے اخراجات کا تناسب حسب سابق غیر معمولی طور پر کم ہے - جیسا کہ میں نے اپنی سابقہ رپورٹ میں ذکر کیا ہے - اب تک میری دانست میں تو ایسا کوئی اور بیمہ کا ادارہ نہیں ہے - جس نے ایسی کفایت شعاری سے کام کیا ہو - اور آئندہ بھی ایسی مثال ملنا دشوار ہے ۔

میں نے بہر حال اس تنقیح و جانچ میں وہی مروجہ سخت اصول استعمال کئے ہیں جو باضابطہ تجارتی ادارہ جات کے لئے برتے جاتے ہیں - اس کے علاوہ میں نے کئی حقیقی اور ممکنہ ذمہ داریوں کے لئے رقم محفوظ کر دئے ہیں اس لئے یہ ہوا ہے کہ جو بچت برآمد ہوئی ہے وہ در اصل عمداً کم سے کم حد پر لائی گئی ہے - لیکن اسکے باوجود مبلغ (۱۰ - ۲ - ۹۳,۸۴۸) روپے کی بچت برآمد ہوتی ہے ۔

گو اس میں شک نہیں کہ اس قدر کثیر نفع کے بعد بظاہر یہ کوئی مشکل امر نہیں معلوم ہوتا کہ گذشتہ بلکہ اس سے بھی بڑھی ہوئی شرح پر منافع کا اعلان کیا جائے - لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں آج کل کا زمانہ نوبی مفاجات کا ہے - اور مستقبل اس قدر غیر یقین اور پر خطر ہے کہ آئندہ کے متعلق پیش گوئی کرنا بالکل مشکل ہے - اور امریکہ اور برطانیہ جیسے ترقی یافتہ ممالک بلکہ خود ہندوستان کے بیمہ کے اداروں نے بزمانہ جنگ منافع کی تقسیم میں کافی احتیاط سے کام لیا ہے - سرکاری ادارہ جات بیمہ نے تو عام طور پر تقسیم منافع کے مسئلہ کو تا اختتام جنگ ملتوی کردیا ہے بلکہ دوران جنگ اعلان منافع کے متعلق قانوناً پابندی عاید کرنے کے مسئلہ پر بھی مرکزی مقننہ کے حلقہ جات میں گفتگو جاری ہے ۔

بہر حال اس وقت اعلان منافع ملتوی کرنا کوئی کمزوری کا ثبوت نہ ہوگا - بالخصوص آپ کی انجمن کی صورت میں - بلکہ مستقبل کے استحکام کے لئے یہ ایک محتاط قدم ہوگا - لیکن ایسے بیمہ کنندگان کا مفاد پیش نظر رکھنا لازمی ہے جن کی پالیسیاں بوجہ انتقال بیمہ کنندہ یا اختتام مدت آئندہ ویالیویشن کے قبل ختم ہوتی ہوں - لہذا میں سفارش کرتا ہوں کہ ۳۱ - امرداد ۱۳۵۲ ف کے بعد اور آئندہ ویالیویشن تک جو پالیسیاں بوجہ اختتام بیمہ کنندہ رجسٹرات سے خارج ہوئی ہوں ان پالیسیوں کی رقم میں حسب شرح سابقہ یعنی فوتی و میعادی پالیسیوں پر بالترتیب بحساب (۱۰) اور (۱۲) فی ہزار فی سال اقساط وصول شدہ یا شدنی پردرمیانی منافع (Inter in bonus) جمع کیا جائے ۔

ان پالیسیوں پر جو یکم شہریور ۴۹ ف و امرداد ۵۲ ف کے درمیان ختم ہوتی ہیں منافع ادا نہیں ہوگا - کیونکہ ان پالیسیوں کے بابتہ رقم پالیسی ایصال کی جا چکی ہوگی یا اگر ایصال طلب ہے تو اس قدر رقم فنڈ سے وضع کرلی گئی ہوگی - لہذا ایسی پالیسیوں کے متعلق کوئی منافع ایصال نہیں ہوگا ۔

منتخب اور آزمودہ سامان
سے بنائی ہوئی چیزیں جو کہ
زندگی بھر پائیدار رہیں

ساخت کی مضبوطی اور
ڈیزائن کی خوبصورتی الوین
کارخانہ کے فولادی فرنیچر

ALLWYN
STEEL FURNITURE

حیدرآباد

الوین میٹل ورکس لمیٹڈ

صدر دفتر اور کارخانہ صنعتی کارخانہ جات اعظم آباد حیدرآباد

نمائش گھر:- موسی بلڈنگ روبرو صدر ٹپہ خانہ انگریزی متصل عابد روڈ حیدرآباد دکن

تار کا پتہ:- آلوین حیدرآباد۔ دکن

معلومات حیدرآباد

جلد ۴ — دے سنہ ۱۳۵۳ ف - نومبر سنہ ۱۹۴۳ ع — شمارہ ۲

احوال و اخبار

سابق اور موجودہ وائسرائے۔ ہندوستان کے وائسرائے اور گورنر جنرل کی
حیثیت سے ساڑھے سات برس تک نہایت محنت اور جفاکشی سے کام کرکے بار فرائض سے سبکدوش ہونے کے بعد لارڈ لنلتھگو کو جو سکون اور آرام نصیب ہوا ہے وہ اس کے ہر طرح مستحق ہیں ۔ تاریخ ہند کے ایک نازک ترین دور میں اس ملک کی عنان قسمت ان کے ہاتھوں میں رہی اور اس زمانہ میں انہوں نے جو کام انجام دیئے ہیں ان پر تنقید و تبصرہ کا فرض آئندہ مورخوں پر چھوڑ کر ہم صرف اس حقیقت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں کہ کاشتکار انہیں بہت پسند کرتے تھے ۔ لیڈی لنلتھگو نے بھی اس ملک کی سماجی زندگی میں حصہ لے کر اپنی یاد کے دیرپا نقوش چھوڑے ہیں اور دق کے انسداد کی مہم سے انہوں نے جو گہری دلچسپی لی ہے وہ کبھی فراموش نہیں کی جاسکتی ۔

لارڈ ویول فن حرب کے ماہر اور مدبر ہیں ۔ ان کے وائسرائے ہند مقرر ہونے پر ہم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں ۔ نئے وائسرائے اس ملک کے لئے اجنبی نہیں کیونکہ وہ دو سال تک ہندوستان کے سپہ سالار رہ چکے ہیں اور اکثر باشندگان ملک انہیں عزیز رکھتے ہیں ۔ امید ہے کہ ان کے دور میں محوری خطرات کا خاتمہ ہو جائے گا اور یہ ملک ترقی و خوشحالی اور باہمی یگانگت و خیرسگالی کے ایک نئے دور میں داخل ہوگا ۔
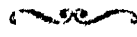
ایوان رؤسائے ہند کے گزشتہ جلسہ میں لارڈ لنلتھگو کی تقریر کا جواب دیتے ہوئے ہزہائنس جام صاحب نانگر نے یہ توقع ظاہر فرمائی تھی کہ انگلستان اپنے شریک حال دوستوں کو نظر انداز نہ کریگا ۔ اور حقیقت یہ ہے کہ لارڈ ویول سے زیادہ کوئی اور شخص اس توقع کے محرک جذبہ کی قدر نہیں کرسکتا کیونکہ وہ اس سے بخوبی طرح واقف ہیں کہ اتحادیوں کی متوقعہ فتح میں ہندوستان کا حصہ کتنا قابل قدر رہا ہے اور ہرا کسلنسی سے یہ حقیقت بھی پوشیدہ نہیں کہ ہندوستان نے جو شاندار امداد کی ہے اس میں ریاستوں کا حصہ ناقابل لحاظ نہیں ۔

وقت کی ایک اہم ضرورت ۔ آج کل جو اشیاء خوردنی دستیاب ہورہی ہیں ان کی غذائی قدر و قیمت اور صحت بخش غذاؤں کے استعمال کا مسئلہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور عوام کو اس سے آگاہ کرنا نہایت ضروری ہے کہ ان اشیا کے استعمال سے صحت پر کیا اثر پڑتا ہے اور آج کل جو امراض پھیلے ہوئے ہیں ان سے محفوظ رہنے کے لئے کونسی تدبیریں اختیار کی جائیں ۔ چنانچہ اس مقصد کے تحت معلومات حیدرآباد کے نمائندوں نے مقامی طبیبوں سے ملاقات کرکے اس بارے میں ان کے خیالات دریافت کئے ہیں جو آئندہ شمارہ میں شائع کئے جائیں گے ۔ جو حضرات ان امور کے متعلق فنی اعتبار سے اپنی رائے ظاہر کرسکتے ہیں ان کے لکھے ہوئے مختصر مضامین بخوشی قبول کئے جائیں گے ۔

حیدرآباد کا نظام ٹیلیفون ۔ بلدۂ حیدرآباد اور ممالک محروسہ کے دوسرے شہروں میں سنہ ۱۳۵۱ ف کے اختتام پر ٹیلیفونوں کی جو تعداد تھی اس کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

بلدۂ حیدرآباد	۱۸۶۲
ورنگل (جس میں بھونگیر اور جنگاؤں کے ٹرنک کال آفس بھی شامل ہیں)	۸۱
اورنگ آباد	۶۸
رائچور	۱۰

سنہ ۱۳۵۲ ف میں ۲۲۲ ٹیلیفونوں کا اضافہ ہوا اور ممالک محروسہ میں ان کی مجموعی تعداد ۲۲۴۳ ہو گئی ۔

حیدرآباد کا ٹیلیفونی نظام کل ہند نظام سے مربوط کردیا گیا ہے اور اب ہندوستان کے ہر حصہ سے ٹیلیفون کے ذریعہ گفتگو کرنے کی سہولت حاصل ہوگئی ہے شہر حیدرآباد کو تمام اضلاع کے صدر مقامات سے مربوط کرنے کی ایک اسکیم بھی حکومت نے منظور کی ہے جسے حالات موافق ہوجانے کے بعد روبہ عمل لایا جائے گا ۔

سرمایہ کاروں کے مفاد کا تحفظ ۔ جنگ کے پیدا کردہ حالات کی وجہ سے جب حیدرآباد میں رجسٹری شدہ بعض کمپنیوں کے حصص کی قیمت میں حد سے زیادہ اضافہ ہونے لگا ، جو صرف متعلقہ صنعتوں کے لئے مفید تھا ، تو حکومت نے سٹہ بازوں کو یہ تنبیہ کی کہ حصص سے متعلق اس بدعنوانی کی روک تھام کے لئے سخت تدابیر اختیار کی جائیں گی اور سرمایہ کاروں کو بھی حکومت نے یہ مشورہ دیا کہ وہ اقساط کے واقعی تعین سے قبل حصص خریدنے سے محترز رہیں، اور اپنے حصص دست بدست حاصل کریں ۔ لیکن اس تنبیہ اور مشورہ کا حسب منشاء اثر نہیں ہوا۔ چنانچہ حکومت نے مجبوراً قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکارعالی میں ترمیم کرکے حصص کی انتہائی قیمتیں مقرر کردی ہیں اور منتقلی کی سادی دستاویز کے عوض حصص کا کاروبار ممنوع کردیا ہے ۔ امید ہے کہ اس طرزکار کی وجہ سے حصص کی قیمتوں میں غیر حقیقی اضافہ کم ہوجائے گا اور سرمایہ کار سٹہ بازوں کی چالوں سے محفوظ رہیں گے۔ آئندہ ماہ حیدرآباد اسٹاک اکسچینج لمیٹڈ بھی کاروبار شروع کردیگا اور اس کی وجہ سے حالات میں مزید اصلاح ہو جائے گی ۔

مقامی زبانوں کی حفاظت ۔ عام طور سے لوگ اس حقیقت سے پوری طرح ناخبر نہیں ہیں کہ حکومت سرکارعالی نے اپنے نظام تعلیم میں تلنگی ، مرہٹی اور کنڑی کی تعلیم کا کس قدر معقول انتظام کیا ہے ۔ ممالک محروسہ کے تحتانی مدرسوں کی تمام جماعتوں میں اور لڑکیوں کے مدرسوں میں توآٹھویں جماعت تک مادری زبان میں تعلیم دی جاتی ہے ۔ غیر مسلم لڑکیوں کے لئے آٹھویں جماعت تک اردو کی تعلیم اختیاری کردی گئی ہے ۔ جن لڑکوں اورلڑکیوں کی مادری زبان اردو نہیں ہے ان کے لئے ادنی ثانوی درجوں میں مادری زبان کی تعلیم لازمی ہے سوا اس صورت کے کہ وہ سنسکرت کو اپنی مادری زبان پر ترجیح دیں اور اعلی ثانوی درجوں میں بھی اس کا انتظام کیا گیا ہے کہ خواہشمند طلباء اپنی مادری زبان کی تعلیم حاصل کرسکیں ۔ جامعہ عثمانیہ میں بھی ان زبانوں کی تعلیم کے لئے پوری سہولتیں فراہم کی گئی ہیں ۔ چنانچہ طلبا تمام جماعتوں میں اپنی مادری زبان کی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں اور تینوں مقامی زبانوں یعنی تلنگی ، مرہٹی اور کنڑی میں سے کسی ایک زبان میں ایم ۔ اے بھی کامیاب کرسکتے ہیں ۔

اس حقیقت کو نظر انداز کیا جارہا ہے کہ جامعہ عثمانیہ کے قیام سے پہلے مملکت حیدرآباد میں انگریزی زبان ذریعہ تعلیم تھی ۔ حکومت سرکارعالی نے صرف اتنا کیا کہ انگریزی کے بجائے اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جو اردو نہ جاننے والے طلبا کے لئے اتنی اجنبی زبان نہیں جتنی کہ انگریزی ہے ۔ چونکہ مقامی زبانیں کبھی ذریعہ تعلیم نہ تھیں اسلئے جو تبدیلی ہوئی وہ یہ نہیں کہ کسی مقامی زبان کے بجائے اردو کو ذریعہ تعلیم بنا دیا گیا ہو بلکہ انگریزی کے بجائے اردو زبان ذریعہ تعلیم بنائی گئی اور یہ حقیقت کسی تشریح کی محتاج نہیں کہ تلنگی، مرہٹی یا کنڑی بولنے والے طالب علم کے لئے اردو سیکھنا انگریزی سیکھنے سے بہت زیادہ آسان ہے ۔ اردو جس کا دوسرا نام ہندوستانی بھی ہے اس ملک میں دوسری زبانوں سے زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے اور یہی زبان بتدریج سارے ہندوستان کی مشترک زبان بنتی جارہی ہے ۔ چنانچہ اردو زبان کو زیادہ عام فہم بنانے کے خیال سے عربی فارسی اور سنسکرت کے غیر ضروری اور ثقیل الفاظ کے بجائے عام فہم اور آسان الفاظ رائج کئے جارہے ہیں ۔

حکومت نے حال ہی میں تعلیمات سے متعلق ایک آئینی مشاورتی مجلس قائم کی ہے جس میں تمام قوموں اور طبقوں کے غیرسرکاری نمائندے بھی شامل ہیں ۔ اعلی ثانوی جماعتوں میں مادری زبان کی تعلیم کو لازمی قرار دینا یا ایسے طلبہ کو جنکی مادری زبان اردو نہیں ہے اخلاقیات کے بجائے اپنی مادری زبان کی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت دینا ایسے مسائل ہیں جو اس مجلس کے دائرہ غورو فکر سے خارج نہیں ۔

ٹریزری بلز کی اجرائی - اعلحضرت بندگان عالی نے حیدرآباد میں ٹریزری بلز کے طریقہ کو رائج کرنے کی تجویز کو شرف منظوری عطا فرمایا ہے - یہ بلز حیدرآباد اسٹیٹ بنک کی معرفت جاری کئے جائیں گے - برطانوی ہند میں ٹریزری بلز کا طریقہ بہت اطمینان بخش رہا ہے اسلئے کہ ان کی اجرائی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ فاضل رقموں کو بازار سے ایسے زمانے میں حاصل کیا جائے جب کہ ختم سال پر سرکاری سکوں میں تو بالعموم کمی ہوجاتی ہے لیکن بازار میں ایسی فاضل رقمیں کثرت سے ہوتی ہیں جو تجارتی اغراض کے لئے درکار نہیں ہوتیں - بازار سے جو رقمیں اس طرح حاصل ہوتی ہیں وہ عام طور سے ایسے زمانہ میں واپس کی جاتی ہیں جب کہ مالگزاری وغیرہ کی وصول یابی کی وجہ سے حکومت کی نقدسکک بڑھ جاتی ہے اور کاروباری آدمیوں کو پیداوار کی خرید و فروخت اور دوسرے تجارتی اغراض کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے - یہ طریقہ اختیار کرنے کی وجہ سے حکومت کے لئے یہ ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ کم سے کم نقد سکک رکھکر کام کرسکے اور جب ضرورت ہو تو بازار کے کاروبار میں مزاحمت کئے بغیر ٹریزری بلز کے ذریعہ کم شرح سود پر تھوڑی مدت کے لئے رقمیں حاصل کرسکے -

چونکہ حیدرآباد کی پبلک اس طریقہ کار سے واقف نہیں ہے جو ٹریزری بلز کے متعلق برطانوی ہند میں رائج ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ طریق کار کی وضاحت کردی جائے - جب حکومت ٹنڈروں کی طلبی کا تصفیہ کرے گی تو محکمہ فینانس کی جانب سے ایک اعلامیہ پبلک کی (یعنی اہم بنکوں، فرموں، دلالوں وغیرہ) کی اطلاع کے لئے جاری کیا جائے گا - اعلامیہ میں اس کی صراحت کی جائے گی کہ ٹنڈر کس تاریخ پر قبول کئے جائینگے کتنی رقم کے لئے ٹنڈر درکار ہیں اور کس تاریخ پر منظورہ ٹنڈروں کی رقم وصول کی جائیگی -

حیدرآباد اسٹیٹ بینک کے دفتر میں کسی نمایاں مقام پر ایک مقفل صندوقچہ رکھا جائے گا جس پر ”ٹریزری بلز سرکارعالی کے ٹنڈر“ لکھا رہے گا - صندوقچے کی کنجی ایسے عہدہ دار کے پاس رہے گی جن کے تفویض ٹنڈروں کو کھولنے کا کام کیا جائیگا اور جو اس کے ذمہ دار ہونگے کہ مقررہ وقت سے پہلے صندوقچہ نہیں کھولا جائے - جو ٹنڈر مقررہ وقت کے بعد پیش ہونگے وہ قبول نہ کئے جائینگے بلکہ پیش کرنے والوں کو واپس کردئے جائینگے -

ٹنڈر کے لئے درخواستیں مقررہ فارم پر دینی ہوں گی یا کسی اور طریقہ پر جس سے صاف طور پر یہ واضح ہو کہ جن بلز کے لئے درخواست کی گئی ہو انکی میعاد کیا ہے مطلوبہ بلز کی مقدار رقم کتنی ہے اور ٹنڈر پیش کرنے والا کس شرح پر خریدنے پر آمادہ ہے - ہر سو روپیے عرق پر پیش شدنی شرح کو روپیہ آنہ پائی میں ظاہر کیا جائے گا -

ٹنڈروں کو کھولنے کے بعد حیدرآباد اسٹیٹ بینک وصول شدہ ٹنڈروں کے اعداد سے محکمہ فینانس کو جلد از جلد مطلع کریگا اور ٹنڈروں کی تعداد اور ہر شرح والے ٹنڈروں کی مجموعی مقدار کو علحدہ علحدہ درج کیا جائے گا - ٹنڈروں کے بارے میں یہ اطلاع وصول ہونے پر محکمہ فینانس ٹنڈروں سے متعلق تصفیے کی بابت ایک یادداشت مرتب کرے گا جو دوسرے دن صبح کو شایع کی جائے گی - منظورہ ٹنڈر پیش کرنے والوں کے لئے جو مقدار مقرر کی جائے گی اسکے متعلق انہیں اسطرح اطلاع دیدی جائے گی کہ وہ دوسرے دن کاروبار شروع ہونے کے وقت تک اس سے مطلع ہوجائیں - جن لوگوں کے ٹنڈر قبول نہ کئے جائینگے انہیں بھی اس کی اطلاع دے دی جائے گی- اگر وصول شدہ ٹنڈر پیش کی ہوئی رقم سے زیادہ ہونگے تو حسب ضرورت مناسب تقسیم کی جائے گی دس ہزار روپیے کے حاصل ضرب کے اعتبار سے تقسیم کی مقداریں مقرر کیجائینگی اگر کسی وقت متناسب بنیاد پر حساب لگانے سے کسی شخص کے لئے مقرر کی ہوئی مقدار دس ہزار یا اس کے حاصل ضرب سے کم یا زیادہ ہو تو محکمہ فینانس کو اس کا پورا اختیار ہوگا کہ :—

(الف) کسی خاص ٹنڈر پیش کرنے والے کے لئے اعلان کردہ مقدار سے کم یا زیادہ شرح مقرر کرے تاکہ مقرر کی ہوئی مقدار کم سے کم دس ہزار روپیے یا اس کا کوئی حاصل ضرب ہوجائے - یا

(ب) اگر اس صورت میں مقدار مقرر نہ کرنا ہی زیادہ مناسب ہو تو کوئی مقدار مقرر ہی نہ کرے -

اگر کوئی ٹنڈر پیش کنندہ اپنا حصہ اس تاریخ پر حاصل نہ کرے گا جس کا ذکر اس کے موسومہ خط بابت تقسیم میں کیا گیا ہو تو محکمہ فینانس کو اختیار ہو گا کہ دوسرے اعلی تر ٹنڈر کو قبول کرے اور سابقہ ٹنڈر پیش کنندہ سے نقصان کی پابجائی کرائے -

مناسب داموں پر غریبوں کے لئے اغذیہ کی فراہمی

۔ سرکار عالی کا منشاء

اهم اجناس کی قیمتوں کا تعین فی روپیه چهه سیر سفید جوار کے اساس پر هوگا

ذخیره بازی اور نفع اندوزی کے انسداد کے قوانین کی سختی سے تعمیل کرائی جائیگی

خود غرض تاجروں کو ناکام کرنے کے لئے حکومت اجناس کے ذخائر قائم کرے گی

صدر المهام بهادر مال نے گزشته هفته مسئله اغذیه سے متعلق صحافتی کانفرنس کو مخاطب کرتے هوئے فرمایا که اغذیه کے مسئله کا حل در حقیقت قیمتوں کی نگرانی' شهروں اور دیهی علاقوں میں نگرانی سے متعلق قوانین کے نفاذ اور شهروں اور متاثره علاقوں میں اجناس خوردنی کی مناسب تقسیم پر منحصر هے۔ قواعد تحفظ ممالک محروسه سرکار عالی کے تحت جو نئے احکامات نگرانی منظور هوئے هیں ان کے مطابق تهوك فروشوں چلر فروشوں اور بڑے کاشتکاروں پر یهه پابندی عاید کردی گئی هے که وه اجازت نامے حاصل کریں اور هر مهینے اپنے مقبوضه ذخائر سے مطلع کرتے رهیں۔ اس کے علاوه چوری سے غله لانے اور لے جانے کی روك تهام کے لئے بهی ایك مهم جاری کی گئی هے۔ ان امور کی وضاحت کے بعد صدر المهام بهادر مال نے راتب بندی کی اهمیت اور فوائد بیان کرتے هوئے فرمایا که "یهه سب جد و جهد اس لئے کی جارهی هے که غربا کو واجبی قیمت پر غذا ملے اور وه زندگی کے مصائب سے محفوظ رهیں۔ چنانچه قیمتوں پر از سر نو نگرانی عاید کی جارهی هے اور اهم اجناس خوردنی کی قیمتوں کے انتهائی نرخ سفید جوار کی چلر قیمت کے اعتبار سے، جو ملك کی اهم ترین غذا هے، اس طرح مقرر کی جارهی هے که جوار کی قیمت شهر حیدرآباد میں فی روپیه چهه سیر سے کم نه هو۔ اس کے ساتهه هی دیگر ضروریات زندگی کی قیمتوں پر بهی نگرانی قائم کی جارهی هے اور ذخیره بازی اور نفع اندوزی کے انسداد کے لئے ایك دستور العمل نافذ کیا جارها هے"۔

هندوستان میں مسئله اغذیه کی ابتداء حسب ذیل وجوه کی بناء پر هوئی هے۔ (۱) برما کا سقوط جس کی وجه سے تقریباً ۱۲ لاکهه ٹن سالانه چاول کی درآمد بند هوگئی۔ (۲) اکتوبر سنه ۴۳ع میں طوفانی بارش کی وجه سے بنگال میں ذخائر کی تباهی (۳) کاشتکاروں کے مال کو روك رکهنے اور زیاده اجناس کے صرف کرانیکی وجه سے فروخت شدنی ذخائر میں کمی۔ (۴) ان اشخاص کا جن کی آمدنیاں پهلی مرتبه زیاده هوگئی تهیں اجناس خوردنی کا زیاده استعمال کرنا (۵) موجوده ذخائر کا خفیه اور ناجائز فروخت کے لئے چهپا رکهنا (۶) افراط زر اور (۷) حمل ونقل کی دشواریاں پنجاب، صوبه جات متحده، صوبه جات متوسط و برار اور اڑیسه کی طرح حیدرآباد بهی اجناس خوردنی کی برآمد کرنیوالا ملک هے میں نے حالیه مرکزی مشاورتی کمیٹی اغذیه کے اجلاس میں اس پر زور دیا تها که مسئله اغذیه پورے هندوستان کا مسئله هے۔ اگر هندوستان کے کسی ایک حصه میں بهی فاقه کشی هو تو سارا هندوستان متاثر هوگا۔ جسکی مساعی پر اثر پڑیگا۔ افواهیں پهیلینگی

اور اسلئے نتیجہ کے طور پر خوف پیدا ہوگا اور انسان کے اپنے ہاتھوں لائے ہوئے قحط کا امکان پیدا ہوجائیگا۔

پس بحیثیت ہندوستانی ہونے کے یہ ہر حیدرآبادی کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ بجائے اس کے کہ دوسرے علاقوں مثلاً بنگال ۔ کیرالا ۔ اور جنوبی بمبئی کو مصیبت اور فاقہ کشی میں مبتلا دیکھیں۔ پوری کفایت شعاری کرکے اور کچھ ایثار کرکے ان علاقہ جات کو اجناس خوردنی برآمد کرنے کی امکانی کوشش کریں ۔ راتب بندی کے متعلق حیدرآباد کے بعض پبلک باشندوں نے نکتہ چینی کی ہے کہ جب ملک میں کافی رسد موجود ہے تو پھر راتب بندی کی کیا ضرورت ہے اور بعض دیگر باشندہ اصحاب نے اس کے برعکس یہ کہا ہے کہ چونکہ حیدرآباد میں اغذیہ کی قلت ہے راتب بندی نہونی چاہئے۔

راتب بندی کے فوائد

ہندوستان کے عمومی نکتہ نظر سے راتب بندی کی ضرورت اس لئے ہے کہ یہ ہم میں ہم ملک بھائیوں کی مصیبت کا احساس پیدا کرتی ہے ۔ اور یہی وہ واحد ذریعہ ہے جس کی بدولت متمول افراد کو ایثار نہ کرنے سے روکا جاسکتا ہے ۔ ایسی صورت میں جبکہ غریب فاقوں میں مبتلا ہیں اور اس کی بدولت اجناس کی دوکانوں پر انسانوں کا جو تانتا بندھا رہتا ہے ۔ اسکا انسداد ممکن ہے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ اس قسم کے ہجوم کی وجہ سماجی بےچینی اور ملک میں خوف و ہراس پھیلتا ہے ۔

اسی طرح راتب بندی کے ذریعہ رائے عامہ کی سطح ذخیرہ کرنے والے اشخاص اور حریص نفع کمانیوالوں کے خلاف عمل میں لائی جاسکتی ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کی اسلئے بھی ضرورت ہے کہ ہندوستان دیگر ممالک سے اغذیہ کا مطالبہ کرسکے ایسے وقت میں جبکہ ممالک مذکور میں جہازوں اور دیگر حمل و نقل کے ذرائع کی کمی ہے ۔ ایسے ممالک یہ پوچھ سکتے ہیں کہ ,, کیا آپ اس کی امید رکھتے ہیں کہ ہم اپنا غلہ اور جہاز آپ کو دیں اور آپ اس کے لئے کبھی تیار نہ ہوں کہ راتب بندی کے ذریعہ اپنی رسد کی منصفانہ تقسیم کریں ،، اور ہندوستانی اس باب میں متفق ہیں کہ طویل المدت پروگرام کا یہ جز ولاینفک ہے۔ بلکہ حیدرآباد اور ورنگل میں بھی جہاں سرکار عالی نے راتب بندی کے فوری نفاذ کو کل ہند مسئلہ اغذیہ کے حل کا ایک ذریعہ قرار دیا ہے، عام لوگوں نے غرباء کی مشکلات کو تسلیم کرتے ہوئے فراخ دلی سے غذائی امداد کے لئے چندے دئے ہیں ۔ یہاں ارزان فروشی کی دوکانوں کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ان دوکانوں کو ایسے لوگوں کے ہجوم سے بچایا جائے جو حقیقی معنوں میں امداد کے مستحق نہیں ہیں اور جنہیں معمولی دوکانوں پر جانا چاہئے تاوقتیکہ راتب بندی کے کارڈ تمام افراد کو نہ دئے جائیں جنمیں ہر ذریعہ سے خرید کا مواد درج ہو ۔

حیدرآباد میں صورت حال

ممالک محروسہ کی حد تک اگر کوئی غذائی مسئلہ ہوسکتا ہے تو اس کا تعلق آبادی کے اس غیر مزدور پیشہ غریب طبقہ کی ان مشکلات سے ہے جو قیمتوں کے بڑھ جانے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں ۔ اور ثانیاً اس کا تعلق ان مقامی مصائب سے ہے جو فصلوں کی خرابی کیوجہ سے پیدا ہوئی ہیں ۔ جیسے کہ کئی سال سے اضلاع کرناٹک کے بعض حصہ کا حال ہے ۔ خوش قسمتی سے وہاں اس سال فصلیں اچھی ہیں ۔ تیسرا ذیلی مسئلہ اجناس خوردنی کی ان جنوبی علاقوں میں تقسیم کا ہے ۔ جہاں مونگ پھلی اور ارنڈی نے اجناس خوردنی کی بڑے رقبہ جات میں جگہ لی ہے ۔

ہمارے اہم مقامی مسئلہ کا حل سوائے اس کے نہیں ہے کہ قیمتوں پر نگرانی رکھی جائے اور دیہی اور شہری رقبہ جات میں شدت سے اس کا نفاذ کیا جائے اور ساتھ ہی اس کا انتظام ہو کہ شہروں اور ایسے علاقوں میں جہاں اجناس کی کمی ہے انکی تقسیم معقول طریقہ پر ہو ۔

قیمتوں میں مصنوعی اضافہ راست نتیجہ ہے اس افراط زر کا جو برطانوی ہند میں خصوصاً پیدا ہوگئی ہے اور اس رسد کی کمی کا جو قحط سالی اور برما کے سقوط کی وجہ سے واقع ہوئی ہے۔ نیز خوشحال طبقہ کے اس رجحان کا جو آیندہ گرانی کے اندیشہ سے یکساں طور پر کاشتکار تاجر اور صارف کو ذخائر کے روک رکھنے پر مائل کرتا ہے ۔

اس مخالف سماج رجحان کے انسداد کے لئے سرکار عالی نے قواعد تحفظ حیدرآباد کے تحت احکام نگرانی اجناس نافذ فرمائے ہیں اور ہر تھوک فروش خلر فروش اور بڑے کاشتکار کو پابند کیا گیا ہے کہ لائسنس حاصل کرے اور ہر مہینہ اپنے ذخائر کا مواد دے ۔ اور اس طرح ہر اس شخص کا جس کے یہاں دس من سے زیادہ

غلہ ہویہ فریضہ گردانا گیا ہے کہ وہ اپنے ذخیرہ کی اطلاع سرکاری عہدہ داروں کو دے ۔

خلاف ورزی کی سزا

سیکڑوں نظائر ایسے موجود ہیں جن میں اس قانونی ذمہ داری سے گریز کیا گیا ۔ حکومت ایسے افراد کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آنا چاہتی ہے اور اس غرض سے مال اور پولس کے عہدہ داروں کا تقرر کیا گیا ہے ۔ نیز انعامات کا اعلان ان مخبروں کے لئے کیا جارہا ہے جو مخفیہ ذخائر کی اطلاع دیں ۔ مخبروں کے نام نہایت راز میں رکھے جائینگے ۔

قیمتوں میں اضافہ اسلئے بھی زیادہ تیزی سے ہورہا ہے کہ سرحدی مقامات سے اجناس چوری سے برآمد کئے جارہے ہیں اسلئے کہ مدراس بمبئی اور ریاست ہائے دکن میں قیمتیں نسبتاً زیادہ گراں ہیں ۔ اس ناجائز برآمد کے سدباب کے لئے ضروری تدابیر اختیار کیجارہی ہیں ۔

بعض خوشحال صارفین نے حالت کو اور بھی نازک اس طرح کردیا ہے کہ بڑی مقدار میں اجناس خرید لئے جارہے ہیں تاکہ مزید گرانی سے خود کو محفوظ رکھیں ۔ اغذیہ کی راتب بندی ہندوستان کے دیگر حصص کی طرح بلدہ حیدرآباد اور ورنگل میں نافذ کی جارہی ہے تاکہ دولتمند لوگ غریبوں کے ساتھ ذخائر کے حاصل کرنے میں اونچی قیمتیں دیکر مقابلہ پر نہ اترسکیں ۔

غریبوں کی امداد

یہ سب جدوجہد اسلئے کی جارہی ہے کہ غرباء کو واجبی قیمت پر غذا ملے اور وہ زندگی کے مصائب سے محفوظ رہیں ۔ اس غرض کی پیش رفت میں قیمتوں پر نگرانی از سرنو عائد کی جارہی ہے اور اہم اجناس خوردنی کی قیمتوں کی انتہائی شرح سفید جوار کی چلر قیمت کے اعتبار سے جو ملک کی اہم ترین غذا ہے اس طرح مقرر کی جارہی ہے کہ جوار کی قیمت بلدہ میں فی روپیہ چھ سیر سے کم نہو ساتھ ہی دیگر ضروریات زندگی کی قیمتوں پر بھی نگرانی قائم کیجارہی ہے اور اس غرض سے نفع اندوزی اور ذخیرہ بندی کے انسداد کی خاطر دستورالعمل نافذ کیا جارہا ہے ۔

گزشتہ تجربہ اس امر کا شاہد ہے کہ قیمتوں کی نگرانی بے اثر ہوتی ہے تاوقتیکہ سرکار خود کافی وسیع پیمانہ پر اجناس کے ذخائر فراہم کرکے ان کو اس وقت بازار میں نہ لائے جب تجارت پیشہ سرکار عالی کی پالیسی کو جو قیمتوں کی نگرانی سے متعلق ہوبے اثر کرنے کے لئے مال اپنی منہ مانگی قیمتوں کے سوا بیچنے سے انکار کریں ۔

ذخائر کے محفوظات حسب ذیل طریقہ پر مہیا کرنے کا تصفیہ کیا گیا ہے ۔

(۱) ہر کاشتکار سے اس کے اس رقبہ پر جو اس سنہ اجناس خوردنی کے تحت حقیقتاً کاشت کیا ہو حصہ پیداوار حاصل کیا جائیگا جو مرہٹواڑی اور کرناٹک میں فی ایکڑ ایک من کی اجناس اور تلنگانہ میں نصف من فی ایکڑ اجناس مذکور سے زیادہ نہوگا اور دھان کی حد تک ہر دو علاقہ جات میں اس کی مقدار فی ایکڑ دو من یا ایک من چاول سے زیادہ نہوگی ۔

(۲) حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن بازار میں جسقدر باجرہ اور مکئی آئے اجارہ داری کے اصول پر خرید کرلیگا ۔

(۳) تاجروں اور بڑے کاشتکاروں سے نگرانی شدہ قیمتوں پر حسب ضرورت ذخائر طلب اور حاصل کئے جائینگے ۔

(۴) اجناس انجمن ہائے اتحادی کے ذریعہ کاشت کاروں سے مواضعات میں راست مال خریدا جائیگا ۔

اس سے قطع نظر کہ قحط زدہ مقامات کی دستگیری حیدرآباد کا اخلاقی وانسانی فریضہ ہے خود حیدرآباد کے صارفین کے لئے یہ ایک مفید عمل ہے کہ زائد ذخائر معمول کی طرح بیرون ملک برآمد کئے جائیں ۔ ورنہ ہمسایہ صوبہ جات وغیرہ میں روز افزوں گرانی ممالک محروسہ میں بالواسطہ یا بلا واسطہ اجناس کی قیمت کی سطح کو ضرورت سے زیادہ بلند کردیگی ۔

سرکار عالی نے حال میں اس منشاء سے کہ اجناس کا کاشت شدہ رقبہ اور پیداوار کا ایک حد تک صحیح اندازہ ہوسکے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر فصل پر زرعی پیداوار کے اعداد و شمار فراہم کئے جائیں ۔ چنانچہ اس وقت اس نوعیت کی پہلی مہم اضلاع میں جاری ہے ۔

اغذیہ کی راتب بندی

چند غلط فہمیوں کا ازالہ

حکومت سرکار عالی نے حسب ذیل پریس نوٹ جاری کیا ھے اخبارات اوردیگر رپورٹوں سے پتہ چلتاھے کہ راتب بندی کے متعلق عوام میں بعض غلط فہمیاں پیدا ھوگئی ھیں ۔ ایک غلط فہمی تو یہ ھے کہ اغذیہ کی راتب بندی مثل شکر اور روغن گیس کے فی خاندان ماھانہ کوپن کے اساس پر عمل میں لائی جائیگی۔یہ قطعاً غلط ھے اس لئے کہ اغذیہ کی راتبندی میں انفرادی کارڈ تقسیم کئے جائیں گے جو ایک سال کی مدت کے لئے کار آمد ھونگے اور ھرشخص اس کارڈ کو پیش کر کے ہفتہ میں دو بار اناج حاصل کرسکیگا ۔ اس کا یہ مطلب ھوا کہ ھر وہ خاندان جس کے پاس متعدد انفرادی کارڈ موجود ھوں کوئی نہ کوئی کارڈ پیش کرکے ھر روز غلہ حاصل کرسکیگا۔ عملہ راتب بندی کی جانب سے ان کارڈوں کو مکانات پر تقسیم کیا جائیگا مزید احتیاط کے طور پر کارڈکی تقسیم کے دس پندرہ دن بعد تک راشننگ کا نفاذ نہ کیا جائیگا تا کہ اگر کسی شخص کو کسی وجہ سے کارڈ نہ ملا ھوتواس کواتنا وقت مل سکے کہ وہ دفتر وارڈ راشننگ پر رجوع ھو کر کارڈ حاصل کرلے ۔ اس انتظام کے باوجود اگر کسی شخص کو کارڈ نہ ملے تب بھی اس کو کسی صورت میں بھی فاقہ کشی کی مصیبتوں سے دو چار ھونا نہ پڑیگا اسلئے کہ ایسی صورت میں فوراً ھی بلا کسی تنقیح کے موقتی قلیل المدت کارڈ اجرا کیا جائیگا جسکی تنقیح بعد میں انسپکٹر کے ذریعہ عمل میں لائی جائیگی۔ ایک چوتھی احتیاطی تدبیر یہ ھے کہ ایسے لوگوں کو جو نو وارد ھوں یا جن کے پاس راشن کارڈ نہ ھوں ھوٹل اور چاء خانوں میں بلا کسی دشواری کے قلیل مدت کے لئے بلا کارڈ کھانے پینے کی چیزیں مل جائیں ۔ ان تمام تدبیروں کے بعد کسی شخص کے محض راشن کارڈ نہ ھونیکی وجہ سے فاقہ کشی کی مصیبت میں گرفتار ھونے کا امکان باقی ھی نہیں رہتا۔

دوسری غلط فہمی جو عوام میں پھیلی ھوئی ھے وہ یہ ھے کہ راتب بندی میں رسد کی مقدار بالکل ناکافی ھوگی ۔ اس کے متعلق اس امر کی وضاحت مناسب ھوگی کہ اکائی یا انفرادی رسد کے تعین کا انحصار ذخیرہ کی مقدار پر ھوگا اور اگر ذخیرہ کافی

ملاحظہ ھو صفحہ (۹)

عہدہ داران راتب بندی کی مدد کیجیے

چونکہ راتب بندی ناگزیر ھے اسلئے حیدرآباد میں اسے کامیاب بنانے کی غرض سے سب سے پہلے یہ ضروری خیال کیا گیا کہ مکانوں اور ان کے باشندوں سے متعلق صحیح اعداد و شمار فراھم کئے جائیں ۔ اس کام میں ذمہ دار عہدہ داروں کو سہولت مہیا کرنے کیلئے حکم رسد ممالک محروسہ سرکارعالی میں دفعات قایم کی گئی ھیں اسلئے باشندگان حیدرآباد کا آئینی فرض ھے کہ وہ مکانات شمار کرنے اور اغراض راتب بندی کے لئے ضروری معلومات بہم پہنچانے میں متعلقہ عہدہ داروں کا ھاتھ بٹائیں ۔ اس قانون کے تحت عہدہ داران مذکور کے فرایض میں مزاحم ھونے یا بالارادہ غلط معلومات مہیا کرنے کی سزاء چھ ماہ تک کی قید بامشقت ھوسکے گی اور پانچ سو روپیے تک کا جرمانہ بھی عاید ھوسکے گا ۔

مکانات اور ان میں رھنے والوں کا صحیح شمار کامیاب راتب بندی کی اولین شرط ھے ۔ مکانات پر جو نشانات لگائے جائینگے اگر انھیں غیر ذمہ دار اشخاص تحریف و ترمیم کردیں اور اس بناء پر یہ مکانات اندراج سے خارج کردئے جائیں تو ان کے باشندے بھی شمار سے خارج ھوجائینگے جس کا مطلب یہ ھوگا کہ وہ اپنا راشن کارڈ پانے کے مستحق نہ رھینگے ۔ اس سے قطع نظر صحیح شمار کی ضرورت اسلئے بھی ھے کہ ھرمکان کے رھنے والوں کی صحیح تعداد اوران کی مختلف عمریں معلوم ھوجائیں تا کہ طلب کا اندازہ کرکے رسد کی تقسیم عمل میں لائی جاسکے ۔

باشندگان حیدرآباد سے توقع کی جاتی ھے کہ وہ اس معاملے میں عہدہ داروں کے ساتھ کامل تعاون کرینگے۔ اس قسم کا تعاون نہ صرف قانونی فرض ھے بلکہ ایک اخلاقی فریضہ بھی ھے جو ان پرخود اپنی اور اپنے ھم شہروں کی طرف سے عاید ھوتا ھے ۔

عورتوں اور بچوں کی طبی امداد

دیہی باشندوں کی فلاح و بہبود سے اعلی حضرت بندگان عالی کی دلچسپی

ڈاکٹروں اور نرسوں کی مزید ضرورت کے بارے میں شہزادی نیلوفر کا اظہار خیال

انجمن امداد طبی برائے خواتین و اطفال کا ایک جلسہ شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ کے زیر صدارت ہل فورٹ پیلس میں گزشتہ ہفتہ منعقد ہوا تھا جسے اعلی حضرت بندگان عالی نے حسب ذیل پیام شاہانہ سرفراز فرمایا۔

''مجھے یہ معلوم کرکے بڑی مسرت ہوئی کہ خواتین و اطفال کی طبی امداد کے لئے ایک انجمن قائم کی جارہی ہے جس کی صدر شہزادی نیلوفر اور سرپرست اعلی شہزادی برار ہیں ۔ انجمن کے مقاصد مملکت کے قومی تعمیری نظام میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں ۔ مجھے بطور خاص یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ انجمن دیہی رقبوں میں بھی طبی امداد بہم پہونچائے گی جہاں اس کی بڑی ضرورت ہے ۔ میری تمنا ہے کہ انجمن کو ہر طرح کامیابی نصیب ہو،،۔

ہر ہائنس شہزادی صاحبہ برار نے جلسہ کا افتتاح فرماتے ہوئے یہ توقع ظاہر فرمائی کہ بہت جلد اس انجمن کی شاخیں ممالک محروسہ کے دیہی علاقوں میں بھی قائم کردی جائیں گی ۔

صدارتی تقریر

شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ،، ہمارے دیہی علاقوں میں مضر صحت حالات کی جو کثرت ہے اور ان سے قومی زندگی جتنے خطرات میں مبتلا ہے اس کا اندازہ ولادت و اموات کے اعداد اور زچاؤں اور بچوں کے پریشان کن واقعات ہلاکت سے کیا جاسکتا ہے ۔ چنانچہ حساب لگایا گیا ہے کہ ایک ہزار کی آبادی میں ۱۵۰۱ سوکھے کی بیماری میں، ۲۵۰۱ سب کوری کے مرض میں ۵۰ سے زیادہ جنسی امراض میں ۱۰۰۶ جذام میں ۶ دق میں ۳۲۲ نابینائی میں اور ۳ اشخاص دماغی فتور اور دیوانگی میں مبتلا ہوتے ہیں ۔ ماؤں کی عمر پہلے بچے کی پیدائش کے وقت اوسطاً ۱۶ سال ہوتی ہے ۔ زچگی کے ہر ایک ہزار میں سے ۱۶۰ بچے موت کا شکار ہوجاتے ہیں اور ایک ہزار میں سے ۲۶۵۲۸ تک زچائیں زندگی سے ہاتھ دھوبیٹھتی ہیں ۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان حالات پر توجہ کرنے، طبی امداد بہم پہونچانے، اصول حفظان صحت کا شعور پیدا کرنے اور نشر و اشاعت کے ذریعہ پبلک کو تربیت دینے کی ضرورت کتنی شدید ہے۔

''ساری بیماریوں سے خوفناک تباہیاں پھیلتی ہیں یہ ایک موروثی لعنت کی حیثیت سے نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی رہتی ہیں اور انسانی زندگی میں خوفناک درد و انتشار کا باعث بن جاتی ہیں ۔ ان کی بدولت بے گناہ معصوم بچوں کو ایسے جرموں کی سزا بھگتنا پڑتی ہے جن سے انہیں کبھی واسطہ نہیں رہا ۔ اس قسم کی خستہ بیماریاں اندھے پن، جنون اور فالج کی شکل اختیار کرلیتی ہیں اور ان بے چاروں کو مردہ بہ شکل زندہ بنا دیتی ہیں ۔ اس لئے ہماری ناگزیر ضرورت صرف یہی نہیں ہے کہ اس دائمی خطرے کا سدباب کرنے کے لئے شفاخانوں کا انتظام کریں بلکہ موجودہ مصیبتوں کو کم کرنے کے علاوہ آئندہ نسلوں کو ان قوم کشی بیماریوں سے محفوظ رکھنا بھی ہمارا فرض ہے۔

دق

''اسی طرح ایک اور خطرناک دشمن دق کی بیماری ہے جو خصوصیت کے ساتھ عورتوں کو اپنا ہدف بنائے ہوئے ہے ۔ ہماری انجمن عورتوں اور بچوں کے لئے دق کے شفاخانوں کی تعداد بڑھانے میں بھی مدد دے گی ۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ جب دق میں ایک شخص مرتا ہے تو اپنے پیچھے اس بیماری سے متاثر دس اشخاص چھوڑ جاتا ہے ۔ دوران حمل میں جو عورتیں خون کی کمی سے بیمار ہوتی اور مرتی ہیں ان کی تعداد معاشرتی ماحول سے قطع نظر عفونت سے

بیمار اور ہلاک ہونے والی عورتوں کی تعداد سے کچھ ہی کم ہوتی ہے۔ چنانچہ خون کی کمی کا علاج کرنے والے مرکزوں کا قیام بھی نہایت ضروری ہے۔ میرا خیال ہے کہ زچگی خانے اور بہبودی اطفال کے جو مرکز پہلے سے قائم ہیں ان میں اس شعبہ کا بھی اضافہ کر دیا جائے اور طبی تجربہ خانوں سے بھی ان کا قریبی ربط قائم کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ ہمارا سررشتہ طبابت اس تجویز کا خیر مقدم کرے گا۔

تیمارداری

"ہماری انجمن کی کامیابی بڑی حد تک ایک مکمل نظام تیمارداری کی تنظیم پر منحصر ہوگی۔ یہ معلوم کر کے آپ کو دلچسپی کا باعث ہوگا کہ پورے ہندوستان میں نرسوں کی موجودہ تعداد ۷۵۰۰ اور ڈاکٹروں کی تعداد ۴۰۰۰۰ ہے۔ بھور کمیٹی کا جو پمفلٹ ہندوستانی حالات صحت کے متعلق شائع ہوا اس میں لکھا ہے کہ اگر ہندوستان میں ہر دو ہزار کی آبادی کے لئے ایک معالج ہو تو پورے ملک کے لئے ۲۰۰۰۰۰ ڈاکٹر درکار ہوں گے۔ ان اعداد سے واضح ہوگا کہ ہم مناسب طبی امداد کی کتنی سخت ضرورت ہے۔ میرے خیال میں ہماری سب سے پہلی کوشش لائق اور تجربہ کار نرسوں کی بھرتی ہونی چاہئے۔ یہ انجمن سررشتہ طبابت کے تعاون سے نرسوں اور حفظان صحت کے اصول سے آگاہ کرنے والے افراد کی تربیت کا انتظام کریگی۔

سماجی کارکنوں کی ضرورت

"میں نے اب تک طبی امداد کے ذریعہ بیماریوں کے انسداد پر بحث کی ہے، لیکن ان امراض کی جڑوں کا مکمل استیصال اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم لوگوں میں سماجی کام معقول حیثیت سے سرانجام نہ پائے۔ اس کے لئے ہمیں ایسے سماجی کارکنوں کی ضرورت ہوگی جن کا یہ فرض ہوگا کہ پاک و صاف زندگی بسر کرنے کی اہمیت سے لوگوں کو پوری طرح آگاہ کریں۔ امید ہے کہ حکومت بھی اس اہم ضرورت سے متعلق ضروری قوانین وضع کر کے ہماری مدد کرے گی۔

لیکن یہ واضح رہے کہ جب تک ہمارے ملک کے تمام طبقات تعاون نہ کریں قومی نقطۂ نظر سے ایسا اہم اور وسیع کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے میں ان تمام لوگوں سے جو آج یہاں موجود ہیں اور امیروں، جاگیرداروں، ہمدرد نوع انسان شہریوں اور حیدرآباد کے قومی خدمت کا جذبہ رکھنے والے مردوں اور عورتوں سے اپیل کرتی ہوں کہ اس خطرہ کو محسوس کریں جو بیماریوں کے سلسلہ کی شکل میں ہمارے ملک کو درپیش ہے اور بہ اصرار یہ درخواست کرتی ہوں کہ اس قومی مقصد میں ہماری پوری اعانت کریں۔"

نرسوں کی تنخواہیں

صدارتی تقریر کے بعد اس انجمن کے معتمد نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے یہ اعلان کیا کہ حال ہی میں ایک شہری مسٹر سری رام جی نے [illegible] روپے کے مصارف سے ایک زچگی خانہ قائم کرنے کی پیش کش کی ہے۔

انجمن کے خازن نے حاضرین جلسہ کو مطلع کیا کہ اب تک ۱۰۰۰ اشخاص اس انجمن کے رکن بن چکے ہیں جن میں سے ۱۹ دوامی رکن ہیں اور انجمن کا سرمایہ ۲۸۰۰۰ روپے سے زیادہ ہو چکا ہے۔

جناب غلام محمد صاحب صدرالمہام مالیات نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ نرسوں کی تنخواہوں کا معیار بڑھانے کے مسئلہ پر حکومت ہمدردانہ غور کرے گی اور انہوں نے اس توقع کا بھی اظہار فرمایا کہ اچھے طبقوں کی تعلیم یافتہ خواتین بھی تیمارداری کا شریفانہ پیشہ اختیار کرنے پر متوجہ ہوں گی اور حیدرآباد کے دولت مند طبقے اس انجمن کی سرگرمیوں کی فیاضانہ امداد کریں گے۔

سلسلہ صفحہ (۷)

مقدار میں موجود ہو جس کہ حکومت کو پورا اطمینان ہے کہ کسی حالت میں بھی مقدار رسد اس مقدار سے کم نہ ہوگی جو ماہرین اغذیہ غذائی (Nutrition Value) کی بنا پر ضروری تصور کریں اور ایسے اشخاص کی غیر معمولی ضروریات کا بھی بطور خاص لحاظ رکھا جائے گا جو غیر معمولی محنت اور مزدوری کرتے ہوں۔ مشاورتی کمیٹی کے ذریعہ جس کا قیام بلدہ حیدرآباد اور ممالک محروسہ سرکار عالی میں قبل ازیں عمل میں آچکا ہے اور چھوٹی مشاورتی کمیٹی کے ذریعہ جس کا قیام اس وقت حکومت کے زیر غور ہے راشن بندی کے جملہ معاملات میں عوام کے احساسات سے ربط پیدا کرنے کی حکومت کامل توقع رکھتی ہے۔ راشن بندی کے طریق کار سے ناواقف اشخاص کے معلومات کے لئے ان رقبہ جات میں جہاں راشن بندی ہو اغذیہ کے معلومات عامہ کے دفاتر کا قیام زیر غور ہے تاکہ یہ لوگ ان دفاتر پر رجوع ہو کر ضروری معلومات اور امداد حاصل کر سکیں۔ شہر حیدرآباد میں ناواقف لوگ قریب ترین اے۔ آر۔ پی وارڈن یا وارڈ راشننگ کے دفتر سے مشورہ کر سکتے ہیں۔

بڑھتی ہوئی قیمتوں کی روک تھام

حیدرآباد میں نفع اندوزی اور قماربازی کے رجحانات کس طرح روکے جارہے ہیں

زیادہ موثر تدبیریں بھی زیر غور ہیں

حکومت سرکار عالی اس بات سے پوری طرح با خبر ہے کہ برطانوی ہند میں افراط زر کا ممالک محروسہ کے زر پر کیا اثر پڑرہا ہے۔ چنانچہ حکومت کی یہ کوشش ہے کہ پیداواری مقدار میں اضافہ کرکے اشیاء کی قیمت گھٹائی جائے اور اضافۂ زر کو روکا جائے۔ اس مقصد کے تحت حکومت نے ایسی متعدد اہم تدبیریں اختیار کی ہیں جو بالواسطہ یا بلا واسطہ افراط زر کی روک تھام کر سکیں گی۔

زیادہ غلہ اگانے کی مہم

ممالک محروسہ سرکار عالی میں زیادہ غلہ اگانے کی مہم جاری کی گئی ہے اور اجناس خوردنی کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے گزشتہ دو سال کے عرصہ میں حکومت تقریباً (۵۰) لاکھ روپے صرف کرچکی ہے۔ اور اس غرض کے لئے اس سال بھی (۳۳۲۰۰۰۰) روپے کی رقم مختص کردی گئی ہے۔ اس ضمن میں جو کوششیں کی گئی ہیں وہ نتائج کے اعتبار سے حوصلہ افزا ہیں چنانچہ بمقابلہ سال گزشتہ اس سال اشیاء خوردنی کی مقدار میں ۱۶ فیصد سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔

ذخیرہ بازی کی روک تھام

بعض طبقوں نے اجناس خوردنی اور دوسری اشیاء جمع کرلی ہیں اور حکومت ان ذخیروں کو بازار میں لانے کے مسئلہ پر پوری طرح متوجہ ہے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے شہری رسد کا ایک جداگانہ محکمہ بھی قائم کیا گیا ہے جسے قیمتوں کی نگرانی کرنے، اجناس خوردنی اور پارچہ و سوت حاصل کرنے اور برطانوی ہند سے معیاری پارچہ اور دوسرے کپڑے درآمد کرنے کی پوری سہولتیں حاصل ہیں۔

قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کے تحت امداد نگرانی نرخ کا نفاذ ہوچکا ہے۔ تمباکو اور منشیاتی اشیاء پر محصول لگانے کے لئے بھی ایک قانون منظور کیا گیا ہے اور اب ان محاصل کے تعین اور وصولی کے لئے ضروری تدبیریں اختیار کی جارہی ہیں۔

اس ضمن میں مزید سہولتوں کے مدنظر اہم تعمیرات کے پروگرام میں بھی تخفیف کردی گئی اور صرف ایسی تعمیروں کی اجازت دی گئی ہے جو ناگزیر سمجھی جاتی ہیں۔

کمپنیوں کے قیام میں رکاوٹ

صنعتی یا تجارتی اداروں کی تعداد میں غیر محدود اضافے کی روک تھام کے لئے ایک مرسمہ دستور العمل کارخانہ جات نافذ کیا گیا ہے اور قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی میں بھی ایک قاعدہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس دستور العمل کے مطابق بینک کاری کی کوئی کمپنی خواہ وہ حیدرآباد میں رجسٹری شدہ ہو یا کہیں اور حکومت سے اجازت لئے بغیر اپنا کاروبار شروع نہ کرسکے گی۔ اور قواعد تحفظ ممالک محروسہ میں اضافہ شدہ قاعدہ کے مطابق حکومت کی قبل از وقت اجازت حاصل کئے بغیر کوئی نئی کمپنی قائم نہ کیجاسکے گی۔ جدید سرمایہ کی اجرائی کے لئے تمام درخواستوں پر غور کرنے کی غرض سے بھی ایک خصوصی مجلس قائم کی گئی ہے۔

چھ کروڑ سے زیادہ قرضۂ ترقیات

۲½ فیصد سالانہ سود والا ایک قرضہ ترقیات بھی جاری کیا گیا جو ۱۶ - آذر سنہ ۱۳۷۳ ف کو واجب الادا ہوگا۔ لیکن حکومت کو یہ اختیار ہوگا کہ ۱۶ - آذر سنہ ۱۳۶۳ ف کو یا اس کے بعد جب مناسب سمجھے کامل قرض یا اس کے کسی جزو کی ادائی جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی میں تین تقویمی ماہ کی اطلاع دینے کے بعد کردے۔ حسب معمول اس قرضہ کی ادائی کے واسطے ایک ذخیرہ ادائی قائم رہےگا جس میں ہر سال اتنی رقم داخل ہوتی رہے گی جو

2*

قرضہ کی میعاد پوری ہونے پر اس کی کامل ادائی کے واسطے کافی ہوسکے ۔ قرضہ کی اس اسکیم کے تحت حیدرآباد اسٹیٹ بنک نے بھی خاص انتظامات کئے ہیں تاکہ چھوٹے سرمایہ کاروں کو معمولی قسطوں کے ذریعہ قرض ادا کرنے کی سہولت بہم پہونچائی جاسکے ۔

محصول زاید منافع

صورت حال پر قابو پانے کے لئے حکومت سرکارعالی نے جو تدابیر اختیار کی ہیں ان میں موثر ترین تدبیر زاید منافع پر محصول عاید کرنے کی تجویز ہے ۔ مجلس وضع قوانین نے محصول زاید منافع کا جو مسودہ قانون منظور کیا تھا اسے اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے چند ترمیمات کے ساتھ شرف منظوری عطا فرمایا ہے ۔ اس قانون کے ذریعہ کاروبار کے منافع پر صرف اسی وقت محصول عاید کیا جائیگا جب منافع حکومت کے قبل کے معیار یا معین کردہ اقل ترین معیار سے کم از کم (۴۰۰۰۰) روپے زیادہ ہو ۔ محصول دونوں میں سے زیادہ مقدار پر عاید کیا جائیگا ۔ اگرچہ محصول دینے والوں سے سال بہ سال محصول لیا جائیگا لیکن وہ دراصل خالص منافع کی صرف اس مقدار پر محصول دینگا جو وہ اس قانون کے دوران نفاذ میں حاصل کریگا ۔ چنانچہ اس کی گنجائش رکھی گئی ہے کہ اگر کسی سال اضافہ کے بجائے کمی ہو تو یہ کمی دوسری مدتوں میں حاصل کردہ منافع سے خارج کردی جائیگی ۔ یہ قانون حیدرآباد کے خاص حالات کے مدنظر مرتب کیا گیا ہے کیونکہ یہاں برطانوی ہند کے برعکس محصول آمدنی وصول نہیں کیا جاتا ۔ محصول کی شرح برطانوی ہند کے مقابلہ میں بہت کم رکھی گئی ہے ۔

صنعتوں کے لئے مراعات

چونکہ حیدرآباد میں صنعتوں نے ابھی پوری ترقی نہیں کی ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ صنعتی اداروں پر جو محصول عاید کیا جائے وہ عام کاروباری اداروں سے کم ہو ۔ چنانچہ ایک کمپنی جس کی آمدنی ایک لاکھ ہو اور معیاری منافع (۴۰۰۰۰) روپے ہو تو اس کمپنی کو حیدرآباد میں محصول زاید منافع اور امانت کی بابت (۳۶۰۰۰) روپے ادا کرنے ہونگے اس کے برعکس برطانوی ہند میں ایسی کمپنی کو محصول آمدنی ، محصول زاید منافع ، مزید محصول اور امانت کی بابت (۷۱۱۲۵) روپے ادا کرنے ہونگے ۔ اگر دونوں حکومتوں کی امانتی رقومات ، جو واپس شدنی ہونگی ، نظر انداز کردی جائیں تو کمپنی پر وہ ذمہ داری جو صرف محصول کی ہوگی برطانوی ہند میں (۵۹۱۲۵) روپے اور حیدرآباد میں (۲۴۰۰۰) روپے ہوگی ۔ امانتی اسکیم اس قانون کی ایک اور نمایاں خصوصیت ہے جس سے ایسی لازمی بچت مقصود ہے جو مابعد جنگ ترقیات کے لئے صنعت و حرفت اور کاروبار کے واسطے دستیاب ہوسکے گی ۔ یہ امانتیں جنگ ختم ہونے کے بعد دو فیصد سالانہ سود مفرد کے ساتھ واپس ہونگی ۔ اس طریقہ کے اختیار کرنے سے جو آمدنی ہوگی وہ آبادی کے غریب تر طبقوں اور کم تنخواہ پانے والے سرکاری ملازموں کی امداد کے لئے وقف ہوگی اور ان کے لئے مقابلتاً کم شرح پر اسباب خوردنی اور دوسری ضروریات زندگی فراہم کی جائیں گی ۔

قیمت حصص اور منافع پر پابندی

حیدرآباد میں رجسٹری شدہ صنعتی کمپنیوں بالخصوص نو قائم شدہ کمپنیوں کے حصص کی قیمت میں غیرمعمولی اضافہ ہونے کی وجہ سے محکمہ مالیات نے ایک اعلامیہ جاری کیا جس میں عوام کو متنبہ کیا گیا کہ اگرچہ حکومت کی یہ دلی خواہش ہے کہ صحیح طور پر کاروبار کرنے والی صنعتوں کو ترقی دی جائے لیکن اب اس کا یقین ہوچکا ہے کہ حصص میں حد سے زیادہ اضافہ ہوگیا ہے اور جنگی حالات کی وجہ سے صرف متعلقہ صنعتوں کو فائدہ پہونچا ہے سرکاری اعلامیہ میں جو تنبیہ کی گئی اس کا کافی اثر ہوا اور متعدد حصص بالخصوص نو قائم شدہ کمپنیوں کے حصص میں ایک حد تک کمی ہوگئی ۔ تاہم سٹہ بازوں کی سرانگیزیوں کی روک تھام اور سرمایہ کاروں کی صحیح رہبری کے مد نظر قواعد تحفظ ممالک محروسہ میں ترمیم کرکے حصص کی انتہائی قیمت کا تعین کردیا گیا ہے اور منتقلی کی سادی دستاویز کے عوض حصص کا کاروبار ممنوع قرار دیا گیا ہے ۔ مذکورۂ بالا قواعد کے تحت حال ہی میں ایک اعلان بھی جاری کیا گیا ہے ۔

پس اندازی اور کفایت شعاری کی تلقین

کچھ عرصہ قبل دفتر مالیات میں ایک خصوصی جلسہ طلب کرکے چند مباحث پر تبادلۂ خیال کیا گیا

ملاحظہ ہو صفحہ (۱۹)

''بعض دیسی ریاستیں دیگر اقطاع ہند کے لئے قابل تقلید مثال بن گئی ہیں''

— لارڈ لنلتھگو

والیان ریاست کے آئندہ فرائض پر وائسرائے ہند کا اظہار خیال

جاہ طلب جاگیرداروں کو نمایندہ تاج کی سخت تنبیہ

ہز اکسلنسی لارڈ لنلتھگو نے ہندوستان سے روانہ ہونے سے قبل ایوان رؤسا کو مخاطب فرماتے ہوئے والیان ریاست کو یقین دلایا کہ ہندوستان کا اتحاد ریاستوں کی بقاء و ترقی میں سہولت پیدا کردیگا۔ اور یہ خیال بھی ظاہر فرمایا کہ بعض دیسی ریاستیں دیگر اقطاع ہند کے لئے قابل تقلید مثال بن گئی ہیں

جو جاگیریں ریاستوں کا ایک لازمی جزو ہیں ان کے متعلق لارڈ لنلتھگو نے یہ واضح کر دیا کہ اب زمانہ ایسے جاگیر داروں کے موافق نہیں رہا ہے جو نیم آزاد حکمرانی قایم کرنا یا اسے جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ یہ طریقہ ان کے محدود دائرے کو دیکھتے ہوئے غیر موزوں ہے اور متعلقہ علاقوں کی آبادی کے لئے لازمی طور پر نقصان رساں ہوگا۔

ذیل میں ہز اکسلنسی کی تقریر کے بعض اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں

دیسی ریاستوں کی جنگی مساعی۔ ''جنگ میں نئے امتیازات حاصل کرنے کے جو مواقع حاصل ہوئے ہیں ان سے ہندوستانی فوجوں نے پوری طرح فائدہ اٹھایا ہے۔ ریاستی فوجوں کے معیار کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے بحیثیت مجموعی ریاستوں نے جو اسکیمیں اختیار کی ہیں ان کے لئے میں ان سب کا ممنون ہوں۔

''جنگی محاذوں پر ریاستوں نے جو عملی امدادی وہ صرف فوجوں ہی تک محدود نہیں رہی بلکہ نہایت اہم اور شدید ضرورت کے وقت ہندوستانی ریاستوں نے سڑکیں اور طیران گاہیں بنانے کے لئے سرد ور فراہم کرکے بھی قابل قدر امداد دی ہے۔ طیارے، عمارتیں، مزدور، رہائی وسائل نقل و حمل مستقل رسدی سہولتیں، طبی امداد، عطیے اور ہر قسم کے عطیے بھی دیسی ریاستوں نے کثرت عطا کئے ہیں اور ان میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اس نازک موقع پر ہندوستانی ریاستوں نے جو شاندار امداد کی ہے وہ توصیف و تعریف سے مستغنی ہے۔ ہندوستانی ریاستوں نے غیر معمولی فیاضی اور تعاون عمل کا مظاہرہ کیا ہے اور اس امدادی حکمت عملی کی بدولت دیسی ریاستوں میں بڑی بڑی طیران گاہیں تعمیر ہوئیں اور متعدد اہم حربی اسکیمیں روبہ عمل لائی گئیں۔ اور نہ صرف برطانوی اور ہندوستانی فوجوں بلکہ ہماری اتحادی فوجوں کے لئے بھی ہر قسم کی سہولتیں بخوشی فراہم کی گئیں۔ بعض ریاستوں نے اپنے محفوظ جنگلات کے وسیع خطے بیکار کرکے فوجوں کو جنگلوں میں لڑنے کے نئے طریقوں کی تربیت دی۔

قانون سازی میں تعاون

''دیسی ریاستوں اور برطانوی صوبوں کے درمیان اتحاد عمل کا ایک انتہائی قابل قدر مظاہرہ جنگی حالات کے مدنظر حسب ضرورت قانون سازی کی شکل میں بھی ہوا ہے۔ چنانچہ دیسی ریاستوں نے اپنے حدود میں برطانوی ہند کے ہنگامی قوانین کا نفاذ کیا اور روز افزوں فوری ضروریات کی تکمیل کے لئے بھی برطانوی ہند کے مماثل انتظامات کئے۔

افراط زر اور غذائی صورت حال پر قابو پانے کی کوششیں

"دوران سال رواں غذا، لباس اور افراط زر کے مسائل بہت شدید اور پریشان کن رہے اور ان پر غالب آنے کی کوششوں میں بھی ریاستوں نے پورے اتحاد عمل کا ثبوت دیا ۔ غذائی صورت حال کا نازک مسئلہ حل کرنے کے لئے ہم جو کوششیں کررہے ہیں ان میں والیان ریاست نے مسلمہ نمائندوں کی پوری امداد بھی ہمیں حاصل ہے ۔

ریاستوں کی اہمیت

"بارہا مجھ سے یہ کہا گیا ہے کہ ہندوستانی براعظم کا ایک اہم حصہ ہونے کی بنا پر بحیثیت مجموعی ریاستوں کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے اگر ہندوستان کے تمام مسائل کو حل کرنے سے انہیں جو گہرا تعلق ہے اسے پورے طرح محسوس نہیں کیا جاتا ۔

"میں یقین نہیں کرسکتا کہ یہ خیال درست ہو یا ممکن ہے اور کوئی باخبر شخص ہندوستانی ریاستوں کے وسیع رقبے، ان کی آبادی، ان کے زبردست وسائل، تاریخ ہند میں ان کی تمدنی اہمیت اور اس زبردست ذیلی براعظم کے مستقبل سے ان کی گہری دلچسپی کو کسی طرح نظر انداز کرسکتا ہے ۔

ہندوستان کا اتحاد

"میں یور ہائنسس پر اس امر کو واضح کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ دنیا کے موجودہ حالات میں ہم سب کا دوش بدوش کھڑے رہنا کس قدر ضروری ہے ۔ وحدتیں، خواہ وہ کتنی ہی بڑی ہوں، ان کا طرز حکومت خواہ کیسا ہی ہو اور ان کے وسائل خواہ کتنے ہی وسیع کیوں نہ ہوں، صرف ایک عظیم ترین کل کا جزو بن کر اور ان سے متعلق رہ کر ہی باقی رہ سکتی ہیں ۔ اجزا کو باہم مربوط رکھنے والے بندھن خواہ کتنے ہی نازک کیوں نہ ہوں لیکن وہ باقی رہتے ہیں ۔ ان کا ایک وجود ہوتا ہے اور ان کی طاقت اور اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا ۔ اگر یورپ جیسے براعظم کے لئے یہ خیال درست ہوسکتا ہے تو مجھے یقین ہے کہ یہ ہندوستان جیسے ذیلی براعظم کے لئے بھی درست ہے ۔ اور اس ذیلی براعظم سے وابستہ مشترک مفادات کے پیش نظر یہ اصول ہندوستانی ریاستوں کے لئے بھی یکساں مفید ہے ۔ اس بارے میں مجھے نہ پہلے کبھی شک تھا اور نہ آج کوئی شبہ ہے کہ اتحاد ہندوستانی ریاستوں کی بقا اور ترقی میں سہولت پیدا کرے گا اور اپنی ممتاز تاریخ، عہدناموں، سندوں اور قول و قرار کے مطابق تاج سے مسلمہ اور خصوصی تعلقات اور اپنی دیرینہ روایات کی بنا پر یہ ریاستیں ہندوستان کے مستقبل کی تعمیر میں بہت اہم اور مفید حصہ لے سکتی ہیں ۔ چنانچہ اب ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ یہ حصہ لینے کا مناسب ترین طریقہ کیا ہے اور اس کی بہترین نوعیت کیا ہوسکتی ہے ۔

"گزشتہ چند سال کے عرصہ میں زبردست انقلابات رونما ہوئے ہیں ۔ اہم بنیادی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں، نئی نئی طاقتیں اور نئے نئے خیالات ظاہر ہوئے ہیں اور بین الاقوامی امور میں نئے رجحانات قائم ہوگئے ہیں اور ان تمام حقائق کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے ۔ ان حقائق کے باوجود مجھے اور آپ کو اسی دنیا میں زندہ رہنا ہے ۔ چنانچہ ہمیں حقیقت پسندی کے ساتھ سوچنا اور عمل کرنا چاہئے ۔

جاہ طلب جاگیرداروں کو تنبیہ

"میں نے جو استدلال چھوٹی ریاستوں کے بارے میں کیا ہے وہ استدلال ان جاگیروں اور ٹھکانوں پر بھی منطبق ہوتا ہے جو اگرچہ کہ بعض ریاستوں کا جزو ہیں لیکن اپنے علاقوں میں عدل وانصاف اور نظم و نسق کا ایک حد تک جداگانہ بندوبست کرتی ہیں ۔ میں اس بات کو قطعی طور سے واضح کردینا چاہتا ہوں کہ زمانہ اب ایسے جاگیرداروں اور ٹھاکروں کے موافق نہیں جو نیم آزاد حکومت قائم کرنا یا جاری رکھنا چاہتے ہیں ۔ کیونکہ یہ طبقہ ان کے محدود وسائل کو دیکھتے ہوئے ماموروں اور ان علاقوں کے باشندوں کے لئے لازمی طور پر نقصان رساں ہے ۔

دیگر اقطاع ہند کے لئے قابل تقلید نمونہ

"میں نے کسی ریاستوں میں وسیع دورے کئے ہیں اور ان کی وجہ سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ بعض ہندوستانی ریاستیں دیگر اقطاع ہند کے لئے کس حد تک قابل تقلید نمونہ اور ایک فیض آفرین مثال بن گئی ہیں ۔ ہمیں اپنا یہ مقصد بنا لینا چاہئے کہ ہر ایک خطہ ایسا ہی بن جائے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ ریاستوں کے مفاد اور ان کی بقا کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ رائج الوقت نظم و نسق کو کسی طرح بھی جلد از جلد معیاری کرنے نہ دیں اور والیان ریاست کے مفادات اس کے متقاضی ہیں کہ نظم ونسق کا تنظیم میں اگر اب بھی کوئی کمی رہ گئی ہو تو جلد سے جلد اس کی اصلاح کرلیں ۔

وائسرائے کے حالیہ اعلان سے اہم اور دور رس مسائل پیدا ہوتے ہیں

چانسلر نے عدالتی ثالثی کے مطالبہ پر بہت زور دیا

ہندوستانی ریاستیں اضافہ شدہ آمدنی میں معقول حصہ اور نئی حکمت عملی کی تشکیل میں حق مشاورت کی دعویدار ہیں

ہز ہائنس جام صاحب نانگر نے ایوان روسا کی جانب سے وائسرائے کی افتتاحی تقریر کا جواب دیتے ہوئے والیان ریاست کے اس ایقان پر زور دیا کہ انگلستان اپنے دوستوں کو ہرگز نظر انداز نہ کرے گا۔ جام صاحب نے اس مطالبہ کی بھی صراحت فرمائی کہ حکومت ہند اور کسی ہندوستانی ریاست کے درمیان اگر کوئی اختلاف پیدا ہو تو ریاستوں کو اس کا حق حاصل ہو کہ وہ اس مسئلہ کو ریاستی نمائندوں سے تبادلہ خیال کے بعد طے شدہ اصول کے مطابق کسی ثالثی عدالت یا وفاقی عدالت میں پیش کر سکیں

ہز ہائنس نے وائسرائے کے اس اعلان پر اظہار تشویش کیا کہ " تاج پر تحفظ کرنے کی جو ذمہ داری ہے اس کے ساتھ ہی یہ یقین کرنے کی بھی یکساں پابندی ہے کہ جس چیز کا تحفظ کیا جاتا ہے وہ تحفظ کے قابل بنی رہے "۔ اور اس بارے میں یہ رائے ظاہر فرمائی کہ اس بیان نے اہم مسئلے اور نئے قضیے پیدا کردئے ہیں جو بہت ہی دور رس اور غور طلب ہیں۔

جام صاحب نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ مختلف زاید محاصل اور آبکاری کے محاصل کی وجہ سے حکومت ہند کی آمدنی میں جو اضافہ ہوا ہے اس میں ہندوستانی ریاستوں کو بھی معقول حصہ ملنا چاہئے۔ اور اس مطالبہ پر بھی زور دیا کہ افراط زر کے انسداد اور مقامی نقل وحمل کی تجاویز کی تربیت اور فساد سے متعلق حکومت ہند جو طرز کار اختیار کرے اس میں ریاستوں سے بھی مشورہ لے۔

خطوں اور تاروں کے محصول میں اضافہ کی وجہ سے ریاستوں پر جو مزید مالی بار عاید ہوا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے جام صاحب نے فرمایا کہ اگر محاصل میں مزید اضافہ کیا جائے یا دوسرے زاید محاصل یا نئے محاصل آبکاری عاید کئے جائیں تو اضافہ شدہ آمدنی میں ریاستوں کے حصہ کو ریاستوں کی جانب سے جنگی سرمایہ کاری میں صرف کیا جائے تا کہ مابعد جنگ ترقیات اور معاشری خدمات کے لئے ریاستوں کو ضروری سرمایہ مل سکے۔

جنگ کے لئے عطیے

جنگی مساعی میں ہندوستانی ریاستوں نے جو حصہ لیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے ہز ہائنس نے فرمایا کہ $8\frac{1}{2}$ کروڑ روپے سے زیادہ براہ راست نقد چندوں کے علاوہ فی الوقت ہندوستانی ریاستوں کے بارہ سے زیادہ فوجی دستے سمندر پار خدمات انجام دے رہے ہیں اور تقریباً ۲۶ دستے برطانوی ہند میں ہیں۔ مزید برآں ریاستوں نے چالیس فوجی دستے اور تیار کئے ہیں، فوجوں کے لئے تقریباً تین لاکھ رنگروٹ بھرتی کئے ہیں اور جنگی اغراض کے لئے تربیت یافتہ کاریگر اور مزدور بھی فراہم کئے ہیں۔

انگلستان کے وعدہ پر اعتماد

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے جام صاحب نے

فرمایا کہ بعض اشخاص نے ہمیں اس بات سے مشتبہ کرنا شروع کردیا ہے کہ جب وقت آئیگا تو انگلستان اپنے دوستوں کو چھوڑ دیگا ۔ براہ کرم انگلستان تک یہ پیغام پہونچا دیجئے کہ ہم اس قسم کے الزامات کو شر انگیز سمجھتے ہیں اور اس کی تردید کرتے ہیں اور ہمیں انگلستان کے وعدوں اور ان کے ایفا و احترام پر پورا پورا اعتماد ہے ۔

ریاستوں میں اغذیہ کی کامیاب نگرانی

اغذیہ کی نازک صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے جام صاحب نے فرمایا کہ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ غذائی صورت حال اور نقل وحمل کی مشکلات کے باوجود ریاستی حکومتوں نے بالعموم اپنی رعایا کیلئے اشیاء ضروری فراہم کرنے کا مناسب انتظام کیا۔ خود اپنے کام لیکر اجناس خوردنی پر بہتر نگرانی قائم کی اور اپنے حدود میں برطانوی ہند کے ملحقہ علاقوں سے بہت کم نرخ مقرر کرنے میں کامیاب ہوئیں ۔

ریاستوں سے مشورہ لینا چاہئیے

افراط زر کا تذکرہ کرتے ہوئے جام صاحب نے وائسرائے کو یہ یقین دلایا کہ ریاستیں اس کے خطرات سے پوری طرح باخبر ہیں اور انسدادی تدبیریں اختیار کرنے کیلئے پورا تعاون کرنے پر آمادہ ہیں ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ریاستوں کو یہ مطالبہ کرنے کا بھی حق ہے کہ برطانوی ہند اور ریاستوں کو متاثر کرنے والی جن تجاویز میں ریاستوں کا تعاون ضروری سمجھا جائے ان کی ترتیب اور نفاذ سے قبل ان سے مشورہ بھی لیا جائے اور ان پالیسیوں کو روبہ عمل لانے میں ریاستوں کے درمیان کوئی تفریق روا نہ رکھی جائے ۔

فضائی نقل وحمل میں ریاستوں کا حصہ

مابعد جنگ تعمیر وترقی کے ضمن میں جام صاحب نانگر نے اس امر پر اعتماد ظاہر کیا کہ مابعد جنگ تعمیر نو کی تجاویز کی ترتیب اور نفاذ اور قرضہ وبٹہ، اجرائی سرمایہ ، تجارت اور زر جیسے امور سے متعلق حکمت عملی میں ریاستی نمائندوں کا بھی پورا دخل ہوگا ۔ فضائی نقل و حمل کی جانب خاص طور سے اشارہ کرتے ہوئے جام صاحب نے فرمایا کہ ہندوستانی ریاستوں کی یہ خواہش ہے کہ وہ فضائی نقل وحمل سے متعلق ایسی مشترکہ تجاویز کی ترتیب میں حصہ لیں جو ہندوستان کے بہترین مفادات کے مدنظر مرتب کی جائیں اور جن میں ہندوستانی ریاستوں کے حقوق اور مفادات کو بھی ملحوظ رکھا جائے ۔

قانونی تنازعات کے لئے ثالثی عدالت

قانونی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے جام صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ حکومت ہند یا صوبہ جاتی حکومت اور کسی دیسی ریاست یا دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کے درمیان اگر کوئی اختلاف پیدا ہو یا کوئی ریاست نمائندہ تاج یا اس کے نمائندہ کے فیصلے یا مشورے سے غیر مطمئن ہو تو ریاستوں کو اس بات کا حق حاصل ہو کہ وہ ان امور کو ریاستی نمائندوں سے تبادلہ خیال کے بعد طے شدہ اصول کے مطابق کسی ثالثی عدالت یا وفاقی عدالت میں پیش کرسکیں ۔ جام صاحب نے وائسرائے کے اس اعلان کا خاص طور سے ذکر کیا کہ ''تاج پر تحفظ کرنے کی جو ذمہ داری ہے اس کے ساتھ ہی یہ یقین کرلینے کی بھی یکساں پابندی ہے کہ جس چیز کا تحفظ کیا جاتا ہے وہ تحفظ کے قابل بھی رہے'' ۔ اور اس بارے میں یہ رائے ظاہر فرمائی کہ اس بیان نے غورطلب مسئلے اور نئے نظریے پیدا کردئیے ہیں جن سے بہت ہی اہم اور دوررس نتائج مترتب ہوں گے اور ہم ان پر پوری طرح توجہ کریں گے ۔

لارڈ ویول کی ذمہ داریاں

جام صاحب نے اس روز افزوں اندیشہ کی جانب بھی اشارہ کیا کہ ہندوستانی والیان ریاست کے حقوق اور مفادات پر اتنی توجہ نہیں کی جاتی ہے جس کے وہ مستحق ہیں اور یہ شبہ اس لئے ہے کہ ان میں برداشت کرنے کی اہلیت کم ہے ۔ چنانچہ ان شدید اندیشوں کے مدنظر یہ محسوس کیا جارہا ہے کہ اگر یورا کسلنسی کے جانشین اپنی اولین فرصت میں خاص خاص مسائل پر صاف صاف اور آزادانہ طور پر تبادلہ خیال کرنے اور ان اندیشوں کو دور کرنے کے طریقے اور ذریعے دریافت کرنے کیلئے ریاستی نمائندوں کو مدعو کریں تو یہ تاج اور ریاستوں دونوں کی حقیقی خدمت ہوگی ۔

دولتمند اپنی ضروریات کم کریں

ذخیرہ کنندوں اور نفع اندوزوں کو گاندھی جی کی سخت تنبیہ

ذیل میں ہم گاندھی جی کے ایک مضمون کے اقتباسات پیش کررہے ہیں جو تقریباً ۲ ماہ قبل شایع ہوا تھا۔ اس مضمون میں گاندھی جی نے ذخیرہ کنندوں اور نفع اندوزوں سے یہ اپیل کی ہے کہ وہ لالچ اور نفع اندوزی سے باز رہیں، ورنہ یہ یاد رکھیں کہ وہ خود ہی لٹ جانے کا خطرہ مول لے رہے ہیں۔

خوش حال طبقوں کے مالکوں کو گاندھی جی نے یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ غریبوں کی ضروریات محسوس کرکے اپنی ضروریات میں کمی کردیں۔

۲۵ - جنوری سنہ ۱۹۴۲ء کے ہریجن میں "حقیقی جنگی مساعی" کے عنوان سے گاندھی جی نے ایک مضمون لکھا تھا جس میں یہ خیال ظاہر کیا کہ وقت کی اہم ترین ضرورت بھوکوں کا پیٹ بھرنا اور ننگوں کا تن ڈھانکنا ہے۔ جیسے جیسے جنگ بڑھے گی اشیاء کی مقدار میں کمی ہوتی جائے گی۔ ممکن ہے کہ خوش حال افراد تکلیف میں مبتلا نہ ہوں لیکن غریب طبقے اس مصیبت کو محسوس کررہے ہیں جن لوگوں کو غریبوں کا خیال ہے انہیں چاہئے کہ وہ اپنی ضروریات کم کردیں۔

ایک وقت میں ایک ہی جنس استعمال کرنی چاہئے چپاتی، چاول، دال، دودھ، گھی، گڑ اور تیل عام طور سے اوسط درجے کے ہر گھر میں استعمال ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ ترکاریاں اور میوے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ لیکن میں اسے غلط طریقہ خیال کرتا ہوں کیونکہ جو لوگ دودھ، گھی، انڈا یا گوشت کی شکل میں حیوانی پروٹین استعمال کرتے ہیں انہیں دال استعمال کرنے کی مطلق ضرورت نہیں غریبوں کو صرف نباتاتی پروٹین میسر آتی ہے اور اگر خوش حال لوگ دالیں اور تیل استعمال کرنا ترک کردیں تو یہ چیزیں غریبوں کے کام آئیں گی۔ میٹھی چیزیں پکانا تو بالکل ہی بند کردینا چاہئے اور ان کے بجائے دودھ یا روٹی کے ساتھ تھوڑا گڑ یا شکر استعمال کی جائے۔ تازہ پھل کھانا بہتر ہے۔ لیکن ان کا استعمال بہت تھوڑی مقدار میں ہونا چاہئے۔

فن طب سے واقف ہر شخص اس کی تصدیق کریگا کہ میں نے جو تجویز پیش کی ہے وہ جسم کو کوئی نقصان نہیں پہونچاسکتی بلکہ اس کے برعکس صحت کے لئے مفید ثابت ہوگی۔ اور اشیاء خوردنی میں بچت کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔

لالچی بننا ٹھیک نہیں

غلہ کا کاروبار کرنے والوں کو چاہئے کہ وہ لالچی نہ بنیں اور زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ اگر وہ غریبوں کے لئے غلہ فراہم کرنے والے نہ بن سکے تو وہ خود ہی لٹ جانے کا خطرہ مول لیں گے۔

اس ضمن میں اہم ترین کام یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی پانی مل سکے وہاں اشیاء خوردنی کی کاشت کی جائے عام طور سے لوگ اس سے واقف نہیں کہ شکر، آلو، چقندر، رتالو، سورن اور لوکی کی کاشت آسانی سے کی جاسکتی ہے اور بوقت ضرورت یہ چیزیں روٹی کے بجائے استعمال ہوسکتی ہیں۔

ممالک محروسہ میں برقی قوت کا خرچ

بلدۂ حیدرآباد اور مضافات میں بدوران سنہ ۵۱ف ۲۶۴۰۹۵۰ یونٹ برقی قوت صرف ہوئی - یہ مقدار گزشتہ سال کے خرچ سے ۱۱ فیصد زیادہ ہے اور اس کا سبب اس سال قائم شدہ نئی صنعتیں ہیں -

صرف کنندوں کی تعداد میں بہت کم اضافہ ہوا چنانچہ سنہ ۱۳۵۰ف کے اختتام پر ان کی جو تعداد تھی اس میں اس سال صرف ۴ فیصد اضافہ ہوا اور اس کا سبب یہ ہے کہ کوئلہ کی رسد بندی کی وجہ سے نئے صارفوں کے لئے برق کی فراہمی پر پابندی عاید کردی گئی تھی -

سنہ ۱۳۵۱ف میں اضلاع کے آٹھ شہروں اور قصبوں میں جو برقی قوت صرف ہوئی اس کی تفصیل درج ذیل ہے -

مقام	برقی قوت	
رائچور	۲۴۸۰۹۴	یونٹ
اورنگ آباد	۴۸۷۳۰۸	,,
ورنگل	۴۴۱۸۱۹	,,
ناندیڑ	۲۸۴۷۶۰	,,
نظام آباد	۲۲۲۲۲۶	,,
گدگ	۲۰۸۹۲۵	,,
نارائن پیٹھ	۳۵۸۷۵	,,
یادگیر	۲۴۵۲۹	,,

ممالک محروسہ سرکار عالی میں زیادہ برقی قوت پیدا کرنے کی اسکیمیں مشینوں آلات اور دوسری ضروریات کی درآمد میں مشکلات کے باعث ملتوی کردی گئی ہیں بعض دفعہ تو یہ بھی ہوا کہ محکمہ مذکور کے لئے روانہ کردہ اشیاء دشمن کی کارروائیوں کی وجہ سے ضایع ہوگئیں لیکن ایسے نقصانات بہت کم ہوئے -

حیدرآباد میں ۷۰۰۰ اسکاؤٹ اور ۶۰۰۰ گرل گائیڈز ہیں

گزشتہ مہینے نظام کالج میں حیدرآباد کے کشافوں (اسکاؤٹوں) کا سالانہ اجتماع منعقد ہوا تھا۔ ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی نے مختلف ٹروپس کو ٹرافیاں اور صداقت نامے تقسیم فرمائے اور ڈاکٹر یمنی کو اس تحریک کی خدمت کے صلہ میں ایک تمغہ عطا فرمایا۔ اس اجتماع میں ۲۰ ٹروپس شریک تھے اور شمشیر زنی و پٹا بازی جیسے کرتب بھی پروگرام میں شامل تھے -

ایس ۔ ایم ۔ ہادی صاحب ناظم کشافان نے ہز اکسلنسی صدر اعظم بہادر کا خیر مقدم کرتے ہوئے یہ بتلایا کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں کشافوں کی تعداد ۷۰۰۰ سے زیادہ ہوچکی ہے -

نواب صدر اعظم بہادر نے فرمایا کہ حیدرآباد میں تحریک کشافان نے اطمینان بخش ترقی نہیں کی ہے اور اپنی یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ تمام نوجوان اس تحریک میں حصہ لیں اور اگر اس تحریک کے لئے مزید مالی امداد کی ضرورت ہوئی تو حکومت اس کے دینے میں پس و پیش نہ کریگی -

محمد اعظم صاحب ناظم تعلیمات نے فرمایا کہ جنگ کے پیدا کردہ حالات اور اشیاء کی عدم دستیابی کی وجہ سے حیدرآباد میں تحریک کشافان کو اس سے زیادہ ترقی نہیں ہو سکتی تھی - حیدرآباد کے کشافے محض نمائش کے قائل نہیں بلکہ وہ صحیح معنوں میں کشافے بننا چاہتے ہیں - سررشتہ تعلیمات غریب اسکاؤٹوں اور گرل گائیڈز کے لئے یونیفارم فراہم کرنے کی غرض سے بھی رقمی امداد منظور کریگا - ممالک محروسہ میں گرل گائیڈز کی تعداد ۶۰۰۰ ہے -

برطانیہ میں زیر تعلیم حیدرآبادی طلباء

حیدرآباد کے جن طلباء کو انگلستان میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے وظیفہ یا قرضہ دیا گیا ہے یا جو خود اپنے مصارف سے وہاں تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان کے متعلق ایک جائزہ درج ذیل ہے۔ مسٹر بی رام لال کشن (وظیفہ حاصل کنندہ) مسٹر آر۔ لکشمی نارائن کشن (قرضہ حاصل کنندہ) اور مسٹر بی۔ ناگا نند (قرضہ حاصل کنندہ) اور مسٹر عبدالمقتدر، مسٹر اندموہن لال اور مسٹر شوکت اللہ (خانگی طلباء) اپنی تعلیم ختم کرنے کے بعد حال ہی میں واپس آئے ہیں۔ جن طلباء نے اپنی تعلیم ختم کرنے کے بعد انگلستان میں سکونت اختیار کرلی ہے ان کے نام اس فہرست میں شامل نہیں ہیں۔

نام	مضمون	مقام تعلیم
	وظیفہ حاصل کنندہ	
ڈاکٹر مس خیرالنساء احمد دختر سید احمد صاحب مرحوم	طب	لندن
مس زہرہ بی جی ایس۔ اے۔ نقی صاحب انجنیر	طب	کارڈف
سید حسنی پاشاہ فرزند نواب کاظم یار جنگ بہادر	معاشیات	بنگور
	قرض حاصل کنندہ	
جے۔ رام چندر ریڈی فرزند مسٹر نارائن ریڈی آچھائی	صحرائیات	بنگور
سید عابد رضا بلگرامی فرزند سید علی رضا صاحب بلگرامی	معاشیات ترائی پاس	کیمبرج
آر۔ نریندر راؤ	طب	لندن
ڈاکٹر شمس الضحی	طب	ویلز
ڈاکٹر عبدالحفیظ	طب	لندن
	خانگی طلباء	
رحمت بھوپالی	قانون اور گراؤنڈ انجینیری	لندن
محمد اصغر علی فرزند محمد محمود علی صاحب ایڈوکیٹ	قانون	لندن
مرزا رحمت اللہ بیگ فرزند مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب	طب	کارڈف

*3

خواجہ محمد عزت اللہ	برق انجینیری	مانچسٹر
احمد حسین خان		
فرزند احمدعبدالعزیز صاحب	برق انجینیری	مانچسٹر
اے ۔ کے توفیق		
فرزند نواب فخریارجنگ بہادر	طب	کارڈف
محمد ظفر مرزا		
فرزند محمد احمد مرزا صاحب	انجینیری	لندن
سید سعادت علی		
فرزند نواب زین یار جنگ بہادر	معاشیات	آکسفورڈ
انند موہن لال	جغرافیہ و بیالٹکس	کیمبرج
فرزند مسٹر برجموہن لال		
محمد یوسف الدین انصاری	طب	ایڈنبرا
زینہ بیگم (نرس)	طب	لندن
ایس ۔ ایم باقر موسوی		
فرزند ایس ۔ ایم تقی صاحب	انجینیری	کارڈف
مرزا مہدی علی		
فرزند حاجی مرزا محمد علی صاحب	تعمیرات	لندن
ایم ۔ ایس ۔ واگھرے	طب	لندن

بسلسلہ صفحہ (۱۱)

تھا اور نتیجتاً ایک مجلس مقرر کی گئی جو سرکاری اور غیر سرکاری اراکین پر مشتمل ہے اور جس کا کام عوام کو پس اندازی اور کفایت شعاری کی جانب متوجہ کرنا ہے ۔ امداد باہمی کی انجمنوں ، تنظیم دیہی کی مجلسوں ، خواتین کے اداروں ، مدرسوں اور کالجوں اور ڈاک خانوں کے ذریعہ ممالک محروسہ میں پس اندازی اور کفایت شعاری کی مہم کو فروغ دینے کی تجویز پر بھی یہ مجلس غور کرےگی ۔ حکومت نے اس ضمن میں برطانوی ہند کے ڈاک پوسٹل کیش سرٹیفکٹس کی اسکیم بھی منظور کی ہے ۔

زیر غور تجاویز

حیدر آباد میں افراط زر کا مقابلہ کرنے کے لئے بعض تدبیریں اختیار کیجا چکی ہیں اور بعض تجویزیں زیر غور ہیں ۔ اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ اور ایسے ہی دوسرے رجحانات کو روکنے کے لئے حیدر آباد میں ہر ممکن تدبیر اختیار کی جارہی ہے ۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے نفع اندوزی کو روکنے کی کوشش کی جارہی ہے اور لاتعداد صنعتی اور تجارتی اداروں کے قیام میں بھی مزاحمت پیدا کی گئی ہے جو در حقیقت موجودہ حالات زر اور قمار بازی کے شدید رجحان کا نتیجہ ہیں ۔

چھوٹے کاشتکاروں کے مفاد کا تحفظ

مقدمہ بازی اور استحصال کی روک تھام

سررشتہ اندراجات آراضی و حقوق کے فرائض

ممالک محروسہ سرکارعالی میں زرعی آراضیات کے ابتدائی بندوبست کی مدت بالعموم تیس سال ہے اور اس مدت کے اختتام پر بندوبست پر نظر ثانی کی جاتی ہے تاکہ اس دوران میں جو تبدیلیاں ہوں ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضروری ترمیمات کی جاسکیں۔ وسیع تجربہ سے یہ ثابت ہوا کہ قبضۂ آراضیات میں وقتاً فوقتاً جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کے متعلق ضروری اندراجات کو محفوظ رکھنا ضروری ہے تاکہ غریب اور جاہل کاشت کار بلا ضرورت مقدمہ بازی اور استحصال سے محفوظ رہیں۔ چنانچہ حکومت سرکار عالی نے سنہ ۱۳۲۸ ف (۱۹۱۸ع) میں لینڈ ریکارڈ کا طریقہ ممالک محروسہ میں نافذ کیا اور تمام زرعی اور غیر زرعی اراضیات اور ان کی ملکیت کے بارے میں تازہ ترین اندراجات محفوظ رکھے جانے لگے۔ لیکن اس طریقہ کار کو اختیار کرنے کے باوجود ان مختلف اقسام کے مستقل اور عارضی حقوق کے اندراجات کی تکمیل نہ ہوسکی جو تمام ملک میں رائج ہیں۔ اس خامی کو دور کرنے کے لئے سنہ ۱۳۴۵ ف میں اندراج حقوق کا قانون منظور کیا گیا اور یہ دونوں تدبیریں کاشتکاروں کے لیے بہت مفید ثابت ہوئیں۔

لینڈ ریکارڈ

سنہ ۱۳۲۸ف میں جب اراضیات کے اندراج کا طریقہ نافذ ہوا تو یہ کام سررشتہ بندوبست کے تفویض کیا گیا۔ لیکن انتظامی مشکلات کی وجہ سے یہ کام صرف چھ اضلاع یعنی نظام آباد، اورنگ آباد، محبوب نگر، میدک، ورنگل، اور کریم نگر سے آگے نہ بڑھ سکا۔ ان مشکلات پر غالب آنے کے لئے حکومت نے سنہ ۱۳۴۲ف میں ایک ناظم کے تحت ایک علحدہ محکمہ قائم کیا اور دو سال کی مدت میں تنظیم جدید کا کام مکمل ہو گیا۔ چنانچہ اب ممالک محروسہ کے تمام اضلاع میں اراضی اور حقوق کے اندراج کا ایک بہتر اور کارآمد طریقہ رائج ہے۔

فرائض

سررشتہ لینڈ ریکارڈ کا یہ فرض ہے کہ زرعی اور غیرزرعی اراضیات اور ان کی ملکیت کے بارے میں تازہ ترین اندراجات کو محفوظ رکھے اور مختلف اشخاص کے کھیتوں کے درمیان حد بندی کا بھی اندراج کرتا رہے تاکہ کوئی شخص دوسرے کی اراضی غصب نہ کرنے پائے۔ چونکہ تمام اضلاع کی پیمائش اور رقبہ بندی ہوچکی ہے اس لئے عہدہ داران پیمائش وقتاً فوقتاً زیر کاشت آنے والی اراضیات کے متعلق اندراجات کرنے تمام اندراجات کو تازہ اور درست رکھنے اور حدبندیوں کے تعین کا کام انجام دینے میں مصروف رہتے ہیں۔

اندراجات حقوق

لینڈریکارڈ کا طریقہ اس اعتبار سے محدود ہے کہ وہ ان مختلف حقوق کوملحوظ نہیں رکھ سکتا جو تمام ملک میں رائج ہیں چنانچہ یہ کام اندراج حقوق سے متعلق ایک قانون کے ذریعہ انجام دیا جاتا ہے جو سنہ ۱۳۴۵ف میں نافذ ہوا تھا۔ اندراج حقوق کا یہ طریقہ اضلاع عثمان آباد، اورنگ آباد، بیڑ، ناندیڑ، پربھنی اور بیدر میں نافذ کیا جا چکا ہے اور توقع ہے کہ چند سال کے عرصہ میں دوسرے اضلاع میں

محکمہ آبپاشی کی مصروفیات

تازہ سرگرمیوں پر ایک نظر

پیمایشی کام۔ تالابوں کی مرمت سے متعلق پیمایشی جو کام ہوئے سنہ ۱۳۵۰ف میں ۳۰۳ تالابوں کا معائنہ کیا گیا۔ کارہائے آب پاشی سے متعلق تفصیلات دریافت کرنے کے لئے مخصوصی پیمائشی جماعتوں نے ہالیہ، کونتھا پیٹھ اور آئندہ کے ذخیرہ ہائے آب کی اسکیموں سے متعلق کام جاری رکھا۔ حالیہ اسکیم کے مصارف ۲۳ لاکھ اور کونتھا پیٹھ اسکیم کے مصارف ۵۰ ہزار روپے ہیں۔

کارہائے آبپاشی

سنہ ۱۳۵۱ف میں معمولی آمدنی میں سے کارہائے آب پاشی کے لئے ۲۰,۱۱,۷۳۱ روپے دئے گئے اور اہم کاموں پر ۱,۸۰,۹۱۵ روپے صرف ہوئے۔ دس ہزار روپے یا اس سے زیادہ مصارف والے جن وسائل آبپاشی کی اس سال تکمیل ہوئی یا زیرتکمیل تھے ان کی مجموعی تعداد ۵۳ ہے اور ان کی ضلع واری تفصیل یہ ہے ورنگل ۱۳، نلگنڈہ ۱۳، عادل آباد ۳، کریم نگر ۱۹، میدک ۲، گلبرگہ ۲، رائچور ۱۔ مندرجہ بالا وسائل آب پاشی کے علاوہ حسب ذیل بڑے ذخائر بھی زیر تعمیر تھے۔

۱۔ بہت پلی کے تالاب (ضلع ورنگل) ۲,۲۷,۳۰۰ روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا جس میں سے ختم آبان سنہ ۱۳۵۱ف تک ۱۵,۷۰۸ روپے صرف ہوئے۔

۲ نہری حیرو ضلع عادل آباد میں ۱,۱۱,۳۰۰ روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا جس میں سے سنہ ۱۳۵۱ف کے اختتام تک ۹۶,۶۵۵ روپے صرف ہوئے۔

نظام ساگر پروجکٹ

نظام آباد میں نہروں اور ان کی شاخوں پر ۱,۰۸,۵۶۲ روپے صرف کئے گئے اور ان وسائل آب پاشی کی تعمیر کی وجہ سے علاقہ آرمور میں ۳۱۰۵۰ ایکڑ اراضی زیرآب پاشی آگئی۔ کھیتوں کے لئے جو نالے بنائے گئے ان کا مجموعی طول ۳۲۰۳۲ میل ہے اور ان پر ۱۰,۳۶۰ روپے صرف ہوئے۔ نظام ساگر پروجکٹ کی نگہداشت پر اس سال ۳,۴۳,۷۵۰ روپے خرچ ہوئے۔

تجربات اور تحقیقات

اس سال جو تجربے کئے گئے وہ حسب ذیل امور سے متعلق ہیں۔

۱۔ نہر نظام ساگر سے سیراب ہونے والے تمام علاقوں میں پیداوار کا اوسط دریافت کرنے کے لئے مختلف قسم کی اراضیات پر فصلوں سے متعلق تجربات۔

۲ آزمائشی کاشت کے ذریعہ مواد کی فراہمی۔

۳۔ نہروں اور کنووں کے پانی کی شرح مقرر کرنے کے لئے تجربات۔

۴۔ نہروں کا پانی ناپنے کے لئے پیمائشی تجربات۔

۵۔ کالی مٹی میں دھان کی کاشت کرنے کے بارے میں تجربات۔

۶۔ نہروں کے آیاکٹ اور مواضعات کے نقشوں کی تیاری۔

نظام ساگر کے ذریعہ آبپاشی میں اضافہ

نظام ساگر پروجکٹ کی وجہ سے زیرآب پاشی رقبہ میں سال بہ سال جو اضافہ ہوا ہے اس کا اظہار مندرجہ ذیل اعداد سے ہوتا ہے۔

سنہ ۱۳۴۱ف	۹۹۵۵	ایکڑ
سنہ ۱۳۴۲ف	۱۹۱۷۵	,,
سنہ ۱۳۴۳ف	۳۲۸۳۸	,,
سنہ ۱۳۴۴ف	۶۵۱۱۷	,,
سنہ ۱۳۴۵ف	۶۵۲۱۹	,,
سنہ ۱۳۴۶ف	۸۲۶۵۵	,,
سنہ ۱۳۴۷ف	۷۶۱۶۴	,,

سنہ ۱۳۴۸ف	۸۲۳۹۸	,,
سنہ ۱۳۴۹ف	۹۲۳۱۳	,,
سنہ ۱۳۵۰ف	۱۰۹۹۳۲	,,
سنہ ۱۳۵۱ف	۱۰۴۲۳۰	,,

ویرا پروجکٹ

ویرا پروجکٹ کی موجودہ نہروں سے ۱۶۲۵۸ ایکڑ اراضی سیراب ہوسکتی ہے - ذخیرہ آب اور نہروں کی دیکھ بھال پر ۱۷۰۰۰ روپے خرچ کئے گئے۔ فی الحال اس پروجکٹ کے ذریعہ ۱۳۰۰۰ ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا ہے -

پالیر پروجکٹ

ذخیرہ آب اور نہروں کی نگہداشت پر ۲۱۰۰۰ روپے صرف کئے گئے اور اب اس پروجکٹ سے ۱۳۰۰۰ ایکڑ سے زیادہ رقبہ سیراب ہوتا ہے -

سنگا بھوپالم پروجکٹ

اس پروجکٹ کے ذریعہ ۳۰۲۰ ایکڑ اراضی سیراب ہوسکے گی - سنہ ۱۳۵۱ف کے ختم پر اس کام پر ۹۲۰۳۰۳ روپے صرف کئے گئے - اس سال تعمیل آب سے قبل ۱۵۰۰ ایکڑ اراضی سیراب کرنے کے لئے نہروں کے دونوں جانب کھیتوں کے لئے نالے بنادئے گئے -

امدادی کام

سنہ ۱۳۵۱ف میں قحط سے متاثر علاقے کی امداد کے لئے ۲۳،۱۱،۴۳۰ روپے عطا کئے گئے جس میں سے ۱۰،۲۱،۹۹۶ روپے بعض کارہائے آبپاشی پر صرف کئے گئے جن میں ڈنڈی پروجکٹ بھی شامل ہے اور ۸۰،۴۳۳ روپے سڑکوں کی تعمیر پر صرف ہوئے اضلاع ورنگل اور نلگنڈہ میں قحط سے متاثر لوگوں کی مدد کے لئے ۳۷ امدادی کام شروع کئے گئے جن کے مصارف کا تخمینہ ۱،۴۰،۹۴۴ روپے ہے - یہ کام سنہ ۱۳۵۱ف میں جاری رہے - ان امدادی کاموں کی وجہ سے دونوں اضلاع کے تقریباً ۲۲۸۰۰ باشندوں کو روزگار مل گیا -

ڈنڈی پروجکٹ

اس پروجکٹ کی تعمیر سنہ ۱۳۴۹ف میں شروع ہوئی تھی اور اس کے لئے ۳۰،۳۰،۰۰۰ روپے کا تخمینہ منظور کیا گیا تھا - ڈنڈی پروجکٹ کے ذریعہ ۳۹،۰۰۰ ایکڑ اراضی سیراب ہوسکے گی - اس پروجکٹ کے تحت مزدوروں کے لئے طبی امداد، حفظان صحت، ٹیکہ، پولیس، مدارس اور امداد باہمی کی مجالس جیسی سہولتیں بہم پہونچائی گئی ہیں اور گتہ داروں اور ان کے ملازموں کے لئے رہائش کا انتظام بھی کیا گیا ہے -

کاشتکاروں کے لئے اچھی اور ارزاں کھاد

نظام ساگر اور ڈنڈی کے علاقوں میں سررشتہ زراعت کی مصروفیات

ممالک محروسہ سرکارعالی میں ہرسال مونگ پھلی کی کھلی سے ۷۰۰۰۰ ٹن کھاد تیار کی جاتی ہے اور اگر کھاد کی یہ تمام مقدار استعمال کرلی جائے تب بھی ضروریات کے لئے کافی نہ ہوگی ۔ چنانچہ سررشتہ زراعت کے شعبۂ زرعی نشرو اشاعت نے ارزاں اور اچھی قسم کی ایک کھاد تیار کرنے کا طریقہ دریافت کیا ہے جو کاشتکار بہ آسانی اختیار کرسکتے ہیں اور یہ ان کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی ۔ یہ کھاد سڑے ہوئے پتوں کی کھاد کہلاتی ہے ۔ اور اسے تیار کرنے کی ترکیب بھی اس مضمون میں بتلائی گئی ہے ۔

سررشتہ زراعت کے شعبہ نشرواشاعت کی کوششوں کی بدولت کاشتکار اس سے بخوبی واقف ہوگئے کہ مونگ پھلی کی کھاد چاول کے لئے کار آمد ہوتی ہے اور وہ اسے استعمال بھی کرنے لگے ۔ تجربہ سے چاول کی کاشت کے لئے یہ نئی کھاد بہت موزوں ثابت ہوئی اور اس کی وجہ سے کاشتکاروں کو ۱۰ تا ۲۰ فی صد زیادہ پیداوار حاصل ہوئی ۔

ممالک محروسہ سرکارعالی میں مونگ پھلی کے زیرکاشت رقبہ بالعموم ۳۱ تا ۶۱ لاکھ ایکڑ کے درمیان ہوتا ہے اور اس کی سالانہ پیداوار سے ۶۰ تا ۷۰ ہزار ٹن کھلی حاصل ہوتی ہے لیکن جنگ کی وجہ سے مونگ پھلی کی کھلی کی قیمت میں بھی کافی اضافہ ہوگیا اور کاشتکاروں کے لئے یہ کھاد گراں ہوگئی ۔ ممالک محروسہ میں کھلی کی جو مقدار پیدا ہوتی ہے وہ سب یہاں کے کاشتکار استعمال نہیں کرتے اور اس کا بیشتر حصہ برآمد کیا جاتا ہے اگر اس کھاد کی قیمت کم ہوتی اور چاول کی کاشت کرنے والے مزارعین اس کھاد کی تمام مقدار استعمال کرلیتے تب بھی یہ ان کی ضروریات کے لئے کافی نہ ہوتی ۔

کھاد کی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کاشتکار پتوں اور کھیت کی ناکارہ چیزوں کو گوبر میں ملا کر ایک ارزاں اور اچھی قسم کی کھاد تیار کرسکتے ہیں جو سڑے ہوئے پتوں کی کھاد کہلاتی ہے ۔

کھاد تیار کرنے کا طریقہ

سڑے ہوئے پتوں کی کھاد زمین پر ایک ڈھیر لگا کر یا زمین میں ایک گڑھا کھود کر تیار کی جاسکتی ہے ۔ بہ اعتبار سہولت ۳۰ × ۱۲ × ۳ یا ۴½ فیٹ سائز زیادہ مناسب ہوگا اور اس میں چھ تا آٹھ ٹن کھاد بنانے کی چیزیں سماسکیں گی ۔ کھاد تیار کرنے کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

۱ ۔ ایک فیٹ موٹی مٹی کا چھوپہ دے کر اس پر پتوں یا کھیت کی ناکارہ چیزوں کا ۶ تا ۹ انچ اونچا پرت جمایا جائے ۔

۲ ۔ اس کے اوپر گھولا ہوا تازہ گوبر چھڑکا جائے ۔ یہ گوبر سڑے ہوئے پانی میں گھولا جائے اور ایک ہزار پونڈ پانی میں ۵ تا ۱۰ پونڈ گوبر ملایا جائے ۔

۳ ۔ اس کے بعد پھر پتوں کا پرت جما کر اس کے اوپر گھولا ہوا گوبر چھڑکا جائے یہاں تک کہ یہ ڈھیر ۵ تا ۶ فیٹ اونچا ہوجائے ۔

۴ ۔ جب ڈھیر زمین سے کچھ اونچا ہوجائے تو اس کو مٹی سے بند کرکے اس پر اتنا پانی چھڑکا جائے کہ وہ نیچے تک گیلا ہوجائے ۔

۵ ۔ ۷ تا ۱۰ روز کے بعد اس ڈھیر کو کریدکر الٹ پلٹ کیا جائے ۔

۶ ۔ اگر سڑائی ہوئی چیزیں خشک ہوں تو ان پر پانی چھڑکا جائے اور ڈھیر کے اوپر مٹی لیپ دی جائے تاکہ اس میں نائیٹروجن محفوظ رہ سکے ۔

۷ ۔ دوتین ہفتے میں یہ کھاد استعمال کے لئے تیار ہوجائے گی ۔

ضلع اورنگ آباد میں میووں اور ترکاریوں کی کاشت

سررشتہ زراعت کی کوششیں

سنہ ۱۳۰۱ ف اور سنہ ۱۳۵۲ ف کی درمیانی مدت میں سنترہ اور موسمبی کے ۱۰۰۰۰ سے زیادہ پودے تقسیم کئے گئے - ضلع اورنگ آباد میں مختلف میووں کے درختوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

سنترہ	۱۳۵۲۵۵	موسمبی	۸۸۹۹۳
لیمو	۷۹۳۰۹	آم	۱۱۳۱۲۱۹
امرود	۳۶۸۷۰۳	موز	۱۳۱۵۳۲۵

ضلع اورنگ آباد میں میووں کی کاشت کی سرگزشت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ ۱۳۵۰ ع میں بھی اس ضلع میں میوے کی کاشت ہوتی تھی اور ایلورا اور ایجنٹہ کے غاروں میں پتھر سے تراشے ہوئے جو مختلف قسم کے میوے اور ان کی تصویریں موجود ہیں ان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مدتوں پہلے بھی یہاں میووں کی کاشت کی جاتی تھی - دکن میں جب مسلمانوں کی حکومت قائم ہوئی تو میوے کی کاشت کو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا - پندرھویں اور سولھویں صدی عیسوی میں بہمنی اور نظام شاہی سلاطین نے اسکی سرپرستی کی اور مغلوں کے عہد حکومت میں تو اسے انتہائی ترقی ہوئی - لیکن مغلوں کے بعد دکن میں میوے کی کاشت کو بہ تدریج زوال ہوتا گیا اور آخر کار سنہ ۱۹۰۰ ع کے قحط سے تو اس صنعت کو اتنا شدید نقصان پہونچا کہ اب تک پوری طرح پنپ نہ سکی۔

ممالک محروسہ سرکار عالی میں میوے کی کاشت کو فروغ دینے کی غرض سے سنہ ۱۳۴۶ ف میں ایک پیمائش کی گئی تھی جس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس ملک میں کل ۳۵۰۰۰ ایکڑ رقبے پر میووں کے درخت لگائے گئے ہیں اور اس میں سے ۱۲۵۰۰ ایکڑ رقبہ صرف ضلع اورنگ آباد میں ہے - اس ضلع میں میوے کی کاشت کے خاص مرکز کنڑ ، بھوکردن ، عنبڑ ، گنگا پور ، سلوڑ ، خلد آباد ، بیجا پور ، جالنہ ،

اورنگ آباد اور پٹن ہیں اور یہاں جن میووں کی کاشت کی جاتی ہے ان میں موسمبی، سنترہ، لیمو، چیکو، انگور، امرود، موز اور انار تجارتی اعتبار سے زیادہ اہم ہیں۔ ضلع اورنگ آباد کی زمین اور آب وہوا ان میووں کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہے۔

گزشتہ چند سال کے عرصہ میں سنترہ، موسمبی اور لیمو کی کاشت کو کافی ترقی ہوئی ہے اور تعلقہ جات پیٹھن، کنڑ، اورنگ آباد اور جالنہ میں بہت وسیع رقبے پر ان کے درخت لگائے گئے ہیں۔ اس ضلع میں جو میوہ پیدا ہوتا ہے اس کا کچھ حصہ مقامی ضروریات کے لئے کافی ہوجاتا ہے اور زیادہ مقدار حیدرآباد بھیجدی جاتی ہے۔ چونکہ اورنگ آباد بمبئی اور حیدرآباد کے درمیان واقع ہے اسلئے کاشت کرنے والوں اور تاجروں کو بڑی سہولت ہوتی ہے۔

سررشتہ زراعت کی کوششیں

سررشتہ زراعت نے حال ہی میں اورنگ آباد میں میووں کے لئے ایک تجرباتی مرکز قائم کیا ہے جو ایک خصوصی عہدہ دار کے زیر نگرانی ہے۔ یہاں مختلف اقسام کے میووں کے بارے میں تجربے کئے جاتے ہیں تاکہ ایسی قسمیں حاصل کرلی جائیں جو اس ضلع کے لئے زیادہ موزوں ہوں۔ چنانچہ یہ مرکز میوے کی کاشت کرنے والوں کے لئے مختلف میووں کی اچھی قسموں کے پودے بڑی تعداد میں فراہم کرچکا ہے۔ اس تجرباتی مرکز کے علاوہ مختلف میووں بالخصوص انگور کے بارے میں تجربے کرنے کی ایک اسکیم نافذ کی گئی ہے جس کے مصارف کا ایک حصہ تو دہلی کی مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے ادا کیا ہے اور باقی اخراجات کی پابجائی حکومت سرکار عالی نے کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت انگور کی ۱۰۰ سے زیادہ اقسام کے بارے میں تجربے کئے جارہے ہیں۔

میووں کے کیڑوں کے متعلق بھی تحقیقی دریافت شروع کردی گئی ہے۔ اور میوے کی کاشت کرنے والوں کو مختلف قسم کے کیڑوں اور پودوں کی بیماریوں سے آگاہ کرکے انہیں انسدادی طریقے بتلائے جاتے ہیں۔

ترکاریوں کی کاشت

ضلع اورنگ آباد میں مختلف اقسام کی ترکاریاں کاشت کرنے کی ایک اسکیم بھی زیرغور ہے۔ اگرچہ اس ضلع کی زمین اور آب و ہوا ترکاریوں کی کاشت کے لئے بہت موزوں ہے لیکن فی الحال انکی کاشت صرف اتنی ہی ہوتی ہے جو مقامی ضروریات کے لئے کافی ہوسکے۔ اس کی خاص وجہ غالباً آبپاشی کی سہولتوں کی کمی ہے لیکن اب آبپاشی کی زیادہ سہولتیں بہم پہونچانے کی تجاویز بھی زیر غور ہیں اور توقع ہے کہ اس ضلع میں ترکاری کی کاشت بھی بہت وسیع ہوجائے گی۔

مطبوعات برائے فروخت

	قیمت
رپورٹ نظم و نسق ممالک محروسہ سرکار عالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ف (۳۹-۱۹۳۸ع)	۲-۰-۰
" " " " ۱۳۴۹ف (۴۰-۱۹۳۹ع)	۲-۰-۰
جامعہ عثمانیہ　مولفہ مسز ای۔ ڈی۔ پلین	۱-۰-۰
حیدرآباد میں دیہی تنظیم	۱-۸-۰
کوائف حیدرآباد	۰-۸-۰
منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے مرتبہ سررشتہ معلومات عامہ سرکار عالی ..	۱-۸-۰
مملکت آصفی میں نشریات کی ترقی	۳-۸-۰

(اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں)

جالنہ کا شفاخانہ امراض دماغی

پاگل ہارمونیم اور طبلہ بھی بجاتے ہیں

مریضوں کے لئے دارالمطالعہ موسیقی اور کھیلوں کا انتظام

حیدرآباد میں صدر محبس سے ملحق ایک پاگل خانہ تقریباً ۵۰ سال سے قایم تھا جہاں ذکور و اناث مریضوں کے لئے علحدہ علحدہ کمرے تھے - لیکن محبس کے ایک حصہ کی حیثیت سے پاگل خانہ کے قیام کو نامناسب خیال کیا گیا اور کسی سند یافتہ ڈاکٹر کے تحت دماغی امراض کا ایک شفاخانہ علحدہ قائم کرنے کی تجویز پیش ہوئی - سنہ ۱۳۳۳ف میں اعلیٰحضرت بندگان عالی نے اس تجویز کو شرف منظوری عطا فرمایا اور دماغی امراض کی مخصوص تعلیم حاصل کرنے کے لئے ڈاکٹر سی - اے سندر راج کو لندن بھیجا گیا - بعد ازاں حیدرآباد کا پاگل خانہ جالنہ منتقل کردیا گیا اور ڈاکٹر سندر راج اس کے نگران مقرر ہوئے - شفاخانہ امراض دماغی کے لئے ایک جداگانہ عمارت تعمیر کرنے کی تجویز بھی منظور ہوچکی ہے اور جنگ کے بعد کام شروع کیا جائے گا -

۸۰،۰۰۰ روپے سالانہ

شفاخانہ امراض دماغی اب براہ راست محکمہ طبابت کے تحت ہے اور اس کا عملہ ایک مددگار سرجن، دو زائد مددگار سرجنوں (جن میں ایک خاتون بھی ہے) ایک اسٹیورڈ، ایک ہلتھ انسپکٹر، ایک میٹرن، چھ نرسوں اور ایک سو سے زیادہ دربانوں، بڑوریچیوں، جاروب کشوں، چپراسیوں اور دوسرے ادنیٰ ملازموں پر مشتمل ہے - دفتر میں ایک محاسب اور تین اہلکار بھی ہیں - اس شفاخانے کے سالانہ متوالی مصارف ۸۰،۰۰۰ روپے ہیں اور ادویات و آلات خریدنے کے لئے بھی ۱۹،۸۰۰ روپے منظور کیے گئے ہیں -

اچھی غذا اور صاف ستھرا لباس

فی الحال اس شفاخانہ میں ۵۰۰ سے زیادہ مریض مقیم ہیں جن کے لئے کھانا اور کپڑا فراہم کرنے کے لئے حکومت سالانہ ۳۰،۰۰۰ روپے کے مصارف برداشت کرتی ہے - ان مریضوں کو اچھی قسم کا کھانا ملتا ہے جس میں غذائیت کے پہلو کو خاص طور سے ملحوظ رکھا جاتا ہے - اس کے علاوہ تمام مریضوں کے لئے صاف ستھرے کپڑے بھی فراہم کئے جاتے ہیں -

دارالمطالعہ، موسیقی اور ورزشی کھیل

مریضوں کے لئے ایک دارالمطالعہ اور مختلف کھیلوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے - اور بعض مریضوں کو شام کے وقت سیر بھی کرائی جاتی ہے - اس کے علاوہ فٹ بال، والی بال اور بیڈ منٹن جیسے کھیلوں کا بھی انتظام ہے شفاخانہ میں ایک چھوٹا سا کتب خانہ بھی ہے جہاں تاریخی ادب، باتصویر رسالے اور اخبارات موجود ہیں حالات کا رجحان بدلنے کے لئے شام کے وقت گراموفوں کے ریکارڈ بجائے جاتے ہیں اور جو مریض ہارمونیم اور طبلہ بجانا جانتے ہیں وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کی تواضع کرتے ہیں

حیدرآباد کوآپریٹیو انشورنس سوسائٹی

بیرون ممالک محروسہ بھی کاروبار کیا جائے گا

حیدرآباد کوآپریٹیو انشورنس سوسائٹی لمیٹڈ کی آٹھویں سالانہ کاروباری رپورٹ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بدوران سال مختتمہ ۳۰ امرداد سنہ ۱۳۵۲ ف انجمن مذکور کے کاروبار میں بمقابلہ سال گزشتہ نمایاں ترقی ہوئی - ۳۶,۳۷,۰۰۰ مجموعی رقم کی ۱۹۳۸ تحریکات اس سال وصول ہوئیں جن سے بشکل اقساط ۲,۳۹,۰۰ روپئے آمدنی ہوئی - یہ انجمن تقریباً آٹھ سال سے قائم ہے اور اس مدت میں جو مجموعی کاروبار ہوا ہے اس سے بشکل اقساط سالانہ ۲,۹۱,۰۰۰ روپئے سے زیادہ آمدنی ہوتی ہے -

آمد و خرچ

بدوران سال زیر تبصرہ اس انجمن کو بابت اقساط سال اول ۱,۰۳,۰۵۵ روپے اور بابت تجدیدی اقساط ۲,۳۸,۱۳۱ روپے وصول ہوئے اور ۳,۰۰۰ روپئے سود بھی حاصل ہوا - اس طرح انجمن کو ۳,۹۲,۱۸۰ روپے مجموعی آمدنی ہوئی - اس کے برعکس ایجنٹوں کے کمیشن ، طبی معائنوں کی فیس اور صدر دفتر کے اخراجات وغیرہ پر جملہ ۹۳,۳۷۲ روپے صرف ہوئے - اخراجات کا تناسب اقساط کے ذریعہ آمدنی کا ۲۶۵۶ فیصد ہے -

لائف فنڈ

آغاز سال میں لائف فنڈ کی مقدار ۵,۲۲,۱۱۳ روپے تھی - اختتام سال پر پہلے سال کی اقساط کا ۴۰ فی صد اور تجدیدی اقساط کا ½۹۲ فی صد حصہ یعنی ۴۱,۴۶۲ روپے اور ۲,۲۹,۵۳۱ روپے علی الترتیب اس فنڈ میں شامل کئے گئے - اس کے علاوہ ۴ فیصد کے حساب سے ۲۰,۸۸۴ روپے بطور سود بھی شامل کئے گئے اور اسی طرح مجموعی مقدار ۸,۱۳,۹۹۱ روپے ہوگئی - اس رقم میں سے ۱۶,۰۹۵ روپے مطالبات کی ادائی میں صرف کئے گئے - ذیلی قواعد کے مطابق پہلے سال کی اقساط کا ۱۵ فی صد اور تجدیدی اقساط کا ۵ فی صد حصہ لائف فنڈ میں شامل کرنا تجا ہئے -

لیکن مجلس نظماء نے اس تناسب میں علی الترتیب ۲۵ فیصد اور ½۱۲ فی صد اضافہ کردیا ہے - مزید برآں مجلس نظماء سال رواں کے منافع میں سے بھی ۴۰۰۰ روپے لائف فنڈ میں منتقل کرنا چاہتی ہے اور اس طرح اختتام سال پر اس فنڈ کی مقدار ۸,۰۱,۸۹۶ روپے ہوجائے گی -

منافع

بدوران سال انجمن نے ۷,۶۹۴ روپے منافع حاصل کیا جو حسب ذیل طریقہ پر تقسیم کیا جائے گا -

لائف فنڈ - ۴,۰۰۰ روپے

ریزرو فنڈ - ۴۲۳۰ روپے

باقی ماندہ ۱,۶۹۴ روپے اور گزشتہ سال کا زائد منافع حصہ داروں کو ۴ فیصد سالانہ منافع تقسیم کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا -

قانون بیمہ

راجہ شالا بہتی جی نے آٹھویں سالانہ جلسہ عام میں مجلس نظماء کے صدر کی حیثیت سے جو تقریر کی تھی اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں -

”حیدرآباد میں اب تک کوئی قانون بیمہ نہیں ہے - جس کی بناء پر حکومت کی جانب سے بیرونی بیمہ کمپنیوں پر پابندیاں عائد ہوسکیں اور نہ ہم کو بیرونی کمپنیوں کے ان کاروبار کے اعداد ملسکتے ہیں جو ممالک محروسہ سے وہ حاصل کرتے ہیں - صورت حال کی ان کوتاہیوں پر کافی عرصہ سے غور کیا جارہا ہے اور اب ہم سب کو یہ معلوم کرکے خوشی ہوگی کہ حکومت سرکارعالی قانون کے نفاذ پرغور کررہی ہے -

”یہ بڑی مسرت کی بات ہے کہ جنگ کے اثرات کے باوجود آپ کی انجمن نے اپنے سالانہ کاروبار کے اعداد میں کافی اضافہ کیا ہے - جس کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ سال گزشتہ آپ کی انجمن کا تکمیل شدہ کاروبار تقریباً

ملاحظہ ہو صفحہ (۳۱)

اضلاع کی خبریں

اورنگ آباد ۔ ضلع اورنگ آباد کا رقبہ تقریباً ۶۸۰۰ مربع میل ہے ۔ جس میں سے ۲،۳۴۰۰۰۰ ایکڑ کے قریب اراضی زیرکاشت ہے ۔ اس ضلع میں آبی کاشت بہت کم ہوتی ہے ۔ فصل خریف میں کپاس، باجرہ ، اڑد ، مونگ ، تور ، مونگ پھلی ، کلتھی اور تل کی کاشت ہوتی ہے اور ربیع میں گیہوں ، جوار ، چنا اور السی کی کاشت کی جاتی ہے ۔ سنہ ۱۳۵۲ ف میں ۱۰۲،۳۲۷ ایکڑ اراضی فصل خریف کے زیرکاشت تھی لیکن اس سال بہ رقبہ اضافہ ہو کر ۱،۰۵۵۲۶ ایکڑ ہو گیا ہے ۔ شروع موسم میں بارش کم ہونے کی وجہ سے مونگ اور اڑد کی فصل خراب ہو گئی تھی لیکن حالیہ بارش کی وجہ سے کپاس ، مونگ پھلی اور باجرہ کی فصل کو فائدہ ہوا اور گیہوں ، جوار اور چنا کی بہتر فصل ہونے کی بھی توقع ہو گئی ہے ۔

* * * *

گزشتہ سال اسباب خوردنی کی فصل اچھی ہوئی تھی اس لئے اس سال تمام ضلع میں غلے کی قلت نہیں ہوئی آج کل باجرے کی فصل کاٹی جا رہی ہے اور اس کی قوی امید ہے کہ مستقبل قریب میں غلے کی کمی کا سوال پیدا نہ ہوگا ۔ تاہم اشیاء خوردنی کی قیمتیں کافی بڑھی ہوئی ہیں ۔ چنانچہ بعض اشیاء کی موجودہ قیمتیں حسب ذیل ہیں ۔

چاول	۴۰ تا ۵۲	روپیے	فی پلہ
گیہوں	۴۸ تا ۵۰	,,	,,
جوار	۲۵ تا ۲۸	,,	,,
باجرہ	۲۶ تا ۳۲	,,	,,
چنا	۳۷ تا ۴۰	,,	,,
مونگ	۳۳ تا ۳۵	,,	,,
تور	۲۶ تا ۳۰	,,	,,

* * * *

زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے تحت سنہ ۱۳۵۲ ف میں مزید ۶۰۰۰۰ ایکڑ اراضی زیر کاشت لائی گئی ۔ اس سال سررشتہ زراعت نے ۲۶۸۷۰ روپیے مالیت کے گیہوں تخم ریزی کے لئے بطور تقاوی تقسیم کئے ۔

* * * *

کاشتکاروں کی امداد کے خیال سے گزشتہ سال باغات کی پیداوار کی مالگزاری میں تقریباً دو لاکھ روپیے کی معافی منظور کی گئی تھی اور زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے تحت جو رقمی رعایتیں منظور کی گئیں ان کی مجموعی مقدار ۰۰۰۰۰ روپیے ہے ۔

* * * *

ضلع اورنگ آباد کے ہر ایک تعلقہ کے دو مواضع تنظیم دیہی کے مرکز بنانے کے لئے منتخب کئے گئے ہیں اور ان مرکزوں میں قومی تعمیر سے متعلق تمام سرگرمیوں پر عملی توجہ کی جا رہی ہے ۔

* * * *

قانون انتقال اراضی نافذ ہو جانے کی وجہ سے ۱۳،۲۹۳ روپیے مالگزاری والی زرعی اراضیات ساہوکاروں کے قبضے سے چھڑا کر ان کے مالکوں کو واپس دلائی گئیں ۔ اورنگ آباد کی مجلس مصالحت قرضہ نے بھی جملہ ۲۱۲۰۸۷ روپیے متعلقہ رقموں والے مقدمات کا تصفیہ کیا ۔

* * * *

شہر اورنگ آباد کے لئے ملیریا کے انسداد کی ایک اسکیم منظور کی گئی ہے جو دو سال کی مدت پر مشتمل ہوگی اور جس کے سالانہ مصارف ۳۶۰۰۰ روپیے ہیں یہ اسکیم خورداد سنہ ۱۳۵۲ ف میں جاری کی جا چکی ہے اور اس سے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔ اس کے علاوہ جالنہ میں بھی ملیریا کے انسداد کی ایک اسکیم منظور کی گئی ہے ۔

اورنگ آباد کے صدر شفاخانے میں ایسے مریضوں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے جن کا علاج جراحی کے ذریعہ کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ اب ۲۱۲۰۰ روپیے کے مصارف سے عمل جراحی کا ایک نیا شعبہ قائم کیا جا رہا ہے ۔ گزشتہ سال شفاخانہ میں ۲۳۱ زچگیاں ہوئی تھیں ۔ صدر شفاخانہ میں ۵۰۰۰ روپیے کے مصارف سے اکسرے کا آلہ نصب کیا گیا ہے جو عوام کے لئے بہت مفید ثابت ہوا ہے ۔

* * * *

میوے کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے سررشتہ زراعت نے سنترے اور موسمبی کے ۱۰۰۰۰ پودے تقسیم کئے اور اس ضلع میں کاشت کے لئے ۱۰۵ اقسام کے سنتروں کے متعلق تجربے بھی کئے جا رہے ہیں مختلف قسم کی ترکاریاں کاشت کرنے کی ایک اسکیم بھی زیر غور ہے ۔

* * * *

مختلف قسموں اور درجوں کے مدرسوں کے علاوہ اورنگ آباد میں ایک انٹر میڈیٹ کالج بھی ہے جس

میں فوقانیہ اور وسطانیہ کی جماعتیں بھی موجود ہیں اس کالج میں زیرتعلیم طلبہ کی مجموعی تعداد ۱۲۲۲ ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

شعبہ کالج	۲۰۶
شعبہ فوقانیہ	۶۷۹
شعبہ وسطانیہ	۳۳۷

اس کالج سے متعلق تین اقامت خانہ بھی ہیں جن میں ایک سو سے زیادہ طلبا رہتے ہیں ۔ جامع مسجد کے اقامت خانہ میں ایسے طلبہ کے لئے انتظام کیا جاتا ہے جو دوسرے اقامت خانوں کے مصارف ادا نہیں کرسکتے ۔ مقیمین کے لئے جسمانی ورزش لازمی قرار دی گئی ہے اور وہ ہرصبح ایک تربیت یافتہ استاد کی نگرانی میں ورزش کرتے ہیں ۔ مختلف کھیلوں کی حد تک بھی اورنگ آباد کالج اپنی پرانی شہرت برقرار رکھے ہوئے ہے ۔

* * * * *

اورنگ آباد میں ایک مدرسہ نسوان بھی ہے جہاں ۲۷۵ طالبات زیر تعلیم ہیں ۔ عثمانیہ میٹرک کے امتحان میں اس اسکول کی لڑکیاں سب سے پہلے سنہ ۱۳۳۸ ف میں شریک ہوئی تھیں اوراب تک ۲۰ لڑکیاں میٹرک کامیاب کرچکی ہیں ۔ ان میں سے ۱۵ لڑکیوں نے اعلی تعلیم جاری رکھی اور ۵ لڑکیاں سمت اورنگ آباد کے مدرسوں میں استانیاں مقرر کردی گئیں ۔ تعلیمی مصروفیات کے علاوہ اس مدرسہ کی طالبات زاید از نصاب سرگرمیوں سے بھی دلچسپی لیتی ہیں چنانچہ بلو برڈس کا ایک دستہ اور گرل گائڈز کے دو دستے بھی قائم کئے گئے ہیں ۔

بسلسلہ صفحہ (۲۹)

(۲۵) لاکھ کا تھا جو سال گذشتہ صرف (۱۶) لاکھ کا تھا ۔ نہ صرف یہ بلکہ اخراجات کا تناسب بھی تقریباً (۲۵) فیصد سے زیادہ نہ رہا ۔

سرمایہ کاری

"ہماری انجمن میں ایک بہت قابل توجہ بتلائی جاتی تھی وہ یہ کہ بیمہ کنندگان کو کثیر تعداد میں قرضہ جات ایصال کرکے رفتہ رفتہ یہ انجمن قرضہ کی انجمن میں تبدیل ہوتی جارہی ہے ۔ آپ کے نظماء صاحبان نے اس پر کافی غور کیا ۔ اور اب انجمن کی کافی رقم تمسکات سرکارعالی اور مستحکم ادارہ جات کے حصص میں لگائی جارہی ہے جو مضبوط بنیادوں پر عرصہ سے قایم ہیں ۔ بیمہ کنندگان کو قرض ایصال کرنے کے متعلق صورت حال کو زیادہ صاف کرتے ہوئے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ قرضہ جات ایصال کرنے کا بڑا مقصد نہ صرف پالیسی کنندگان کی مزید ضروریات کو پورا کرنا بلکہ سرمایہ کو مشغول رکھنا بھی ہے ۔ کیونکہ یہ طریقہ تا حال ہمارے لئے بہت ہی محفوظ اور نفع بخش ثابت ہوتا رہا ہے ۔"

"تاحال آپ کی انجمن کا حلقہ کاروبار مملکت حیدرآباد کی حد تک محدود رہا ہے ۔ اور توسیع حلقہ کی بابت آپ کی انجمن کافی محتاط رہی ہے ۔ جیسا کہ آپ تمام حضرات واقف ہیں ہماری انجمن کسی ایک شخص کے لئے زیادہ سے زیادہ دس ہزار کی پالیسی جاری کرتی ہے اور اسطرح اب تک ہم نے بہت احتیاط سے کام لیا ہے ۔ جس میں کبھی ناکامی نہیں ہوئی اس احتیاط کے باوجود صرف ممالک محروسہ سے ہم نے سالانہ تقریباً (۲۵) لاکھ کا کاروبار حاصل کیا حالانکہ پورے ہندوستان میں صرف (۲۲) انجمنیں ایسی ہیں جو سالانہ (۲۵) لاکھ یا اس سے کچھ زاید کے کاروبار حاصل کرتی ہیں ۔ باوجودیکہ پورا ہندوستان ان کی کاروباری سرگرمیوں کے لئے کھلا ہے ۔ ہمارے محتاط طریق عمل کا دوسرا اور اہم نتیجہ یہ ہے کہ ہمارا لائف انسورنس فنڈ ان تمام انجمنوں کے فنڈ سے بڑھا ہوا ہے جن کا کاروبار ہمارے مساوی ہے ۔ جو اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ہماری انجمن کافی مضبوط بنیادوں پر قایم ہے ۔

کاروبار میں وسعت

"میں محسوس کرتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم کاروبار کو بڑھائیں ۔ مرسومہ قواعد ذیلی جو آپ کی توثیق کے لئے پیش کئے جانے والے ہیں ان کی بنا پر انجمن کو مملکت حیدرآباد سے باہر بھی کاروبار حاصل کرنے کی اجازت ہوگی ۔ نیز نظماء کو اس کا اختیار ہوگا کہ ایک شخص کے لئے (۲۵) ہزار تک کی پالیسی جاری کریں مجھے یقین ہے کہ مستقبل قریب میں ہماری انجمن اپنے میدان عمل کو وسیع تر کرنے کے قابل ہوگی اور اس کا شمار ہندوستان کی سب سے بڑی و مشہور انجمنوں میں ہوگا ۔ میں آخر میں مکرر یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان بنیادی فرائض کو نہیں بھولنا چاہئے جو بیمہ کنندگان سے ہم پر عائد ہیں یعنی ان نمایاں اتحادی خصوصیات کو ہمیں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے جو ہماری کارگزاری کی روح رواں رہی ہیں ۔"

تجارتی اور فصل واری اطلاعات

مونگ پھلی کی فصل - سنہ ۴۴ - ۱۹۴۳ء میں مونگ پھلی کی فصل کے متعلق حکومت ہند کے محکمہ تجارتی اطلاعات اور اعداد و شمار کی شایع کردہ پہلی پیش قیاسی کے مطابق ممالک محروسہ سرکار عالی میں مونگ پھلی کے زیر کاشت رقبہ کا تخمینہ (۳۲۷۰۰۰) ایکڑ ہے اس کے برعکس گزشتہ سال یہ رقبہ (۲۶۰۰۰۰) ایکڑ تھا - مذکورہ بالا رقبہ تمام ہندوستان میں مونگ پھلی کے زیر کاشت رقبے کا (۱۰۹۹) فیصد ہے - فصل کی حالت اطمینان بخش ہے -

تل کی فصل - سنہ ۴۴ - ۱۹۴۳ء میں تل کی فصل کے متعلق مذکورہ بالا محکمہ کی شایع کردہ پہلی پیش قیاسی کے مطابق ممالک محروسہ سرکار عالی میں تل کے زیر کاشت رقبے کا تخمینہ (۱۰۰۰۰۰) ایکڑ ہے گزشتہ سال یہ رقبہ (۷۰۰ ...) ایکڑ تھا - فصل کی حالت اطمینان بخش ہے - ممالک محروسہ میں جتنے رقبے پر تل کی کاشت ہوتی ہے وہ تمام ہندوستان میں اس فصل کے زیر کاشت رقبہ کا (۱.۴۳) فیصد ہے -

بارش - ۱۶ - تیر سنہ ۱۳۵۲ف اور ۲۳ - آبان سنہ ۱۳۵۲ف کی درمیانی مدت میں اوسطاً (۲۸.۰۰) انچ بارش ہوئی - علاقہ تلنگانہ میں بارش کا اوسط (۳۰.۱۶) انچ اور مرہٹواڑی میں (۲۶.۸۴) انچ تھا گزشتہ سال اس مدت میں اوسطاً (۲۸.۹۳) انچ بارش ہوئی تھی اور تلنگانہ میں اس کا اوسط (۳۰.۵۹) انچ اور مرہٹواڑی میں (۲۷.۰۲) انچ تھا -

مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں - چینی کے برتن اور دوسری اشیاء بنانے کی غرض سے ستمبر سنہ ۱۹۴۳ء میں دکن پورسلین اینڈ پاٹریز لمیٹڈ کے نام سے ایک کمپنی کی رجسٹری ہوئی ہے جس کا مجوزہ سرمایہ (۱۰۰۰۰۰۰) روپے ہے - حیدرآباد پاٹریز ، ناچیگوڑہ ، حیدرآباد (دکن) اس کمپنی کے مینجنگ ایجنٹ ہیں -

ساعت خواتین میں جہاں بانو بیگم صاحبہ نقوی ''ادبی نزاکتوں،، پر تقریر فرمائینگی -

''موسیقی،،

اذر کے پروگراموں کی طرح ماہ دسے میں بھی راگ راگنیوں اور آرکسٹرا کی استادی اور فلمی گیتوں کے ''سلسلے،، پیش کئے جارہے ہیں - بیرونی فن کاروں میں پدماوتی شالگرام - مس وتمل ہنگی اور مقامی فن کاروں میں بابو راؤ - شنکراباٹی - عبدالصمد خاں - وملا باٹی اور علی بخش قابل ذکر ہیں ۶-۸-۱۳-۱۵ دسے کو غنائی خاکے نشر کئے جائینگے جو گانوں - سازوں - تبصروں - اور صوتی اثرات پر مشتمل ہونگے -

روزانہ کی صبح کی نشریات میں راگ راگنیوں - فلمی گانوں غزلوں - ٹھمریوں - دادروں اور بھجنوں کے ریکارڈوں کے علاوہ ''یاد،، ''اعجاز عشق،، ''رازونیاز،، ''تصورات،، اور ''خیالستان،، کے عنوان سے خاص ریکارڈ بجائے جائیں گے -

۴ - دسے کو ''فرخندہ بنیاد،، کے عنوان سے وفافانی اور بدر شکیب کی نظمیں - ۱۱ - دسے کو ''تاج محل،، پر وجد اور اکبر کی نظمیں - ۱۶ - دسے کو ''دل کی کہانی،، تبصرے کے ساتھ ذوق اور غالب کے سہرے حالی کا شیخ اور زاہد سے خطاب - ۲۱ - دسے کو زاھد کی صبح اور میکش کی شام کا ذکر سنئے -

''رحمۃ اللعالمین،، ''غریب نواز،، ''مدحت غوث اعظم،، ''ذکر الٰہی،، ''سلطان مدینہ،، ''نغمہ وحدت،، ''بارگاہ الٰہی،، ''بانسری والا کرشن کنہیا،، ''گوکل کے بسیا،، سونے سلونے شام،، کے عنوان کے تحت مذھبی موسیقی پیش کی جائے گی -

---

نشر گاہ اورنگ آباد

موسیقی

بھیم سین جی جوشی - وی - آر دیسمکھ - محمد خاں شمسی (حیدرآبادی) وی - ڈی گھاٹے - شریید بی شاستری اور حبیب خاں کے علاوہ مقامی فن کار بھی حصہ لے رہے ھیں -

تقریریں

''ھماری عادتیں،، عادت آدمی کے دماغ اور کردار کا تانا بانا ھے - ۹ - دسے سنہ ۳۵۳ ۱ ف سید نورالحسن صاحب صدر مدرس دارالشفاء -

''میل جول،، میل جول کی بنیاد باھمی لین دین پر موقوف ھے - یہ لین دین ذھنی بھی ھوتے ھیں اور مادی بھی -

''زمانہ قدیم کے کتب خانے،، ہر قوم کا سب سے قیمتی ذخیرہ اس کا کتب خانہ ھوتا ھے - موجودہ تحریر اور کاغذ کے ایجاد ھونے سے پہلے انسانی خیالات کو مختلف نقوش نشانات اور تصویروں کی شکل میں پتھروں، دھاتوں، ھڈیوں، اینٹوں، درخت کی چھالوں اور تاڑ کے پتوں پر نقش کرکے محفوظ کیا جاتا تھا - ۱۷ - دسے ۵۳ ف خواجہ محمد یوسف الدین -

''اقبال کا نصب العینی انسان،، حقیقت ابدی ھے مقام شبیری بدلتے رہتے ھیں انداز کوفی و شامی - ۲۵ - دسے سنہ ۵۳ ف سید اشفاق حسین صاحب -

''مصارف جنگ،، موجودہ جنگ کے مصارف ڈیڑھ کروڑ پونڈ یا بیس کروڑ روپے روزانہ ھورھے ھیں - جنگ اپنے پیچھے بیروزگاری اور مقروضیت کا ترکہ چھوڑ جاتی ھے اس کے باوجود قوم کے وقار کے لئے جو بھی قیمت ادا کرنا پڑے کم ھے - ۲۹ - دسے سنہ ۵۳ ف - گنیش راؤ صاحب تھے

فیچر

''جوار بھاٹا،، جو ان دلوں کا اتار چڑھاؤ - ''عشق است ھزار بد گمانی،، کی جیتی جاگتی تصویر ۴ - دسے سنہ ۵۳ ف -

''برھن کا گیت،، برھن کے لطیف جذبات گیتوں اور دکھ بھرے بولوں میں پیش کئے گئے ھیں - ۵ دسے سنہ ۵۳ ف -

ترقی کی رفتار

معلومات حیدرآباد

جلد ۴ — اسفندار سنہ ۱۳۵۳ ف جنوری سنہ ۱۹۴۴ ع — شمارہ ۴

احوال و اخبار

آئینی مشاورتی کمیٹیاں ۔ ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری نے آئینی مشاورتی کمیٹیوں کا افتتاح کر کے (فینانس کی آئینی مشاورتی کمیٹی کو قائم ہو کر ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے) ممالک محروسہ کی دستوری اصلاحات کی تاریخ میں ایک مزید درخشاں باب کا اضافہ فرمایا ۔ یہ کمیٹیاں جو مملکت کے دستور جدید کا لازمی جزو ہیں اس مقصد کے تحت قائم کی گئی ہیں کہ وہ حکومت کی وسیع ترین سرگرمیوں میں نظم و نسق اور مختلف اہم مفادات کے درمیان مشاورتی اداروں کی حیثیت سے موثر کام انجام دے سکیں ۔ ان دو مجالس کے سوائے ان مجالس قائمہ کے جو منشور خسروی کے بموجب قائم کی گئی ہیں باقی تمام مماثل مجالس قائمہ کی بہ نسبت برسر رہے گا جو سرکاری اور غیر سرکاری اراکین پر مشتمل ہیں ۔ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ ان آئینی مشاورتی کمیٹیوں کو، مملکت کے دستور کا ایک لازمی جزو ہونے کی حیثیت سے، امتیازی مرتبہ حاصل رہنا چاہئے اور ان کے مشوروں کو مناسب اہمیت دی جانی چاہئے ۔

معلوم ہوا ہے کہ فرمان خسروی کے بموجب ایک ”دستاویز ہدایات،، تیار کر کے صدرالمہامین متعلقہ کے نام جاری کیا گیا (جو بحیثیت عہدہ اپنے محکمہ جات سے متعلقہ آئینی مشاورتی کمیٹیوں کے صدر رہیں گے) جس میں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ جوں ہی جدید مجلس وضع قوانین اپنا کام شروع کر دے تو مقننہ کے غیر سرکاری اراکین میں سے کمیٹیوں کے غیر سرکاری اراکین کا انتخاب کیا جائے ۔ متعلقہ سررشتوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ اس وقت اور اب بھی نامزدگی کے لئے ایسے اشخاص کی سفارش کریں جو عوام میں اہمیت و اثر ، اور اپنی سنجیدہ و آزادانہ رائے رکھتے ہوں اور جنہوں نے موضوع متعلقہ سے کبھی دلچسپی کا اظہار کیا ہو یا جن سے دلچسپی لینے یا صحیح مشورہ دینے کی توقع کی جاسکتی ہو ۔ ان شرائط کے پیچھے جو مقصد کار فرما ہے وہ یہ ہے کہ ان کمیٹیوں میں ایسے افراد شریک ہو سکیں جو قابل ، تجربہ کار اور صائب رائے رکھنے کے علاوہ دیانت دار اور ثابت قدم ہوں ۔

صدرالمہامان متعلقہ کو یہ بھی ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اس قانونی گنجایش سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں جس کے تحت ان امور کے علاوہ جنہیں کمیٹیوں میں پیش کرنا بہر حال لازمی ہے وہ دوسرے امور بھی جن کا پیش کرنا یا نہ کرنا ان کے صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے رجوع کر سکتے ہیں ۔ اس طرح صلاح و مشورہ کا دائرہ وسیع ہو کر ان امور پر بھی حاوی ہو جائے گا جو معمولاً کمیٹی کے فرائض سے باہر ہیں ۔ اس سے حضرت اقدس و اعلیٰ اور حکومت کی خواہش کا دوبارہ اظہار ہوتا ہے کہ تمام اہم پالیسی کی تشکیل میں آئینی مشاورتی مجالس کی آواز کو اہمیت حاصل رہے ۔

حکومت کا منشا یہ ہے کہ مشاورتی مجالس کی غور کردہ رائے کا احترام اور عملی حیثیت سے جہاں تک ممکن ہو سکے ان سے استفادہ کیا جائے ۔ نیز اس امر کا بھی یقین دلایا گیا ہے کہ کمیٹیوں کے اراکین کو جن مسائل سے دوچار ہونا ہے اس میں حکومت اور دیگر صدرالمہام تعاون عمل کریں گے ۔ اس سلسلے میں حکومت کے پرخلوص اقوال کی طرح ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری کا خطبہ افتتاحیہ اس لائق ہے کہ اس پر گہری توجہ دی جائے ۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ مشاورتی مجالس کی غور کردہ رائے سے ، بجز اہم وجوہ کے ، اختلاف نہیں کیا جائے گا ۔ اس کی مزید ضمانت وہ قانونی گنجایش ہے جس کی رو سے اگر کسی مشاورتی مجلس اور حکومت کے درمیان کوئی

اختلاف رائے پیدا ہوجائے تو حکومت کے آخری فیصلے سے قبل مسئلہ متنازعہ فیہ مجلس متعلقہ کو غور مکرر کے لئے دوبارہ واپس کیا جائے گا۔

مجلس امور مذہبی کے اراکین کو مخاطب فرماتے ہوئے حضرت اقدس و اعلیٰ نے یہ توقع ظاہر فرمائی کہ "کمیٹی مختلف فرقوں کے درمیان باہمی رواداری اور ہمہ گیری کی ان روایات کو برقرار رکھے گی جو دکن میں دودمان آصفی کے طویل دور حکومت کا طرۂ امتیاز رہی ہیں" ہمارا یہ غیر متزلزل ایقان ہے کہ یہ حکیمانہ ارشادات ضرور نہ صرف مخاطب افراد کے دلوں کی گہرائیوں میں اتر جائیں گے بلکہ انکی بدولت حضرت اقدس واعلیٰ کی ساری رعایا میں وسعت نظر اور بے تعصبی جذبہ پیدا ہوگا اور وہ اس میں شیر وشکر ہوکر ساری کوششوں کو اپنے فیض رساں حکمران کی خوشگوار توقعات کی تکمیل کے لئے وقف کردیں گے۔ یہی وہ واحد طریقہ ہے جس کے ذریعہ ہم ادب و احترام کے ساتھ حضرت اقدس واعلیٰ کی خدمت میں اپنی ہمیں نذر عقیدت پیش کرسکتے ہیں جنہیں اپنی محبوب رعایا کی فلاح و بہبود سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں۔ خدا کرے کہ ہم اپنے بادشاہ کی اعلیٰ توقعات کو پورا کرسکیں۔

غریبوں کی اصلاح و ترقی کے لئے لیڈی حیدری مرحومہ کی کوششیں - لیڈی حیدری

کی یادگار میں مرکز بہبودی اطفال کا افتتاح فرماتے ہوئے ہز ہائنس شہزادی صاحبہ برار نے مرحومہ کی ان کوششوں کی ستائش فرمائی جو مرحومہ نے غریبوں کی حالت کو بہتر بنانے میں صرف کی تھیں ہزہائنس نے ارشاد فرمایا کہ میں یہاں عام حیثیت سے نہیں بلکہ لیڈی حیدری مرحومہ کی دوست کی حیثیت سے موجود ہوں جن کی یاد کو خراج عقیدت دینے کے لئے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے مرحومہ کو ہمیشہ شفقت اور عزت کی نظر سے دیکھا اور ان کی شخصیت سے متاثر رہی۔ کون نہیں جانتا کہ لیڈی حیدری مرحومہ نے خدمت خلق کے لئے سب سے پہلے قدم بڑھایا اور اس روایتی علحدگی اور رسوم کو توڑا جن کی عورتیں پابند ہیں۔ مرحومہ کی شخصیت، عظمت، ہمت، یقین اور مستحکم ارادے کی حامل تھی۔ سادگی ان کی خانگی اور پبلک زندگی کی نمایاں خصوصیت تھی اور وہ سب کے لئے ایک سچے اور ہمدرد دوست تھے۔ حیدرآباد میں سب سے پہلا مدرسہ نسواں علاوہ دیگر مدرسوں کے لیڈی حیدری نے قائم کیا جو تعلیمی ترقی کے سلسلے میں مرحومہ کی دلچسپیوں کا بین ثبوت ہے۔ مرحومہ نے شہر میں بہبودی اطفال کے مراکز قائم کئے، خواتین کے لئے انجمن اور کلب کی بنا ڈالی اور کل ہند خواتین کانفرنس شاخ حیدرآباد کی پہلی صدر تھیں۔ تقریر کو ختم کرتے ہوئے ہرہائینس نے ارشاد فرمایا کہ ایک ایسی شخصیت کی یادگار میں جو سخاوت اور ایثار کا نمونہ تھیں ہمیں اپنے فرائض سے آگاہ ہونا چاہئے جو غریبوں کی طرف سے ہم پر عاید ہوتے ہیں اور خدمت خلق کے سچے جذبہ کے ساتھ انہیں پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

حکم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی اور چھوٹے کاشتکار

حکم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی کی غایت اور غذائی صورت حال کو بہتر بنانے سے متعلق اختیار کردہ تدبیروں کے بارے میں مختلف لوگوں میں جو شبہات پیدا ہوگئے تھے انہیں رفع کرنے کی خاطر حکومت نے اچھا کیا کہ ایک اعلان جاری کردیا۔ راشن بندی، قیمتوں کی نگرانی، اور مطالبہ اجناس، کے سلسلہ میں حکومت کے پاس متعدد درخواستیں وصول ہوچکی ہیں جو زیادہ تر حکم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس کی غایت سے متعلق غلط فہمیوں پر مبنی ہیں۔ بلا شبہ حکومت کا اولین مقصد یہ ہے کہ ممالک محروسہ کی زرعی پیداوار کی نرخوں کو ایک مناسب سطح پر لایا جائے اور کاشتکاروں کے جائز مفاد کا تحفظ کیا جائے۔ یہ خیال بھی نہیں کیا جاسکتا کہ حکومت کوئی ایسا اقدام کرے گی جس سے کاشتکاروں کے مفاد کو نقصان پہنچے جو مملکت کی ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

ہم نے اس اشاعت میں کہیں اس پریس نوٹ کو شائع کیا ہے جس کے ذریعہ اس تشویش سے متعلق جن کا اظہار بظاہر کاشتکاروں کی جانب کیا گیا، اپنے نقطہ نظر کو واضح کیا ہے سرکاری اعلان میں تین نکات پر زور دیا گیا ہے۔ اول یہ کہ اس حکم سے مستثنیٰ قرار دینے کے لئے تعلقدار صاحبان کو کافی اختیارات تمیزی عطا کئے گئے ہیں دوسرے یہ کہ

مواضعات کی کمیٹیوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ایسے جملہ معاملات کوجو مستحق رعایت ہیں تحصیلدار صاحبان کے علم میں لائیں ۔ اور تیسرے یہ کہ تاوقتیکہ تحصیلدار صاحب ہرمعاملہ کی جانچ کرکے اپنا فیصلہ نہ سنا ئیں زیرغور کاشتکاروں سے غلہ کی خریدی ملتوی رکھی جائے ۔

اس لیے ان تمام اندیشوں کو دور ہوجانا چاہئے جو اس امکان سے متعلق ہیں کہ کاشتکار ناواجبی سختیوں سے دو چار ہوں گے ۔ ظاہر ہے کہ کوئی چیز حکومت کی نظر سے اوجھل نہیں رہ سکتی ۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حکم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی کے نفاذ کی وجہ سے چھوٹے کاشتکاروں پرمضر نتائج مرتب ہوں گے برخلاف اس کے حکومت کو اعتماد ہے کہ یہ طریقہ کار چھوٹے کاشتکاروں کو ایک حدتک ساہوکار کے مہلک پنجہ سے چھڑانے میں ان کے لئے بڑا معاون ثابت ہوگا ۔ اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ کاشتکاروں سے لین دین کے سلسلے میں ساہوکار ہمیشہ اپنی شرطوں کو منواتا ہے ۔ پیداوار کے ایک حصہ کو حکومت کے ہاتھ فروخت کرنے کی وجہ سے کچھ نو نقد روپیہ کاشتکار کے ہاتھ لگےگا ۔ حکومت عنقریب میں انتہائی نرخ مقرر کررہی ہے تو ایسی صورت میں کاشتکار کو خواہ وہ اپنی پیداوار حکومت کوفروخت کرے یا کھلے بازار میں ، تقریباً وہی قیمت ملے گی کاشتکاروں سے جو غلہ حکومت خریدےگی اس کی قیمت فوری ادا کی جائےگی ۔

محکمہ زراعت کا کام بیرونی ماہرین کی نظر میں

چینی زرعی مشن نے جو حال ہی میں حیدرآباد آیا تھا محکمہ زراعت کی بڑی ستائش کی ہے ۔ قیام حیدرآباد کے دوران میں چینی مشن کے اراکین کو زرعی ترقیات دیکھنے کے وسیع مواقع حاصل رہے ۔ ان بیرونی ماہرین نے زرعی ترقیوں کی جن الفاظ میں خود بخود تعریف کی ہے ان سے موجودہ دور کی ہمہ جہتی ترقیوں کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔ صدر چینی مشن ڈاکٹرسی ۔ ایل پان نے ایک صحافی ملاقات کے دوران میں کہا کہ وہ محکمہ زراعت سرکارعالی کے کام سے بڑے متاثر ہوئے شاہی زرعی تحقیقاتی کونسل کے اشتراک سے محکمہ زراعت جو تحقیقاتی کام انجام دے رہا ہے ، وہ انہیں بالخصوص سب سے زیادہ متاثر کیا ۔ ڈاکٹر پان نے کہا کہ حکومت ''زیادہ غلہ اگاؤ '' کی جو مہم چلا رہی ہے اس سے زرعی ترقی میں بڑی مدد ملی اس کی بدولت پڑت زمینات بھی اجناس کی فصلیں اگانے کے لئے زیر کاشت لائی جارہی ہیں ۔ موصوف نے حکومت کے آبرسانی کے کاموں کی ستائش کرتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ مستقبل قریب میں اسی قسم کی دوسری اسکیمیں بھی روبہ عمل لائی جائیں گی ۔

مطبوعات برائے فروخت

	قیمت
رپورٹ نظم ونسق ممالک محروسہ سرکارعالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ ف (۳۹-۱۹۳۸ ع)	۲ - ۰ - ۰
" " " " ۱۳۴۹ ف (۴۰-۱۹۳۹ ع) ..	۲ - ۰ - ۰
جامعہ عثمانیہ مولفہ مسزای ۔ ڈی ۔ پلین	۱ - ۰ - ۰
حیدرآباد میں دیہی تنظیم	۱ - ۸ - ۰
کوائف حیدرآباد	۰ - ۸ - ۰
منتخب پریس نوٹ اور اعلامیے مرتبہ سررشتہ معلومات عامہ سرکارعالی	۱ - ۸ - ۰
مملکت آصفی میں نشریات کی ترقی	۳ - ۸ - ۰

(اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں)

افتتاح آئینی مجالس مشاورتی

دستوری اصلاحات کے سلسلے کی ایک اور اہم کڑی

عہدہ داروں اور غیر سرکاری اراکین کے درمیان تبادلہ خیال کا موثر ذریعہ

"حکومت اور اہل ملک کے اغراض و مقاصد مشترک اور ہم آہنگ ہیں"

— (ہز اکسلنسی عالی جناب نواب صاحب چھتاری)

آئینی مجالس مشاورتی کا افتتاح کرتے ہوے ہز اکسلنسی عالی جناب نواب صاحب چھتاری صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی نے ارشاد فرمایا کہ "جنگ کا زمانہ اگرچہ اس کام کے لئے کچھ بہت سازگار نہ تھا لیکن اعلیٰ حضرت بندگان اقدس کے اس فیصلے نے کہ اسے با وجود مشکلات کے جاری رکھا جائے حکومت سرکار عالی کی ہمتوں کو بلند رکھا اور دستور اصلاحات کے علاوہ دوسرے شعبوں میں بھی بارگاہ خسروی کی اس ہدایت نے کہ نظم و نسق اور رعایا کے مختلف مفادات کے درمیان زیادہ موثر اشتراک کے ذرائع مہیا کئے جائیں حکومت کی منزل کی طرف رہنمائی فرمائی"۔ آپ نے فرمایا کہ سرکار عالی کی حکومت کی یہہ پالیسی رہی ہے کہ دستوری اصلاحات کے مختلف حصوں کو جیسے جیسے وہ تیار ہوتے جائیں نافذ کردیا جائے۔ ہز اکسلنسی عالی جناب نواب صاحب چھتاری نے اس کام کی تفصیل بھی بیان فرمائی جو اس پالیسی کے اتباع میں دستوری اصلاحات کی اسکیم کے تدریجی نفاذ سے متعلق مکمل ہوچکا ہے۔

آئینی مجالس مشاورتی کی اہمیت پر زور دیتے ہوے ہز اکسلنسی عالی جناب نواب صدر اعظم بہادر نے ان شکوک کو دور کیا جو ممکن ہے کہ بعض حلقوں میں ہوں کہ چونکہ وہ محض مشاورتی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے ان کی افادیت اطمینان بخش نہیں ہوسکتی۔ نواب صاحب نے ان مجالس کے ارکان کو یقین دلایا کہ ان کے مشوروں کا پورا لحاظ رکھا جائیگا اور یہ کہ انہیں ہز اکسلنسی نواب صدر اعظم بہادر اور آپ کے رفقائے باب حکومت کا تعاون حاصل رہے گا۔ ہز اکسلنسی کو اس کا یقین ہے کہ آئینی مجالس مشاورتی کے ارکان بھی اپنے تعاون اور اشتراک عمل سے سرکاری اراکین کو پوری طرح مستفید ہونے دیں گے۔ ہز اکسلنسی نے شاہ ذیجاہ کے اس فرمان مبارک کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا جس میں یہ امید ظاہر فرمائی گئی ہے کہ "بڑھتے ہوے حقوق کے استعمال میں ہر ایک فرقہ دوسرے کے جذبات و اغراض کے باہمی احترام کی روایات کو قائم رکھے گا اور سب اس ریاست کے لئے شانہ بہ شانہ ہوکر روبہ کار ہوں کیونکہ وہی سب کا گرانقدر اور ناقابل تقسیم سرمایہ ہے"۔

جنگ اور دستور سازی۔ مختلف آئینی مجالس مشاورتی کے ارکان کو مخاطب کرتے ہوے ہز اکسلنسی عالی جناب نواب صاحب چھتاری نے اپنی تقریر کے ابتدائی حصے میں خاص طور پر اس طرف اشارہ کیا کہ جنگ کی وجہ سے سیاسیات اور معاشیات کے روایتی نظریے الٹ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "زمانہ جس

تیزی سے کروٹیں بدل رہا ہے اسی رفتار سے سیاسی نظریے بھی آئے دن بدلتے جارہے ہیں۔ یوں تو طرز حکومت کے متعلق کسی سیاسی مفکر نے آج تک یہ ثابت کرنے کی جرأت نہیں کی کہ دنیا یا اس کے کسی گوشہ کے لئے کس وقت کس خاص قسم کی حکومت سب سے بہتر ہوگی اور جنگ کے پیدا کیے ہوئے مسائل نے تو مسلمہ سیاسی اور اقتصادی اصولوں تک کو الٹا دیا اور ان کے تخیل میں ایسے شکوک پیدا کردیئے ہیں جن سے دستور سازی کا مشکل کام اور بھی زیادہ دشوار اور پیچیدہ ہوگیا ہے۔ ہندستان کا تعلق اقوام مغرب میں سب سے زیادہ انگلستان کے ساتھ رہا ہے اور ہم لوگ ارادی طور پر یا اضطراری طریقے سے اکثر و بیشتر انگلستان ہی کے سیاسی نظریوں کو اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ جو لوگ سیاسی مسائل میں حکومت برطانیہ سے بر اور اختلاف رکھتے ہیں وہ بھی اکثر و بیشتر جو تصویر اپنے ملک کی دستوری نظام کی بابت ہیں اس کا نمانہ انگلستان کی تقلید سے خالی نہیں ہوتا۔ لیکن اگر تقلید اندھی ہو اور ملک کے خاص حالات اور ضروریات کو نظر انداز کردیا جائے تو کوئی دستور کامیاب ثابت نہیں ہوسکتا اور خواہ کاغذ پر وہ کتنا ہی دلکش ہو اس میں کوئی اصلیت نہیں ہوسکتی اور نہ اسے روبہ عمل لایا جاسکتا ہے۔،،

اہل ملک کو جنگ کے تباہ کن اثرات سے بچانے کی تمام ممکنہ کوششیں حکومت کی جانب سے

موجودہ عالمگیر جنگ کے راست نتیجہ کے طور پر جو معاشی الجھنیں پیدا ہو گئی ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ہز اکسلنسی عالی جناب نواب صاحب بہادر نے ارشاد فرمایا کہ ”جہاں تک اقتصادی اور معاشی مسائل اور ان کی الجھنوں کا تعلق ہے ان پر تفصیلی غور اور بحث کے لئے زیادہ موزوں جگہ مالیات اور تخفیف مصارف کی مجلسیں ہیں۔ تاہم میں یہاں یہ گوشگزار کردینا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ہماری بہت سی دشواریاں اس عالمگیر ہیجان کا نتیجہ ہیں جس پر ہمیں کوئی قابو حاصل نہیں تھا اور جس نے تمام دنیا کو بری طرح متاثر کردیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں اس کا یقین بھی دلاتا ہوں کہ ساری دشواریوں کے باوجود سرکارعالی کی حکومت بدلتے ہوئے حالات کا مقابلہ کرنے اور مملکت کو ان کے اثرات سے بچانے کی پوری کوششیں کر رہی ہے تاکہ اہل ملک کے لئے اطمینان اور خوش حالی کے زیادہ سے زیادہ اسباب فراہم کیے جاسکیں۔ مجھے یہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کوششوں کو بارآور بنانے میں حکومت آپ حضرات سے پورے تعاون کی امید رکھتی ہے اور اس کا یقین ہے کہ ملک اور اہل ملک کی فلاح کے پیش نظر جو آپ کو اور حکومت کو یکساں عزیز ہے آپ کا تعاون حکومت کو ہمیشہ حاصل رہے گا۔،،

اصلاح یافتہ دستور کا قانونی ڈھانچہ تیار ہوچکا ہے

ہز اکسلنسی نے دستوری اصلاحات کے بتدریجی نفاذ کی اسکیم کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”ضبط ونظم کی ضروریوں نے روینیوزس کے ہر حصہ کو نئی باندیوں پر مجبور کردیا ہے اور جنگ میں فتح کی کوششیں اتنی مرجح ہوگئی ہیں کہ دستورسازی کو قریب قریب پس پشت ڈال دیا گیا ہے۔ حیدرآباد میں بھی ایسی اصلاحات سے متعلق بعض حلقوں کو شاید فطری طور پر یہ اندیشہ تھا کہ جنگ کی مشکلات ان کے روبہ عمل لائے جانے میں ضرور حائل ہوں گی۔ لیکن سرکارعالی کی حکومت کی یہ پالیسی رہی ہے کہ دستوری اصلاحات کے مختلف حصوں کو جیسے جیسے وہ تیار ہوتے جائیں نافذ کردیا جائے۔ چنانچہ اسی پالیسی کی تکمیل کی غرض سے کرسمہ سال سے ضلع کانفرنسیں منعقد ہورہی ہیں گزشتہ سال ہی پنچایتوں اور مقامی فرضہ جات کے آئین بھی نافذ کردیئے گئے ہیں اور اس سال آئین دیہاتوں جات کے علاوہ مجالس اضلاع، بلدی اور قصباتی مجالس اور مقامی حکومت کے اختیارات اور حلقہ جات سے متعلق قوانین شائع ہوچکے ہیں۔ اس طرح اصلاح یافتہ دستور کا قانونی ڈھانچہ تیار ہوچکا ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ دیہات سدھار کی انجمنوں کو آئینی پنچایتوں میں تبدیل کیا جارہا ہے اور خاص خاص رقبوں میں دیہی پنچائتوں کے قائم کرنے کے لئے ایک تنظیمی افسر بھی مقرر کیا جارہا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی تجویز ہے کہ سردست عارضی مجالس اضلاع اور بلدیات ان ہی اصولوں کے مطابق قائم کی جائیں جو متعلقہ قوانین میں مکتوم ہیں اور امید ہے کہ مستقبل قریب میں انتخابی فہرستوں کی ترتیب کا کام بھی شروع ہوجائے گا جس کا تعلق مقننہ، مجالس اضلاع اور بلدی و قصباتی مجالس سے ہوگا۔،،

بارگاہ خسروی نے بہ الطاف شاہانہ رہنمائی فرمائی

بارگاہ خسروی کی اس ہدایت کا حوالہ دیتے ہوئے کہ نظم ونسق کی سرگرمیوں میں غیرسرکاری اشخاص کے موثر اشتراک کے ذرائع مہیا کئے جائیں ہزاکسلنسی عالی جناب نواب صاحب چھتاری نے فرمایا کہ ''جنگ کا زمانہ اگرچہ اس کام کے لئے کچھ بہت سازگار نہ تھا لیکن اعلیٰ حضرت بندگان اقدس کے اس فیصلے نے کہ اسے باوجود مشکلات کے جاری رکھا جائے حکومت سرکارعالی کی ہمتوں کو بلند رکھا اور دستوری اصلاحات کے علاوہ دوسرے شعبوں میں بھی حضور پرنور کی اس ہدایت نے کہ نظم ونسق اور رعایا کے مختلف مفادات کے درمیان زیادہ موثر اشتراک کے ذرائع مہیا کئے جائیں حکومت کی منزل کی طرف رہنمائی فرمائی ۔ دفاع اور تخفیف مصارف کی مجالس جن میں غیر سرکاری اراکین کی اکثریت ہے حضور پرنور کی اسی ہدایت کی آئینہ دار ہیں۔''

ہزاکسلنسی نے مزید یہ فرمایا کہ ''سررشتہ واری مشاورتی مجلسیں دستوری اصلاحات کے سلسلے ہی کی کڑیاں ہیں ۔ ان میں سے مالیاتی مجلس تو پہلے ہی قائم ہوچکی ہے اس وجہ سے کہ سرکارعالی کی حکومت نے یہ فیصلہ کرلیا تھا کہ سنہ ۱۳۵۰ف کا موازنہ اس مجلس سے مشورہ کے بعد آخری منظوری کے لئے پیش ہو ۔ اور میرے معزز رفیق صدرالمہام فینانس کو بھی (جن کے خلوص اور آپ اجازت دیں تو میں کہنا چاہتا ہوں مستعدی اور جوش عمل سے آپ واقف ہوچکے ہیں) یہ اصرار تھا کہ وہ مجلس جلد سے جلد قائم ہوجائے تاکہ وہ اس کے ذریعہ اپنے پہلے موازنہ کے خاکہ کی نسبت عوام کے رجحانات اورخیالات کومعلوم کرسکیں یہ مجلسیں جن میں شرکت کے لئے آپ حضرات کو اس وقت زحمت دی گئی ہے اکثر قومی تعمیر کے شعبوں سے جیسے کہ تعلیمات، تجارت وحرفت ، زراعت اور صحت عامہ ہیں تعلق رکھتی ہیں اور ملک کے خاص حالات اور ضرورتوں کے مدنظر مذہبی امور اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے اوقاف کے لئے بھی علحدہ علحدہ مجلسیں قائم کی گئی ہیں ''

ٹھوس کام کے لئے چھوٹی جماعتیں زیادہ موزوں ہیں

اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ تعمیری نوعیت کے پروگراموں کے تفصیلی غور و خوض کے لئے چھوٹی جماعتیں نسبتہ زیادہ موزوں ہوتی ہیں اور یہ کہ وہ اہم مسائل کے مختلف پہلوؤں سے واقفیت حاصل کرنے کے مواقع مہیا کرتی ہیں ہزاکسلنسی عالی جناب نواب صاحب چھتاری نے فرمایا کہ یوں تو بہ ظاہر لوگ مقننہ جیسے اداروں ہی سے زیادہ مطمئن ہوا کرتے ہیں لیکن میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ قومی تعمیر کے ٹھوس اور تفصیلی کام مجلس مقننہ جیسی بڑی جماعت سے بدرجہا بہتر طریقے پر ایسی مجلسوں میں ہی انجام پاسکتے ہیں جو مختلف سررشتہ جات کے تعمیری کاموں کے واسطے بنائی جاتی ہیں اور جہاں اہم مسائل کے تمام پہلوؤں پر تفصیلی غور وخوض ہوسکتا ہے ۔ ورنہ ایسے غور وخوض کے بغیر مقننہ میں طول طویل تقریروں سے تعمیری کام مشکل ہی سے انجام پاسکتا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ مجالس میں کام شروع کرنے کے بعد آپ بھی یہ محسوس فرمائیں گے کہ متعلقہ مسائل سے واقفیت کے یہ مواقع ایک طرف بندگانعالی کی حکومت کے لئے اور دوسری طرف ان کی عزیز رعایا کے لئے بے انتہا مفید ثابت ہوسکتے ہیں اور چونکہ آپ میں اکثر حضرات مقننہ کے بھی رکن ہوں گے اس لئے مختلف سررشتوں سے متعلق جو تفصیلی واقفیت آپ کو ان مجالس میں حاصل ہوگی وہ مقننہ میں بھی آپ حضرات کے لئے مفید ثابت ہوگی ''

مشاورت کی اہمیت

اس کے بعد ہزاکسلنسی نے اس خیال سے متعلق بحث فرمائی جو یہ کہا جاتا ہے کہ آئینی مجالس مشاورتی محض مشاورتی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے ان کی افادیت اطمینان بخش نہیں ہوسکتی۔ آپ نے یقین دلایا کہ ان مجالس کے مشوروں کا پورا لحاظ کیا جائے گا ۔ چنانچہ عالی جناب نواب صاحب چھتاری نے ارشاد فرمایا کہ'' ان مجالس کی نسبت ممکن ہے بعض حضرات کا یہ خیال ہو کہ وہ محض مشاورتی حیثیت رکھتی ہیں اس لئے ان کی افادیت اطمینان بخش نہیں ہوسکتی ۔ لیکن کیا میرے لئے یہ عرض کرنے کی ضرورت ہے کہ مشاورت کا مفید ہونا ایک مسلمہ بات ہے تاہم ان مجلسوں کے قیام سے جو فوائد حاصل ہوں گے ان کی جانب بھی یہاں مختصر طور پر اشارہ کردینا غالباً بے محل نہ ہوگا ۔ ان مشاورتی مجلسوں کی بدولت عہدہ داروں اور غیر سرکاری اراکین کے درمیان تبادلہ خیال کے مواقع حاصل ہوں گے ۔ وہ ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو اور ایک دوسرے کی مشکلوں کو سمجھنے

میں مدد دیں گی اور قومی تعمیر کے اہم مسائل کے تعلق سے اس ہم آہنگی کو اجاگر کرنے کا کامیاب ذریعہ ثابت ہوں گی جو راعی اور رعایا کے مفاد کے ایک ہونے میں فطرۃ مضمر ہے ۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ حضرات کی متفقہ رائے ایسی چیز نہیں ہے جس سے کوئی حکومت بلاوجہ بے اعتنائی کرے ۔ میں آپ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو میرے معزز رفقاء صدرالمہام صاحبان متعلقہ کا اور میرا تعاون ہمیشہ حاصل رہے گا ۔ قواعد میں یہ بھی محکوم ہے کہ آپ کے مشورہ سے اختلاف ہو تو ان کی رائے مع وجوہ اختلاف صدر اعظم کے پاس پیش ہوگی اور اگر انہیں بھی اختلاف ہو تو آخری تصفیہ سے پہلے مسئلہ مجلس کے غور مکرر سے واپس کیا جائے گا ۔

حکومت اور اہل ملک کے اغراض و مقاصد مشترک اور ہم آہنگ ہیں

مشاورتی مجالس کے سرکاری اور غیر سرکاری اراکین کے درمیان میں پورا تعاون ہونے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے ہز اکسلنسی عالی جناب نواب صاحب چھتاری نے فرمایا کہ ”مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ آپ کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں سرکاری اراکین کا پورا تعاون حاصل رہے گا اور اس کا بھی یقین ہے کہ آپ بھی اپنے تعاون او راشتراک عمل سے سرکاری اراکین کو پوری طرح مستفید ہونے دیں گے ۔ **اس وجہ سے کہ حکومت اور اہل ملک کے اغراض و مقاصد علحدہ اور متناقض نہیں بلکہ مشترک اور ہم آہنگ ہیں اگر ہمارے ہاں صنعت و حرفت کو ترقی ہو تعلیم اور زیادہ عام ہو ملک کی اقتصادی حالت اس سے بہتر ہو جیسی کہ اب ہے تو ہر ممبر خواہ وہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری اس کے رجحانات اور دلچسپیوں کی صرف ایک ہی نوعیت ہو سکتی ہے یعنی ملک کی فلاح کی تمنا اور اس کی ہر جہتی ترقی کی آرزو ۔**

اس موقع پر مجلس امور مذہبی کے اراکین کو میں اس فرمان مبارک کی طرف خاص طور پر متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس میں ہمارے بادشاہ ذیجاہ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

میں امید کرتا ہوں کہ یہ کمیٹی مختلف فرقوں کے درمیان خوش دلی اور باہمی رواداری کی ان روایات کو برقرار رکھے گی جو دکن میں دودمان آصفیہ کے طویل دور حکومت کا طرۂ امتیاز رہی ہیں ۔ مجھے توقع ہے کہ یہ کمیٹی سرکار عالی کو جو مشورہ دے گی وہ ایسے اتفاق رائے پر مبنی ہوگا جو آپس میں ممکنہ بحث مباحث کے بعد حاصل ہو ۔

اسی فرمان مبارک میں **بندگانعالی** نے یہ امید بھی ظاہر فرمائی ہے کہ ”بڑھتے ہوئے حقوق کے استعمال میں ہر ایک فرقہ دوسرے کے جذبات و اغراض کے باہمی احترام کی روایات کو بھی قائم رکھے گا اور سب اس ریاست کے لئے شانہ بہ شانہ ہو کر روبہ کار ہوں گے ۔“

آخر میں ہز ایکسلنسی نے فرمایا کہ ”مجھے یقین ہے کہ آپ سب میری اس دعا میں میرے ساتھ شریک ہوں گے کہ خداوند عزوجل اعلیٰ حضرت کی عمر و دولت و اقبال میں ترقی عطا فرمائے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی سچی وفاداری اور غیر متزلزل عقیدت کی نذر ہمیشہ ملک و مالک کی خدمت کی شکل میں پیش کرتے رہیں ۔“

مختلف مفادات کے نمایندوں نے جن کی مشاورتی مجالس میں نمایندگی ہے ، ان مجالس کے افتتاح کی نسبت بیان کیا کہ یہ بہت ہی برمحل اور حکومت کی جانب سے ایک خوش آئند اقدام ہے اور انہوں نے ہز اکسلنسی عالی جناب نواب صدر اعظم بہادر کو یقین دلایا کہ ان پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان سے عہدہ برآ ہونے میں اپنے پورے تعاون سے کبھی دریغ نہیں کریں گے ۔

مختلف آئینی مجالس مشاورتی کے ارکان کی فہرست حسب ذیل ہے :—

مالیات

۱ ۔ جناب میر لائق علی صاحب
۲ ۔ مسٹر گوپال راؤ بورگاؤں کر
۳ ۔ جناب محمد بہادرخان صاحب
۴ ۔ راجہ پنا لال پٹی صاحب
۵ ۔ جناب ابوالحسن سیدعلی صاحب
۶ ۔ مسٹر پنگل وینکٹ رامار یڈی
۷ ۔ جناب میر اکبر علی خان صاحب
۸ ۔ مسٹر بی ۔ ایس ۔ وینکٹ راؤ
۹ ۔ جناب مقصود احمد خان صاحب
۱۰ ۔ مسٹر سری کشن
۱۱ ۔ جناب معتمد صاحب سرکارعالی صیغہ فینانس
۱۲ ۔ جناب محمد ظہیرالدین احمدصاحب
۱۳ ۔ مسٹر سی ۔ جے ۔ ڈبلیو لیلی
۱۴ ۔ نواب مہدی نواز جنگ بہادر

۱۵ ۔ مسٹر ایل ۔ این ۔ گپتا
۱۶ ۔ مسٹرسی ۔ بی ۔ تارا پور والا
۱۷ ۔ نواب زین یارجنگ بہادر
۱۸ ۔ نواب معین نواز جنگ بہادر
۱۹ ۔ جناب محمد میر خان صاحب
۲۰ ۔ جناب حسب الرحمن صاحب

امور مذہبی

۱ ۔ مسٹر گوپال راؤ بورگاؤں کر
۲ ۔ جناب ابوالحسن سیدعلی صاحب
۳ ۔ مسٹر جے سیہا
۴ ۔ جناب بال پورن داس جی
۵ ۔ جناب بادشاہ حسینی صاحب
۶ ۔ جناب رشید درانی صاحب
۷ ۔ جناب مستحسن صاحب
۸ ۔ جناب عبدالکریم صاحب تماپوری
۹ ۔ ریورنڈ ہر الد برڈ
۱۰ ۔ جناب فضل حسن صاحب
۱۱ ۔ مسٹر شکر راؤ بورگاؤں کر
۱۲ ۔ مسٹر رذیا
۱۳ ۔ مسٹر بالا پرشاد
۱۴ ۔ جناب معتمد صاحب سرکارعالی صیغہ عدالت وکوتوالی و امور عامہ
۱۵ ۔ جناب ناظم وشریک معتمد صاحب محکمہ امور مذہبی
۱۶ ۔ جناب محبوب علی خان صاحب
۱۷ ۔ جناب امیر علی خان صاحب
۱۸ ۔ نواب رحمت یار جنگ بہادر
۱۹ ۔ مسٹر ٹیلر
۲۰ ۔ جناب حبیب محمد صاحب
۲۱ ۔ مسٹر رام لال
۲۲ ۔ رائے ناجے راج صاحب
۲۳ ۔ راجہ نرسنگ راج صاحب
۲۴ ۔ سردار بلدیوسنگھ صاحب
۲۵ ۔ مسٹر رائے انکناتھ پرشاد
۲۶ ۔ راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب

تعلیمات

۱ ۔ جناب ابوالحسن سیدعلی صاحب
۲ ۔ جناب میر اکبرعلی خان صاحب
۳ ۔ جناب فضل حسین صاحب
۴ ۔ مسٹر شکر راؤ بورگاؤں کر
۵ ۔ راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی صاحب
۶ ۔ جناب کلیم الدین صاحب انصاری
۷ ۔ دیوان بہادر آروامودو آبنگار صاحب
۸ ۔ راجہ گرو داس صاحب
۹ ۔ جناب عبداللہ المسدوسی صاحب
۱۰ ۔ پنڈت نارائن راؤ صاحب
۱۱ ۔ نواب دوست محمدخان صاحب
۱۲ ۔ مسٹر شام سندر
۱۳ ۔ مسٹر ہنمنت راؤ وشنو
۱۴ ۔ جناب قاضی محمد حسین صاحب
۱۵ ۔ جناب معتمد صاحب سرکارعالی صیغہ تعلیمات
۱۶ ۔ جناب سیدعلی اکبر صاحب
۱۷ ۔ جناب ڈاکٹر رضی الدین صاحب
۱۸ ۔ جناب ناظم صاحب تعلیمات
۱۹ ۔ مسٹر بالا سبرامنیم
۲۰ ۔ بیگم زین یار جنگ
۲۱ ۔ جناب محمد سجاد مرزا صاحب
۲۲ ۔ جناب عبدالقدیر صاحب بدایونی
۲۳ ۔ مسٹر شمبو پرساد

صحت عامہ

۱ ۔ مسٹر سی ۔ جے ۔ ڈبلیو ۔ لسلی
۲ ۔ ڈاکٹر مسرسث والیکر
۳ ۔ بیگم مہدی نواز جنگ
۴ ۔ ڈاکٹر عبدالحی
۵ ۔ مسٹر پریم جی لال جی
۶ ۔ مسٹر نرسا گوڑ
۷ ۔ مسٹر شیشا گیری راؤ
۸ ۔ جناب اخلاق حسین زبیری صاحب
۹ ۔ جناب یامین زبیری صاحب
۱۰ ۔ جناب شریک معتمد صاحب محکمہ صحت عامہ
۱۱ ۔ جناب ناظم صاحب محکمہ طبابت وصحت عامہ
۱۲ ۔ میجر تحسین حسین خان صاحب
۱۳ ۔ ڈاکٹر محمد فاروق صاحب
۱۴ ۔ ڈاکٹر مسز سومیترا بائی شری کھنڈے
۱۵ ۔ ڈاکٹر ڈو
۱۶ ۔ جناب محی الدین احمد صاحب رضوی

صنعتی ترقی

۱ ۔ جناب میر لائق علی صاحب
۲ ۔ راجہ پنا لال پیٹی صاحب
۳ ۔ مسٹر سی ۔ بی ۔ تارا پور والا

۴ ۔ نواب احمد نواز جنگ بہادر
۵ ۔ راے پنا لال لاہوتی صاحب
۶ ۔ مسٹر سی ۔ وی ۔ این ۔ شاستری
۷ ۔ جناب محمد اعظم صاحب
۸ ۔ جناب معتمد صاحب سرکارعالی صیغہ تجارت وحرفت
۹ ۔ نواب لیاقت جنگ بہادر
۱۰ ۔ جناب احمد محی الدین صاحب
۱۱ ۔ مسٹر ڈی ۔ اتالیہ
۱۲ ۔ جناب محی الدین احمد رضوی صاحب

زرعی ترقی

۱ ۔ جناب میر لائق علی صاحب
۲ ۔ مسٹر پنگل ونکٹ راما ریڈی صاحب
۳ ۔ جناب محبوب علی خان صاحب
۴ ۔ نواب دوست محمد خان صاحب
۵ ۔ جناب محمد احسن صاحب
۶ ۔ جناب قاضی محمد حمیدالدین صاحب
۷ ۔ راے مرلیدھر داس صاحب
۸ ۔ مسٹر کشن راؤ دیشمکھ
۹ ۔ راے چھوٹا لال صاحب
۱۰ ۔ جناب صدر ناظم ومعتمد صاحب محکمہ مالگزاری
۱۱ ۔ جناب رائد معتمد صاحب محکمہ مالگزاری (تنظیم دیہی)
۱۲ ۔ جناب راے سہندرا بہادر صاحب
۱۳ ۔ جناب راے صاحب کالی داس
۱۴ ۔ جناب رضی الدین صاحب
۱۵ ۔ ڈاکٹر ہاشم امیر علی صاحب
۱۶ ۔ ڈاکٹر بادامی صاحب

اوقاف مسلمین

۱ ۔ جناب ناظم وشریک معتمد صاحب محکمہ امور مذہبی
۲ ۔ جناب نوراللہ حسینی صاحب
۳ ۔ جناب سید محمد حسین صاحب زیدی
۴ ۔ جناب عبدالعلیم صاحب
۵ ۔ جناب انیس الدین احمد صاحب
۶ ۔ جناب آذر حسین صاحب
۷ ۔ جناب سید احمد نہری صاحب
۸ ۔ جناب ضیاء العارفین صاحب
۹ ۔ جناب معتمد صاحب محکمہ امورمذہبی
۱۰ ۔ جناب عبدالستار صاحب
۱۱ ۔ نواب ناظر یار جنگ بہادر
۱۲ ۔ جناب باور علی صاحب
۱۳ ۔ نواب غوث یار جنگ بہادر
۱۴ ۔ جناب سید مناظر احسن صاحب گیلانی

اوقاف ہنود

۱ ۔ مسٹر ایل ۔ این ۔ گپتا
۲ ۔ [illegible] بابا پورن داس جی
۳ ۔ جناب ناظم وشریک معتمد صاحب محکمہ امور مذہبی
۴ ۔ راجہ باجی راج صاحب
۵ ۔ راجہ نرسنگ راج صاحب
۶ ۔ پنڈت نارائن راؤ صاحب
۷ ۔ جناب معتمد صاحب محکمہ امور مذہبی
۸ ۔ جناب باور علی صاحب
۹ ۔ راجہ رام دیو راؤ صاحب
۱۰ ۔ مسٹر کرشنا سوامی مدیراج
۱۱ ۔ مسٹر گوندا راؤ
۱۲ ۔ مسٹر پانڈورنگ راؤ دیشمکھ
۱۳ ۔ سردار ڈواپ سنگھ صاحب
۱۴ ۔ راے بشمبر ناتھ صاحب

بیماریوں کے خلاف مہم

حیدرآباد کی انجمن طبی امداد خواتین و اطفال کی سرگرمیاں

علیا حضرت شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ کی پرزور اپیل انسانی ہمدردی میں ہاتھ بٹانے کے لئے

عورتوں اور بچوں سے متعلقہ مسائل پر مشہور ماہر امراض نسواں اور جامعہ مدارس کے معین امیر ڈاکٹر اے لکشمنا سوامی مدلیار کی تقریر سننے کے لئے حیدرآباد کی انجمن طبی امداد خواتین و اطفال کا ہم لاعام جلسہ دارالبلدہ باغ عامہ میں منعقد ہوا۔ علیا حضرت شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے مقرر کا تعارف کراتے ہوئے انجمن کی سرگرمیوں کی طرف مختصر طور پر اشارہ کیا اور سب سے پرزور خواہش فرمائی کہ وہ "اس وسیع اور اہم کام" کی انجام دہی میں اعانت کریں"۔ ڈاکٹر مدلیار نے دوسرے ممالک کے مقابلے میں ہندستان کی عورتوں اور بچوں کی اموات کا جو فیصد بڑھا ہوا ہے اس کا حوالہ دیا اور زیادہ زچگی خانوں اور مراکز بہبودی اطفال کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔

علیا حضرت شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ یہ انجمن حیدرآبادی خواتین اور اطفال کو طبی امداد فراہم کرنے کے مقصد سے قائم کی گئی ہے کیونکہ کوئی قوم اس وقت تک نہ خوشحال ہوسکتی ہے اور نہ ترقی کرسکتی ہے جب تک کہ لوگوں کو وبائی امراض اور آسانی سے پھیلنے والی بیماریوں سے محفوظ نہ رکھا جائے۔ اس لئے انجمن کا مقصد سارے ممالک محروسہ سرکارعالی میں خواتین اور اطفال کے امراض کے لئے شفاخانے، زچگی خانے، بہبودی اطفال کے مرکز، خون کی کمی کا علاج کرنے والے مرکز اور جراحی کے دواخانے قائم کرنا ہے۔ علیا حضرت شہزادی صاحبہ نے فرمایا کہ اس انجمن نے اپنے قیام کے ابتدائی چند ہفتوں ہی میں خون کی کمی کا علاج کرنے والے تین مرکز کھولے اس کے علاوہ مشیرآباد میں بہبودی اطفال کا ایک مرکز اور بلدہ میں مختلف بیماریوں کا ایک دواخانہ کھولنے کا قصد ہے۔ اس انجمن کی شاخیں دیہاتوں میں بھی قائم کی جارہی ہیں۔ شہزادی صاحبہ نے اعلان فرمایا کہ انجمن نے دو لاکھ روپے جمع کرلیے ہیں اور آپ نے انسانی ہمدردی کا جذبہ رکھنے والے ان حیدرآبادی حضرات اور خواتین کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے نہایت فیاضانہ چندے دے کر اس کام کو شروع کرنے میں مدد فرمائی اور جو اعزازی طور پر کام کررہے ہیں۔

دقتیں جن پر قابو پانا ہوگا

علیا حضرت شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ ہمارا سفر طویل اور کٹھن ہے۔ ہمیں اپنی منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے کئی سوانحات اور دقتوں پر قابو پانا ہوگا۔ ہمارے قائم کئے ہوئے مرکز اصل میں ہمارے کام کی ابتدا ہیں۔ ہمیں اس مملکت کے بسنے والوں کی حقیقی خدمت انجام دینے کے فرائض سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایسے کئی مرکز قائم کرنے پڑیں گے۔" **یاد رکھیے بہبودی اطفال کا ہر مرکز جو قائم کیا جائے گا ہمارے لئے ایک ایسا ہتیار ہوگا جس کی مدد سے ہم موت اور مختلف بیماریوں کا مقابلہ کرسکیں گے"۔** ان مرکزوں کے علاوہ ہمیں مکمل شفاخانوں، زچگی خانوں اور جراحی کے ایسے مرکزوں کی ضرورت ہے جہاں مختلف بیماریوں کی روک تھام اور علاج کا معقول انتظام ہو۔ شہزادی صاحبہ نے اپنی سامعین سے دریافت فرمایا کہ جب تک آپ انسانی کرب وبیچینی پوری

طرح محسوس نہ کرلیں اور جب تک آپ اپنے اہل ملک سے متعلقہ اپنی ذمہ داریوں کو تسلیم نہ کرلیں یہ ساری ضرورتیں کیونکر پوری ہوسکتی ہیں ۔؟

شخصی اپیل

شہزادی صاحبہ نے حیدرآباد کی نوجوان خواتین سے شخصی اپیل فرمائی کہ وہ آگے آئیں اور اس اعلی اور نیک کام کو سرانجام دینے میں تعاون کریں ۔ اس وقت سب سے بڑی دقت تربیت یافتہ نرسوں کی قلت ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ان کی خدمات کی سخت ضرورت ہے ۔ " آپ کے ملک کو آپ کی ضرورت ہے اور جس طرح دوسرے ملکوں کی خواتین اپنی ذمہ داریوں کے احساس کے ساتھ جرات اور دلیری سے ایک بہتر سماجی نظام قائم کرنے کے لئے جہاد کررہی ہیں اسی طرح آپ بھی وہ سب کچھ کریں جو آپ کو کرنا چاہئے اور مصیبت زدہ انسانوں کے لئے آپ اپنی خدمات پیش کریں ۔ شہزادی صاحبہ کو یقین ہے کہ خواتین آپ کی اس آواز پر لبیک کہیں گی اور نہ صرف احساس فرض ہی بلکہ جذبۂ محبت انہیں آگے بڑھائے گا ۔ اس سے زیادہ اور کیا شاندار کارنامہ ہوسکتا ہے کہ تعصب اور عدم رواداری کے ان سارے بندھنوں کو توڑ دیا جائے جنہوں نے مدت سے آپ کو ماضی کے ناقص اور فرسودہ رواج پابندیوں میں پابہ زنجیر کر رکھا ہے ۔ آپ کو چاہئے کہ آپ ان پابندیوں سے آزاد ہوجائیں اور ایک مستقل عزم اور اٹل ارادے کے ساتھ ان زنجیروں کو توڑ کر آگے بڑھیں ۔ "

اموات کے بڑھے ہوئے اعداد

ڈاکٹر مدلیار نے کہا کہ تہذیب یافتہ ممالک کی نسبت ہندوستان میں عورتوں کی شرح اموات پانچ سے آٹھ گنا زیادہ ہے اور فی ہزار بیس سے چالیس اموات ہوتی ہیں ۔ یہی حال بچوں کی اموات کا ہے ۔ مزید چندوں ، زچگی خانوں ، دایہ خانوں اور مراکز بہبودی اطفال کے علاوہ ایسی مزید تربیت یافتہ نرسوں اور دایوں کی ضرورت ہے جو اپنے مقصد کے لئے خدمت کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف ہوں ۔

ڈاکٹر مدلیار نے اپنی تقریر کے بیشتر حصے میں مردوں کے اس طرز عمل پر سخت تنقید کی جو مردوں نے عورتوں اور بچوں کے ساتھ روا رکھا ہے ۔ آپ نے کہا کہ آپ ان افراد میں سے ایک ہیں جن کا خیال ہے کہ اگر عورتوں نے زندگی کے معاملات میں حصہ لیا ہوتا تو دنیا میں اتنی زدگی نہ ہوتی ۔

مملکتی قانون سازی

مقرر نے متنبہ کیا کہ اگر مردوں کا یہی طرز عمل رہا تو ایک عظیم معاشرتی انقلاب رونما ہوگا کیونکہ عورتیں موجودہ صورت حال کو زیادہ دنوں تک برداشت نہ کرسکیں گی ۔ جس امر کی ضرورت ہے وہ انتہا پسندانہ نقطۂ نظر اور مملکتی قانون سازی ہے ۔ ڈاکٹر مدلیار نے واضح کیا کہ محض مملکتی مالی امداد کی کوششیں کچھ زیادہ سود مند نہ ہوگی اگر اس قابل قدر مقصد کو سرانجام دینے میں لوگ ہزاروں کی تعداد میں ضروری مالی اور دوسری امداد نہ کریں ۔

دفتر حیدرآباد کو آپریٹیو انشورنس سوسائٹی محدود حیدرآباد دکن
قائم شدہ سنہ ۱۳۳۴ ف

مشہور اکچوری ۔ پروفیسر ۔ کے ۔ بی ۔ مادھوا اپنے ویلیویشن رپورٹ مورخہ ۲۷ - ۸ - ۱۳۴۳ ف میں فرماتے ہیں کہ

" آپ کی انجمن کے اخراجات کا تناسب حسب سابق غیر معمولی طور پر کم ہے ۔ جیسا کہ میں نے اپنی سابقہ رپورٹ میں ذکر کیا ہے ایک میری دانست میں تو ایسا کوئی اور بیمہ کا ادارہ نہیں ہے جس نے ایسی کفایت شعاری سے کام کیا ہو اور آئندہ بھی ایسی مثال ملنا دشوار ہے "

جملہ کاروبار وصول شدہ	ایک کروڑ پچیس لاکھ
جملہ کاروبار ادا شدہ	ایک کروڑ ڈھائی لاکھ
محفوظات	۱۲ لاکھ کے قریب
تناسب اخراجات	۲ ۶۵۶

غذائی اجناس کے اعتبار سے حیدرآباد خود مکتفی ہے

حکومت کا اولین فریضہ مقامی عوام کو غذا فراہم کرنا ہے

صدر ناظم صاحب محکمہ رسد نے اس بات کا یقین دلایا کہ غذائی اجناس کی برآمد اقل ترین مقدار تک محدود رہے گی

صدر انجمن امداد باہمی کے اراکین کو مخاطب کرتے ہوئے جناب فضل اللہ صاحب نے جو نئے محکمہ رسد کے صدر ناظم ہیں حیدرآباد کے غذائی موقف کے بارے میں محتاط رجائیت کا اظہار کیا اس امر کا اعتراف کرنے کے باوجود کہ موجودہ حالت ویسی نہیں جیسی کہ ہونی چاہئے آپ نے کہا کہ بلاشک وشبہ حیدرآباد خود مکتفی ہے اور اجناس غذائی کے سلسلہ میں ایک گونہ فراوانی پائی جاتی ہے ہر شخص کو مناسب مقدار میں غذا فراہم کرنے کے لئے حکومت عنقریب جو تدابیر اختیار کرنے والی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے صدر ناظم صاحب رسد نے "غذائی مہم" کو کامیاب بنانے میں عوام کے دلی تعاون عمل کے لئے سرگرم اپیل کی۔ آپ نے اس امر کا اظہار کرتے ہوئے کہ حکومت کا اولین فریضہ مقامی عوام کے لئے مناسب اور حسب ضرورت مقدار غذا فراہم کرنا ہے ان تمام اندیشوں کو دور کرنے کی کوشش کی جو ممالک محروسہ سرکار عالی میں غذائی اجناس کی برآمد کے سلسلے میں پیدا ہوچکے تھے۔

سقوط برما کے اثرات۔ برما کے ہاتھ سے نکل جانے سے ہندوستان کو ۱۵ تا ۱۷ لاکھ ٹن چاول اور حیدرآباد کو ۵۰ تا ۶۰ ہزار ٹن چاول کا نقصان برداشت کرنا پڑا جس کی وجہ سے ہندوستان کی غذائی رسد کا اوسط ۴ تا ۵ فیصد گھٹ گیا۔ اس کمی کو پورا کرنے کی واحد صورت یہ ہے کہ تجارتی فصلوں کی بجائے زیادہ غلہ اگایا جائے اور اجناس کے استعمال میں کفایت برتی جائے۔

غذائی فصلوں کا زیر کاشت رقبہ

تقریر جاری رکھتے ہوئے موصوف نے کہا کہ ۹۰ لاکھ ایکڑ کے علاوہ جس میں تجارتی فصل کھڑی ہے تقریباً ۹۰۰۰۰۰۰ ایکڑ رقبہ غذائی فصلوں کے تحت زیر کاشت ہے۔ ایک کروڑ ایکڑ کے سب سے بڑے رقبہ میں جوار ۱۱۰ لاکھ ایکڑ پر دھان اور ۱٫۶ تا ۲ لاکھ ایکڑ پر باجرہ کی کاشت کی گئی۔ اس کے بعد دال اور چنے کا نمبر آتا ہے معمولی موسمی حالات میں غذائی فصلوں سے جو پیداوار حاصل ہوگی اس کا اندازہ ۲۶ تا ۲۸ لاکھ ٹن تک کیا گیا ہے

قانونی نگرانی کا قیام

فضل اللہ صاحب نے اس امر کا انکشاف کیا کہ حکومت ان کارروائیوں پر غور کرچکی ہے جن کی رو سے غذائی اور تجارتی فصلوں کا باہمی توازن برقرار رکھا جائے گا تاکہ غذائی فصلوں کی پیداوار میں کمی واقع نہ ہو۔ حکومت کی اسکیم مسمی دہادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ وہ لازمی طور پر کاشت کاروں کے لئے نفع بخش ثابت ہوگی۔ کاشت کاروں سے راست خریداری کی

ملاحظہ ہو صفحہ (۲۱)

ہندوستانی جامعات کا مستقبل تعلیمی تنظیم بعد جنگ کے مسئلہ سے وابستہ ہے

ـــــــ ارشاد خسروی

تنظیم ما بعد جنگ کی اسکیموں میں تعلیم کو ترجیح حاصل رہنی چاہئے

ـــــــ نواب صاحب چھتاری

تعلیمی ترقیوں پر ہندوستان اپنی آمدنی کا آٹھواں حصہ صرف کر رہا ہے

پنجسالہ کانفرنس میں سر ایس رادھا کرشنن کا بصیرت افروز خطبہ

ہندوستانی جامعات کی پنج سالہ کانفرنس سر رادھا کرشنن معین امیر جامعہ بنارس کے زیر صدارت منعقد ہوئی اس کانفرنس کی پانچویں میقات کا افتتاح کرتے ہوئے ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری صدر اعظم باب حکومت نے فرمایا کہ تعلیم کو جنگ کی زد میں نہ آنے دینا چاہئے اور تنظیم ما بعد جنگ کی اسکیموں میں اسے ترجیح حاصل رہنی چاہئے۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ فتح کے اولین ثمرات میں سے ایک ثمر منظم نظام تعلیم ہو۔

سر ایس رادھا کرشنن نے اس امر پر زور دیا کہ ہمیں فطرت انسانی کے لئے ایک نئی تعلیم کی ضرورت ہے اور ہمارے سیاسی اور معاشی اداروں کی بھی تنظیم جدید کی جانی چاہئے۔ " اگر ہمیں فتح سے مستفید ہونا اور تہذیب کو موجودہ خطرہ سے بچانا نیز ان نقصان رساں اور رجعت پسند قوتوں کا سد باب کرنا مقصود ہے جو جنگ کے باعث بنتی ہیں تو ہمارے لئے سوسائٹی کے جسم اور روح دونوں میں تبدیلیاں کرنا ضروری ہے "۔

ہز اکسلنسی نے فرمایا کہ جامعہ عثمانیہ ، محکمہ تعلیمات ، اور خود حکومت سرکارعالی یہ جانتے ہوئے کہ ہمارے اس باہمی تعاون سے آپ کو اور ہم کو بہت فائدہ ہوگا کانفرنس کی کوششوں میں تعاون کرتی آئی ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی کرتی رہے گی ۔"

مملکت کی ساری معیشت کی تشکیل

مابعد جنگ کے زمانہ میں ہندستان اور ایسے ممالک کی ضروریات میں جو براہ راست جنگ سے متاثر ہوئے ہیں فرق بتلاتے ہوئے نواب صاحب نے فرمایا " ہم ایسے موقع پر اکٹھا ہوئے ہیں جب کہ ماضی کے تلخ تجربے اٹھا کر ہم نے ابھی سے مستقبل بعد جنگ کے مسائل کی روشنی میں غور وفکر شروع کردیا ہے ۔ اگر چہ کہ جنگ ابھی تک ختم بھی نہیں ہوئی ۔ تنظیم مابعد جنگ سے مراد ہندستان میں عموماً اور اس مملکت میں خصوصاً وہ نہیں ہے جو ان ممالک میں ہے جو زیادہ تر جنگ کی غارت گری اور تباہ کاری کی راست زد میں ہیں ۔ وہاں تنظیم سے مراد یہ ہے کہ اپنی صنعتوں میں بحالی پیدا کی جائے یا جنگی صنعتوں کا رخ زمانہ امن کی ضروریات کی طرف پھیرا جائے . . . . یہاں ہمیں صنعتی کارخانے کھولنے ہیں اور نئی ترقیوں کا آغاز کرنا ہے ۔

لہذا ہم نے تنظیم سے متعلق اپنے پروگرام کو اس طرح مرتب کیا ہے کہ ہمارے ممالک محروسہ کو بعد جنگ ضروریات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ ہماری رعایا کی معاشی ترقی بھی ہو۔ مختصر یہ کہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ مملکت کی ساری معیشت کی تشکیل میں ان وسیع مسائل کو حل کیا جائے جن کا تعلق قومی تعمیر سے ہو۔ اس خصوص میں ہمارے جیسے غریب ملک میں بھی جہاں اور دوسری ضروریات فوری توجہ کی محتاج ہیں وہاں تعلیم اپنی خاص اہمیت رکھتی ہے''۔

تعلیمی موازنہ ڈیڑھ کروڑ تک پہنچ گیا

تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ہز اکسلنسی نے فرمایا کہ تعلیم کو ہمیشہ جاری رکھنا چاہئے خواہ جنگ کا زمانہ ہو یا امن کا۔ موجودہ ہمہ گیر جنگ میں ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام غیر ضروری مصارف میں سختی کے ساتھ تخفیف کی جائے لیکن تعلیم ایک ناگزیر ضرورت ہے لہذا اسے ترجیح حاصل رہنی چاہئے اور یہ خلاف تدبر ہوگا کہ تعلیم کو بھی ان شعبوں کے ساتھ چھوڑ دیا جائے جو جنگ کی زد میں آنے والے ہیں۔ یہی وہ تعلیمی پالیسی ہے جس کی اتباع میں باوجود جنگی بار کے اس سال سالانہ موازنہ میں تعلیم کے لئے مزید چالیس لاکھ کا اضافہ کیا گیا ہے اور اس طرح تعلیم کے لئے ہماری سالانہ گنجایش کم و بیش ڈیڑھ کروڑ ہو گئی ہے۔

منظم تعلیمی نظام

ان مسائل پر بحث کرتے ہوئے جن سے ماہرین تعلیم دوچار ہیں نواب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ''جس طرح ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ تعلیم سب سے پہلے جنگ کی زد میں نہ آئے اسی طرح ہمارا مطمح نظر یہ بھی ہے کہ فتح کے اولین ثمرات میں سے ایک ثمر منظم تعلیمی نظام کا ہو۔ اگر جنگ کے بعد معیشت کے ساتھ سماج کو بھی منظم کرنا مقصود ہو تو ظاہر ہے کہ ماہرین تعلیم ایک کام سے دوچار ہوں گے اور وہ یہ کہ انہیں ان تبدیلیوں پر غور و خوض کرنا ہوگا جو منظم سماج کی ضروریات پوری کرنے کے لئے قوم کو تعلیمی سہولتیں بہم پہنچانے کے سلسلے میں لازمی ہیں۔ میں لفظ تعلیم کو وسیع معنی میں استعمال کر رہا ہوں۔ آپ ماہرین تعلیم قوم کے مستقبل کے معمار ہیں اور یہ کام آپ کا ہے کہ اپنی تجویزیں اس طرح مرتب کریں کہ وہ نونہالان اور ان کے ساز و سامان کے لئے بدلے ہوئے حالات میں موزوں ثابت ہوں جن کا جنگ کے بعد تمام عالم پر چھا جانا لازمی ہے۔

پیام شاہانہ

جلسہ کے آغاز پر نواب صاحب چھتاری نے پیام شاہانہ کو پڑھنے کی عزت حاصل کی جس میں کانفرنس کی کامیابی کے لئے تمناؤں کا اظہار کیا گیا تھا۔

پیام شاہانہ کو ذیل میں درج کرنے کی عزت حاصل کی جاتی ہے۔

> ''ہندوستانی جامعات کی پانچویں کانفرنس کے اراکین کا اپنے دارالسلطنت میں خیر مقدم کرتے ہوئے مجھے بے حد مسرت محسوس ہوتی ہے۔ مجھے اس بات کی خاص طور پر خوشی ہے کہ جامعہ عثمانیہ کی دعوت پر ہندوستان کی تمام جامعات اور جامعہ سیلون کے مندوبین آج یہاں جمع ہیں۔ گزشتہ (۱۹) انیس سال میں بین الجامعاتی بورڈ نے بس سے سابقہ کانفرنسوں اور موجودہ کانفرنس کو منعقد کیا ہے اُن مسئلوں کے درمیان باہمی ربط پیدا کرنے میں جن کا تعلق اعلیٰ تعلیم سے ہے نہایت ہی اہم کام انجام دیا ہے اور مجھے یہ معلوم کرکے خوشی ہوئی کہ جامعہ عثمانیہ نے اس بورڈ اور کانفرنس کی کارروائیوں میں ہمیشہ کامل تعاون عمل کیا اور ان کے غور و فکر کے نتائج کو بروئے کار لایا''۔
>
> ''ہندوستانی جامعی نظام کا مستقبل تعلیمی تنظیم بعد جنگ کے وسیع مسائل سے وابستہ ہے اور میرے لئے یہ جاننا باعث طمانیت ہے کہ یہ موضوع آپ کے زیر غور مسائل کا ایک اہم جزو ہے جس پر آپ حضرات یہاں غور و فکر کریں گے''۔
>
> میری یہ تمنا ہے کہ آپ کو اپنی کوششوں میں جن کا مقصد مجھے یقین ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے زمرے میں سودمند تحقیقات اور اشتراک عمل کی فضا پیدا کرنا ہے کامیابی حاصل ہو''۔

دیگر مسائل مثلاً تعلیم کے مختلف منازل کی تکمیل اور ہندوستان کی ضروریات زندگی سے علمی یا پیشہ ورانہ تعلیم کو جو تعلق ہے اس بارے میں نواب صاحب

نے توقع ظاہر کی کہ بحیثیت عملی ماہرین تعلیم یہ مسائل آپ کے زیر غور رہیں گے۔ آخر میں نواب صاحب نے تمنا ظاہر کی کہ کانفرنس کو اپنی بلند اور رفیع الشان کوششوں میں کامیابی حاصل ہو۔

جامعہ عثمانیہ فرقہ وارانہ خیر سگالی کا مظہر ہے

خطبۂ صدارت کے دوران میں سر ایس رادھا کرشنن نے فرمایا کہ اپنے قیام حیدرآباد کے گزشتہ چند دنوں میں عظیم الشان جامعہ عثمانیہ کے گزشتہ کارناموں اور مستقبل کے منصوبوں سے متعلق ایک اندازہ قائم کیا اور یقین دلایا کہ اپنے مخصوص مفاد کی نگاہوں میں جامعہ عثمانیہ کی ترقی کو ہمدردی اور دلچسپی کے ساتھ دیکھتے رہیں گے۔ جامعہ عثمانیہ کا فن تعمیر جس میں ہندو اور مغلی طرز کو سمویا گیا ہے ہندو اور مسلمان دونوں فرقوں کی باہمی محبت و خیر سگالی کا مظہر ہے۔ وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کم از کم جامعات میں تمام فرقوں کے درمیان محبت اخوت اور رواداری کے جذبات کو فروغ دیا جاتا ہے۔ موصوف نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ اسی قسم کے طرز عمل کی ترقی سے ہندوستانی جامعات کا مستقبل وابستہ ہے۔

جامعی تعلیم کے مقاصد

سر ایس رادھا کرشنن نے فرمایا کہ جنگ اور صلح کے درمیانی وقفے کی بہ نسبت جنگ کے فوری بعد کا زمانہ تاریخ انسانی کے لئے زیادہ فیصلہ کن ثابت ہوتا۔ اگر جنگ کا خاتمہ ناکامی ثابت ہو رہا ہے تو یہ امر ناگزیر ہے کہ جنگ سے ملنے کی عادتوں اور سوچوں کے باہمی تعلقات کے طریقہ کار کو ختم کر دیا جائے۔ اگر ہماری امیدوں کا ایک بار اور خون نہ ہونا ہو اور خیال کی دنیا میں عملی استبداد کو شکست دینی ہوگی اور امن عالم کے قیام کے لئے عزائم کو بیدار کرنا ہوگا۔ فطرت انسانی کی تعلیم اور اس کی تربیت کے لئے مخصوص ذرائع اختیار کئے جانے چاہئیں تا کہ موزوں معاشری مطمح نظر کا نشونما ہو سکے جس کے بغیر تعلیمی ادارے لا یعنی ہیں۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ ''ایک نئے معاشرہ کے لئے ہمیں مرد اور عورتوں کی زندگی کو ایک نئے ڈھنگ پر سنوارنا چاہئیے۔ یہ کام مدارس اور کالجوں میں انجام پا سکتا ہے۔ اس نئے پن کا تعلق ثقافت سے نہیں بلکہ اس جوہر سے ہے جو ہم تعلیمی اداروں سے حاصل کرتے ہیں۔ تعلیم کے ہر دھارے کو جامعات سے جاری ہونا چاہئے اور یہیں قوم کی روح ڈھلنی چاہئے۔ جامعات کا فریضہ صرف ان افراد کو پیدا کرنے تک محدود نہیں ہے جو ایک واضح مسلک کے حامل ہوں بلکہ انہیں ایسے افراد پیدا کرنا چاہئیے جن کا زندگی سے متعلق ایک مطمح نظر ہو اور جن کا نفس جاودانی قدروں سے میل کھا سکے اور روحانی واردات سے متاثر ہو سکے۔ انہیں تمام مذاہب اور اخلاقیات کے مشترکہ اخلاقی اصولوں کو قوی بنانا چاہئے۔

سائنس کی ایجادات اور انکشافات نے زمان و مکان کی ان حد بندیوں کو ختم کر دیا ہے جن کی وجہ سے ملکوں کے لوگ ایک دوسرے سے نا آشنا تھے لیکن جامعات کی کوششوں سے تشکیک اور خود غرضوں کا خاتمہ کرنا چاہئیے جو ماضی کی طرح اب بھی پوری قوموں کے زمانے پر قابض ہیں۔ جسمانی قرب سے روحانی قرب کا نتیجہ نہیں ہوتی۔ ذہنی اور روحانی اعتبار سے ہم ایک دوسرے سے قریب تر ہونے کے ابھی قابل نہیں ہیں گو سائنس اور حرفیات کی بدولت جسمانی لحاظ سے ایک دوسرے سے قریب تر ہو چکے ہیں۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ اخوت اور بین الاقوامیت کو تعلیم کی بنیاد بنایا جائے۔

قومی تعلیم

مسٹر سارجنٹ کی مرتبہ قومی تعلیمی اسکیم کو اختیار کرنے کے لئے سر ایس رادھا کرشنن نے تائید کرتے ہوئے کہا کہ اگرچہ یہ اسکیم برطانوی ہند کے لئے بنائی گئی ہے لیکن توقع کی جاتی ہے کہ ہندوستانی ریاستیں بھی اس اسکیم کو اپنا کر برطانوی ہند کی معاونت کریں گی۔ آپ نے فرمایا کہ حیدرآباد ہندوستانی ریاستوں میں سب سے بڑی اور اہم ریاست ہے جہاں مختلف عقائد کے افراد متحد زندگی بسر کرتے ہیں۔

ہندوستانی جامعات اور ثقافتی اتحاد

تقریر کو ختم کرتے ہوئے سر رادھا کرشنن نے فرمایا کہ ہندوستان محض ایک جغرافی وحدت اور انتظامی رقبہ نہیں ہے بلکہ اس میں شاندار روایات اور ثقافتی اتحاد پایا جاتا ہے۔

ابتدا ہی سے ہندوستان میں گرانقدر انسانی قدروں کو وقعت دی گئی اور انہیں مربوط کرنے کی کوشش کی گئی۔ ہندوستانی جامعات کا یہ خاص فریضہ ہے کہ وہ فرقہ واری اتحاد اور ثقافتی ہم آہنگی کے لئے کوشش کریں۔

حیدرآباد فوجی تربیتی اسکول

دوسری ریاستوں کے طلباء بھی زیر تعلیم ھیں

سرکار عالی کی افواج باقاعدہ کو جدید معیار کے مطابق بنانے کے خیال سے یکم فروری سنہ ۱۹۳۰ ع کو حیدرآباد میں ایک فوجی تربیتی اسکول قائم کیا گیا ۔ اس اسکول کی عمارت سیف آباد میں تھی اور عاماً طور سے سائیں رسالہ کے نام سے مشہور تھی ابتداء اس اسکول میں صرف فوجی تعلیم اور اسلحہ کے استعمال اور جسمانی ورزش کی تربیت دی جاتی تھی لیکن رفتہ رفتہ اس نصاب میں اشاروں کے ذریعہ اطلاعات ، میدان جنگ کے کام ، صف آرائی اور نقشہ خوانی کا بھی اضافہ کیا گیا ۔ چنانچہ اس اسکول نے کافی اھمیت اختیار کرلی اور اطمینان بخش طور پر اپنے فرائض انجام دینے لگا ۔ تاھم مدرسہ ناکافی ھونے کی وجہ سے بڑی دقت پیش آتی تھی کیونکہ مختلف درجوں کے زیر تربیت عہدہ دار بیرکوں کے بجائے اپنے گھروں میں رہتے تھے اور صبح سویرے قواعد کرنے کے لئے وقت پر پہونچنے میں انہیں اکثر دشواری ھوتی تھی۔ اس کے علاوہ اقامتی اداروں میں قیام کے جو فوائد ھوتے ھیں ان سے بھی یہ لوگ محروم رہتے تھے ۔ کچھ عرصہ تک تربیت پانے والوں کے لیے خیموں میں رہنے کا انتظام کیا گیا جو اسکول کے احاطہ میں لگائے گئے تھے ۔ لیکن یہ انتظام زیادہ عرصہ جاری نہیں رکھنا پڑا اور اس سال یہ اسکول نئی عمارتوں میں منتقل کردیا گیا جو ملا پلی میں بنائی گئی ھیں ۔ ان عمارتوں میں کیڈٹوں اور دوسرے درجوں کے عہدہ داروں کے لئے علحدہ علحدہ بیرکس اور مسلمانوں اور ھندوؤں کے لئے جدا جدا لنگرخانے بنائے گئے ھیں اور ان کے علاوہ کیڈٹوں اور عہدہ داروں کے لئے طعام خانے ۔ پڑھائی کے کمرے ، ریت پر نقشے بنانے کے کمرے ، بیس کمرے استادوں کے کمرے ، مدرسہ کا دفتر ، گودام اور اسلحہ خانے بھی تعمیر کئے گئے ھیں ۔

مقاصد

فوجی تربیتی اسکول کے مقاصد حسب ذیل ھیں

۱ ۔ افواج باقاعدہ کے لئے بہتر فوجی تربیت کا انتظام

۲ ۔ افواج باقاعدہ کے تمام دستوں کے وسطی مختلف درجوں کے ایسے عہدہ داروں کی فراھمی جو مختلف موضوعات کے متعلق پوری معلومات رکھتے ھوں، تاکہ ان کی معلومات سے مستند ھوسکیں اور معلموں کے ذریعہ سپاہ بھی ضروری معلومات حاصل کرسکیں ۔

۳ ۔ برطانوی ھند میں تربیتی نصاب کی تکمیل کے لئے طلباء کو تیار کرنا ۔

۴ ۔ ڈیرہ دون کی ھندوستانی فوجی اکاڈمی کے لئے افواج باقاعدہ کے کیڈٹوں کو تربیت دینا ۔

۵ ۔ موجودہ ھنگامی ضروریات کے مدنظر افواج باقاعدہ کے عارضی عہدوں کے لئے کیڈٹوں کو تربیت دینا ۔

دوسری ریاستوں کے طلباء

فی الحال اس اسکول میں ۱۵۰ اشخاص زیر تربیت ھیں جن میں ۱۸ کیڈٹ اور ۶ عہدہ دار بھی شامل ھیں ۔ باقی اشخاص مختلف درجوں کے سپاھی ھیں اور ان میں ریاست کوچن کے ۱۲ تربیت پانے والے اور بائیگاھوں اور نظم جمعیت کے سپاھی بھی شامل ھیں ۔ ھندوستان کی مختلف ریاستیں اپنے سپاھیوں کو تربیت کے لئے اکثر حیدرآباد بھیجتی رھتی ھیں اور ان لوگوں سے صرف رہنے سہنے کے اخراجات لے جاتے ھیں ۔ فوجی تربیت دینے کا کوئی معاوضہ ان سے نہیں لیا جاتا ۔ حیدرآباد کے فوجی اداروں میں تربیت کا معیار بہت بلند ھے اور برطانوی ھند کے بہتر سے بہتر فوجی مدرسوں سے ان کا مقابلہ کیا جاسکتا ھے ۔

حیدرآباد کے فوجی اسکول میں سپاھیوں کو اردو میں اور کیڈٹوں اور عہدہ داروں کو انگریزی میں تعلیم دی جاتی ھے ۔

حیدرآباد کا فوجی تربیتی اسکول

ہزہائی نس والا شان شہزادہ برار ایک میدانی کلاس کا معائنہ فرما رہے ہیں

تربیت اسلحہ کی کلاس

هز هائی نس شهزادی صاحبه برار زنان صنعت فروشی کی دوکانوں کا افتتاح فرمارہی ہیں

انسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے هز هائی نس شهزادی صاحبه برار کی سرگرمیاں نه صرف حیدرآباد بلکه ہندوستان اور بیرون ہند میں بھی ضرب المثل بن چکی ہیں ان تصاویر میں هز هائی نس شهزادی شہر کے مختلف محلوں میں ارزان غله فروشی کی دوکانوں کا افتتاح فرمارہی ہیں ۔ شهزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبه هز هائی نس شهزادی صاحبه برار کے دائیں جانب ہیں

کیڈٹوں کے لئے تربیتی نصاب

کیڈٹوں کو ایک محنت طلب نصاب کی تکمیل کرنی پڑتی ہے جس کی مدت نوماہ رکھی گئی ہے اور جو حسب ذیل امور کی تعلیم پر مشتمل ہے ۔

۱ ۔ نقشہ خوانی ۔ تاکہ تربیت پانے والے نقشے کے ذریعہ یہ معلوم کرسکیں کہ وہ کس قسم کی سرزمین سے گزر رہے ہیں اور انہیں کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئیے ۔

۲ ۔ جدید اسلحہ کا استعمال ۔

۳ ۔ میدان جنگ کے کام مثلاً خندق کھودنا سرنگ بچھانا وغیرہ ۔

۴ ۔ عملے کے فرائض ۔

۵ ۔ سپہ آرائی ۔

۶ ۔ گیس ۔

۷ ۔ دشمن کی نظر سے پوشیدہ رہنے اور اسے دھوکہ دینے کے طریقے ۔

۸ ۔ موٹر رانی اور میکانی نقل وحمل کی دیکھ بھال

۹ ۔ حالات حاضرہ ۔ جس میں گزشتہ جنگ عظیم کی ابتدا سے اب تک کے واقعات برطانوی سلطنت کے حکومتی نظامات اور برطانوی شہنشاہیت کی دفاعی حکمت عملی شامل ہیں ۔

۱۰ ۔ ہندستانی اور حیدرآبادی فوجوں کی تنظیم اور نظم و نسق کے بارے میں معلومات ۔ تاکہ حیدرآباد کے کیڈٹ بیرون ممالک محروسہ کوئی دقت محسوس نہ کریں ۔

۱۱ ۔ قواعد اور جسمانی تربیت ۔ موخرالذکر میں مختلف قسم کے فوجی کرتب بھی شامل ہیں ۔

رکاوٹوں پر غالب آنے کی تعلیم

یہ نصاب حسب ذیل چیزوں کی تعلیم پر مشتمل ہے

۱ ۔ رسی کے پل پر سے گزرنا ۔

۲ ۔ مختلف بلندیوں والی سلاخوں پر سے پھاندنا ۔

۳ ۔ لٹکتی ہوئی رسی کی مدد سے خندق پار کرنا ۔

۴ ۔ کانٹے دار تار کے حلقوں کے اوپر سے جست لگانا ۔

۵ ۔ لکڑی پر لٹک کر کانٹوں اور خار دار تاروں سے بھری ہوئی خندق پار کرنا ۔

۶ ۔ شہتیر پر چل کر خندق پار کرنا ۔

۷ ۔ مختلف قسم کی چھلانگیں لگانا ۔

۸ ۔ دس فیٹ اونچی دیوار پر سے جست لگا کر دیوار سے نوفیٹ کے فاصلہ پر کودنا ۔

۹ ۔ محافظ چھتری کے ذریعہ اترنے کی مشق کرنا ۔

۱۰ ۔ خار دار تاروں میں سے گزرنا ۔

۱۱ ۔ ایسی خندق میں رینگتے ہوئے جانا جس کے اوپر سے مشین گن کی گولیاں گزر رہی ہوں ۔

رکاوٹوں پر غالب آنے کی تعلیم تین میل تک دوڑنے یا پورے سازوسامان کے ساتھ پندرہ میل کا کوچ کرنے کے بعد دی جاتی ہے اور رکاوٹیں کچھ اس طرح پیدا کی جاتی ہیں کہ واقعی جنگ کی سی کیفیت معلوم ہونے لگے ۔

دوسرے نصابات

مندرجۂ بالا امور کے علاوہ اس اسکول میں جن نصابات کی تعلیم دی جاتی ہے وہ حسب ذیل ہیں ۔

۱ ۔ اسلحہ کا استعمال ۔ جو تمام جدید آلات حرب کے استعمال اور ان سے متعلق معلمی کے نصاب پر مشتمل ہے ۔

۲ ۔ اشاروں کے ذریعہ اطلاعات ۔ جو طلباء کو اشارہ کنندہ اور اشاروں کے ذریعہ اطلاع دینے والے معلم بنانے کے نصابات اور متعلقہ اشیاء کے استعمال کی تعلیم پر مشتمل ہے ۔

۳ ۔ تعلیم ۔ جس میں پانچ قسم کے تربیتی نصاب شامل ہیں اور فوجیوں کی تعلیم میں اس امر کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے کہ وہ کارآمد شہری بھی ثابت ہوں ۔

۴ ۔ مخبری ۔

۵ ۔ دشمن کی نظر سے پوشیدہ رہنے کے طریقوں اور گیس سے متعلق نصاب ۔ لیکن یہ امور اس اسکول کی تعلیم میں مستقل طور پر شامل نہیں ہیں بلکہ حسب ضرورت ان کی تعلیم دی جاتی ہے ۔

مصارف

فوجی تربیتی اسکول کے اخراجات کے لئے (۱۲۰۰۰) روپے سالانہ منظور کئے گئے ہیں لیکن اس میں ان عہدہ داروں کی تنخواہیں شامل نہیں ہیں جو اس

ملاحظہ ہو صفحہ (۲۲)

ثقافتی ہم آہنگی اور معاشی ترقی

حیدرآباد کی تعلیمی پالیسی اعلی تصوریت کی حامل ہے

خطہ واری زبانوں کو مناسب سہولتیں حاصل ہیں

امور عامہ کے ایک متعلم کے قلم سے

حکومت سرکارعالی کی تعلیمی پالیسی کا مقصد ملک کے مختلف طبقوں اور فرقوں کے درمیان باہمی ربط پیدا کرنا ہے۔

زبان اور مسلک کے اختلاف کے باوجود حیدرآباد کے عوام نے ایک ایسی ثقافت کو ترقی دی جو ہندستان کے دیگر حصوں کے مقابلہ میں زیادہ ہم آہنگ اور امتزاجی ہے۔ انہوں نے ایک مشترکہ زبان کی بھی نشوونما کی جسے ''دکنی اردو'' کہا جاسکتا ہے۔ ممالک محروسہ سرکارعالی کی رعایا کی اکثریت اس زبان کو بولتی اور سمجھتی ہے۔ اسی طرح دکنی ثقافت ہندو مسلم، اور جنوبی و شمالی ہندکی ثقافتوں کے خوشگوار امتزاج پر مشتمل ہے۔ ہندستان اور باہر کے مفکرین نے عظیم تر ہندوستان کی تعمیر میں حیدر آباد اور اس کی ثقافت کی اس خصوصیت کو بڑا ممد و معاون قرار دیا ہے۔

حکومت حیدرآباد کا محکمہ تعلیمات اگران رجحانات کے خلاف کوئی پالیسی اختیار کرتا تو وہ نہ صرف حیدر آباد بلکہ سارے ہندستان کے لئے مضر ثابت ہوتی ان وجوہ کی بنا پر محکمہ تعلیمات نے یہ فیصلہ کیا کہ ہندستان کی مشترکہ زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ تلنگی مرہٹی اور کنڑی جیسی مقامی زبانوں کی ثقافتی اہمیت کا تحفظ کیا جائے۔

خطہ واری زبانوں کے لئے سہولتیں

یہ سہولتیں حسب ذیل طریقہ پر فراہم کی گئیں

الف ۔ تمام طلباء کے لئے تحتانوی منزل اور خواتین کے لئے آٹھویں جماعت تک مادری زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا ۔

ب ۔ غیر اردو داں طلباء کے لئے ادنی ثانوی منزل تک مادری زبان کی تعلیم لازمی قرار دی گئی بجز اس کے کہ وہ سنسکرت کو مادری زبان پر ترجیح دیں۔

ج ۔ غیر اردو داں طلباء کے لئے یہ سہولت فراہم کی گئی کہ اعلی ثانوی منزل میں بھی اگر وہ چاہیں تو مادری زبان کی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں ۔

د ۔ جامعہ عثمانیہ میں بھی اسی قسم کی سہولتیں فراہم کی گئی ہیں اور طلباء تمام جماعتوں میں مادری زبان کی تعلیم حاصل، اور مقامی زبانوں میں ایم۔اے بھی کرسکتے ہیں۔

ہ ۔ بعد طیلسانی جماعتوں میں جو طلباء مقامی زبان کی تعلیم حاصل کرتے ہیں انہیں وظائف دئے جاتے ہیں ۔

و ۔ جامعہ کی ابتدا ہی سے تلنگی مرہٹی اور کنڑی کے منظم شعبہ جات قائم ہیں جن کے صدر ممتاز و مشہور عالم ہیں ۔

ز ۔ جامعہ کے کتب خانے کے لئے مقامی زبانوں کے گراں قدر مخطوطات حاصل کرکے ان کا تحفظ کیا گیا ۔

ح ۔ شہر کے تمام سرکاری کتب خانوں میں تلنگی مرہٹی اور کنڑی کے شعبے قائم کرنے کے لئے مالی امداد دی جاتی ہے۔

ط ۔ ان زبانوں سے متعلقہ ثقافتی اور ادبی سرگرمیوں کی حکومت ہمیشہ حوصلہ افزائی فرماتی ہے۔

حیدر آبادیوں کے لئے اردو نہ تو غیر ملکی زبان ہے اور نہ کبھی رہی ہے ۔ بلکہ وہ گزشتہ تین صدیوں سے حیدر آباد میں رائج ہے اور ممالک محروسہ سرکار عالی کے ستر فی صد گھروں میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ تلنگانہ مرہٹواڑی اور کرناٹک کے باشندے جب آپس میں ملتے ہیں تو اردو زبان ہی میں

بات چیت کرتے ہیں ۔ غیر اردو طلباء بھی اپنے ذریعہ تعلیم کے لئے اردو ہی کا انتخاب کرتے ہیں جو حکومت کی سرکاری زبان ہے ۔

اردو ترقی میں سد راہ نہیں

اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کی وجہ سے غیر اردو داں طلباء کی تعلیمی ترقی میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ زیادہ تر ہندو طلباء ہی جامعہ کے امتحانات میں امتیاز حاصل کرتے ہیں جامعہ کے رجسٹرات سے ظاہر ہے کہ کلیہ فنون میں زیر تعلیم ہندو طلباء کی تعداد (۶۰) فیصد ہے اور اسی طرح سائنس انجنیرنگ اور میڈیکل کالج میں ان کی تعداد (۷۰) فیصد سے بھی بڑھی ہوئی ہے ۔ ان اعداد و شمار سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوجانی چاہئیں

یہ امر توجہ طلب ہے کہ جو لوگ حکومت سرکار عالی کی تعلیمی پالیسی پر زور و شور کے ساتھ نکتہ چینی کرتے ہیں وہ ماہرین تعلیم نہیں ۔ ان میں سے بہت ہی کم ماہرین تعلیم ہیں جن کا تعلق برطانوی ہند سے اور جو ممالک محروسہ سرکار عالی کی معاشی اور سماجی حالات سے زیادہ تر ناواقف ہوتے ہیں ۔

پیشہ ورانہ تعلیم کی طرف رجحان

یہاں اس امر پر دوبارہ زور دیا جاتا ہے کہ حیدرآباد میں تعلیم کا مقصد ثقافتی ہم آہنگی اور معاشی ترقی ہے ۔ حیدرآباد نے اپنی تعلیمی پالیسی کو اس طرح ڈھالا ہے کہ ایک طرف تو وہ ثقافتی ہم آہنگی کے لئے سازگار ہے تو دوسری طرف معاشی میدان میں بھی طالب علم کے لئے ممد و معاون ثابت ہوتی ہے ۔ دیہی امور اور پیشوں کی تعلیم کو نصاب میں داخل کرنے کی وجہ سے طلباء کی عظیم اکثریت کو بڑی مدد ملی ۔ اور طلباء حکومت کی تعلیمی پالیسی کے خلاف پروپگنڈے سے متاثر نہ ہوئے ۔ یہ پالیسی مشترکہ دیہی قومیت کے حصول کا امتیازی روش، مفاہمت، اور اتفاق کا ماحصل ہے جو مختلف زبانوں اور مسلکوں کی پابندیوں سے بالا تر ہے ۔ جو لوگ اس میں رخنہ دوانیاں کرتے ہیں انہیں ثقافتی ہم آہنگی اور قومی ترقی کا حامی نہیں کہا جاسکتا ۔

ناقص اور ناقابل عمل

ممالک محروسہ سرکار عالی میں مقامی زبانیں کبھی بھی ذریعہ تعلیم نہیں رہیں لہذا جو تبدیلی عمل میں آئی ہے وہ یہ کہ مقامی زبانوں کی بجائے نہیں بلکہ انگریزی کی بجائے اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا ۔

سلسلہ صفحہ (۱۲)

بدولت حکومت کو اس بات کی توقع ہے کہ وہ ۳ تا ۴ لاکھ ٹن غلہ جمع کرسکے گی جو امدادی اغراض کے لئے صرف کیا جائے گا اور اس کی بدولت قیمتوں پر موثر نگرانی قائم کی جاسکے گی ۔ حقیقی دشواریوں کی صورت میں اور بالخصوص ایسے مقامات کو جہاں پیداوار فی ایکڑ اوسط سے بہت کم ہے حکم مشترکہ ادائی پیداوار اجناس خوردنی سے مستثنی قرار دیا جائیگا موصوف نے مزید کہا کہ کسانوں سے جو غلہ براہ راست خریدا جائے گا اس کی قیمت انہیں فوراً ادا کی جائے گی اور ان لوگوں سے قطعی اختلاف رائے ظاہر کیا جن کا خیال ہے کہ اسکیم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی سے چھوٹے کاشتکاروں کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ۔

اجازت یافتہ غلہ کی دوکانیں

فضل اللہ صاحب نے حاضرین سے کہا کہ حکومت راتب بندی اور تمام غلہ کی دوکانوں کے لئے اجازت نامے حاصل کرنے کا طریقہ نافذ کرنے والی ہے ۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ راتب بندی کا اصلی منشاء یہ ہے کہ غلہ کے بے جا صرف کا سد باب کیا جائے اور کافی مقدار میں ہر شخص کے لئے غذا فراہم کی جائے ۔ راتب بندی کی صورت میں ہر فرد کو روزانہ آدھ سیر سے کم نہیں دیا جائے گا اور مزدور اور کاریگروں کو پاؤ سیر زیادہ ملے گا ۔

غلہ کی برآمد

ممالک محروسہ سرکار عالی سے غلہ کی برآمد کے ضمن میں بعض حلقوں میں جو تشویش پھیل گئی ہے اس سلسلہ میں صدر ناظم صاحب محکمہ رسد نے اس امر پر زور دیا کہ حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ سب سے پہلے ممالک محروسہ سرکار عالی کے باشندوں کی اہم ضروریات کو پورا کیا جائے اور اس کے بعد جو غلہ بچ رہے اسے انسان دوستی کی اساس پر ضرورت مند مقامات کو روانہ کیا جائے گا ۔

تقریر کے اختتام پر موصوف نے موجودہ حالات کا حقائق کی روشنی میں جائزہ لیتے ہوئے اپنی رجائیت کا اظہار کیا اور توقع ظاہر کی کہ قیمتوں کی روک تھام اور غلہ کا کافی ذخیرہ جمع کرنے کے لئے جو تدابیر اختیار کی گئی ہیں ان کی بدولت غریب ترین طبقے کو بھی ضروری مدد مل سکے گی ۔

حیدرآباد میں مذہبی رواداری

ہزاکسلنسی نواب صدراعظم بہادر عیسائیوں کے درمیان

تخت آصفی کے ساتھ ہندوستانی عیسائیوں کا اظہار وفاداری

ویسلی چرچ حیدرآباد میں ہزاکسلنسی نواب صاحب چھتاری کی آمد پر مقامی عیسائی فرقہ کو حضرت اقدس واعلیٰ کی خدمت میں وفاداری و تشکر کے جذبات پیش کرنے کا موقعہ ہاتھ آگیا۔ ریورنڈ ای برسٹلی نے ہزاکسلنسی کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ ویسلی چرچ کا تمام مذہبی امور میں حضرت اقدس واعلیٰ کی غیر جانب داری اور حیدرآباد میں بسنے والے مختلف مذاہب کے پیرووں کی باہمی رواداری کا زندہ ثبوت ہے۔ موصوف نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اسلام کی ان کے دل میں بڑی عزت ہے۔

صدر سپرنٹنڈنٹ چرچ اصلاع حیدرآباد اور صدر مہتمم نے ایک پیام کے ذریعہ اپنی غیرحاضری پر اظہارافسوس کرتے ہوئے فرقہ عیسائی کے نمائندوں کی جانب سے سپاسنامہ خیر مقدم قبول کرنے میں ہزاکسلنسی کی رضامندی پر مسرت کا اظہار کیا۔ پیام میں بیان کیا گیا کہ ”حضرت اقدس واعلیٰ کی رعایا کی عام فلاح و بہبود سے نواب صاحب چھتاری کی دلچسپی نے ان کے دلوں میں اعتماد تشکر اور تعظیم کے جذبات پیدا کئے۔ ممالک محروسہ سرکارعالی کے عیسائی مختلف اسباب کی بناء پر انہیں اپنا مخلص دوست سمجھتے اور ان کی متعدد عنایتوں سے بہرہ اندوز ہوچکے ہیں۔ عیسائی عبادت گاہوں اور مشن کے ان کوششوں کو آگے بڑھانے میں آپ کی مدد سے حوصلہ افزائی ہوتی ہے جو یہ ہرممکنہ ذریعہ سے عوام کی ضروریات پوری کرنے میں صرف کررہے ہیں۔“

نواب صاحب چھتاری نے اس سپاسنامہ کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہندوستانی عیسائی اسٹیٹ اس نے ممالک محروسہ سرکارعالی میں جو قیمتی کام انجام دیا ہے وہ متعدد مرتبہ میری نظر سے گزرا ہے اور اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں مسرت کے ساتھ علی الاعلان اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ ویسلی چرچ کے اراکین نے اپنے ہم مذہبوں کو حضرت اقدس و اعلیٰ کی رعایا کا ایک وفادار اور پرامن طبقہ بنانے کی خودبخود سعی کی۔

بسلسلہ صفحہ (۱۹)

اسکول میں کام کرتے ہیں لیکن ان کی تنخواہیں فوجی موازنہ سے دی جاتی ہیں۔ عہدہ داروں کی تنخواہیں شامل کرکے اس اسکول کے مصارف کا تخمینہ تقریباً (۳۶,۰۰۰) روپے ہے جس میں سے (۲,۰۰۰) روپے انتظامی ضروریات کے لئے، (۱۳۰۰) روپے مصارف نگہداشت کے لئے، (۱۲,۰۰۰) روپے کنڈٹوں کی بعض ضروریات کے لئے اور (۱۱,۱۰۰) روپے چھوٹے عہدہ داروں کی تنخواہوں کیلئے مختص کردئے گئے ہیں
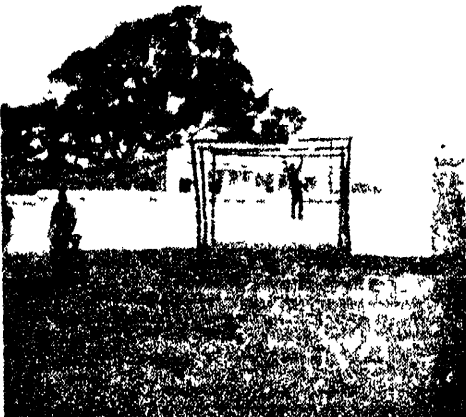
پیراشوٹ جمپ وال سے ایک جست

لکڑی پر لٹک کر کانٹوں اور خار دار تاروں سے بھری ہوی خندق پار کی جارہی ہے۔

حیدرآباد اسٹیٹ بنک کا درخشان مستقبل

ترقی پسند پالیسی اختیار کی جائے گی

بنک کی ہر جائداد پر تقرر کے لئے ملکیوں کو تیار کیا جائے گا

کرنسی کا موقف مستحکم ترین ہے

گزشتہ سال کی ترقیوں پر صدر المہام بہادر فینانس کا تبصرہ

حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے حصہ داروں کے دوسرے عام جلسے کو مخاطب کرتے ہوے آنریبل مسٹر غلام محمد صدرالمہام بہادر فینانس نے فرمایا کہ "بنک کا مستقبل بہت روشن ہے اور وہ زمانہ مابعد جنگ میں عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے اور صنعتی توسیع وزرعی ترقی میں اہم حصہ لے گا" بنک کی کامیابیوں پر تبصرہ کرتے ہوے صدرالمہام بہادر فینانس نے یہ توقع ظاہر کی کہ آئندہ سال بنک کی مختلف شاخیں قائم کی جائینگی جس سے کاروبار میں لازمی وسعت ہوگی اور فرمایا کہ بنک کا بالآخر مقصد یہ ہے کہ ملکیوں کو کثیر تعداد میں تربیت دے کر بنک کی ہر خدمت پر مامور کیا جائے۔ اس سلسلے میں آپ نے ڈپٹی منیجنگ ڈائرکٹر کی جائداد پر ایک ملکی فرد کے تقرر کا ذکر فرمایا جو بالآخر موجودہ منیجنگ ڈائرکٹر کی جگہ لیں گے۔

جنگ کے اثرات۔ جنگ کے اثرات پر بحث کرتے ہوئے آنریبل مسٹر غلام محمد نے فرمایا کہ مملکت حیدرآباد کے اندرونی معاشی و مالی حالات سابق ہندوستان کی طرح جنگ کے پیدا کیے ہوے حالات سے متاثر ہوئے گو بعض صورتوں میں مشکلات اور مضر اثرات زیادہ نمایاں نہیں ہوتے۔ معاشی نظام پر کافی بار پڑا اور تجارت وحرفت کے معمولی وسائل میں سخت رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ ایک طرف قیمتوں کے بڑھ جانے اور جنگی آرڈروں کی وجہ سے عارضی طور پر صنعتی گرم بازاری رونما ہوئی تو دوسری طرف ہندوستان میں درآمد کی جانے والی یا تیار ہونے والی قابل حصول اشیاء کی محدود تعداد کی وجہ سے شہری بازار متاثر ہوا۔ نفع اندوزی اور ذخیرہ بازی کا دور دورہ شروع ہو گیا اور ان معاشی قوتوں کے مضر اثرات نے اجناس خوردنی کو سب سے بڑھ کر نمایاں طور پر متاثر کیا۔

حکومت حیدرآباد نے گزشتہ سال کے اوائل میں اجناس خوردنی کی برآمد کو باقاعدہ بنانے اور برآمدوں کو صوبائی حکومتوں اور ریاستوں تک محدود کرنے کی جو تدابیر اختیار کیں ان کی بدولت مملکت حیدرآباد میں اجناس خوردنی کی قیمتوں کی سطح اور خصوصاً لوگوں کی عام غذائی جنس جوار کی قیمت کی سطح اتنی بلند نہیں ہوئی جتنی کہ ہمارے ہمسایہ صوبوں میں ہو چکی ہے۔

توسیع زر

افراط زر کے اثرات کا تجزیہ کرتے ہوے صدرالمہام بہادر فینانس نے فرمایا کہ "حیدرآباد افراط زر سے محفوظ نہ رہ سکا گو اس کے اثرات یہاں برطانوی ہند کی طرح زیادہ نمایاں نہ ہوے۔ قوت خرید کو قابو میں لا کر آپسے پس اندازی کی طرف لگانے کی حقیقی ضرورت ہے لیکن اس سے بڑھ کر اہم ضرورت یہ ہے کہ معاشی حالات پر موجودہ دباؤ کو بڑی حد تک کم کرنے کی غرض سے شہری بازار کے لئے اشیاء کی رسد بڑھائی جائے"۔

صدرالمہام بہادر فینانس نے اس امر کا اظہار فرمایا کہ

ہماری مملکت کے زر کا موقف بہت مستحکم ہے
اور حکومت بالخصوص کاروبار کے مصروف زمانہ میں صنعتی وتجارتی ضروریوں کی تکمیل کرسکتی ہے۔ کاروبار کا جو مصروف موسم اب شروع ہوچکا ہے اس کا مقابلہ کرنے کے لئے حکومت کے نظام زر کی صلاحیتوں پر آپ نے اپنا اعتماد ظاہر فرمایا۔

نئی کمپنیوں پر تحدیدات

بنک کاری کے نقطۂ نظر سے دوران سال کا اہم اور قابل ذکر واقعہ وہ قوانین ہیں جن کی رو سے نئی کمپنیوں کا قیام جن میں بنک اور ان کی شاخوں کا قیام بھی شامل ہے، حکومت کی اجازت کے بغیر ممنوع قرار دیا گیا۔ صدرالمہام بہادر مالیات نے اس کی توضیح کرتے ہوئے فرمایا کہ حکومت کی پالیسی کا یہ منشاء نہیں ہے کہ بنک کاری کے نشو و نما میں رکاوٹ پیدا کی جائے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ بنک کاری کو صحیح راستے پر لگایا جائے اور غیر ضروری مسابقت کا سد باب کیا جائے۔ اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ حال ہی میں حکومت نے اورنگ آباد میں ایک دیسی بنک قائم کرنے کی اجازت دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسٹیٹ بنک کے نظماء کی پرخلوص خواہش رہی ہے کہ حیدرآباد میں بنک کاری کے نشوونما کی رفتار کو اور مربوط کیا جائے تاکہ حقیقی ضرورت کی تکمیل ہوسکے اور حیدرآباد اسٹیٹ بنک کی سہولتوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا جائے۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ مخالف حالات کے باوجود بنک آج اس قابل ہے کہ حاصل شدہ منافع سے تین فیصد جو کم سے کم منافع تقسیم کرنے کی شرح مقرر کی گئی ہے منافع تقسیم اور محفوظ کے لئے ایک لاکھ مختص کرے۔

مبادلہ کی باقاعدگی

مسٹر غلام محمد نے فرمایا کہ مبادلہ میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لئے حکومت کی پالیسی کو موثر بنانے میں بنک سے مدد ملی اور یہ امر قدرے طمانیت بخش ہے کہ سال زیر تبصرہ میں مبادلہ کا آتار چڑھاو بڑی حد تک محدود رہا۔ اور توقع ظاہر کی کہ سرکاری فاضلات کی دستیابی کی بدولت بنک، تجارتی طبقے اور کاشتکاروں کے مفاد کی خاطر مبادلہ کے تغیرات کو اور زیادہ محدود کرسکے گا۔

غذائی صورت حال

تقریر کے اختتام پر صدرالمہام بہادر مالیات نے غذائی صورت حال کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ غذائی صورت حال نے لوگوں میں غور و فکر کا مادہ پیدا کردیا ہے زرعی رقبوں خصوصاً بہتر رقبہ کی فراہمی غذائی فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں وسعت اور ارزاں و موزوں کیمیائی کھاد فراہم کرنے میں جو رقم صرف کی گئی اس کے باعث وہ بار جو زمینات پر پڑرہا ہے کم ہوجانا چاہئیے جس کی طرف سے ماسبق ہندوستان کی طرح غفلت برتی گئی اور اس پر اتنی توجہ نہیں لی گئی جس کا وہ مستحق رہا۔ آپ نے حاضرین کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراتے ہوئے کہا کہ کاشتکاروں کی خوش حالی اور کافی مقدار میں اجناس خوردنی کی کاشت ہی پر عوام کی زندگی کا دار و مدار ہے یقین دلایا کہ حکومت اپنے نصب العین کے حصول کے لئے جو تدابیر اختیار کرے گی اس میں بنک پورا تعاون عمل کرے گا۔

اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کی حیثیت سے جامعہ عثمانیہ مشہور ہے

سر ایس رادھا کرشنن

وہاں جامعہ کا تجربہ دوسروں کے لئے سبق آموز ہے

عوام اور تعلیم یافتہ طبقہ کی درمیانی خلیج پاٹ دی گئی

ہندستان کی تنظیم جدید میں تعلیم کا موقف ۔ صدر معین امیر جامعہ ہندو کے خیالات

صدر مجلس بین جامعہ سر ایس رادھا کرشنن نے مجلس کے افتتاحی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے، جو کلیہ فنون جامعہ عثمانیہ میں منعقد ہوا تھا، جامعہ عثمانیہ کی ان بے نظیر خدمات کو سراہا، جو اس نے ملک مقامی زبان کو ذریعہ تعلیم و ذریعہ امتحان قرار دے کر، ہندستانی زبانوں کے حق میں انجام دی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ " اردو کو ذریعہ تعلیم و ذریعہ امتحان قرار دے کر اس جامعہ نے بڑی شہرت حاصل کی۔ جامعی علوم کے زبان انگریزی سے اردو زبان میں منتقل ہوجانے کی وجہ سے وہ خلیج جو تعلیم یافتہ طبقہ اور عوام کے درمیان حائل تھی پاٹ دی گئی۔ جامعات کے یہ گراں قدر تجربات ہندوستان کے مختلف حصوں کے لئے سبق آموز ثابت ہوں گے۔

ہندستانی ـــــ مشترکہ زبان

جلسہ کے آغاز پر سر رادھا کرشنن نے کہا کہ میں خداوند اقدس حکومت اور ارباب جامعہ کا مشکور ہوں کہ مجلس بین جامعہ کے اراکین کے آرام، اسایش اور تفریحات کا بہترین انتظام کیا گیا۔ جامعی نصاب کے غیر لسانی مضامین کی تعلیم کا ذریعہ اردو کو بنا کر جامعہ عثمانیہ نے جو تجربہ کیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے موصوف نے فرمایا کہ ہندستانی کو ہندستان کی مشترکہ زبان بنانے کے لئے متعدد کوششیں کی جارہی ہیں لہذا ہندستان کے مختلف حصوں میں ہمارے لئے یہ معلوم کرنا باعث دلچسپی ہوگا کہ جامعہ عثمانیہ اور اس کے ملحقہ اداروں میں مادری زبان ، ہندستان کی مشترکہ زبان ہندستانی، اور بین الاقوامی زبان انگریزی ، کی تعلیم حاصل کرنے کے کس حد تک تشفی بخش ذرائع موجود ہیں ۔ ہمارے لئے یہ معلوم کرنا خاص طور پر دلچسپی کا باعث ہوگا کہ آیا طب ۔ انجینیرنگ اور دیگر حرفیاتی مضامین کی درس و تدریس اردو میں تشفی بخش صورت پر ہوتی ہے۔

تعلیم اور نظام نو

تعلیم کے فرضہ پر زور دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ "مستقبل کی تعمیر جدید سے متعلق تمام مسائل کی بنیاد تعلیم ہے اگر ہندستان کو نظام نو میں موزوں مقام حاصل کرنا ہے تو عوام کی تعلیم میں گہری توجہ ناگزیر ہے ۔ دوسرے معاملات کی طرح تعلیم میں بھی ایک طویل پالیسی اختیار کرنے سے گریز کرنا برطانویوں کی ایک خصوصیت بن گئی ہے۔ شکر ہے کہ تم از تمراب(?) ہم میں قومی طریقہ تعلیم کو رائج کرنے کی دلیرانہ جرأت برسرعمل ہے ۔ لفظ قومی اس جملہ میں اپنے غلط تصورات کے ساتھ مستعمل نہیں ہے یعنی اس سے ایسی تربیت مقصود نہیں جو اپنی برتری اور ہمسایہ سے تنفر پر منتج ہو بلکہ اس کے صحیح مفہوم کی روشنی میں مراد یہ ہے

کہ بلالحاظ نسل، طبقہ، عقیدہ اور جنس، عوام کو تعلیم دی جائے تاکہ وہ آزاد اور مسرور زندگی بسر کرسکیں ،،

سارجنٹ اسکیم

تقریر جاری رکھتے ہوئے سرایس رادھا کرشنن نے فرمایا کہ مسٹر سارجنٹ کی اسکیم میں ایک، ایسے ہندستانی جامعاتی کمیشن کا تصور پیش کیا گیا ہے جس کی وجہ سے مختلف جامعات کی مصروفیات میں ارتباط پیدا ہوجائے اور جوان کی منتشر سرگرمیوں اور ایک ہی کام کو مختلف جگہ انجام دیئے جانے کا سدباب کرسکے - ہمیں اس پر غور کرنا چاہئے کہ آیا مجلس بین جامعہ جو حکومت ہند، صوبہ جات اور ریاستوں کی نمائندگی کرتی ہے ایک مستقل موزوں عملہ کے تعاون سے اس ذمہ داری سے سربراہ ہوسکتی ہے ۔

جامعہ عثمانیہ کی مصروفیات

اراکین مجلس کا خیر مقدم کرتے ہوئے آنریبل نواب مہدی یار جنگ بہادر صدرالمہام محکمہ تعلیمات سرکارعالی نے فرمایا کہ ماہرین تعلیم کی حیثیت سے کتب خانہ آصفیہ، رصدگاہ، دارہ انات، ٹکنیکل کالج، کلیہ فنون وحرفت اور دیگر ادارے آپ کی دلچسپی کا موضوع ہوسکتے ہیں ۔ مجھے مسرت ہے کہ مجلس کے ساتھ تعاون عمل کے سلسلے میں جامعہ عثمانیہ اپنی حسب مقدور جو کچھ کرسکتی تھی وہ کرچکی ۔ چنانچہ مجلس کی سفارشات کو روبہ عمل لاتے ہوئے **شعبہ عمرانیات اور ٹکنالوجی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ عربی اور سنسکرت جیسی قدیم زبان میں اعلی تحقیقات کا کام شروع کیا گیا تعلیم نسوان کے لئے خاص سہولتیں بہم پہنچائی گئیں اور تعلیم نسوان کے متعدد مدارج میں علم خانہ داری کی تدریس شروع کی گئی۔** جامعہ کے نصاب میں ''بشریات،، کی تعلیم کو داخل کرنے کے لئے حال ہی میں ایک مشاورتی مجلس کا قیام عمل میں آیا ہے ۔ جامعہ عثمانیہ ان چند جامعات میں سے ہے جس نے سب سے پہلے یونیورسٹی ٹریننگ کور قائم کیا جواب او ۔ ٹی ۔ سی کہلاتی ہے ہماری جامعہ ان پانچ جامعات میں سے ہے جنھوں نے ہندستانی ہوائیہ کی تربیتی جماعت میں شرکت کی ۔ اور گزشتہ ماہ اپریل میں اس جماعت کا افتتاح کیا ۔ اب تک (۵۳) کیڈٹوں نے ڈپلوما حاصل کیا ہے ۔ ان میں سے (۷) نے ہندستانی ہوائیہ میں شرکت کی اور (۹) کے متعلق کمیشن کے لئے سفارش کی گئی ہے ۔ ان لوگوں کے کام کی ایرہیڈ کوارٹر انڈیا نے ستایش بھی کی ہے ۔

ہندوستانی ثقافت کو جامعہ کے نصاب تاریخ میں مناسب اہمیت دی گئی اور اسے لازمی جزو قرار دیا گیا ہے ۔ معاشیات کے اہم اور ضروری جزو کی حیثیت سے زرعی معاشیات کو شریک نصاب کیا گیا ۔ مفید اعداد وشمار اور معلومات فراہم کرنے کی خاطر ہمارے طالب علم شہر اور دیہی رقبوں کا معاشی سروے کررہے ہیں ۔ اطلاقی سائنس کے شعبہ کے قیام پر جامعہ غور کررہی ہے ۔ ابتدائی قدم اٹھ چکا ہے اور اطلاقی کیمیا میں تیل اور کوزہ گری کی حرفت میں رہنمائی کی جارہی ہے ۔

جنگ اور تعلیم کی جدید تعمیر

دوران تقریر آنریبل صدرالمہام تعلیمات نے فرمایا کہ جنگ نے انسانی معاشرہ کی بنیادوں کو ہلادیا ہے اور یقیناً اس کی ساخت میں بنیادی تبدیلی پیدا کردے گی۔ ان دنوں جو عظیم مسئلہ ہمارے پیش نظر ہے وہ بعد جنگ تعلیم کی تنظیم جدید کا ہے ۔ آپ نے اس امر پر زور دیا کہ تحقیقاتی نتائج اور سائنٹفک علم کے اطلاق کو تمام شعبوں میں پہلے سے کہیں زیادہ بڑے پیمانہ پر جاری کرنا چاہئے ۔ مختصر یہ کہ اس امر کی فوری ضرورت ہے کہ تعلیمی پالیسی کی تشکیل جدید، تعلیمی مقاصد کی تعمیرنو، اور تعلیمی طریقوں کی دوبارہ نظر ثانی کی جائے ۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے نواب صاحب نے فرمایا کہ ''ایک چیز جو مجھے سب سے زیادہ اہم معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ تعلیم کی کس طرح تنظیم کی جائے کہ وہ ملک کی صنعتی توسیع میں ممدو معاون ثابت ہو ۔ یہ سوال اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ جب تک ملک کے وسیع قدرتی وسائل کی تحقیق نہ کی جائے گی ہم اقوام عالم کی صف میں جگہ نہیں پاسکتے ۔ صدرالمہام بہادر تعلیمات نے اس امر کی تائید کی کہ جامعہ کی تعلیم سائنس کی اہم کڑی کی حیثیت سے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو فیکٹریوں اور کارخانوں میں لازمی طور پر عملی تربیت دینی چاہئے ۔

تنظیم بعد جنگ میں خواتین کا حصہ

حیدرآباد کی شہزادیوں کی موثر انسانی خدمت

بیگم شاہ نواز کے تاثرات

ہر ہائنس علیا حضرت شہزادی صاحبہ برار کے زیر صدارت جو جلسہ لیڈی حیدری کلب میں پردے کے انتظام کے ساتھ منعقد ہوا تھا اس میں قومی محاذ جنگ کے شعبہ خواتین کی نگرانی بیگم شاہ نواز نے خواتین سے کہا کہ وہ ہندوستان کی بڑی خواتین کے نقش قدم پر چلیں تاکہ ماضی کی شان و شوکت اور عظمت ملک میں عود کر آئے۔ آپ نے ہندوستان کی عورتوں کی اس حالت پر اظہار افسوس کیا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عورتوں کو اپنے ملک کے مستقبل کے ڈھالنے میں کوئی زیادہ شنوائی نہیں ہے۔ آپ نے ہندوستان کی عورتوں سے پرزور استدعا کی کہ وہ بین اقوامی نقطہ نظر کو ترقی دیں اور فرقہ واریت سے اجتناب کریں۔

ہر ہائنس علیا حضرت شہزادی صاحبہ برار نے بیگم شاہ نواز کا تعارف کراتے ہوئے اپنی مختصر تقریر کے دوران میں ان کی ان قابل قدر خدمات کی ستائش کی جو انھوں نے ہندوستان کی عورتوں کے حق میں انجام دیں۔

انسانی خدمت کی انجام دہی میں شاہی خاندان کی گہری دلچسپی

بیگم شاہ نواز نے اپنی تقریر ان انسانی خدمات کی تشکر آمیز ستائش سے شروع کی جو ہر ہائنس شہزادی صاحبہ برار، شہزادی نیلوفر فرحت بیگم صاحبہ اور صاحبزادی نفیس النساء بیگم صاحبہ اپنے خاندان کے نامور سرپرست اعلی حضرت بندگان عالی کی قائم کی ہوئی اعلی مثال کی تقلید میں انجام دے رہی ہیں۔ بیگم شاہ نواز نے فرمایا کہ حضرت اقدس و اعلی اپنی رعایا کے حق میں کوئی امتیازات کا لحاظ نہیں فرماتے اور آپ مزدوروں اور سرمایہ داروں کی فلاح و بہبود کے یکساں متمنی ہیں۔ آپ کو غریبوں کی فلاح سے اتنی ہی دلچسپی ہے جتنی کہ دولت مندوں کی بہبود سے۔ بیگم شاہ نواز نے یہ خیال ظاہر کیا کہ رفاہ عامہ کاموں کی انجام دہی اور ضرورت مندوں کو فوری امداد دینے میں شہزادیوں کا انہماک بے مثل ہے۔ اور یہ مملکت حیدرآباد کے لئے خاص طور پر اور ہندوستان کے مستقبل کے لئے عام طور پر فال نیک ہے۔

صلاحیتوں کی بربادی

تاریخ ہند کے درخشاں ابواب کا حوالہ دیتے ہوئے بیگم شاہ نواز نے سیتا، دروپدی، چاند بی بی، رضیہ، نورجہاں، اہالیا بائی جیسی بڑی عورتوں کے کارناموں کا ذکر کیا اور اپنی سامعین سے پر زور خواہش کی کہ وہ ان اعلی خواتین کی تقلید کریں۔ اسی طریقہ سے وہ اپنے ملک کی قدیم شان و شوکت بحال کرسکیں گی۔ ہندوستان کی عورتوں کی موجودہ حالت کے متعلق آپ نے فرمایا کہ وہ محض تولید کا ایک ذریعہ سمجھی جاتی ہیں اور یہ کہ دوسرے کاموں کی جسمانی اور دماغی صلاحیتیں ضائع کی جارہی ہیں۔ ہندوستان کی عورتوں کا مقابلہ چین کی عورتوں کے ساتھ کرتے ہوئے بیگم شاہ نواز نے کہا کہ چین کی عورتوں نے جو فولادی جوتیاں پہنا کرتی تھیں اور جن کا وجود دنیا کی آنکھوں میں محض ایک داستانی قسم کا تھا، اپنی تمام جسمانی اور دماغی مجبوریوں پر غلبہ پایا اور اب وہ ترقی کی اعلی راہ پر گامزن ہیں۔ انھوں نے قابل تعریف طریقے پر اپنے

آپ کو بدلے ہوئے زمانے اور حالات کے مطابق ڈھال لیا اور اب جاپانی ظالموں کے خلاف آزادی کی مقدس جنگ میں مردوں کے دوش بہ دوش لڑرہی ہیں ۔ پھر آپ نے ترکی خواتین کا حوالہ دیا جنھیں سنہ ۱۹۲۲ ع میں جدید ترکی کے اتا ترک مصطفےٰ کمال نے ان کے جائز حقوق دئے ۔ آج ترکی کی خواتین اپنے ملک کی قومی تعمیر کی تمام سرگرمیوں میں نمایاں حصہ لے رہی ہیں ۔ ترکی فوج میں کثیر تعداد عورتوں کی ہے اور چھتری سپاہیوں کے دستے کی صدر ایک خاتون ہے ۔

امریکہ کی قومی آمدنی میں بڑا حصہ عورتوں کا ہے

اپنی حالیہ امریکہ کے سفر سے متعلق تاثرات بیان کرتے ہوئے بیگم شاہ نواز نے کہا کہ ہندستان میں اکثر ”جو فلم کے شوقین ہیں ،، یہ خیال کرتے ہیں کہ امریکہ سارا ہالی ووڈ ہے لیکن اس کے برعکس ہیں ۔ امریکہ کی ہزاروں عورتوں نے جب اپنے مردوں کو جنگ کے کاموں میں مشغول اور جنگ کے مختلف میدانوں میں لڑنے میں مصروف دیکھا تو انھوں نے مردوں کی جگہ دفتروں ، کارخانوں اور کارگاہوں میں لے لی ۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ امریکہ کی قومی آمدنی میں (۵۲) فی صد حصہ عورتوں کا ہے کیونکہ وہ کاموں کو سرانجام دینے میں مردوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں ۔

خواتین اور تنظیم بعد جنگ

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے بیگم شاہ نواز نے اس پر روشنی ڈالی کہ اپنے ملک کی تنظیم بعد جنگ میں ہندستان کی عورتوں کو کیا کرنا چاہیئے آپ نے اپنی ان کوششوں کی طرف اشارہ کیا جو آپ تنظیم بعد جنگ سے متعلق اسکیموں کی تشکیل اور بجا آوری میں ہندستان کی عورتوں کے حصے کے لئے لڑ رہی ہیں ۔ چنانچہ حکومت ہند کے محکمہ تنظیم بعد جنگ میں شعبہ خواتین کا ایک جدا گانہ شعبہ قائم کیا گیا ہے ۔ لیکن تنظیم بعد جنگ کی سرگرمیوں میں ہندستان کی عورتوں کے لئے اپنا جائز حصہ اور مقام حاصل کرنے کے واسطے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے ۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے تجویز ہے کہ صوبجاتی مجلسیں قائم کی جائیں ۔ ریاستوں سے بھی خواہش کی جائے گی کہ وہاں بھی اسی قسم کی مجلسیں قائم کی جائیں ۔ بیگم شاہ نواز کو توقع ہے کہ حیدرآباد میں اس کام میں شہزادیوں کی قیادت رہے گی ۔

بین اقوامی نقطۂ نظر پیدا کی جائے

بیگم شاہ نواز نے نصیحت فرمائی کہ ہندوستان کی عورتوں کو چاہیے کہ وہ بین اقوامی نقطہ نظر پیدا کریں اور فرقہ واری خیالات سے اجتناب کریں ۔ اس کی اور بھی زیادہ ضرورت اس لئے ہے کہ دنیا کی تمام قوتیں بین قومیت کی جانب راغب ہیں جو دنیا کی آیندہ تنظیم کی اساس رہے گی ۔ اگر عورتیں یہ کریں تو وہ دنیا کی اقوام میں ہندستان کے لئے اس کا جائز مقام حاصل کرنے کی توقع کرسکیں گی ۔ اس کے لئے انھیں کسی حالت میں بھی بیرونی اجزا مثلاً تصورات کی نشونما اور جذبہ بین قومیت پر تکیہ نہ کرنا چاہئے بلکہ اپنے آپ کو اس طرح منظم کرنا چاہیے کہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کی قوت میں اضافہ ہو ۔

بیگم شاہ نواز نے اپنی سامعین کو یاد دلایا کہ ان کا تعلق ایک ایسے ملک سے ہے جس کو ہمیشہ روحانی قوت پر ناز رہا ہے ۔ جب مادہ پرستی نے خود اس کے حامیوں اور حامیتوں میں بے انتہائی مہلک تصادم پیدا کردیا ہے تو ہندستان کے لئے یہ ایک اچھا موقع ہے کہ وہ اس مصیبت زدہ دنیا کو روحانی اور مادی قوتوں کا ایک خوش آیند امتزاج پیش کرے ۔

حیدر آباد .... "فخر مشرق"

حضرت اقدس و اعلی کے زیر سایہ ثقافتی اتحاد کا حصول

حیدر آباد تلگو اکاڈمی کا پہلا اجلاس

حکومت کی مالی امداد

تہذیب اور تمدن پر سر ایس رادھا کرشنن کے خیالات

حیدر آباد تلگو اکاڈمی کا پہلا اجلاس سر ایس رادھا کرشنن، وائس چانسلر بنارس ہندو یونیورسٹی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ ہندوستان کے شاندار ثقافتی ارتقا اور نشو و نما میں تمام گروہوں نے گہرا حصہ لیا ہے۔ موصوف نے اس حقیقت پر زور دیا کہ ہندوستان ایک نسلی اور مذہبی وحدت کی بجائے مشترکہ روحانی ہم آہنگی کا مظہر ہے۔ آنریبل نواب مہدی یار جنگ بہادر صدر المہام تعلیمات سرکار عالی نے آندھراؤں کی شاندار تہذیب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل تلنگانہ کا فن تعمیر ان کی عظمت کا آئینہ دار ہے۔ پروفیسر آر سا راؤ صدر اکاڈمی و صدر شعبہ تلنگی جامعہ عثمانیہ نے اپنے خطبۂ استقبالیہ میں حضرت اقدس و اعلی شہریار دکن و برار کے دور مسعود کی علمی اور ثقافتی ترقیوں کا تشکر آمیز جذبات کے ساتھ اعتراف کیا

آنریبل نواب مہدی یار جنگ بہادر نے اجلاس کا افتتاح کرتے ہوئے سر ایس رادھا کرشنن کا دلی خیر مقدم کیا اور بتلایا کہ ریاست میں تلنگی بولنے والے عوام کی اکثریت ہے جنہوں نے ملک کے ثقافی ارتقا میں قیمتی حصہ لیا ہے۔ آندھراؤں نے زراعت، صنعت اور تعلیم غرض ہر شعبہ جات میں اپنے گہرے اور دیرپا نقوش چھوڑے ہیں۔ قدیم آثار ان کی شاندار میراث اور عظمت پر دلالت کرتے اور ظاہر کرتے ہیں کہ آندھراؤں نے اپنے وطن کی تہذیب میں کس قدر عظیم الشان حصہ لیا۔

آنریبل صدرالمہام بہادر تعلیمات نے یہ معلوم کرکے اپنی مسرت کا اظہار فرمایا کہ تلگو اکاڈمی، تلنگی زبان، ادب اور قومی ثقافت کے موضوعات میں تحقیقاتی کام انجام دے رہی ہے۔ آپ نے حاضرین کی توجہ افتتاح تماشئی کے موقع پر حضرت اقدس و اعلی کی تقریر کی جانب مبذول کرائی جس میں حضرت اقدس و اعلی نے ساری رعایا کے ساتھ اپنی گہری شفقت اور انکے فلاح و بہبود کے لئے زبردست تعلق خاطر کا اظہار فرمایا۔ نواب صاحب نے یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اس سرزمین کی گزشتہ عظمت کے احیا اور مملکت کی تمام فلاح و بہبود و خوش حالی کے لئے تلگو اکاڈمی کی کوششیں بارآور ہوں۔

آپ نے اپنے اختیاری فنڈ سے اکاڈمی کے لئے دو ہزار روپے کے عطیہ کا اعلان فرمایا کہ وہ اپنے کام کو

جاری رکھ سکے ۔

پروفیسر آر ۔ سبا راؤ نے آندھرا دیش کی گزشتہ عظمت کو بیان کرتے ہوے کہا کہ ''موجودہ حیدرآباد تاریخ تلنگانہ کا ''بھاگیہ نگر،، یعنی 'اقبال مند' شہر ، تھا ۔ جسے بیرونی سیاحوں نے ''فخر مشرق،، کے نام سے یاد کیا ہے ۔ اس ملک میں مختلف نسلیں اور مذاہب ایک دوسرے سے روشناس ہوے اور وہ صلح کل زندگی اور امتزاجی ثقافتوں کا گہوارہ رہا ہے ۔

جامعہ عثمانیہ کے قیام اور ایک مقامی زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کا ذکر کرتے ہوے پروفیسر سبا راؤ نے کہا کہ ''ابھی وہ زمانہ نہیں آیا کہ جامعہ عثمانیہ کے مقاصد کے مضمرات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا جائے ۔ اپنی ایک زبان کو اعلی تعلیم کا ذریعہ قرار دے کر جامعہ نے اس وسیع خطۂ ارض کی خودداری کو قائم رکھا ،، آپ نے مزید کہا کہ ''زبان کسی ملک کی زندگی کی روح ہوتی ہے اور رسم خط اس کا بیرونی مظہر ایک ایسی مشترکہ زبان کو جو اس وسیع ملک کے تمام طول و عرض میں آسانی کے ساتھ بولی اور سمجھی جاتی ہے قومی اتحاد کی مضبوط بنیاد بنایا جاسکتا ہے ،، اگر مغرب میں ایک رسم خط اور کئی زبانیں جاری ہیں تو ہم بھی ایک زبان اور کئی رسم خط رائج کرسکتے ہیں ۔ اسی بصیرت اور امید کی فضا میں جدید احساس کے سرگرم ولولوں کے ساتھ حیدرآباد تلگو اکاڈمی نے جنم لیا تاکہ حضرت قدس و اعلی سلطان العلوم آصف سابع کی زیر سایہ ثقافتی اتحاد کے حصول میں اپنی حقیر کوششوں کے ساتھ حصہ لے سکے ۔

اپنے فی البدیہہ خطبۂ صدارت میں سر ایس رادھا کرشنن نے فرمایا کہ ہندستان ایک نسلی یا مذہبی وحدت نہیں بلکہ ایسے مشترکہ روحانی ہم آہنگی کا مظہر کہنا چاہئے ۔ تمام ہندوستانی فرقوں نے اپنے ملک کی ثقافتی دولت میں وسیع اور دور رس اضافہ کیا ہے ۔ تلگو اکاڈمی کا تعلق کسی نسل ، عقیدے اور ملک سے نہیں بلکہ ثقافت سے ہے اور اس بنا پر اکاڈمی کے افتتاح میں تمام ہندو مسلمان اور دیگر فرقوں کے ارکین شریک ہیں کہ ثقافت کا بلاشبہ تمام افراد عالم سے تعلق ہے ۔ وہ زمان و مکان کے قیود سے بالا تر ہے ۔ موصوف نے فرمایا کہ ثقافت تہذیب کی داخلی کیفیات کا آئینہ دار ہے ۔ ''ثقافت روح ہے اور تہذیب جسم اگر روح میں تنزل شروع ہوجائے اور وہ اپنی لطافت کو کھو بیٹھے تو جسم کی حالت بھی سقیم ہوجاتی ہے،، ۔

موجودہ تہذیب میں کہیں نہ کہیں بنیادی خرابی پائی جاتی ہے

سر ایس رادھا کرشنن نے تقریر جاری رکھتے ہوے تہذیبی عناصر کا تجزیہ کیا اور دنیا کی موجودہ درد ناک حالت کا ذکر کرتے ہوے فرمایا کہ دنیا ایک عبوری دور سے گزر رہی ہے ۔ تمام افراد جسمانی و دماغی بوجھ اور کشمکش کے دور سے گزر رہے ہیں ۔ وہ سوال کرتے ہیں کہ ''کیا یہ تہذیب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک ہی قرن میں دو جنگوں کا ہونا اس امر کی علامت ہے کہ ہماری تہذیب میں کہیں نہ کہیں بنیادی خرابی پائی جاتی ہے ۔ عوام کو یہ دریافت کرنا پڑیگا کہ اس تہذیب میں کیا خرابیاں ہیں اور ثقافتی اقدار کی وہ کونسی کمزوریاں ہیں جو اس تہذیب میں پائی جاتی ہیں ۔

برطانوی تہذیب کی خصوصیات

سر رادھا کرشنن نے برطانوی تہذیب کا ذکر کرتے ہوے فرمایا کہ بعضوں کے نزدیک اس کی چار خصوصیات ہیں یعنی بیلٹ باکس (رائے شماری کا صندوق) کرکٹ بیاٹ ، انجیل کا مستند ترجمہ اور جوائنٹ اسٹاک کمپنی ۔ ان کی وضاحت کرتے ہوے آپ نے بتلایا کہ بیلٹ باکس جمہوریت کی نمایندگی کرتا ہے ۔ اور اکثریت کی ان ترغیبی کوششوں کا آئینہ دار ہے جو وہ اقلیت کو اپنا طرز فکر اختیار کرنے کے لئے صرف کرتی ہے ۔ بہ الفاظ دیگر وہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ ترغیب جبر کے مقابلہ میں بہتر ہے ۔ کرکٹ بیاٹ برطانوی عوام کی معقول پسندی، معاملت داری اور منصف مزاجی کا مظہر ہے ۔ انجیل کا مستند ترجمہ اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ موجودہ میکانی دور کے بار کو کوئی تہذیب برداشت نہیں کرسکتی جب تک اعلی اقدار کی پیروی نہ کی جائے ۔ جوائینٹ اسٹاک کمپنیاں جو موجودہ تہذیب کی جان ہیں اس امر کو شدت کے ساتھ ظاہر کرتی ہیں کہ تہذیب تجارتی کاروبار اور صنعتی کارخانوں کے محور کے گرد گھوم رہی ہے ۔

انسان اور اعلی اقدار

فرد کے بشری پہلو اور اس کی اعلی ثقافت پر بحث

کرتے ہوئے سر ایس رادھا کرشنن نے اس امر کا ادعا کیا کہ انسان محض تولید کا ذریعہ بن کر جو بعضوں کے نزدیک زندگی کا واحد مقصد ہے، یا اپنے آپ کو ہوس اور حیوانی محرکات کا بندہ بنا کر مطمئن نہیں رہ سکتا۔ اسے اعلیٰ اقدار کا متلاشی رہنا چاہئے۔ انسان کو حیاتیات، معاشیات اور سیاسیات کی اصطلاحات میں نہیں سمجھا جا سکتا۔ اسے ابدیت اور روحانی سرمدیت حاصل کرنیکی کوشش کرنی چاہئے۔ یہی وہ ثقافت ہے جس کی تشکیل میں ہندو مسلمان، ''بدھی، جینی'' اور عیسائیوں نے گہرا حصہ لیا ہے اور جو ایک مصلح کے فرائض انجام دے چکی ہے۔ اس سرزمین میں کبھی مدبروں، جنگجو حکمرانوں، کارخانہ داروں اور دولتمندوں کی قدر و منزلت نہیں کی گئی۔ وہ کبھی بھی عام انسانوں کی توجہ کا مرکز نہیں رہے بلکہ عوام کی نظریں ان لوگوں پر لگی رہتی تھیں جو اعلیٰ اقدار پر نظر رکھتے اور پاک زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں اوتار، رشی، یوگی اور منی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ان میں ایسے باعمل ہستیاں اور ایسے بزرگ بھی ہوئے جو انسانوں کو عالمگیر صداقت اور الہامات سے روشناس کراتے تھے۔ ان میں الوہیت تھی اور وہ اپنے پیرووں کے ضمیر کو منور کرتے اور الوہی حکمت سے ان میں روحانی نمو پیدا کرتے تھے۔

انسان کی روحانیت سے بیگانگی

سر ایس رادھا کرشنن نے انسان کو روحانیت سے بیگانہ کرنے میں موجودہ سوسائٹی کی مذمت کی۔ آپ نے فرمایا کہ ثقافت اپنا راستہ بھٹک گئی ہے اور انسانیت کو عقلیت کے تابع سمجھا جا رہا ہے۔ موجودہ سوسائٹی کی روح سے بیگانگی اس کے حال میں انسان اور تہذیب کی ناکامی کا ایک اہم سبب ہے۔ ''بہر حال انسان روحانیت اور مادیت کا امتزاج ہے ہم مادی پہلو کو اہمیت دے رہے ہیں اور روحانی پہلو سے لاپروائی برت رہے ہیں۔ ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم دونوں کو مساوی اہمیت دیں،،

آندھراؤں کا دل کشادہ اور اثر پذیر ہوتا ہے

تلگو اکاڈمی کے زیر سرپرستی ایک دیلی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے غلام یزدانی صاحب سابق ناظم محکمہ آثار قدیمہ نے آندھراؤں کی خصوصیات اور ان کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ آندھراؤں کی ایک اہم خصوصیت ان کی کشادہ دلی اور اثر پذیری ہے جو دیگر اقوام کے آرٹ، مذہب اور ثقافت کے دلچسپ اور اعلیٰ عناصر کو اپنے میں جذب کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہی ہے۔ آپ نے اس ادعا کے ثبوت میں کہا کہ آندھرا دیش کے حکمران شاہان موریا کی برتر قوت کے مقابلہ میں اپنی سلطنت کی وحدت کو برقرار رکھنے کی طاقت رکھتے تھے۔ اس کے باوجود انہوں نے مذہبی معاملات میں بدھی اور برہمنی مذہب کو قبول کیا اور مجسمہ سازی اور فن تعمیر جیسے فنون لطیفہ میں مغلوں کی متعدد فنی خصوصیات کو اختیار کیا۔ لیکن ان کے آرٹ نے ان کی سیاسی اقتدار کی طرح دوسری سلطنتوں کے تصورات اور فنی خصوصیات کو جذب کرنے کے باوجود اپنے [illegible] کو برقرار رکھا۔ آندھرا دیش کے فنون لطیفہ مثلاً مصوری، فن مجسمہ سازی اور فن تعمیر بالخصوص ایک ہزار سال قبل مسیح تا عہد مسیحی کے ابتدائی صدیوں میں اپنی تخلیقی قوتوں اور فنی مہارت کے اعتبار سے سارے ہند کے فنون لطیفہ میں برتری رکھتے تھے۔

عہد کاکتیا میں علوم و فنون کی سرپرستی

مسلمانوں کی آمد سے قبل کاکتیاؤں نے تقریباً (۴) سو سال حکومت کی۔ اس عہد کی تاریخ سے کاکتیاؤں میں بھی اسی قسم کی وسعت نظر، دلدادگی حسن، اور [illegible] پائی جاتی ہے۔ سلاطین کاکتیا علوم و فنون کے بڑے زبردست سرپرست تھے لیکن ان کے عہد حکومت میں تلگی ادب پر بڑی حد تک سنسکرت سے متاثر رہا۔ وہ بڑے عظیم الشان معمار ہوئے اور انہوں نے شمالی اور جنوبی ہند کی تعمیری خصوصیات کو اپنے فن تعمیر میں خوبی سمویا۔ انہوں نے زرعی اغراض کے لئے بڑے بڑے تالاب تعمیر کئے اور رامپا، پاکھال، لکھناورم اور پانگل کے عظیم الشان بند، جو ان کے کارہائے نمایاں میں سے چند ہیں، فن انجینیری میں ان کی اعلیٰ مہارت کا ثبوت فراہم کرتے ہیں۔ آندھرا شہر قدیم ترین زمانہ میں بھی کپڑے کی صنعت کی وجہ سے مشہور تھا اور بعض ماہرین کا خیال ہے کہ موسلیا تک جو قدیم یونانی جغرافیہ دانوں کے خیال کے مطابق ساحل کارومنڈل پر واقع تھا ایرانی کاروانوں کی آمد و رفت جاری تھی اور موجودہ مسولی پٹم ہی وہ تجارتی منڈی تھی

ملاحظہ ہو صفحہ (۳۴)

حکومت کے نقطہ نظر کی وضاحت

حکم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی کے منشا کی توضیح

حکم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی کی عملی کارروائیوں اور اطلاق سے متعلق بعض حلقوں میں جو غلط فہمیاں پھیل گئی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے حسب ذیل پریس نوٹ جاری کیا گیا :-

حکم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی سے متعلق بعض ان حصوں سے متعلق جو اس حکم کے تحت بجانب حکومت کاشتکار کو ادا کرنے ہیں حکومت سرکار عالی کے پاس بعض درخواستیں وصول ہوئی ہیں جن میں سے اکثر درخواستیں غلط فہمیوں پر مبنی ہیں ۔ تاہم حکومت سرکار عالی نے ان پر ہمدردانہ غور کیا ۔

صورت حال کی مزید وضاحت کے لئے اس امر کا اعادہ ضروری ہے کہ تعلقدار صاحبان کو اس حکم کے تحت کافی اختیارات تمیزی عطا کئے گئے ہیں مثلاً اگر باجرہ کی فصل روپیہ میں آٹھ آنے سے کم ہو تو فی ایکڑ مقررہ حصہ پیداوار کا صرف نصف حصہ بجانب حکومت خریدا جائے گا اور اگر فصل روپیہ میں چار آنے سے بھی کم ہو تو کاشتکار کو اس حکم کے اثر سے مستثنی کردیا جائے گا ۔ یہی رعایتیں اس وقت دی جائیں گی جب کہ ہر معاملہ کی پوری پوری تحقیق ہو چکی ہو ۔ مواضعات کی کمیٹیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ایسے جملہ معاملات کو جو مستحق رعایت ہیں تحصیلدار صاحبان کے علم میں لائیں اور تاوقتیکہ تحصیلدار صاحب ہر معاملہ کی جانچ کرکے اپنا فیصلہ نہ سنائیں زیر غور کاشتکاروں سے غلہ کی خریدی ملتوی رکھی جائے ۔ پس ان حالات میں یہ سوال کہ ادائی حصہ پیداوار کے لئے کاشتکار کو بازار سے غلہ خرید کر اپنا حصہ ادا کرنا ہوگا پیدا ہی نہیں ہوسکتا ۔

سیت سندھیوں اور پٹوہ داروں کی انعامی اراضی کو بھی اس حکم کے اثر سے مستثنی کر دیا گیا ہے اور مستثنی کے دھان (ابی تری) کی حد تک تحت دوش فی ایکڑ کی شرح کو کم کر کے صرف ایک من فی ایکڑ مقرر کیا گیا ہے ۔

یہ بیان صحیح نہیں ہے کہ حکم مشترکہ ادائی حصہ پیداوار اجناس خوردنی کے نفاذ کی وجہ سے چھوٹے کاشتکاروں پر مضر اثرات مترتب ہوئے ۔ جو لوگ دیہی معاشیات سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ چھوٹے کاشتکاروں کی جملہ پیداوار موضع کے ساہوکار ایسے شرائط پر جو کاشتکار کے حق میں بہت سخت ہوتے ہیں پوری کی پوری حاصل کرلیتے ہیں ۔ اس جدید حکم کی وجہ سے کچھ نہ کچھ روپیہ چھوٹے کاشتکاروں کے ہاتھ لگیگا ۔ پس اس اعتبار سے چھوٹے کاشتکار معقول وجوہ کی بناء پر اس جدید حکم کا خیر مقدم کرینگے ۔

یہ اندیشہ کہ کاشتکاروں کو حکومت کی جانب سے ان کی پیداوار کی جو قیمتیں ادا کی جارہی ہیں وہ بازار کی قیمتوں سے بہت کم ہونگی اس وجہ سے صحیح نہیں ہوسکتا کہ حکومت بازار کے لئے بھی انتہائی نرخ مقرر کررہی ہے ۔ سرکاری نرخوں اور بازاری نرخوں میں جو فرق ہوگا وہ امور ذیل پر مشتمل ہوگا ۔

(۱) تاجر کے لگائے ہوئے سرمایہ پر سود
(۲) گودام کا کرایہ
(۳) فروخت کے دیگر اخراجات اور
(۴) تاجر کے لئے ایک مناسب شرح منافع

پس کاشتکار کو خواہ وہ اپنی پیداوار اس حکم کے تحت حکومت کے ہاتھ فروخت کرے یا بازار میں، تقریباً وہی قیمت ملیگی ۔

جدید حکم کے تحت جو قیمتیں ادا کی جارہی ہیں وہ قبل جنگ کی قیمتوں سے دوگنی ہیں ۔ اس امر کی مکمل احتیاط کرلی گئی ہے کہ مواضعاتی کمیٹیوں کے ذریعہ کاشتکار کو اس کے ادا کردہ حصہ پیداوار کی قیمت جلد سے جلد مل جائے ۔ مزید براں اس کی بھی انتہائی کوشش کی جارہی ہے کہ کاشتکاروں کی روزمرہ ضروریات مثلاً معیاری کپڑا ۔ زرعی اغراض کے لئے لوہا ۔ وغیرہ نسبتاً سستے داموں پر فراہم کی جائیں ۔ یہ رعایتیں اس امداد کے علاوہ ہیں جو بہتر تخم اور کھاد کی صورت میں کاشتکاروں کو مہیا کی گئی ہیں ۔

یہ توقع بیجا نہیں کہ جب ایک بار قیمتوں کو اچھی طرح سے قابو میں لایا جائے اور قیمتوں میں اضافہ کے رجحان کو ایک مدت کے لئے سختی سے روک دیا جائے تو دیگر اشیائے مایحتاج کی قیمتیں بھی اوسی مناسبت سے گھٹینگی ۔

ملاحظہ ہو صفحہ (۳۴)

نشرگاہ حیدرآباد (۴۱ میٹر ۷۳۰ کیلو سائیکل)
ماہ اسفندار کے پروگرام

محرم الحرام ۔ محرم الحرام کے تعلق سے اس مہینے میں بعض موضوعوں پر تقریروں کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں مرثیہ نگاری (۲ ۔ اسفندار) کربلا کے کردار (۳ ۔ اسفندار) شہادت حسین (۴ ۔ اسفندار) اور دبیر کی مرثیہ گوئی (۹ ۔ اسفندار) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اردو کی کہانی ''اردو کی کہانی'' کے تقریری سلسلہ میں اس مہینے میں تین تقریریں نشر ہونگی ۔ پہلی تقریر میں اردو کی ابتداء کا دوسرا نظریہ (۵ ۔ اسفندار) اور دوسری میں اردو کی ابتداء کے متعلق تیسرا نظریہ (۱۱ ۔ اسفندار) پیش کیا جائیگا ۔ تیسری تقریر نئی اردو سے متعلق ہوگی (۱۸ ۔ اسفندار)

آج کل ۔ آج کل کے عنوان سے قاضی عبدالغفار صاحب ایڈیٹر پیام ۱۴ ۔ اور ۲۹ ۔ اسفندار سنه ۱۳۵۳ ف ۔ کو حالات حاضرہ پر تبصرہ فرمائینگے ۔

نئی نسل موجودہ دور میں جب زندگی کے ہر شعبہ کو منظم کیا جا رہا ہے ''بچہ'' نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے ۔ اس کی صحت بخش نشو نما ہی بلند تر مستقبل کی ضمانت دے سکتی ہے ۔ ماں کی گود بچے کا پہلا مکتب ہے ۔ اسلئے ماؤں کے لئے بچے کے عنوان سے فیچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس سلسلے میں عصری تربیتی اصول فیچر کے روپ میں پیش کئے جائینگے ۔ یہ فیچر ۱۱ ۔ ۱۸ ۔ ۲۵ ۔ اور ۲۹ ۔ اسفندار کے خواتین کے پروگرام میں سنئے ۔

اردو کے ادیب اور شاعر ۔ اردو کے بعض مشہور ادیبوں اور شاعروں کی زندگیاں ۔ اپنے اندر زندگی کے لئے بصیرت رکھتی ہیں ۔ اس سلسلے میں اس مہینے میں (۸ ۔ اسفندار) غالب (۱۴ ۔ اسفندار) انشا ۔ (۲۱ ۔ اسفندار) اور سرسید (۲۸ ۔ اسفندار) پر عام پروگرام میں فیچر نشر ہونگے ۔

عصری مسائل عصری مسائل کے متعلق سامعین تک معلومات بہم پہنچانے کے لئے بعض فیچروں کی پیش کشی کا انتظام کیا گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں کفایت پر ۱۰ ۔ اسفندار کو اور ''زیادہ غلہ اگاؤ'' کی مہم پر ۲۴ ۔ اسفندار کو فیچر نشر ہونگے ۔

اسفندار کے پروگراموں میں پہلی اور دوسری نشر میں مختلف تاریخوں میں عابد حسن محمد علی بیگ سجاد حسین حیدر حسین خان وزیر علی صاحبان سوز سلام اور مرثیے نشر کرینگے ۔ لچھمن راؤ محمد غوث وٹھل راؤ ۔ الہی بخش اور ساتھی ۔ احمد بن علی اور ساتھی ۔ حبیب الله اور ساتھی ۔ جمال الدین وغیرہ مذہبی موسیقی سنائینگے ۔

پروگرام نشرگاہ اورنگ آباد

اس ماہ میں گوبند راؤ اور ساتھی لسن راؤ اور ساتھی گائے گواڑ اور ساتھی حسن بن ناصر بلورہ بھجن پارٹی کے ارکان بڑکز بھجن پارٹی دولت آباد بھجن پارٹی سالی ورکاؤن پارٹی ڈھور تن بھجن پارٹی کے ارکان عبدالرزاق اور ساتھی تاج محمد اور ساتھی شیخ ہدایت اور ساتھی عبدالعزیز اور ساتھی منا قوال اور ساتھی موسیقی میں حصہ لے رہے ہیں

تقاریر و فیچر ۔ سانحہ کربلا کا اثر اسلامی ۔ سانحہ کربلا نے اسلامی تعلیم کی روح کو بے نقاب کیا اور اسی کی قربانیوں سے انسانیت محترم اور بلند رکھی جاسکتی ہے ۔ تاریخ نشر ۴ ۔ اسفندار ۔ داشماق حسن صاحب ایم اے معصوم نگاہی ۔ زندگی میں انسان بعض اوقات ایسے [illegible] سے دوچار ہوتا ہے [illegible] کو بھولنے کی کوشش ایک عرصہ تک بیکار ثابت ہوتی ہے ۔ فرصت کے لمحات میں گذری ہوئی وارداتیں دھندلے نقوش میں نظروں کے سامنے آجاتی ہیں تاریخ نشر ۲۲ ۔ اسفندار ۔ علی حامد [illegible]

جنگ کی باتیں ۔ حامد جنگ [illegible] حال میں ایک عطاءالحسن [illegible] تبدیلی کردی ہے موصوف صاحب نے جاریہ جنگ کے طریقوں اور ذرائع حمل و نقل سے متعلق چند معلومات بہم پہنچائے ہیں ۔ تاریخ نشر ۲۸ ۔ اسفندار ۔ مرزا [illegible] صاحب (مترجمہ)

مرہٹی نشریات ۔ عکس کشی [illegible] حاصل کرنے کی خواہش ہوا [illegible] تو ہوا کرتی ہے ابتدائی مراحل سے گذرنے کے بعد عکس کشی میں ایک عجیب لطف آنے لگتا ہے عکس کشی مسٹر ناتھ پرشاد ۔ ۳ ۔ اسفندار سنه ۱۳۵۳ ف ۔

بعض محاورے اور کہاوتیں ہروقت اور ہرزمانہ کے لئے یکساں طور پر قابل قبول ہوتی ہیں تقدیر انسانی سے متعلق اسی قسم کی ایک کہاوت مرہٹی میں رائج ہے کس کی تقدیر کسطرح اجاگر ہوگی یہ نہیں کہا جاسکتا ۔ ریلوے اسٹیشن پر کسی قدر دیر سے پہنچنے کی وجہ سے ایک صاحب کو وقت پر گاڑی نہ مل سکی آپ کو یقین آئے نہ آئے لیکن محض اسی وجہ سے ان کی قسمت کے ستارے چمکے وہ کس طرح اگر آپ جاننا چاہئے ہوں تو یہ تقریر سنیے ۔ تقدیر انسانی ۔ مسز پدما کر راؤ ویدیہ ۳۰ ۔ اسفندار ۳۰ ف

بسلسلہ صفحہ (۳۱)

جہاں سے ” گولڈن کرونیز “ دو جہاز روانہ ہوتے تھے ۔ ممالک محروسہ سرکار عالی کے اضلاع تلنگانہ اپنی صنعتوں کے اعتبار سے ابھی تک مشہور ہیں ۔

اکاڈمی کے کارنامے

اپنے قیام کے ڈھائی سالہ دور میں، تلگو اکاڈمی نے جو کتابیں شایع کی ہیں ان میں سے ایک تلگو ادب جدید کی تاریخ ، اور دوسرے تلنگی ادب کا خاکہ (بزبان انگریزی) بھی شامل ہے ۔ اس کے علاوہ نو کتابیں مکمل ہوچکی ہیں جنہیں صرف طبع کرنا باقی ہے ۔ ان میں وسنو کی دھرم شونراس اور ڈاکٹر راگھون کی مرتبہ شرنگار منجری کے تلنگی تراجم بھی شامل ہیں ۔

اکاڈمی کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے قاسم خاں صاحب معتمد اکاڈمی نے کہا کہ اکاڈمی کا اولین مقصد ایسے معیاری ادبی کتب کی اشاعت ہے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان ثقافتی اور ذہنی ربط پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوں ۔ موصوف نے کہا کہ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ہندو اور مسلمان سات سو سال تک اس سر زمین میں مل جل کر زندگی بسر کرنے کے باوجود ادیبوں کے جانب سے اس بات کی باشعور کوشش نہیں کی گئی کہ ایک کے ادب اور ثقافت سے دوسرے کو واقف کرایا جائے اور آپس میں ان کی اشاعت عمل میں لائی جائے فارسی ایک عرصہ دراز تک اس ملک کی سرکاری زبان رہی اور اس کے بعد اردو نے اس کا جائزہ لیا ۔ ہندوؤں نے ان دونوں زبانوں کو سیکھا لیکن ان دونوں زبانوں کے بیش بہا ادب کو تلنگی میں منتقل کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ۔ یہ ایک درد ناک حقیقت ہے کہ جن کتابوں کا یوروپی زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے انہیں قریبی ہمسایہ زبانوں میں منتقل نہیں کیا گیا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ روحانی ثقافتی اور ذہنی اعتبار سے یہ فرقے ایک دوسرے سے حقیقی طور پر واقفیت حاصل نہ کرسکے ۔ ایک دوسرے سے واقف ہوئے بغیر قومی اتحاد یا ذہنی ارتباط حاصل نہیں ہوسکتا ۔ قاسم خاں صاحب نے اپنی تقریر کے اختتام پر کہا کہ ” اس مقصد کو پیش نظر رکھکر اکاڈمی نے اپنی حقیر کوششوں کا آغاز کیا ہے کہ تلنگی زبان کے ذریعہ جو (۳) کروڑ ہندوستانیوں کی زبان ہے روحانی، ذہنی اور ثقافتی نقطۂ نظر سے ان دونوں فرقوں میں مفاہمت پیدا کی جائے ۔

بسلسلہ صفحہ (۳۲)

اجناس خوردنی کے مطالبہ وحصول سے متعلق تعلقدار صاحبان کو صریح احکام دئے گیے ہیں کہ وہ ان ہی اشخاص سے اجناس حاصل کریں جن کے ذخایر معمولی ضروریات سے زیادہ ہوں ۔ تعلقدار صاحبان کو یہ ہدایت بھی دی گئی ہے کہ اجناس خوردنی کے حصول میں مقامی ضروریات کو مقدم رکھیں ۔

یہ تجویز کہ جب ذخیرہ کنندوں سے جوار حاصل کی جائے تو اس کی قیمت ان نرخوں پر ادا کی جائے جو بازار میں بلا نگرانی رائج ہیں اس وجہ سے قبول نہیں کی جاسکتی کہ خود ذخیرہ کنندوں نے اپنی جوار کو اردی بہشت سنہ ۱۳۵۲ ف سے قبل زمانہ نگرانی کے نرخوں پر خریدی تھیں ۔ جو قیمت انہیں اب ادا کیجائیگی وہ پندرہ روپیے فی پلہ تک ہوگی اور یہ قیمت نہایت واجبی ہے ۔

حکومت اس امر پر بھی غور کررہی ہے کہ مفاد عامہ کے تحت (کاشتکاروں کے جایز مفاد کا پورا لحاظ رکھتے ہوئے) غذائی اور غیر غذائی فصول کے رقبہ جات کا تعین کس طرح کرے ۔ صورت حال کی نزاکت کے پیش نظر خود رائے عامہ ایسے قانون کی ضرورت پر زور دینے لگی ہے ۔

دی سرپور پیپر ملز محدود

کارخانہ :— کوتہ پیٹھ (نظام ۔ ٹ ریلوے)

مختاران انتظامی

دی حیدرآباد کنسٹرکشن کمپنی محدود
عابد روڈ ۔ حیدرآباد ۔ دکن
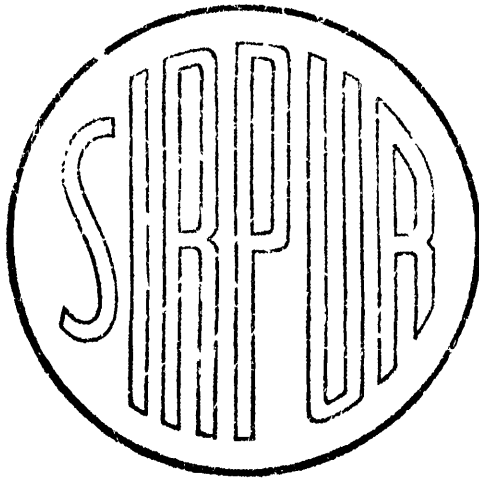
اپنی خانگی ضرورت پر قومی ضروریات کو ترجیح دیجئے
اور جہاں تک ہوسکے کاغذ کم سے کم استعمال فرمائیے ۔

Reg. No. M. 4387.
معلومات حیدرآباد رجسٹری شدہ ٹپہ سرکار عالی نمبر ۱۸۳

HYDERABAD INFORMATION
معلومات حیدر آباد

بخدمت ۲۰۰۷ جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب جامعہ ملیہ اسلامیہ
قرول باغ دہلی
Delhi

Office of the Director, دفتر نظامت معلومات عامہ سرکار عالی حیدر آباد دکن
Information Bureau. H.E.H. the Nizam's Government,
Hyderabad, Deccan.

Reg. No. M. 4591.

رجسٹر نمبر ۱۸۳

معلومات حیدرآباد

جلد ۲ | ث ماہ فروردی سنہ ۱۳۵۳ف - فبروری سنہ ۱۹۴۴ع | شمارہ ۵

فہرست مضامین

شائع کردہ — سررشتہ معلومات عامہ — حیدرآباد۔ دکن

یہ ہمارے کامل اطمینان ہی کی بناء پر ہے کہ ہم اپنے مشہور و معروف برانڈ کے صابن کے نرخ کی کمی کا اعلان کرنے کے قابل ہیں۔ مال کی سپلائی میں اضافہ کرنے اور ملک کے طول و عرض میں مال تقسیم کرنے کی ہر ممکن کوشش کے باوجود ہم پھر بھی عوام سے التجا کریں گے کہ صابن احتیاط سے استعمال کریں کیونکہ مال کی مانگ زیادہ ہے اور بہم رسانی کے ذرائع محدود اور غیر یقینی ہیں چند مقامات پر ریلوے سے مال پہونچانے کے محدود ذرائع اور بھی زیادہ محدود ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اگر آپ ان باتوں کا خیال رکھیں تو آسانی سے دشوار حالات کا مقابلہ کر سکیں گے۔

اعلیٰحضرت حضور نظام کی ممالک محروسہ میں تمام ایسے مقامات کے لئے جہاں کسی قسم کی سرکاری ڈیوٹی یا بھاری چنگی نہ پڑتی ہو اور ریل وغیرہ کی تمام ہونے کے باوجود ہمارے مال کی مشہور اقسام کی مندرجہ ذیل قیمتیں بالکل ابھی در معقول قرار دی جاتی ہیں۔

صابن	قسم	پائی	آنہ	روپیہ
سنلائٹ	بڑی ٹکیہ	۱۰	۳	۰
	چھوٹی ٹکیہ	۴	۲	۰
لائف بوائے	بڑی ٹکیہ	۴	۳	۰
	چھوٹی ٹکیہ	۴	۲	۰
لکس ٹائلیٹ	بڑی ٹکیہ	۴	۵	۰
	چھوٹی ٹکیہ	۸	۱	۰
لائف بوائے ٹائلیٹ	بڑی ٹکیہ	۴	۵	
لکس	بڑا پیکٹ	۰*	۴	۱
"	درمیانی پیکٹ	۰*	۱۰	۰
"	چھوٹا پیکٹ	۰*	۵	۰
م	بڑا کنستر	۰*	۲	۱
م	درمیانی کنستر	۰*	۱۰	۰
ٹاسیج کا اپیرس پیل	فی ڈنڈی	۴	۹	۰
ٹاسیج کا ڈمیل بار	فی ڈنڈی	۰	۱۴	۰
ٹاسیج کا ڈوسن وانفس فرینڈ	فی ڈنڈی	۰	۵	۱

* مارک شدہ اشیاء کی قیمت میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔

پبلک کی اطلاع کے لئے لیور برادرس نے یہ اعلان شائع کیا

معلومات حیدرآباد

جلد ۴ — فروردی سنہ ۱۳۵۳ ف فروری سنہ ۱۹۴۴ع — شمارہ ۵

احوال و اخبار

ذریعہ تعلیم پر مسٹر راجگوپال چاری کا اظہار خیال
جامعہ عثمانیہ کے جلسہ

عطائے اسناد میں مسٹر سی۔ راجگوپال چاری کا خطبہ، بالخصوص اس کا وہ حصہ جس میں انہوں نے ثانوی مدارج تعلیم میں مادری زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کے مسئلہ پر بحث کی ہے، پوری فکر و توجہ کا مستحق ہے۔ مسٹر راجگوپال چاری نہ صرف ایک اعلیٰ درجہ کے سیاست دان ہیں بلکہ نظم و نسق میں بھی ان کی قابلیت مسلمہ ہے۔ چنانچہ انہیں اس کا بخوبی اندازہ ہے کہ بعض مطالبات بظاہر تو بہت سیدھے سادے اور آسان معلوم ہوتے ہیں لیکن درحقیقت انتظامی نقطہ نظر سے نہایت پیچیدہ اور دشوار ہوتے ہیں۔

ثانوی تعلیمی مدارج میں مادری زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کا مطالبہ بھی اسی قسم کا ہے اور حیدرآباد جیسے ملک میں تو، جہاں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں، اس پر عمل کرنا اور بھی زیادہ دشوار ہے۔ اس مطالبہ کے حامیوں کو چاہئے کہ وہ مسٹر راجگوپال چاری کے اس خیال کو پوری طرح ملحوظ رکھیں کہ حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے محض فوری جذبات کے تحت اگر کوئی تنقید کی جاتی ہے یا کوئی مشورہ دیا جاتا ہے تو اس سے بیجا فائدہ اٹھا کر موجودہ دشواریوں میں اضافہ کرنے کا کام لیا جاسکتا ہے۔

اس مسئلہ کا ایک اور پہلو بھی ہے اور یہ نہایت ہی اہم ہے۔ اس مطالبہ پر غور کرتے وقت ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ یہ مطالبہ حیدرآباد کی عام تعلیمی اسکیم سے بھی مطابقت رکھتا ہے یا نہیں۔ یعنی ہمیں اپنے تعلیمی نظام کے تحتانی، ثانوی اور اعلیٰ مدارج کے درمیان باہمی تعلق اور مطابقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ پر غور کرنا ہے اور اس کے بعد کیا یہ بات کسی طرح قرین عقل ہوسکتی ہے کہ مختلف تعلیمی مدارج میں تعلیم دینے کے لئے مختلف زبانیں اختیار کی جائیں۔ یہی سبب ہے کہ مسٹر راجگوپال چاری نے بڑی نہایت مدلل طور پر اس مسئلہ کو ان الفاظ میں واضح کردیا کہ ''جامعہ عثمانیہ میں اعلیٰ نصابات کی تعلیم ہندوستانی (اردو) زبان میں دیجاتی ہے اور یہ جز ثانوی مدارج میں ذریعہ تعلیم کے مسئلہ پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر ثانوی مدارس میں اردو کے علاوہ کسی اور مادری زبان کے ذریعہ سے تعلیم دی جائے تو اس کا اندیشہ ہے کہ طلباء کی ایک بڑی تعداد جو جامعہ میں تعلیم پانے کی جائز طور پر تمنا کرسکتی ہے اس کے لئے بخوبی تیار نہ ہوسکے گی۔ مادری زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کا مطالبہ کرنے والوں کو یہ حقیقت کسی طرح بھی فراموش نہ کرنی چاہئے کہ اگر ان کا مطالبہ تسلیم کرلیا جائے اور اردو کے سوا دوسری مادری زبانوں میں تعلیم دی جانے لگے تو اس سے طلباء کو شدید نقصان پہونچے گا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ جامعہ عثمانیہ کی اعلیٰ تعلیم اور ان مواقع سے محروم ہوجائیں گے جو طیلسانین عثمانیہ کے لئے ممکن الحصول ہیں۔''

راتب بندی۔ غیر معمولی حالات میں غیر معمولی تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ راتب بندی بھی ایسے ہی حالات سے عہدہ برآ ہونے کا ایک موثر طریقہ ہے۔ راتب بندی کا مقصد دراصل ایسے اثرات کو زائل کرنا یا ان پر قابو پانا ہے جو ہمارے اختیار سے باہر حالات کے پیدا کردہ ہوتے ہیں۔ آج کل اشیاء خوردنی اور دوسری ضروریات زندگی کو عمداً روک کر رسد میں کمی پیدا کردی گئی ہے اور اس کی وجہ سے اشیاء کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ اس صورت حال پر قابو پانے کا واحد طریقہ راتب بندی ہے۔ کیونکہ رسد بندی طلب اور

رسد میں مطابقت پیدا کرنے اور اشیاء کی قیمتوں کو کسی مناسب سطح پر لانے کا ایک بہترین ذریعہ ہے ۔ حکومت کی یہ خواہش ہے کہ ہرشخص کے لئے ضروریات زندگی کی ایک مناسب مقدارمقرر کردی جائے چنانچہ راشن بندی کے ذریعہ باشندگان کی حقیقی ضروریات سے واقفیت حاصل کی جارہی ہے تاکہ طلب و رسد کا صحیح طور پر تعین کیاجاسکے راشن بندی درحقیقت وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اور اسے پوری کرنے کی ہر کوشش کو باشندگان ملک کے تمام طبقوں کا دلی تعاون حاصل ہونا چاہئے ۔ فی الوقت جو حالات درپیش ہیں ان کے مدنظر مزید تاخیر کی گنجائش نہیں کیونکہ صورت حال اس کی متقاضی ہے کہ حکومت فوراً عملی قدم اٹھائے اور پبلک بھی راشن بندی کی اسکیم کو کامیاب بنانے کے لئے پوری طرح اشتراک عمل کرے ۔ حکومت سرکارعالی نے بلدہ حیدرآباد میں راشن بندی نافذ کرنے کی اسکیم مکمل کرلی ہے اور ہر شخص کو چاہئے کہ اس اسکیم کا نفاذ ہوتے ہی اسے کامیاب بنانے کے لئے تیار رہے ۔

حیدرآباد کی جنگی مساعی کی ستائش - ہزہائنس مہاراجہ صاحب کپورتھلہ

کا قیام حیدرآباد میں تقریباً ایک ہفتہ رہا اور ہمیں یقین ہے کہ اس دوران میں انھوں نے یہاں جو کچھ دیکھا اس کی دلخوش کن یاد ان کے دل میں قائم رہے گی ۔ حیدرآباد میں ہز ہائنس کی مصروفیات بہت وسیع تھیں ۔ چنانچہ انہوں نے کئی اداروں کا معائنہ فرمایا اور متعدد تقاریب میں بھی شریک ہوئے جو ان کے اعزاز میں منعقد کی گئی تھیں ۔ مہاراجہ صاحب نے جن اداروں اور مقاموں کا معائنہ فرمایا ان میں جامعہ عثمانیہ ، صنعتی کالج ، شفاخانہ عثمانیہ، صدر شفاخانہ یونانی ، دارالضرب ، عجائب خانہ، عدالت العالیہ ، قصر فلک نما اور قلعہ گولکنڈہ بھی شامل ہیں ۔ مہاراجہ صاحب کلیہ فنون جامعہ عثمانیہ کی خوش نمائی اور شان وشوکت سے بہت زیادہ متاثر ہوئے جو قدیم ہندوانی اور جدید عثمان شاہی طرز ہائے تعمیر کے خوشگوار امتزاج کا ایک دلکش نمونہ ہے ۔ ہز ہائنس نے ملکی مصنوعات کی نمائش بھی ملاحظہ فرمائی جو حیدرآباد میں ہرسال منعقد ہوتی ہے ۔ اس موقع پر اس حقیقت کا اظہار بے محل نہ ہوگا کہ اس نمائش کی ابتدا مقبولیت اور ترقی ہمارے شاہ ذیجاہ کی تکمیل بخش توجہات کی رہین منت ہے ۔ اعلحضرت فرمانروائے حیدرآباد و برار نے ممالک محروسہ کی چھوٹی بڑی ہرقسم کی صنعتوں کی وسعت وترقی سے جو عملی دلچسپی ہے اسی کی بدولت نمائش مصنوعات ملکی کو بھی اس قدر کامیابی نصیب ہوئی ہے ۔

مملکت حیدرآباد کی جنگی مساعی کی تعریف کرتے ہوئے مہاراجہ صاحب کپور تھلہ نے ایک پریس انٹرویو میں یہ خیال ظاہر فرمایا کہ ”حیدرآباد کی جنگی مساعی ہندوستان کی اس عظیم ترین ریاست کی دیرینہ روایات کے شایان شان ہیں“ ۔

* * *

نواب مہدی یار جنگ بہادر کیلئے نیا اعزاز - ہم نواب سر مہدی یار جنگ بہادر صدرالمہام تعلیمات سرکارعالی کو سر کا خطاب عطا ہونے پر نہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں ۔ ہمارے لئے یہ موقع اس اعتبار سے اور زیادہ فخر و مسرت کا موجب ہے کہ نواب صاحب ممدوح سررشتہ معلومات عامہ کے پہلے صدرالمہام متعلقہ تھے اور پانچ سال تک اس محکمہ کی رہبری ونگرانی فرماتے رہے ۔ نواب مہدی یارجنگ بہادر کی رہنمائی میں اس سررشتہ نے نہ صرف ابتدائی دشوار گزار منزلیں طے کیں بلکہ اس کی ترقی واستحکام کے مدارج کی سرعت تکمیل میں بھی آپ کی توجہات ممدومعاون ثابت ہوئیں اور اس سررشتہ نے مستحکم بنیادوں پر جو وسعت وترقی حاصل کی ہے وہ بڑی حد تک نواب صاحب کی کوششوں کا نتیجہ ہے ۔

ہزمجسٹی ملک معظم نے نواب مہدی یارجنگ بہادر کو جو خطاب عطا فرمایا ہے وہ درحقیقت ان ممتاز اور قابل قدر خدمات کا اعتراف ہے جو نواب صاحب نے زندگی کے مختلف شعبوں بالخصوص تعلیمات میں انجام دی ہیں ۔ نواب سر مہدی یار جنگ بہادر کا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جو اپنی خدا داد قابلیت اور علم و فضیلت کے لئے مشہور ہے ۔ نواب صاحب کا ابتدائی تقرر صوبہ جات متحدہ میں مدارس کے انسپکٹر کی حیثیت سے ہوا اور تقریباً پانچ سال تک اس خدمت پر مامور رہے ۔ بعد ازاں سرکارعالی کے دائرہ ملازمت میں داخل ہوئے اور مددگار معتمد سیاسیات کے عہدہ پر تقرر سے حیدرآباد کی خدمات کا سلسلہ شروع ہوا جو اب تک قائم ہے ۔ اس دوران میں نواب صاحب ناظم تعلیمات ، نائب معتمد مالیات

معتمد سیاسیات اور صدرالمہام سیاسیات وتعلیمات کے عہدوں پر فائز ہوئے۔ کچھ عرصہ تک صدرالمہام تعلیمات ومالیات بھی رہے اور اب تعلیمات کے علاوہ عارضی طور پر صدرالمہامی عدالت کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔ نواب سر مہدی یار جنگ بہادر کی زندگی کا یہ دور ان کی ہمہ گیر قابلیت اور کمال ذہانت کا ثبوت ہے۔

نواب مہدی یار جنگ بہادر اگرچہ قدرے کم سخن اور خاموشی پسند ہیں لیکن ہر قسم کے تعصب سے بالکل مبرا ہیں اور شہرت پسندی سے انہیں طبعاً نفرت ہے۔ ان کی نمایاں صفت ان کی وسیع المشربی ہے جس کے باعث وہ ہر اچھے مقصد کو کامیاب بنانے میں عملی حصہ لیتے ہیں اور ادنی تعصبات سے ان کا نقطۂ نظر کبھی متاثر نہیں ہوتا۔ فوقی تعلیم کا مسئلہ ان کی توجہات کا مرکز رہا ہے اور بحیثیت صدرالمہام تعلیمات علم کی اشاعت وترقی کے لئے ہمیشہ قابل قدر جدوجہد فرماتے رہے ہیں۔ نواب مہدی یار جنگ بہادر نے تعلیم کے عملی پہلوؤں کو ہمیشہ اہمیت دی اور اس کی افادیت اور زندگی سے مطابقت کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔

آپ گھر بیٹھے دولت مند ہو سکتے ہیں

(۱) اگر آپکے مکان یا پڑوس میں چپہ بھر زمین بھی ہو تو آپ اس سے دولت کما سکتے ہیں۔

(۲) اس کی صورت یہ ہے کہ ترکاری یا میووں کی کاشت میں دلچسپی لیجئے۔

(۳) آج کل ترکاری اور میووں کی مانگ بہت بڑھی ہوئی ہے اور قیمتیں بھی اچھی مل رہی ہیں۔

(۴) ترکاری یا میووں کی کاشت کوئی مشکل کام نہیں ہے چلتے پھرتے آپ اس کام کو کرسکتے ہیں۔ اس میں زیادہ وقت بھی نہیں لگتا۔

(۵) اگر کسی وجہ سے خود آپ یہ کام نہیں کرسکتے تو اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو یہ پیام دیجئے تاکہ ان کا بھلا ہو جائے۔

(۶) ترکاری اور میووں کی کاشت میں محنت کم اور نفع زیادہ ہے۔ ایسے دھندے سے کبھی غافل نہ رہئے۔

ہندوستان کی واحد دیسی یونیورسٹی

"حیدرآباد نے ہندوستان کی مشترکہ زبان کی نہایت
اہم خدمت انجام دی ہے"

——— مسٹر سی۔ راجگوپال چاری

جامعہ عثمانیہ دوسری جامعات کے لئے ایک درخشاں مثال ہے۔

جلسہ عطائے اسناد جامعہ عثمانیہ میں مسٹر سی۔ راج گوپال چاری کا خطبہ

مسٹر سی۔ راجگوپال چاری نے جامعہ عثمانیہ کے جلسہ عطائے اسناد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "حیدرآباد نے اردو زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دیکر ہندوستان کی مشترکہ زبان کی نہایت ہی اہم خدمت انجام دی ہے۔ اور اردو میں تعلیم دینے کا یہ کامیاب تجربہ عزم اور ہمت کا ایک کارنامہ ہے جامعہ عثمانیہ تمام ہندوستان میں اس لحاظ سے عدیم المثال ہے کہ اس میں سائنس اور علوم ادبیہ کی اعلی تعلیم ایک ہندوستانی زبان کے ذریعہ سے دی جاتی ہے جو مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہمی ارتباط کا مشترک نتیجہ ہے اور جس میں الفاظ کا وافر ذخیرہ موجود ہے۔ یہ اس لئے بھی عدیم المثال ہے کہ تمام ہندوستان کی دیگر جامعات میں ذریعہ تعلیم انگریزی زبان ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان جامعات میں آئندہ مدت معینہ کے اندر کسی دوسرے ذریعہ تعلیم کے اختیار کرنے کا کسی کا کوئی ارادہ بھی نہیں ہے۔ آپ کا کارنامہ ایسا ہے کہ اس پر نہ صرف آپ کو بلکہ تمام ہندوستان کو فخر کرنا چاہئے۔ ہندوستان میں صرف ایک ہی ایسی زبان ہے جس کے کل ہند زبان ہونے کا دعوی کیا جا سکتا ہے اور یہی زبان اس جامعہ میں ذریعہ تعلیم ہے۔ پس حقیقی ودیا پتیہ آپ ہی کی جامعہ ہے"۔

اعلی تر تعلیمی مدارج میں مختلف مقامی زبانوں کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر راجگوپال چاری نے فرمایا۔ "چونکہ میں ان دشواریوں سے بخوبی آگاہ ہوں اس لئے میں جامعہ عثمانیہ کی جرات وہمت، اس کے صبر و استقلال اور اس کی اس کامیابی کی داد دیتا ہوں جو ہندوستان کی دوسری جامعات کے لئے ایک درخشاں مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔"

ثانوی مدارس میں مادری زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کے مطالبہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے مسٹر راج گوپال چاری نے مطالبہ کنندوں کو جذبات کی رو میں بہنے اور حقائق کو نظرانداز کرکے ایسی رائے قبول کرنے سے محترز رہنے کا مشورہ دیا جو موجودہ مشکلات میں اضافہ کا باعث ہو۔ اور تمام حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ" مجھے ان انتظامی دشواریوں کا بخوبی احساس ہے جو اتنے وسیع رقبہ کی

تعلیمی پالسی کی تدوین وتعمیل میں پیش آتی ہیں جتنا وسیع کہ حیدرآباد ہے جس کے باشندے مختلف زبانیں بولتے ہیں ، جن میں سے ہرایک زبان کو اپنے خارجی تعلقات اور ادبی ذخائر پر بجا طور سے فخر حاصل ہے . . . . . یہ بالکل صحیح ہے کہ مادری زبان سے بے اعتنائی تعلیم کے لئے بے حد مضر ہے اوراس سے انجام کار خود تعلیم کو نقصان پہنچتا ہے لیکن یہ بھی اسی قدر صحیح ہے کہ جب ایک سے زیادہ زبانیں مادری زبان کے فطری اور لازمی حقوق کی مدعی ہوں تو مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہوجاتا ہے اور اس کے حل کرنے کے لئے تمام اطراف سے صبر وتحمل اور باہمی مصالحت کی ضرورت ہوتی ہے ۔''

سب سے پہلے مسٹر راج گوپال چاری نے جلسۂ عطائے اسناد کو مخاطب کرنے کی دعوت دینے کے لئے اعلیحضرت بندگان عالی اور ارباب جامعہ کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ 'جامعہ اپنی زندگی کے ۲۵ سال پورے کرچکی ہے اور اسے سلورجوبلی منانے کا حق حاصل ہوچکا ہے ۔ میں جناب امیرجامعہ اور حکومت سرکارعالی کو ان کی کامیابیوں پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اس سے پہلے جب مجھے آپ کی جامعہ میں حاضر ہونے کا اتفاق ہواتھا تو مرحوم امیر جامعہ زندہ تھے ۔ آج مجھے یہ دیکھ کر بے حد رنج ہوتا ہے کہ میں اس تقریب میں اس حالت میں شریک کررہا ہوں جب کہ وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوچکے ہیں ۔ مرحوم امیر جامعہ میرے حال پر بہت شفقت فرماتے تھے اور مجھے اس پرفخر ہے ۔ مگر یہ شخصی دوستی کے اظہار کا موقع نہیں ہے اگرچہ اس کی یاد کتنی ہی گہری کیوں نہ ہو ۔ مرحوم سراکبر حیدری نے حیدرآباد کی بہت گرانقدر خدمات انجام دی ہیں ۔ خدا ان کی اور ان کی رفیقۂ حیات کی روحوں کو سکون عطا کرے جن کی قبریں سراکبر کے حیدرآباد سے تعلقات کی ایک مقدس یادگار ہیں ۔

ایک اہم تجربہ کا حاصل

طلباء کو مخاطب کرکے مسٹر راجگوپال چاری نے فرمایا کہ ''جن طیلسانین نے ابھی اسناد حاصل کی ہیں میں ان کو مبارک باد دیتا ہوں ۔ خصوصاً ان طیلسانین کوجنھوں نے اپنی اسناد امتیاز کے ساتھ حاصل کی ہیں ۔ اب آپ اس بیش بہا چشمہ کا ایک جزوبن گئے ہیں جسے ہماری قوم کی زندہ ثقافت کی آبیاری اور اس کی تقویت وبقا کا موجب ہونا چاہئے ۔ آپ ایسی جامعہ کے طیلسانین ہیں جو نسبتاً نوعمر ہے اوراس لحاظ سے قدیم ترجامعات کے طیلسانین کے مقابلہ میں آپ کا ایک خاص فریضہ ہے ۔ آپ کو اپنے علمی شغف اور مسلسل انہماک سے اور اس سے بھی زیادہ اپنے روشن کردار سے اپنی جامعہ کے وقار کو بڑھانا چاہئے آپ کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ ایک اہم تجربہ کا حاصل ہیں اور یہ تجربہ ایک ہندوستانی زبان کے ذریعہ سے علوم جدید کی اعلی تعلیم دینے کا تجربہ ہے ۔ آپ پر ایسے نقاد سختی سے تنقید کرینگے جن کی تعلیم و تربیت ایک اجنبی زبان کے غیرفطری واسطہ سے ہوئی ہے ۔ جوممکن ہے کہ فی الحال ادائے مطالب کا بہتر ذریعہ ہو لیکن آپ کے لئے ان کے مقابلہ میں اپنے آپ کو کمتر محسوس کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ آپ کو اپنے اوپر بجا طور پر فخر اور اعتماد ہونا چاہئے ۔ اگر آپ اپنی مطالعہ کی عادت کوبرقرار رکھیں اورہمیشہ صداقت سے کام لیتے رہیں اور صحیح رائے قائم کرنے کی قابلیت کو روزانہ محنت اور تحقیق سے تقویت پہونچاتے رہیں، اگر آپ ہوشیار اور محتاط رہیں اور اپنے احساس کی قدر و قیمت کو ناکارہ نہ ہونے دیں تو آپ ان کے ساتھ مقابلہ کی دوستانہ جنگ میں کوئی دقت محسوس نہ کرینگے خواہ ان کی تعلیم و تربیت اجنبی زبان کے ذریعہ سے کتنی ہی محنت ومشقت کے ساتھ کیوں نہ ہوئی ہو ۔ آپ اس کام کو کامل اعتماد کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں ۔''

ہندوستان کی ثقافت ایک اور ناقابل تقسیم ہے

ہندوستانی ثقافت کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر ظاہر کرتے ہوئے مسٹر راجگوپال چاری نے فرمایا کہ ''میں نے ابھی ثقافت کا ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ آپ ایسی جماعت کا ایک جزو ہیں جو ہندوستان کی ثقافت کی محافظ ہے ۔ میں جس چیز کو ہندوستانی ثقافت کے نام سے موسوم کرتا ہوں وہ ایک ہی ہے اور ناقابل تقسیم ہے ۔ میرے نزدیک اس جامعہ کا یہی مسلک ہے ۔ مباحث میں جن مختلف ثقافتوں کا ذکر آتا ہے وہ فرضی تصورات ہیں جنھیں دوران تحقیق و استدلال میں ایک درجہ کی حیثیت سے قائم کرلیاجاتا ہے ۔ ہمیں مذہب یا مذہبی اعمال کو ثقافت کے ساتھ خلط ملط نہ کرنا چاہئے ۔ ہندوستان کی ثقافت اپنے انواع واقسام کے باوجود درحقیقت ایک ہے اور یہ اسی طرح ایک اورناقابل تقسیم ہے جس

طرح ہندوستان کی آب وہوا اپنے اختلافات کے باوجود ایک ہے ۔ یہ ترکیب بذات خود ایک وحدت ہے جو اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ انگریزی ثقافت ۔ آپ سور یا چیتل کے رنگ یا شیر کی جلد کی دلکش دھاریوں کے رنگ کا تجزیہ نہیں کرتے بلکہ اس کو مجموعی حیثیت سے دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں ۔ آپ اسے علیحدہ علیحدہ رنگوں کا مجموعہ خیال نہیں کرتے ۔ پس یہی کیفیت اس ثقافت کی ہے جسے میں ہندوستان کی ثقافت کے نام سے موسوم کرتا ہوں اور آپ اسی کے محافظ ہیں ۔''

جامعہ عثمانیہ ایک عدیم المثال کارنامہ ہے ۔

ہندوستان کی مشترکہ زبان اردو کو ذریعہ تعلیم بنا کر جامعہ عثمانیہ نے جو نمایاں کامیابی حاصل کی ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر راجگوپال چاری نے فرمایا کہ ''جامعہ عثمانیہ تمام ہندوستان میں اس لحاظ سے عدیم المثال ہے کہ اس میں سائنس اور علوم ادبیہ کی اعلی تعلیم ایک ہندوستانی زبان کے ذریعہ سے دی جاتی ہے جو مسلمانوں اور ہندوؤں کے باہمی ارتباط کا مشترک نتیجہ ہے اور جس میں الفاظ کا وافر ذخیرہ موجود ہے ۔ یہ اس لئے بھی عدیم المثال ہے کہ تمام ہندوستان کی دیگر جامعات میں ذریعہ تعلیم انگریزی زبان ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان جامعات میں مستقبل قریب میں کسی مدت معینہ کے اندر کسی دوسرے ذریعہ تعلیم کے اختیار کرنے کا کسی کا کوئی ارادہ بھی نہیں ہے ان جامعات کے اساتذہ اور ان کے مروجہ نصاب قدامت پسندی کا ایک نہایت ہی مضبوط قلعہ ہیں ۔ حکومت ہند کے انتظامی محکمہ جات میں اور تقریباً ہر ریاست اور ہندوستان کے ہر صوبہ میں بھی انگریزی زبان کو جو رتبہ حاصل ہے اس سے یہ قلعہ بظاہر اور بھی ناقابل تسخیر معلوم ہوتا ہے ۔ آپ کا کارنامہ ایسا ہے کہ اس پر نہ صرف آپ کو بلکہ تمام ہندوستان کو فخر کرنا چاہئے ۔ ہندوستان میں صرف ایک ہی ایسی زبان ہے جس کے کل ہند زبان ہونے کا دعوی کیا جاسکتا ہے اور یہی زبان اس جامعہ میں ذریعہ تعلیم ہے ۔ پس حقیقی ودیا پتیہ آپ ہی کی جامعہ ہے ۔

''ہمیں امید ہے کہ جس طرح یہاں تمام مشکلات رفع کردی گئی ہیں اسی طرح اور مقامات پر بھی ان کو رفع کردیا جائے گا اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ہندوستان میں ایسی مختلف جامعات قائم ہوجائیں گی جن میں مختلف اعلی علوم کی تعلیم ہندوستان کی دس بڑی زبانوں میں سے کسی نہ کسی ایک میں ہوگی ۔ ان زبانوں میں سے چھوٹی سے چھوٹی زبان بھی جس آبادی میں بولی جاتی ہے وہ پرتگال کی یا اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ دونوں کی مجموعی آبادی سے بڑی ہے اور ان میں سے اکثر اتنی آبادی میں بولی جاتی ہیں جو اسپین کی آبادی سے بھی زیادہ ہے ۔ ان زبانوں میں سے ہر ایک میں نظم ، نثر ، گیت، ڈرامہ اور افسانہ وغیرہ کا وسیع ادب موجود ہے ۔ بدقسمتی سے ابھی تک ان جامعات میں بھی جو جدید احساسات کے زیر اثر ہندوستان کی اس حیات ثانیہ کے دور میں قائم ہوئیں یعنی آندھرا یونیورسٹی ، میسور یونیورسٹی ، اناملی یونیورسٹی ، اعلی جامعاتی تعلیم تلنگی ، کنڑی یا تامل زبان میں دینے کے لئے کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا اور نہ کسی معلوم جامعہ میں مرہٹی یا بنگالی کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا اور نہ اس قسم کی کوئی کوشش اس وقت جاری ہے ۔ جامعہ بنارس نے بھی ابھی تک اعلی جامعاتی نصاب کے لئے کل ہند زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کے متعلق کسی اقدام کا ارادہ نہیں کیا ۔ میں نے ان خیالات کا اظہار صرف نکتہ چینی ہی کی غرض سے نہیں کیا بلکہ مجھے دشواریوں کا بھی پورا پورا احساس ہے ۔

چونکہ میں ان دشواریوں سے بخوبی آگاہ ہوں اس لئے میں جامعہ عثمانیہ کی جرات وہمت اس کے صبر واستقلال اور اس کی اس کامیابی کی داد دیتا ہوں جو تمام ہندوستان کے لئے ایک درخشاں مثال کی حیثیت رکھتی ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ جامعہ عثمانیہ کے اس کامیاب تجربہ کی بدولت ہم تمام ہندوستان میں اپنی مشکلات کو دور کرسکیں گے اور اس وہم سے بھی نجات حاصل کرلیں گے جو در حقیقت سب سے بڑی مشکل ہے اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان کی بڑی زبانوں میں سے کسی ایک کے ذریعہ سے اعلی تعلیم دینے میں کوئی ایسی دقت موجود ہے جس کا رفع کرنا ممکن نہیں خواہ یہ زبان ہندوستانی ہو یا تلنگی ، تامل ہو یا کنڑی ، مرہٹی ہو یا بنگالی یا گجراتی ۔

''سر اکبر حیدری کی عرضداشت کی بناء پر اعلحضرت خسرو دکن نے سنہ ۱۹۱۸ع میں فرمان مبارک صادر فرمایا اور جامعہ عثمانیہ کی بنیاد رکھی ۔ جس عزم اور ہمت سے انہوں نے اپنی تجاویز پیش کیں اور جس جرأت سے انہوں نے مجوزہ لائحۂ عمل کی تکمیل کی

اس کی بدولت تمام ہندوستان اور ہندوستان کی سب زبانیں ان کی مرہون منت ہیں۔ **دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ جس کا قیام جامعہ عثمانیہ کے ساتھ ہی عمل میں آیا قدرتی طور پر اس کام کی ایک اہم خصوصیت بن گیا جس کا آغاز ۲۵ سال پہلے ہوا تھا۔** ہندوستانی زبان جامعہ میں تمام تعلیم کا ذریعہ قرار دی گئی اور انگریزی کو بحیثیت زبان لازمی مضمون قرار دے کر اسے اس کی مناسب جگہ دی گئی۔ ہندوستان کے مورخ مسٹر ونسنٹ اسمتھ سے اقتباس کرتے ہوئے سر اکبر حیدری نے ہندوستانی زبان کے متعلق اپنی یاد داشت میں یہ بتایا تھا کہ اس کی نحوی ترکیب انتہائی سادہ اور لچکدار ہے جتنی کہ انگریزی کی اور اس میں الفاظ کا ایک وسیع ذخیرہ موجود ہے جو عبرانی، ہندی، سنسکرت، فارسی، عربی، انگریزی اور دوسرے ماخذ سے لئے گئے ہیں اور اس میں ہر ادبی فلسفیانہ اور علمی موضوع پر اظہار خیالات کی قابلیت ہے۔"

اردو ہندی قضیہ

اردو ہندی قضیہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے مسٹر راج گوپال چاری نے فرمایا کہ "ان دونوں زبانوں میں بہت ہی معمولی فرق ہے۔ یہ ایک معمہ ہے مگر اس کی صداقت میں کلام نہیں کہ جس دنیا میں تعصبات کو غلبہ ہوتا ہے وہاں بڑے اختلافات کے مقابلہ میں چھوٹے چھوٹے اختلافات سے وسیع تر خلیجیں پیدا ہوجاتی ہیں۔ جو وسیع اختلاف کسی ہندوستانی زبان اور انگریزی میں پایا جاتا ہے اس کے مقابلے میں اردو اور ہندی کا فرق بالکل معمولی اور تقریباً ناقابل اعتنا ہے لیکن ہم اعلی تعلیم تو کجا بلکہ ادنی تعلیم تک بھی انگریزی زبان میں حاصل کرنے پر آسانی سے رضامندی کا اظہار کردیتے ہیں مگر ہندی اور اردو کے خلاف جو تعصب ہے اسے دور نہیں کرسکتے۔ حالانکہ جو کچھ ان دونوں ناموں سے بولا یا سمجھا جاتا ہے اگر اسے ایک ہی رسم الخط میں لکھا جائے تو فرق اس سے زیادہ نہ ہوگا جتنا کہ جانسن کی راسیلاس اور گولڈ اسمتھ کے وکار آف ویکفیلڈ یا چارلس لیمب کے مضامین میں پایا جاتا ہے۔ ہم ان میں سے ایک کتاب کو انگریزی اور دوسری کو کسی دوسری زبان سے منسوب نہیں کرتے۔ ہم انگریزی کاؤنٹ نونگل سکتے ہیں یعنی یہ زبان، رسم الخط، محاورے اور فقرے وغیرہ ہمیں سب گوارا ہیں مگر ہم ہندی یا اردو کے مچھر پر منہ بناتے ہیں کیونکہ ان کے الفاظ میں کسی حد تک فرق پایا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایک تیسرے رسم الخط یعنی رومن کو اختیار کیا جاسکتا ہے اور اس سے زبان کی اصلی وضع میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں آئے گا۔ اس میں شک نہیں ہے کہ سول اور ملٹری خدمات کے اکثر اشخاص اس زمانے میں رومن رسم الخط کے ذریعہ سے ایسی زبان کی تعلیم حاصل کررہے ہیں جسے ہم سب ہندوستان کی مشترکہ زبان کہتے ہیں۔ ایک طرف سنسکرت اور دوسری طرف عربی اور فارسی سے ماخوذ الفاظ کی تعداد کے تناسب کا قضیہ بھی حقیقت میں کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ جب زبان میں ساخت، محاورہ قواعد، صرف و نحو اور اصل ذخیرہ الفاظ کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے تو اس جھگڑے کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے۔ اگر ہمارا منتہائے نظر یہ ہو کہ ہندوستانی زبان کے ذخیرہ الفاظ کو ترقی دی جائے اور ہر قسم کی اعلی تعلیم دینے کے لئے اسے واسطہ کے طور پر استعمال کیا جائے تو اس اختلاف کا بہت جلد مٹ جانا لازمی ہے جو اردو اور ہندی کے درمیان موجودہ الفاظ کی بناء پر پایا جاتا ہے۔ جدید علوم کی تعلیم دینے سے زبان کی لغت میں آئندہ جو کثیر اضافہ ہونے والا ہے اس سے الفاظ کے متعلق موجود، اختلافات قصہ ماضی بن کررہ جائیں گے۔ الفاظ کی کثرت تعداد اور ان کا تنوع زبان کے محاسن میں سے ہیں اور یہ موجب نزاع نہیں ہوسکتے۔ ہندوستانی کا مشترکہ زبان کے طور پر موزوں ہونے کا راز یہی ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں اس زبان کو اپنی ضروریات کے لئے استعمال کرتے اور اس میں تبدیلیاں کرتے رہے ہیں اور عرصہ دراز سے اس کو اردو اور ناگری رسم الخط میں لکھتے رہے ہیں۔ ہندو نیز اسلامی ماخذوں سے اس کا ذخیرۂ الفاظ بڑھا ہے اور یہ واقعہ بجائے مشکل پیدا کرنے یا نزاع کا باعث ہونے کے اس زبان کے مشترکہ استعمال کے قابل ہونے کا ثبوت ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں نہ تو کوئی جبر ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔

"ایسی کوئی جامعہ نہیں ہے جس نے اس طرح ہندی ذریعہ تعلیم اختیار کی ہو اور وہ سائنس اور علوم ادبیہ میں اسناد عطا کرتی ہو۔ حیدر آباد نے اردو میں اپنے **اس کامیاب تجربہ سے جو عزم اور ہمت کا ایک کارنامہ ہے ہندوستان کی مشترکہ زبان کی نہایت ہی اہم خدمت انجام دی ہے۔** اس کارنامہ کی اہمیت کو اردو

کے نام کی وجہ سے کسی صورت میں بھی کم نہ سمجھنا چاہئے ۔

مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کا مسئلہ

ثانوی مدارج میں ذریعہ تعلیم کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے مسٹر راجگوپال چاری نے ان عملی مشکلات کا ذکر فرمایا جو مادری زبانوں کو ذریعہ تعلیم قرار دینے میں پیش آئیں گی ۔ چنانچہ انہوں نے اپنی یہ مستقل رائے ظاہر فرمائی کہ "طالب علم کی مادری زبان ہی سب سے بہتر اور سب سے زیادہ نتیجہ خیز ذریعہ تعلیم ہے ۔ جیسا کہ میں چاہتا ہوں کہ جہاں ہندوستان میں کم از کم ان بڑی زبانوں میں سے ہر ایک زبان کے لئے جو اس کے باشندے بولتے ہیں ایک ایک کار گذار جامعہ ضرور ہونی چاہئے تاکہ ہندوستان کے تمام حصوں کے طالب علم اپنی مادری زبان کے لحاظ سے جامعہ کا انتخاب کرسکیں اور علوم و فنون کے بلند ترین شعبوں میں تعلیم حاصل کرسکیں اس مسئلہ کو کہ تعلیم کا سب سے موثر ذریعہ کیا ہے جامعات ہند کی کانفرنس اپنی تحریری رائے میں تصفیہ کرچکی ہے جس کا اجلاس مارچ سنه ۱۹۳۹ ع میں بمبئی میں ہوا تھا ۔ اس کانفرنس میں یہ تجویز منظور ہوئی تھی کہ بہت غور و خوض کے بعد ہم نے یہ رائے قائم کی ہے کہ تعلیم کے مختلف مدارج میں ذریعہ تعلیم طبلہ کی نصاب تک بشمول نصاب ہذا طالب علم کی مادری زبان ہونا چاہئے اور اس مقصد کے حاصل کرنے کیلئے ہندوستان کی جامعات کو متعلقہ ہندوستانی زبانوں کے ادب کو ترقی دینے کی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں ۔ تاحال کسی جامعہ نے اس ضروری تعلیمی مقصد کے پورا کرنے کے لئے مناسب جدوجہد تو درکنار شاید کوئی مخلصانہ کوشش بھی نہیں کی ۔ جامعہ عثمانیہ نے اس کام کو ۲۰ سال پہلے شروع کیا تھا اور اسے جو کامیابی حاصل ہوئی ہے اس سے دوسری جامعات کو جن پر دوسری بڑی ہندوستانی زبانوں کی نسبت اسی قسم کے فرائض عائد ہوتے ہیں شمع ہدایت کا کام لینا چاہئے

"ابھی تک میں ہندوستان کی مشترکہ زبان کے سلسلہ میں جامعہ عثمانیہ کی کامیابی کا ذکر کررہا تھا ۔ لیکن میں اس مسئلہ سے بھی ناواقف نہیں ہوں جس کے ذکر کو اس موقع پر اگر بے وقت کی راگنی کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا اور یہ ثانوی تعلیم کے ذریعہ کا مسئلہ ہے ۔ اس دعوت کے اعلان کے ساتھ ہی جو مجھے عطائے اسناد کے موقع پر خطبہ پڑھنے کے لئے دی گئی تھی بہت سے قومی کارکنوں کی طرف سے مجھے ایسے خطوط وصول ہوئے جن میں ثانوی تعلیم کے ذریعہ کی نسبت حکومت سرکارعالی کی پالیسی کا ذکر تھا ۔ ان خطوط کے جواب میں ان کے بھیجنے والوں پر میں نے یہ بات واضح کردی کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر میں حیدرآباد کی پالیسی کو معرض بحث میں نہیں لانا چاہتا ۔ **مجھے ان انتظامی دشواریوں کا بخوبی احساس ہے جو اتنے وسیع رقبہ کی تعلیمی پالیسی کی تدوین و تعمیل میں پیش آتی ہے جتنا وسیع حیدرآباد ہے جس کے باشندے چار بڑی زبانیں بولتے ہیں جن میں سے ہر ایک زبان کو اپنے خارجی تعلقات ادبی ذخائر پر بجا فخر حاصل ہے ۔ اگر سہل انگاری یا جلد بازی سے کسی قسم کی کوئی تنقید کی جائے ۔ یا کوئی مشورہ دیا جائے تو اس سے بیجا فائدہ اٹھا کر موجودہ دشواریوں میں اضافہ کرنے کا کام لیا جاسکتا ہے** لیکن میں تنقیح طلب امر کی اہمیت کو کھٹانا بھی نہیں چاہتا ۔ تعلیم کے متعلق اپنا اساسی مسلک میں پہلے ہی واضح الفاظ میں بیان کرچکا ہوں یعنی یہ کہ تعلیم مادری زبان ہی کے ذریعہ سے ہونی چاہئے اور اس پر میں قائم بھی ہوں ۔ اعلحضرت حضور نظام خلد اللہ ملکہ کے فرمان مبارک اور سر اکبر حیدری کی یادداشتوں سے بداہۃً بالکل واضح ہے کہ طالب علم کی مادری زبان ہی اکتساب علم کا موثر ذریعہ ہو سکتی ہے اور انسان جو کچھ حاصل کرتا ہے اسے اسی ذریعہ سے اپنی ذات کے ایک حصہ میں مکمل طور پر منتقل کرسکتا ہے ۔ **لیکن کسی مسلک سے وابستگی کا یہ نتیجہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم جذبات ہی کی رو میں بہہ جائیں یا حقائق پر نظر کرنے سے انکار کردیں ۔** بخلاف اس کے اصول اور ضابطہ کی یکسانی نئی طرز کی ہر متحدہ حکومت کا طبعی منشاء اور ماحصل ہوتی ہے ۔ اس امر کو نظر انداز کرنا یا اس کی اہمیت کو کم کرنا غیر ممکن ہے یہ بالکل صحیح ہے کہ مادری زبان سے بے اعتنائی تعلیم کے لئے بیحد مضر ہے جس سے انجام کار خود تعلیم کو نقصان پہنچتا ہے ۔ **لیکن یہ بھی اسی قدر صحیح ہے کہ جب ایک سے زیادہ زبانیں مادری زبان کے فطری اور لازمی حقوق کی مدعی ہوں تو مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہوجاتا ہے اور اس کے حل کرنے کے لئے تمام اطراف سے صبر و تحمل اور باہمی مصالحت کی ضرورت ہوتی ہے** ۔ مجھے یقین ہے کہ اس مسئلہ پر

اعلحضرت خسرو دکن کی حکومت فراخدلی سے مسلسل غور کررہی ہے ۔ فرمانروا کی مسرت اپنی رعایا کی آسودہ حالی اور ترقی سے وابستہ ہوتی ہے اور حقیقی اور موثر تعلیم کے راستے سے ہٹ کر ترقی کی کوئی قریب تر راہ نہیں ہے ۔ بہرحال تعلیم جدید کی صورت حال بہت پیچیدہ ہے اور حکومت کی پالیسی کو بہت سے امور پر حاوی ہونا لازمی ہے ۔ امن اور رواداری سے بھی اتنی ہی بڑی دشواریاں پیدا ہوتی ہیں جتنی کہ ان کی متضاد حالتوں میں ۔ امن اور رواداری سے ایک ہی ریاست میں مختلف قوموں میں روابط پیدا ہو جاتے ہیں اور مختلف مذاہب کے لوگ ساتھ ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور مختلف زبانیں پہلو بہ پہلو ترقی کرتی ہیں ۔ چنانچہ ریاست کے لئے اس قسم کی مرکب آبادی کو جو اس کے زیرنگیں ہو کوئی قطعی فائدہ پہنچانے کا مسئلہ بہت پیچیدہ اور دشوار ہوتا ہے ۔

”صرف یہی نہیں بلکہ جدید تعلیمی ترقیات کی پیچیدگی سے اور بھی مشکلات پیدا ہوتی ہیں ۔ تعلیم کا تقریباً کل بار سرکاری مدارس پر پڑتا ہے اور بچے کی ابتدائی تعلیم میں اس کے خاندان کی طرف سے بہت ہی کم مدد ملتی ہے ۔ تعلیم کے مختلف مدارج یعنی تحتانی ، ادنی ثانوی ، اعلی ثانوی اور جامعاتی نصاب میں آپس میں تعلق پایا جاتا ہے اور ایسا نہیں ہے کہ یہ ایک دوسرے سے بالکل الگ الگ ہوں ۔ کسی ایک درجہ کی تعلیم و تربیت اس سے اگلے درجہ کی ضروریات سے اس قدر آزاد نہیں ہے جتنی کہ متعلقہ ارباب اقتدار کی خواہش ہوسکتی ہے ۔ ہر درجہ سب سے زیادہ مستحق اور ہونہار طلباء کی زیادہ سے زیادہ تعداد کے لئے اگلے درجہ کے لئے تیاری کی حیثیت بھی رکھتا ہے اور دوسرے طلباء کے لئے مستقل نصاب کی حیثیت بھی ۔ جو طلباء اگلے درجہ میں اپنا سلسلہ تعلیم جاری رکھ سکتے ہیں اور جن کو جاری رکھنا چاہئے ان میں اور ان طلباء میں جو ایسا نہیں کرسکتے تمیز کرنا آسان نہیں ہے ۔ ان تمام اسباب کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک درجہ کے لئے جن مکمل تنظیمی شرائط کی ضرورت ہوتی ہے وہ اگلے درجہ کی ضروریات سے پیچیدہ ہوجاتی ہیں ۔ اس سے صرف تعلیم ہی کا نصاب متاثر نہیں ہوتا بلکہ ذریعہ تعلیم کے مسئلہ پر بھی اثر پڑتا ہے ۔ جن اشخاص پر ثانوی تعلیم کی تنظیم کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے کہ مدارس فوقانیہ کے بہترین طلباء اور ان کے علاوہ دیگر طلباء کی ایک بڑی تعداد جائز طور پر جامعہ کی تعلیم سے مستفید ہونے کی توقع رکھتی ہے اور قبل از قبل اس امر کا تصفیہ نہیں کیا جا سکتا کہ کن طلباء کو جامعہ کی تعلیم سے بہرہ مند ہونے کی اجازت دی جائے اور کن کو نہیں ۔

ہمیں یہ امر بھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ اسی بناء پر کنڑی ، تلنگی یا مرہٹی کو حیدر آباد میں یا ہندوستان میں اور کہیں جامعاتی تعلیم کا ذریعہ نہیں بنایا گیا ہے ۔ تمام جامعات میں انگریزی ہی ذریعہ تعلیم ہے اور اس لئے ثانوی تعلیم میں کسی قسم کی اصلاح بہت دشوار رہے ۔

”یہ حقیقت کہ جامعہ عثمانیہ میں ہندوستانی زبان میں اعلی نصابات کی تعلیم دی جاتی ہے جو ثانوی تعلیم کے ذریعہ کو براہ راست متاثر کرتی ہے ۔ کیونکہ اگر ثانوی مدارس میں آخر تک اردو کے علاوہ کسی اور مادری زبان کے ذریعہ سے تعلیم دی جائے تو اس کا اندیشہ ہے کہ طلباء کی ایک بڑی تعداد جامعہ میں تعلیم پانے کے لئے جس کی وہ جائز طور پر تمنا کرسکتے ہیں بخوبی تیار نہ ہوسکیگی ۔

ملاحظہ ہو صفحہ (۱۱)

غلہ کی کاشت کیجئے اور خوب نفع کمائیے

(۱) یہ زمانہ کاشتکاروں سے دور یا بے نیاز رہنے کا نہیں ہے ۔

(۲) کاشتکار آپ کا محسن ہے کیونکہ وہ خود محنت کر کے آپ کے لئے غلہ فراہم کرتا ہے ۔

(۳) درمیانی اشخاص کاشتکار کو اس کی محنت کا پورا صلہ ملنے نہیں دیتے ۔ یہ لوگ ایک طرف کاشتکاروں سے نفع کماتے ہیں اور دوسری طرف عام خریداروں سے ۔

(۴) اگر آپ کاشتکار سے قریب تر ہوجائیں اس کے دکھ درد میں شریک ہوا کریں اور اس کو اچھا مشورہ دیا کریں تو کاشتکاروں اور عام خریداروں کے درمیان جو خلیج ہے وہ باقی نہ رہیگی ۔

(۵) کاشتکار سے کہئے کہ یہ زمانہ غیر غذائی اجناس مثلاً کپاس ، ارنڈی یا تمبا کو کی کاشت کا نہیں ہے ۔

(۶) جنگ کے بعد غیر غذائی اجناس کی مانگ ہوگی ۔ آج کل تو صرف غلہ کی مانگ ہے اور غلہ کی کاشت کرنیوالوں کو سرکار سے ہر قسم کی رعایت اور سہولت ملتی ہے ۔

(۷) کاشتکار کو مشورہ دیجئے کہ وہ غلہ کی کاشت کرے ۔ اس نیک مشورہ کے لئے وہ آپ کا احسان مانیگا غلہ کی کاشت آج کل سب سے زیادہ نفع دینے والی تجارت ہے ۔

آگ بجھانے والی سرویسوں کی تنظیم جدید

شہر حیدرآباد اور اضلاع کے شہروں میں مستقل انتظامات

بلدہ حیدرآباد میں نافذ کردہ اسکیم پر ۱۲ لاکھ روپیہ صرف ہوئے

کچھ عرصہ قبل ممالک محروسہ میں آگ بجھانے والی سرویس کی جدید اصول کے مطابق تنظیم کی گئی اور تھوڑے ہی عرصے میں یہ نہایت کارکرد سرویس بن گئی ہے اردی بہشت سنہ ۱۳۵۲ف (مارچ سنہ ۱۹۴۳ع) میں اعلیٰ حضرت بندگان عالی نے بلدہ حیدرآباد میں آگ بجھانے کا انتظام کرنے کی ایک اسکیم کو شرف منظوری عطا فرمایا جس کے مصارف کا تخمینہ تقریباً ۱۲ لاکھ روپے تھا اس اسکیم کے نفاذ کے بعد آگ بجھانے کے انتظامات اور کارکردگی میں نمایاں ترقی ہوتی گئی

سنہ ۱۳۵۰ف کی پہلی سہ ماہی تک شہر حیدرآباد میں آگ بجھانے کے لئے ایک چھوٹا سا مرکز قائم تھا جہاں دو خود ... اور ایک ٹریلر صرف ... پمپ موجود تھے اور اس کا عملہ ایک عہدہ دار اور بیس دوسرے ملازموں پر مشتمل تھا۔ حیدرآباد کو اس وقت جو خطرات درپیش تھے ان کے مدنظر آگ بجھانے کے انتظام کے بارے میں ماہرین سے مشورہ لینا ضروری خیال کیا گیا۔ چنانچہ حکومت ہند کے منیجر اسس فرونی مسٹر سی۔ ایم۔ کر حیدرآباد مدعو کئے گئے تا کہ وہ آتش زدگی سے محفوظ رہنے کی تدابیر کے بارے میں حکومت سرکار عالی کو مشورہ دیں۔ مسٹر کر نے شہر حیدرآباد کے لئے آگ بجھانے کے معقول انتظامات کا ایک خاکہ مرتب کیا جس میں یہ لحاظ رکھا گیا کہ یہ انتظامات نہ صرف معمولی آتش زدگیوں پر قابو پانے کے لئے کافی ہوں بلکہ دشمن کے حملے کی صورت میں بھی آگ بجھانے میں کامیاب ہوسکیں۔ حکومت سرکار عالی نے ان انتظامات کی فوری اہمیت کے پیش نظر ان عہدہ داروں کی خدمات حاصل کیں جو برطانیہ کی نیشنل فائر سرویس سے متعلق رہ چکے تھے اور جن کو برق آسا ہوائی حملوں کے بعد آگ بجھانے اور ضروری امداد بہم پہنچانے کے کاموں کا بھی تجربہ تھا۔ انہوں نے بلدہ حیدرآباد اور اضلاعی شہروں کے لئے آگ بجھانے کی ایک اسکیم مرتب کی اور عملہ کے لئے مناسب اشخاص کی تربیت کا کام بھی ان کے سپرد کیا گیا۔

شہر حیدرآباد کے لئے ۳ کے بجائے ۳۵ پمپ اور ایک فوم ٹنڈر فراہم کئے گئے اور اضلاعی شہروں کے واسطے ۱۰ پمپ فراہم کرنے کے لئے حکومت ہند سے فرمایش کی گئی۔ مزید برآں اس اسکیم کے مطابق عملے میں بھی اضافہ کیا گیا اور ۱۲ عہدہ داروں اور ۴۸۰ دوسرے ملازموں کے تقرر کی گنجایش رکھی گئی۔

تنظیم

اس اسکیم کو حکومت کی قطعی منظوری حاصل ہونے تک بہت کچھ کام انجام پاچکا تھا چنانچہ عارضی طور پر ایک آتش فرو مرکز اور تربیتی اسکول قائم کردئے گئے تھے۔ کالم آفیسر ڈبلو۔ ایم۔ ایچ ڈرنک ایم۔ بی۔ ای متعلقہ نیشنل فائر سرویس کی خدمات مستعار لی گئیں اور انہیں ممالک محروسہ کے آتش فرو دستوں کا کنٹرولر مقرر کیا گیا کیونکہ ان کو ہوائی حملوں کا کافی تجربہ تھا اور سنہ ۱۹۴۰-۴۱ع میں برطانیہ پر برق آسا حملوں کے دوران میں جرأت و بہادری سے کام کرنے کے صلے میں اعزاز حاصل کیا تھا۔ اس کے علاوہ لندن کے آتش فرو دستوں کے دو ارکان کالم آفیسر ڈرنک کے مددگار مقرر کئے گئے۔ کچھ عرصہ کے اندر ہی چار ہندوستانی عہدہ دار اور ایک سو کے قریب دوسرے ملازموں کو پوری طرح تربیت دی گئی اور جب شہر کے بعض

مقامات میں آگ لگی تو ان کی پوری آزمائش بھی ہو گئی۔ چنانچہ انہوں نے کامیابی سے آگ بجھادی اور اس کی وجہ سے تقریباً ۵ ½ لاکھ روپے مالیت کی اشیاء تباہ ہونے سے محفوظ رہیں۔ جدید سروس کے قیام سے سنہ ۱۳۵۲ ف کے اختتام تک ۔۔ سے زیادہ آتش زدگیوں کو فرو کیا گیا۔

۱,۳۹,۰۰۰ روپے متوالی مصارف

جب یہ اسکیم مکمل ہوجائے گی تو شہر حیدرآباد کی آتش فرو سروس کا ایک مرکزی اسٹیشن ہوگا جہاں ۱۰ انجن موجود ہوں گے اور عہدہ داروں اور دوسرے ملازموں کے لئے رہائش کا بھی انتظام کیا جائے گا۔ مرکزی اسٹیشن کے علاوہ دیگر ذیلی اسٹیشن بھی ہوں گے اور اس طرح تقریباً ۴ لاکھ آبادی والے ۵۰ مربع میل رقبے میں آگ بجھانے کا مستقل انتظام ہوجائے گا۔ شہر کے جن حصوں میں آتش زدگی کا زیادہ خطرہ ہے وہاں (۵,۰۰۰۰) گیلن پانی فراہم کرنے والے ذخائر موجود ہوں گے۔ مزید برآں مرکزی اسٹیشن سے ملحق ایک تربیتی مدرسہ بھی قائم کیا جائے گا۔ اس اسکیم کے سالانہ متوالی مصارف کا تخمینہ (۱,۳۹,۰۰۰) روپے ہے۔

اضلاع کے شہروں اور قصبوں میں بھی آگ بجھانے کے لئے آتش فرو دستے مقرر کئے جائیں گے جنہیں حیدرآباد کے تربیتی مدرسہ میں ضروری تربیت دی جائے گی۔ اس کے علاوہ معلومات تازہ کرنے والا نصاب بھی جاری کیا جائے گا تا کہ آتش فرو عملہ آگ بجھانے کے جدید ترین طریقوں سے واقف ہوتا رہے۔

قید اور جرمانہ کی مصیبت سے بچئے

(۱) سرکار یہ معلوم کرنا چاہتی ہے کہ کسی شخص کے قبضہ میں کتنا غلہ ہے۔

(۲) اگر سرکار کو اس بات کا علم نہ ہو تو ایک کروڑ ساٹھ لاکھ رعایائے آصفی کے لئے مناسب داموں پر غلہ کی فراہمی کا انتظام سرکار کے لئے مشکل ہوجائیگا۔

(۳) اس لئے سرکار نے بڑے کاشتکاروں اور غلہ کے تاجروں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنے ذخائر سے حکومت کو مطلع رکھیں۔

(۴) سرکار کو غلہ کی مقدار اس کا مقام اور اس کی نقل و حرکت سے باخبر رکھنا آپ کا قانونی فرض ہے۔

(۵) قانون کی پابندی کیجئے اور پریشانی سے بچئے۔

بسلسلہ صفحہ (۹)

اگر حکومت سرکار عالی اس اصول پر جو بظاہر بہت اچھا معلوم ہوتا ہے عمل پیرا ہو کہ کنڑی، تلنگی اور مرہٹی کے رقبوں میں ثانوی تعلیم انہی زبانوں کے ذریعہ سے دی جائے تو اس کا جو لازمی نتیجہ ہوگا اس کے متعلق بہترین لڑکوں اور لڑکیوں کے والدین کیا کہینگے۔ اور وہ نتیجہ یہ ہے کہ ایسے مدارس سے فارغ شدہ طلباء جامعہ عثمانیہ کی اعلی تعلیم اور ان مواقع زندگی سے محروم ہو جائینگے جو طیلسانین عثمانیہ کے لئے ممکن الحصول ہیں۔ یہ مسئلہ ہر جگہ پیچیدہ ہے مگر حیدر آباد میں اس کی پیچیدگی اور بھی زیادہ ہے یہ ممکن ہے کہ ہم معیاری حل تک نہ پہونچ سکیں لیکن فی الحال ہمیں مصالحت اور تجربات پر قناعت کرنی چاہئے۔

ثانوی تعلیم کے متعلق مصالحت کی ایک شکل یہ ہوسکتی ہے کہ اردو کو لازمی زبان قرار دیا جائے اور تمام مضامین کی تعلیم مقامی زبان کے ذریعہ سے دی جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کی ان اصطلاحات کو بکثرت استعمال کیا جائے جو جامعہ عثمانیہ میں انہی مضامین کے اعلی جماعتوں میں مستعمل ہیں۔ میں اس مسئلہ میں اس سے زیادہ مداخلت بیجا کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے امید ہے کہ انگریزی سے ہندوستانی زبانوں کی طرف آنے کی راہ کو جذبہ اور تعصب سے کام لے کر اور انتظامی نقطۂ نظر سے غیر ممکن العمل صورتیں پیش کر کے بلاضرورت دشوار بنانے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔"

کاشتکاروں نے ایک سال میں ۷۴ لاکھ روپے زیادہ کمائے

سوا لاکھ ایکڑ اراضی پر بہتر اقسام کے تخم کاشت کئے گئے

مابعد جنگ ضروریات کے لئے زیادہ رقبہ پر اشیاء خوردنی کاشت کرنے کی تجاویز

سررشتہ زراعت کی سرگرمیوں پر صدر المہام بہادر مال کا اظہار خیال

آئینی مشاورتی مجالس کے افتتاح کے بعد مجالس ترقیات زرعی کا پہلا جلسہ آنریبل مسٹر ڈبلیو وی گراکسن صدر المہام مال کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ اراکین مجلس کو مخاطب کرتے ہوئے مسٹر گراکسن نے اس کی وضاحت فرمائی کہ ان مجالس کے قیام کا بنیادی مقصد یہہ ہے کہ حکومت پبلک کے نمایندوں پر کامل اعتماد کر کے سرکاری حکمت عملی کا تعین کرنے سے قبل ان سے مشورہ لے تاکہ حکومت اور پبلک کے درمیان زیادہ عملی ربط و تعاون قائم ہو سکے۔ سرکاری اور غیر سرکاری ارکان کے درمیان قریبی ربط اور اشتراک عمل سے یہہ فائدہ ہوگا کہ نظم و نسق کی بنیادیں زیادہ وسیع ہو جائیں گی۔

مسٹر گراکسن نے ایک ایسے "ملک" میں زرعی ترقی کی غیر معمولی اہمیت کی وضاحت فرمائی جس کی آبادی کا نوے فی صد حصہ اپنی روزی حاصل کرنے کے لئے زمین کا محتاج ہے اور ممالک محروسہ میں زرعی ترقی کے لئے اب تک جو تدبیریں اختیار کی جاچکی ہیں ان کی تفصیل بیان کرنے کے بعد ان تجویز کا اظہار فرمایا جو حکومت کاشتکاروں کی حالت بہتر بنانے کیلئے آئندہ اختیار کرنے والی ہے۔ مقدار پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے جو تدبیریں اختیار کی گئیں ان کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر گراکسن نے بتلایا کہ کاشت کے بہتر طریقے اختیار کرنے کی وجہ سے کاشتکاروں نے اس سال ۷۴ لاکھ روپیے زیادہ حاصل کئے ہیں اور زراعت کو ترقی دینے کے ضمن میں یہہ خیال ظاہر فرمایا کہ حکومت کی کوششیں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتیں جب تک کہ زراعت کے ترقی یافتہ طریقوں کی ترویج اور تحریک امداد باہمی کی وسعت و ترقی کی تدبیروں کو کامیاب بنانے میں ترقی یافتہ کاشتکاروں کا اشتراک عمل حاصل نہ ہو۔

اراکین مجلس کا خیر مقدم کرتے ہوئے صدرالمہام بہادر مال نے فرمایا کہ منجملہ دیگر امور کے زرعی تحقیقات، نشر و اشاعت اور مظاہرات جیسے زائد مصارف عائد کرنے والے امور کے متعلق سرکاری پالیسی معین کرنے میں حکومت کو مشورہ دینا بھی اس مجلس کے فرائض میں داخل ہوگا۔ مجھے کامل اعتماد ہے کہ یہ مجلس، جس کے اکثر غیر سرکاری اراکین کا تجربہ پختہ ہے، اور جو خود کاشتکار اور زراعتی جماعت کی مشکلوں و مقامی مسائل سے بخوبی واقف ہیں اور جس کے سرکاری اراکین ایسے ہیں جو کاشتکاروں کی حالت بہتر بنانے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کر رہے ہیں، اپنی ماہرانہ واقفیت سے پالیسی کے ان تمام مسائل کو صحیح اور کامل تناسب اور ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد ایسے نتائج پر پہونچے گی جو زراعتی طبقہ

اور حکومت کے بہترین مفاد کی حامل ہوگی ۔

امدادی تدابیر

مسٹر گرگسن نے زراعت پیشہ ملک میں زرعی ترقیات کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ کوئی ملک جس کی اہم صنعت زراعت ہو اس وقت تک خوش حال نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے کاشت کار جو اس کی معاشی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کے مماثل ہیں خوش حال نہ ہوں کاشتکار طبقہ کی خوشحالی زیادہ تر ان امور پر منحصر ہے کہ ان کی زمین اور مویشیوں سے اچھی ترین بدل ملے اور ان کی پیداوار سے ان کو زیادہ سے زیادہ معاوضہ ملے۔ اس لئے اس مسئلہ کا انحصار اس چیز پر ہے کہ زمین کی پیداوار کو معاشی نقطۂ نظر سے انتہائی درجہ تک بڑھایا جائے اور اس کی نکاسی کے لئے منڈیوں میں بہترین صورت حال پیدا کی جائے تاکہ یہ حاصل ہوجائے تو وہ تمام مشکلات حل ہوجائیں گی جو بہی ہندوستان کی تنظیم میں حائل ہیں ۔ حکومت سرکارعالی نے اس مرحلہ کو انجام دینا شروع کردیا ہے۔ آب پاشی کے لئے بڑے پروجکٹس کی تعمیر، تالابوں کی تجدید، رسل ورسائل کے ذرائع میں زرعی تحقیقاتی مرکزوں اور امدادی اور مظاہراتی مزرعوں کا قیام، لشم رسوم متفاوتی کی تقسیم، منڈیوں میں باقاعدگی کا نفاذ، زرعی اجناس کو منڈیوں میں لانے کے متعلق تحقیقات، تحریک امداد باہمی کی توسیع اور قوانین انتقال اراضی و مصالحت قرضہ اور مسودہ قانون قرض دہندگان کا نفاذ اس کی چند مثالیں ہیں۔ نظام ساگر پروجکٹ کی ترقی کے لئے پانچ لاکھ روپے سالانہ کا ایک غیر اسراف دادی سرمایہ قائم کیا گیا ہے جس کو خاص طور پر نظام ساگر کے علاقہ میں زرعی تحقیقات اور پروپگنڈا کرنے، مویشیوں کی ترقی کے لئے وہاں کی پیداوار کی نکاسی میں سہولت پیدا کرنے، سڑکوں کی تعمیر، پانی کے کفایت شعارانہ استعمال کے متعلق تجربے کرنے اور ایسے ہی متعلقہ امور کی تحقیقات پر صرف کیا جاتا ہے ۔ اس سرمایہ سے سال گزشتہ کاشتکاروں کو بیس روپے فی ایکڑ کے حساب سے دوسو پچاس ایکڑ کے رقبے میں ہلکی آب پاشی سے گیہوں پیدا کرنے کے لئے تقسیم کئے گئے تھے ۔ یہ ایک کامیاب تجربہ ثابت ہوا کیونکہ اس سے پیداوار کا اوسط دوسو پچاس پونڈ فی ایکڑ کے بجائے چھ سو پونڈ فی ایکڑ ہوگیا دیہی بہبودی کے لئے ایک سرمایہ پانچ لاکھ کی ابتدائی رقم سے سنہ ۱۳۵۲ف میں قائم کیا گیا تھا جس کو بتدریج نو لاکھ تک بڑھایا جاسکے گا۔ اس سرمایہ سے دیہی آبادی کی فلاح و بہبودی کو ہر ایک پہلو سے بڑھانے کا کام لیا جائے گا ۔ اس سرمایہ سے ایک مرکزی مجلس فروخت قائم کی گئی ہے جو امداد باہمی کی ابتدائی مجالس فروخت (جنہوں نے پچھلے سال حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کو اٹھاون لاکھ روپے کی اجناس فروخت کی تھیں) کے ذخیروں کو منڈیوں تک بغرض فروخت پہونچائیگی بمقام سنگاریڈی تنظیم دیہی کا امکانی پروپگنڈا کرنے کے لئے ایک اور مرکز قائم کیا جارہا ہے ۔ علاوہ امراباد جس میں فرح آباد کے چنچو ہی نہیں بلکہ منانور کے تمام فرقوں کے دیہاتی بھی شامل ہیں کی فلاح کے لئے دیہی بہبودی کے سرمایہ سے ایک اور اسکیم منظور ہوچکی ہے ۔ اس سرمایہ کے منزلیوں کی تحریک پر دیگر متعدد اہم تحریکات پر جن کا راست تعلق دیہی بہبودی ترقی سے ہے اور جن کو اسی سرمایہ سے روبہ عمل لایا جائے گا غور کیا جارہا ہے ۔

سررشتہ زراعت کی اہم سرگرمیاں

گزشتہ بیس سال کے عرصے میں سررشتہ زراعت نے جو مفید اور اہم کام انجام دئے ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے صدرالمہام بہادر مال نے فرمایا کہ محکمہ زراعت جس کو زرعی ترقی میں نہایت اہم کام انجام دینا ہے اور جس سے آپ کا ان جلسوں میں قریبی تعلق رہا ہوگا سنہ ۱۳۲۲ف میں اس لئے قائم کیا گیا تھا کہ لمبے ریشوں والی گاورانی کپاس کو ناقص اقسام میں تبدیل ہونے سے بچائے ۔ اس کے بعد اس محکمہ کو زراعت کے اور دوسرے شعبوں سے متعلق تحقیق اور پروپگنڈا کرنے کے لئے وسیع کیا گیا ۔ نہایت صبر آزما اور طویل تحقیقاتیں جو ہر ایک سائنٹفک تحقیق کا لازمی جزو ہوتی ہیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اس محکمہ نے ممالک محروسہ میں پیدا ہونے والی اہم فصلوں کے بہتر اقسام دریافت کرائے ہیں ۔ چاول میں ایچ ایس – ۸ و ایچ ایس – ۱۲ ارنڈی میں نمبر (۱) گیہوں میں پی بی – ۱ خریف جوار میں پی بی ۴ – آر اور کپاس میں گاورانی نمبر (۶) و پی اے – ۱ ترقی یافتہ اقسام کے چند نمونے ہیں جن سے پیداوار بڑھ جانے سے زرعی آمدنی میں

برکار بند رہیں یہ ممکن نہیں ہوگا۔ یہ ایک افسوس ناک فرو گزاشت ہے کہ ہمارے ہاں اصلاح زراعت یا مویشی کی کوئی ضلع واری یا تعلقہ واری انجمنیں موجود نہیں ہیں ۔ اس قسم کی انجمنوں نے مثلاً برار میں بہتر کاشتکاری، بہتر مویشی اور بہتر بیج اور اوزار کے استعمال کو عام رواج دینے میں بہت کچھ کام کیا ہے۔ میری دانست میں جب تک ہماری کوششوں کے ساتھ ترقی پذیر کاشتکاروں کی تعاونی کوششیں شریک نہ ہوں اس وقت تک کوئی زرعی ترقی صحیح معنوں میں ممکن نہیں ۔ ہمارے سررشتہ صحت عامہ نے محکمہ مالگزاری کی شاخ حکومت مقامی کے تعاون سے غذائی پیمائشوں کا نیا کام شروع کیا ہے ۔ ان غذائی پیمائشوں کے ساتھ ہمیں اپنی زرعی پروگرام کا رسہ قائم کرنا ہے تا کہ ہم اپنی فصل اور باغبانی کو اس طرح ترتیب دے سکیں کہ وہ ہماری غذائی کمی کو پورا کرسکیں اور ہم غذائی معیاروں کو خاص کر مزدور پیشہ طبقوں میں بلند کرسکیں ۔

ایک نئے غذائی مسلک کی تائید

آپ میں سے اکثر حضرات نے متحدہ اقوام کی کانفرنس کی روئداد پڑھی ہوگی جو حال میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بہ مقام ھاٹ اسپرنگز منعقد ہوئی تھی اور جس میں ہندوستان کی بھی نمایندگی تھی ۔ کانفرنس نے دنیا کی موجودہ اور جنگ کے بعد کی احتمالی غذائی صورت حال پر تبصرہ کیا اور امکانی غذائی کمی کو پورا کرنے کےلئے اس نے غذائی فصلوں کو زیادہ اگانے کے متعلق قلیل مدت اور طویل مدت والے مسلک کی سفارش کی ۔ اس نے ایک اقرار نامہ بھی مرتب کیا کہ تمام ممالک متحدہ اس کو قبول کرکے اس بات پر مجبور ہوں کہ وہ اغذیہ اور اپنے باشندوں کی زندگی کے معیاروں کو بلند کرنے میں اور زرعی پیداوار اور اس کی تقسیم کی اصلاح میں ہاتھ بٹائیں ۔ حکومت سرکارعالی اب اس اقرار نامے کی پابند ہے اور جہاں تک ہمارے مالی ذرائع اور مقامی حالات اجازت دیں وہ اس کو بروئے کار لانے کی توقع رکھتی ہے ۔ رفاہیت کے حصول کے لیے سرکاری اور غیر سرکاری اشخاص دونوں پر لازم ہے کہ وہ اس عظیم الشان عزم کی تکمیل کے واسطے جو کچھ ان کے امکان میں ہو اس سے دریغ نہ کریں۔

ہمیں اس کسٹی سے یہ توقع ہے کہ ممالک محروسہ کے مضبوط اور جفا کش کسانوں کی حالت درست کرنے میں یہ حقیقی محرک ثابت ہوگی جس کے بغیر دنیا کی کوئی مملکت اپنا صحت مند وجود باقی نہیں رکھ سکتی ۔ سنہ ۱۳۵۳ ف کے موازنے میں یہ اندازہ لگایا گیا تھا کہ ممالک محروسہ سرکارعالی کی تقریباً ڈیرہ کروڑ روپے کی مجموعی آمدنی میں سے کوئی سات کروڑ روپے کاشتکاروں کی جیبوں سے مالگزاری، اراضی محاصل جرائی جنگل اور کروڑ گیری کی مدات میں وصول ہوں گے ۔ ریلوے کی ڈھائی کروڑ کی خالص آمدنی اور تمباکو کے جدید محصول تخمینی ڈھائی لاکھ روپے میں جو بڑا حصہ انہوں نے لیا ہے وہ مزید برآں ہے اور اس ذیل میں شامل نہیں ہے ۔ اس کے مقابلے میں زراعت پر مصارف کا منظورہ موازنہ صرف (۹۵۹۲) لاکھ علاج حیوانات پر (۹۴ , ۵) لاکھ اور امداد باہمی کے کاموں پر (۲٫۵۰۰) لاکھ روپے تھا ۔ مواضعات کی خبر گیری تقریباً تمام ملکوں میں قصبات کے مقابلے میں کم کی جاتی ہے ۔ ہندوستان کو صنعتی ملک بنانے کے متعلق تو بہت کچھ کہا گیا ہے لیکن مواضعات کی معاشی اصلاح کا ذکر بہت کم کیا جاتا ہے ۔ جدید ہندوستان قصبات کے زیر تسلط رہنے پر مائل ہے۔ ہمارے شاہی اور آئینی کمشن ہماری اصلاحات کی کمیٹیاں اور ہماری مجالس مقننہ اپنی ترکیب اور نظریات میں اندازہ اور ضرورت سے زیادہ شہری واقع ہوئی ہیں اور قریب قریب اس ملک کی اساسی زرعی خصوصیت سے یکسر خالی ہیں۔ ہمارے نوجوان اور حوصلہ مند تعلیم یافتہ لوگوں میں سے بہت کم اشخاص کی نظر اس حقیقت پر پڑتی ہے کہ ذہنی بالیدگی ان کی توانائیوں کا صحیح اور حقیقی مصرف ہے تاہم یہ بات کسی نے خوب کہی ہے کہ ” وہ شہری تہذیب جو زرعی قدروقیمت کو نظر انداز کردیتی ہو بجائے خود درست نہیں ہوسکتی “ ۔ تمام تہذیب اور مستقل رفاہیت بہتر زرعی زمین اور خوش حال کاشتکار طبقے پر منحصر ہونی چاہئے جس مصنف کا مقولہ اوپر نقل کیا گیا ہے اسی کے قول کے مطابق ”آدمی زمین کی تخلیقی قوت کی ایک بالکل بدلی ہوئی شکل ہے “۔ اس کی فلاح زمین کی خوبی پر مبنی ہے ۔ یہ ایک غیرفانی حقیقت ہے کہ جب تک انسانی زندگی باقی رہے گی اس کے رابطوں، ثقافتوں اور تہذیبوں کی بناء اسی حقیقت پر قائم رہے گی ۔

برقی قوت کی راشننگ کے حوصلہ افزا نتائج

پبلک کا قابل قدر تعاون

کوئلہ کے صرفہ میں قابل لحاظ کمی

کوئلہ کی قلت کے باعث بلدہ حیدرآباد میں کچھ عرصہ سے برقی توانائی کی راشننگ کی اسکیم عارضی طور پر نافذ کی گئی ہے اس اسکیم کے نفاذ کا مقصد یہ ہے کہ خانگی ضروریات کے لئے برقی قوت کم صرف کی جائے کیونکہ متعدد اسباب کی بناء پر حسب ضرورت کوئلہ دستیاب نہیں ہوسکتا۔ راشننگ کی اسکیم نافذ ہونے کے بعد پہلے دو مہینوں کے جو اعداد حاصل ہوئے ہیں ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسے روبہ عمل لانے میں صارفین نے قابل قدر تعاون کیا اور کوئلہ کے خرچ میں قابل لحاظ کمی ہوگئی۔

پبلک کا تعاون

یہ اسکیم کس حد تک کامیاب رہی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ صرف ابتدائی دو مہینوں میں (۷۰۰) ٹن سے زیادہ کوئلے کی بچت ہوئی۔ اس بچت کا اہم ترین سبب خانگی ضروریات کے لئے برقی صرف کرنے والوں کی کفایت شعاری ہے۔ چنانچہ ان کی وجہ سے ہر ماہ (۱۳۸) ٹن کوئلے کی بچت ہوئی اور یہ مقدار معمولی صرف کی (۳۰) فیصد ہے۔ اس طبقے کے بعد صنعتی ضروریات کے لئے برقی قوت صرف کرنے والوں کا درجہ ہے جن کی وجہ سے ہر ماہ (۱۵۰) ٹن بچت ہوئی۔ اگرچہ یہ مقدار اول الذکر بچت سے زیادہ ہے لیکن یہ صنعتی طبقہ کے معمولی مصارف کا صرف ۴ فیصد ہے۔ ان بچتوں کے علاوہ رفاہی اداروں، سنیماؤں اور فوج وغیرہ کی وجہ سے بھی ماہانہ تقریباً (۶۳) ٹن کوئلے کی بچت ہوئی۔ بہ حیثیت مجموعی پبلک نے برقی قوت کم صرف کرنے کی اپیل کے جواب میں پوری طرح تعاون عمل کیا۔

عہدہ داران برقی کا مناسب طرز عمل

کوئلہ کی قلت کے باعث نازک صورت حال پیدا ہوجانے کے باوجود عہدہ داران برقی نے یہ کوشش کی کہ جہاں تک ممکن ہوسکے اس اسکیم کو روبہ عمل لانے میں نرمی برتی جائے۔ چنانچہ ایسے صارفین کی تعداد بہت کم ہے جن کے لئے مقررہ مقدار سے زیادہ برقی صرف کرنے کی پاداش میں برقی کی فراہمی مسدود کردی گئی۔ راشننگ کے پہلے مہینے میں اوسطاً (۱۰۰۰۰) صارفین میں سے (۱۹۰۰) نے مقررہ مقدار سے زیادہ برقی صرف کی لیکن صرف (۲۸۹) صارفین کے لئے برقی کی فراہمی مسدود کی گئی۔ دوسرے مہینے میں (۱۱۲۵) صارفین نے مقررہ مقدار سے زیادہ برقی صرف کی لیکن صرف (۸۰) کے لئے فراہمی مسدود کی گئی۔ یہ نرمی اس خیال سے روا رکھی گئی کہ جہاں تک ممکن ہوسکے ابتدائی مدارج میں اسکیم کو کامیاب بنانے میں سہولت پیدا کی جائے۔ اس کے علاوہ رمضان المبارک اور دیوالی کی وجہ سے بھی خاص رعایت کی گئی۔ لیکن دو مہینے کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ سزاؤں سے متعلق دفعات پر زیادہ سختی سے عمل کیا جائے۔

سکندرآباد میں بھی برقی کے مجموعی صرفہ میں قابل لحاظ کمی ہوگئی ہے۔

غریبوں پر ظلم نہ ہونے پائے

(۱) بعض دولت مند اشخاص اپنی ضرورت سے زاید غلہ خرید کر غریبوں کو ان کی ضروریات سے محروم کرتے ہیں۔

(۲) غریب کے پاس پیسے نہیں ہوتے اسلئے وہ روز کا غلہ روز کی کمائی سے خریدتا ہے۔

(۳) دولت مند کے ہاں روپیہ بہت ہے اسلئے وہ کئی درجن تھیلے اپنے کوٹھے میں ڈال رکھتا ہے۔

(۴) اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب غریب اپنی مزدوری سے لوٹ کر غلہ خریدنے جاتا ہے تو محلہ کا تاجر جو اپنا غلہ دولت مند کے ہاتھ بیچ چکا ہے اس غریب کو مایوس لوٹاتا ہے۔

(۵) ایسا ہونا غریب پر ظلم ہے۔

(۶) حکومت یہ ظلم روا نہیں رکھ سکتی۔

(۷) اسلئے سرکار دولت مند کو حکم دیتی ہے کہ وہ ضرورت سے زاید غلہ نہ خریدے۔

(۸) اسی حکم کا نام راتب بندی ہے۔

(۹) جب آپکے شہر میں راتب بندی نافذ ہوجائیگی تو ہر غریب کو غلہ میسر آئیگا۔

ملک کی دیہی اور صنعتی ترقی میں انجینیروں کے فرائض

راجہ دھرم کرن بہادر کا خطبہ صدارت

رعایا کی فلاح و بہبود سے شاہ ذیجاہ کی گہری دلچسپی

راجہ دھرم کرن بہادر آصفجاہی صدرالمہام تعمیرات سرکار عالی نے انسٹی ٹیوٹ آف انجینیرس (ہند) کے مرکز حیدرآباد کی سالانہ میقات کا افتتاح کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ ہماری معاشی زندگی کا ہر شعبہ فوری اصلاح و ترقی کا محتاج ہے اور اس ترقی کا واحد ذریعہ معاشی تنظیم کی ایک ایسی اسکیم ہے جو مستقبل قریب میں روبہ عمل لائی جاسکے۔ راجہ صاحب نے اس امر پر زور دیا کہ ہماری میکانی اور برقی صنعتوں کو بخوبی منظم کیا جائے تاکہ ایک طرف تو ان کی ترقی ملک کی خوشحالی کا باعث ہو اور دوسرے ان صنعتوں کے ماہر صناعوں اور کاریگروں کی تعداد میں اتنا زیادہ اضافہ ہوجائے کہ کارخانہ دار جدید ترقی یافتہ حکمیاتی اصول پر نئے کارخانے قائم کرنے اور موجودہ کارخانوں کو وسعت دینے پر مائل ہوجائیں۔

حصول پیداوار کے جدید طریقے۔ ملک کے موجودہ زرعی حالات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے راجہ صاحب نے ایسی موثر تدابیر اختیار کرنے پر زوردیا جن کی وجہ سے زمین پر عائد شدہ موجودہ بار کم ہوجائے اور زرعی آبادی کا زائد حصہ دوسرے پیشے اختیار کرے۔ بہتر قسم کی پیداوار حاصل کرنے اور اس کی مقدار بڑھانے کے لئے زرعی طریقوں میں اصلاح اور میکانی طریقوں اور کیمیاوی کھادوں کو رائج کرنے کی ضرورت و اہمیت پر زور دیتے ہوئے راجہ صاحب نے فرمایا کہ زراعت کو اس طرح ترقی دینے کے لئے کم قیمت مشینیں بہم پہونچانی چاہئیں اور اسکے لئے مشین و آلات سازی کی صنعت کا قیام بھی لازمی ہے۔ یہ مقصد بڑے پیمانے پر لوہا اور فولاد تیار کرکے حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس کے لئے کافی مقدار میں ارزاں برقی قوت پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ حکومت سرکار عالی برقابی پیدا کرنے کے مسئلہ سے گہری دلچسپی لے رہی ہے تاکہ زرعی اور صنعتی اغراض کے لئے ارزاں برقی قوت فراہم کی جاسکے۔

برقابی کی اسکیمیں

راجہ صاحب نے اس امر کا بھی اظہار فرمایا کہ ممالک محروسہ کے تمام بڑے دریاؤں سے برقابی حاصل کرنے کی اسکیموں کے متعلق ضروری دریافت کی جاچکی ہے اور اگر جنگی حالات سے سامنا نہ ہوتا تو نظام ساگر سے برقابی حاصل کرنے کی اسکیم بہت عرصہ پہلے روبہ عمل لائی جاچکی ہوتی۔ راجہ صاحب نے یقین کے ساتھ یہ خیال ظاہر فرمایا کہ جب ہماری برقابی کی اسکیمیں مکمل ہوجائیں گی تو حیدرآباد کا درجہ ہندوستان کے کسی دوسرے حصہ سے کم نہ ہوگا۔

دیہی اور صنعتی ترقی

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے راجہ صاحب نے فرمایا کہ ملک کی آئندہ معاشی ترقی کا انحصار زراعت پیشہ طبقے کی خوش حالی پر ہے۔ چونکہ ہندوستان کے سماجی اور معاشی نظام میں دیہاتوں کو ہمیشہ بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے اور آج بھی ان کی یہ حیثیت برقرار ہے۔ لیکن ہندوستان میں اوسط درجہ کے مواضعات کی موجودہ حالت اور معمولی زراعت پیشہ خاندان کے معیار زندگی کو دیکھ کر آئندہ ترقی اور بہتر معاشی حالات کے متعلق امیدیں مایوسی میں بدل جاتی ہیں یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پیدائش دولت کے

ایک لازمی عامل یعنی انسان کی تربیت میں ماحول کو بڑا دخل ہے اور دیہی اصلاح ایک ایسا فرض ہے جسے کوئی شخص نظر انداز نہیں کرسکتا ۔ دیہی اصلاح اور صنعتی ترقی ایسے میدان ہیں جن میں انجینیروں کو نمایاں حصہ لینا چاہئے ۔

آئندہ تنظیم

راجہ صاحب نے شہری اور دیہی علاقوں کی آیندہ ترقی کے لائحہ عمل کی اہمیت پر زور دیا اور اس ضمن میں ممالک محروسہ میں جو کام انجام دیا گیا ہے اسکا تفصیل سے ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مجلس آرائش بلدہ نے شہر حیدرآباد کے مختلف حصے از سر نو تعمیر کئے ہیں اور ایسے گندے حصوں کی صفائی اور تعمیر پر خاص توجہ کی ہے جو مختلف بیماریوں کا مرکز بن گئے تھے ۔ **اصول حفظان صحت کے مطابق شہر میں جو ارزاں مکانات بنائے گئے ہیں وہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی کے مبارک عہد حکومت کی گوناگوں برکات میں سے ہیں** ۔ اضلاع کے قصبات و مواضعات میں بھی ایسی اسکیمیں روبہ عمل لانے کی ضرورت ہے ۔ چنانچہ اس پر پوری توجہ کی جارہی ہے اور امید ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں ہمارے دیہی علاقوں کی حالت بھی بدل جائے گی ۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے صدرالمہام بہادر تعمیرات نے فرمایا کہ ہم بڑی بڑی تبدیلیوں کے دور سے گزرنے والے ہیں ۔ اس میں شک نہیں کہ ہم نے سیمنٹ ، شکر، اور کاغذ کی صنعتوں میں کافی ترقی کی ہے لیکن ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا باقی ہے صنعت دواسازی کی ابتدا ہوچکی ہے اور کیمیاوی اشیاء اور ترشے اور پلاسٹک تیار کرنے کی اسکیمیں بھی روبہ عمل لائی گئی ہیں ۔ **ہم اپنے ملک میں جو ہرجہتی ترقی دیکھ رہے ہیں وہ درحقیقت باشندگان دکن کی اخلاقی اور مادی فلاح و بہبود سے ہمارے شاہ ذی جاہ کی گہری دلچسپی اور توجہات کی رہین منت ہے ۔**

راجہ صاحب نے فرمایا کہ جب کوئی قوم خود مکتفی بننا چاہتی ہے تو وہ اپنی ضرورت کی ہر چیز خود اپنے ملک کی خام اشیاء سے تیار کرنے کی کوشش کرتی ہے تاکہ وہ بیرونی وسائل کی محتاج نہ رہے ۔ خود اکتفائی کے حصول میں انجینیر حقیقی حصہ لینے والے ہوتے ہیں جن کے کام مختلف شعبوں میں غیر معمولی ترقی کرچکے ہیں ۔ چنانچہ اس کا ثبوت موجودہ جنگ نے بھی فراہم کردیا ہے ۔ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے راجہ صاحب نے سر اکبر حیدری مرحوم کے وہ الفاظ یاد دلائے جو انہوں نے انسٹی ٹیوٹ آف انجینیرس کے مرکز حیدرآباد کا افتتاح فرماتے ہوئے کہے تھے ۔ موجودہ حالات کے باوجود یہ الفاظ آج بھی درست ہیں اور آئندہ بھی ان کی یہی حیثیت رہے گی ۔ سر اکبر حیدری مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ دور حاضر کے انجینیر کو چاہئے کہ وہ اپنی انفرادی شخصیت کو اپنے پیشے میں ضم کردے ۔ جداگانہ اشخاص بہترین کام شاذ و نادر ہی کرتے ہیں ۔ آخر میں راجہ صاحب نے یہ نصیحت فرمائی کہ فن انجینیری سے تعلق رکھنے والے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے اندر ایسے معاشری احساس کو فروغ دے جو محض تجارتی اصول کے تحت ادنی رجحانات پر عمل کرنے سے محترز رکھے ۔

بسلسلہ صفحہ (۱۶)

''حیدرآباد اور برار کے درمیان حال ہی میں از سرنو اتحاد قائم ہونے کے موقع پر شہزادہ والا شان ولیعہد سلطنت آصفیہ کو شہزادہ برار اور انکی بیگم صاحبہ کو شہزادی برار کے خطابات دئے گئے ۔ ایجنٹ صاحب برار کے دفتر کا قیام بھی برار پر اعلحضرت فرمانروائے دکن کا اقتدار اعلی تسلیم کرنے کا ایک بین ثبوت ہے ۔ اس انتظام کی وجہ سے برار کی رعایا اپنے فرمانروا سے قریب تر ہوگئی ہے اور اسے اپنے شاہ ذیجاہ کی بارگاہ میں، اپنا ہر مدعا پیش کرنے کا موقع ملا ہے ،،

(سیتا بائی آرٹس کالج اکولہ ۔ یہ ایک خانگی کالج ہے ۔)

''خاندان آصفی کے ایک ممتاز حکمران نے مرہٹہ قوم کی شاہانہ سرپرستی فرما کر اس تاریخی ربط کی تجدید فرمائی ہے جو ہمارے ضلع کے ایک فرد راؤ رنبھا جی نملکر نے فتح کھیلڈا (ضلع بلدانہ) کی جنگ میں حضرت آصفجاہ اول کی خدمات انجام دے کر قائم کیا تھا ،، (ضلع بلدانہ کے مرہٹوں کے نمائندے) ۔

تعلیمی سرگرمیوں کی وسعت و ترقی

۳۶٫۶۴ لاکھ روپے کا مزید عطیہ

سال رواں کے موازنہ میں تعلیمات کے لئے گزشتہ موازنوں سے زیادہ گنجائش رکھی گئی ہے

ممالک محروسہ سرکار عالی کے باشندوں کی اخلاق اور مادی ترقی کو فروغ دینے والی سرگرمیوں کی ہر ممکن امداد حکومت سرکار عالی کی حکمت عملی کا ایک بنیادی اصول ہے۔ چنانچہ تعلیم، صحت عامہ اور دیہی تنظیم جیسی قومی تعمیری سرگرمیوں کی وسعت و ترقی کے لئے حکومت ہمیشہ فیاضانہ عطیے منظور کرتی رہی ہے۔ اگرچہ جنگ کی وجہ سے سرکار عالی کے مالیات پر غیر معمولی بار عاید ہوگیا ہے تاہم حکومت نے قومی تعمیری سرگرمیوں کے مصارف میں کوئی کمی نہ کی بلکہ اس کے برعکس سال رواں کے موازنہ میں ایسی تمام تجاویز کو وسعت و ترقی دینے کے لئے مزید رقمیں فراہم کی گئی ہیں جن کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود میں اضافہ کرنا ہے۔

عوام کے نقطۂ نظر اور طرز معاشرت میں تبدیلی پیدا کرنے کا اہم ترین ذریعہ تعلیم ہے اور قدرتی طور پر اسے ترجیح حاصل ہے۔ چنانچہ سررشتہ تعلیمات اور جامعہ عثمانیہ کی سرگرمیوں کو وسعت و ترقی دینے کے لئے سال رواں کے موازنہ میں ۳۶٫۶۴ لاکھ روپے کی مزید گنجائش رکھی گئی ہے اور اس طرح مصارف تعلیم کی مجموعی مقدار ۱،۳۸،۸۶،۰۰۰ روپے ہوگئی ہے۔ اس زاید گنجائش کی پابجائی کے لئے دس لاکھ روپے مدمحفوظ برائے ترقیات مابعد جنگ سے بھی حاصل کئے جائیں گے جو تعلیم، صحت عامہ، طبی امداد، دیہی تنظیم اور صنعتی ترقی جیسے قومی تعمیری امور کو وسعت دینے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

تعلیمی ترقی کا یہ لائحۂ عمل سررشتہ تعلیمات کے مختلف شعبوں سے متعلق ہے اور اسے روبہ عمل لانے کے لئے ۲۰ لاکھ روپے سالانہ متوالی اور ۱۳٫۵۶ لاکھ روپے غیر متوالی مصارف کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ غیر متوالی عطیہ زیادہ تر مدارس کے لئے فرنیچر، آلات سائنس اور دوسری تعلیمی ضروریات فراہم کرنے پر صرف کیا جائے گا۔

فنی اور پیشہ واری تعلیم کے لئے ۱۳٫۸۱ لاکھ روپے مختص کردئے گئے ہیں اور یہ تجویز ہے کہ پربھنی میں ایک زرعی مدرسہ کھولا جائے اور مختلف اضلاع میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے متعدد صنعتی مدارس بھی قائم کئے جائیں۔ اورنگ آباد اور ورنگل کے موجودہ صنعتی مدارس، پیشہ واری فوقانی مدارس بنادئے جائینگے۔ ان کے علاوہ صنعتی اور فنون لطیفہ و دستکاری کے مدارس کی از سر نو تنظیم اور لڑکوں اور لڑکیوں کے پیشہ واری مدارس کے اساتذہ کی تربیت کے انتظامات بھی اس لائحۂ عمل میں شامل ہیں۔

ابتدائی تعلیم کے بارے میں یہ تجویز ہے کہ ایک ایک استاد والے ۱۱۰۰ مدارس کی از سر نو تنظیم کی جائے اور جن مدرسوں میں طلبہ کی تعداد زیادہ ہے

شہر حیدر آباد میں اغذیہ کی راتب بندی

پیش نظر اسکیم کی اہم خصوصیات

خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سخت سزائیں

حمیدالدین احمد صاحب کنٹرولر اے۔ آر۔ پی نے ایک صحافتی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے بلدہ حیدر آباد میں اغذیہ کی راتب بندی کرنے کی مجوزہ اسکیم کی نمایاں خصوصیات بیان کیں کیونکہ حکومت نے راتب بندی کا کام بھی محکمہ اے۔ آر۔ پی کے تفویض کیا ہے۔ حمیدالدین احمد صاحب نے اس بیان کی تردید فرمائی کہ یکم مارچ سنہ ۱۹۴۴ ع سے اہم اشیاء خوردنی کی راتب بندی کا نفاذ ہوگا کیونکہ ابھی تک کسی تاریخ کا تعین نہیں کیا گیا ہے اور راتب بندی کے کارڈوں کی اجرائی کے متعلق یہ بیان کیا کہ ہر شخص کے واسطے پورے ایک سال کے لئے راتب کا کارڈ جاری کیا جائے گا۔ راتب بندی کے لئے مردم شماری کے دوران میں غلط معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کرنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے حمیدالدین صاحب نے کہا کہ اسی کوششوں کی روک تھام کے لئے ایک خصوصی قانون بنایا گیا ہے جس کی رو سے غلط اطلاعات دینے والوں کو سزائیں دی جائیں گی۔

طریق کار کے متعلق شبہات کا ازالہ

راتب بندی کے کارڈ کے ذریعہ اغذیہ حاصل کرنے کے طریقہ کے متعلق عوام کے دل میں بعض شکوک پیدا ہوگئے ہیں جنہیں رفع کرنے کے لئے طریق کار کی وضاحت کو ضروری خیال کرتے ہوئے حمیدالدین صاحب نے فرمایا کہ اس ضمن میں جو خاص شکوک پیدا ہوگئے ہیں وہ یہ ہیں کہ راشننگ افسر سے ہر ہفتہ راشن کارڈ حاصل کرنے ہوں گے اور اس لئے عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ اجناس خوردنی کا راتب حاصل کرنے کے لئے شکر اور روغن کی طرح کوئی طریق کار اختیار کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اجناس خوردنی کا راشن کارڈ (۵۲) ہفتوں پر مشتمل پورے ایک سال کے لئے ہوگا جس کی ابتدا اس تاریخ سے ہوگی جو حکومت شہری راتب بندی کے نفاذ کے لئے مقرر کریگی۔ ہر راشن کارڈ ایک فرد کے لئے ہوگا جو اس کے یا کمسن بچوں یا نابالغ افراد کی صورت میں ان کے صدر خاندان کے سپرد کیا جائے گا۔ ہر کارڈ کے ذریعہ ہفتہ میں دو مرتبہ اجناس خوردنی حاصل کی جاسکیں گی جس کے معنی یہ ہیں کہ چار اشخاص کے ایک اوسط خاندان کے لئے چار کارڈوں میں سے ایک کارڈ کے ذریعہ روزانہ رسد دستیاب ہوسکتی ہے یا متبادل صورت میں پورے چار کارڈوں کے ذریعہ ہفتہ میں ایک بار رسد حاصل کی جاسکتی ہے۔

ماہانہ راتب

دوسرا یہ راشن کارڈ کے ذریعہ ہفتہ میں ایک مرتبہ کے بجائے ہر ہفتہ اجناس خوردنی خریدنے کے طریق کار کے قابل عمل ہونے پر کیا جاتا ہے۔ اس طریق کار پر خاص اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ شہریوں کی اکثریت مہینہ میں ایک بار خریدنے کی عادی ہے پر یہ کہ ہفتہ وار خریداری سے اعتبار پر خریدنے کی سہولتیں ختم ہوجائینگی اس معاملہ میں حکومت کا فیصلہ غذائی مشاورتی مجلس کے مشورہ پر مبنی ہوگا تاہم اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل امور پر احتیاط سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

ماہانہ راتب حاصل کرنے کے متعلق متعدد اعتراضات دوسرے مقامات پر راتب بندی کے حقیقی تجربہ

کی بناء پر کئے جاتے ہیں - ماہانہ راتب کے متعلق پہلا اعتراض یہ ہے کہ جو لوگ راتب بندی سے قبل غیر محدود رسدات خرچ کرنے کے عادی تھے راتب بندی کے بعد ختم ماہ پر سخت مشکلات میں گرفتار ہوجاتے ہیں - کیونکہ وہ راتب بندی کے بعد بھی زیادہ تر پہلے کی طرح اپنی رسدات صرف کرتے ہیں جس کا بڑا محرک یہ ہوتا ہے کہ ایک ماہ کے لئے اجناس خوردنی کا وافر ذخیرہ ان میں طمانیت کا وہ احساس پیدا کرتا ہے جو مقابلۃً ایک ہفتہ کے راتب کی قلیل مقدار سے نہیں پیدا ہوسکتا - اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مہینے کے ختم سے پہلے دو تین دنوں تک صرف کے لئے ان کے پاس غلہ باقی نہیں رہتا - ماہانہ راتب حاصل کرنے کے متعلق دوسرا اعتراض یہ ہے کہ تجار کی جانب سے ممکن ہے کہ یہ افواہ اڑا کر دہشت پھیلائی جائے کہ مہینے کے پہلے ہفتہ میں ماہانہ راتب حاصل کرنے کے باعث شہر میں بہت کم غلہ رہ گیا ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ ماہانہ راتب دینے سے نمایاں ذخائر میں قابل لحاظ کمی ہوجاتی ہے - نمایاں ذخائر سے شہر میں موجودہ غلہ کی ایسی حقیقی مقدار مراد ہے جو ان مقداروں کے علاوہ ہو جو یوماً فیوماً باہر سے آتی ہیں - ذخیرہ جمع کرنے کی مشکلات کی وجہ سے غلہ کی کثیر مقداریں معمولی حالات میں بھی شہر میں نہیں رکھی جاتیں بلکہ اس کا انحصار پیدا کرنے والے علاقوں سے وقتاً فوقتاً آنے والی رسدات پر ہوتا ہے - اگر ہر ماہ راتب دیا جائے گا تو نمایاں ذخائر میں اچانک کمی واقع ہوجائے گی - گو پورے ماہ کے دوران میں رسدات کی آمد سے ان ذخائر کی کمی پوری ہوتی رہتی ہے تاہم ایک مرحلہ ایسا آسکتا ہے کہ اس پر پہنچکر ہمارے پاس بہت کم ذخائر رہ جائیں گے - بہت ممکن ہے کہ اس وقف سے دلچسپی رکھنے والی جماعتیں ناجائز فائدہ اٹھا کر دہشت پیدا کرنے کی کوشش کریں خاص طور پر اس لئے کہ آج کل ہر شخص افواہوں سے بآسانی متاثر ہوسکتا ہے۔

ہفتہ وار راتب

ہفتہ واری راتب کے متعلق اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے حمیدالدین صاحب نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں پہلا اعتراض یہ ہے کہ مہینہ میں بجائے ایک مرتبہ کے چار مرتبہ راتب حاصل کرنے سے اعتبار پر خریداری کی سہولتوں میں جو اس وقت عوام کو حاصل ہیں رکاوٹ پیدا ہوگی - اس اعتراض کے متعلق یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ راتب بندی میں تقسیم کے نظام کو کس طرح روبکار لایا جائے گا - اس غرض کے لئے سارے شہر میں ایسی دوکانیں محدود تعداد میں قائم کی جائیں گی جن پر سخت نگرانی قائم ہوگی یا جو ایسی نگرانی کو قبول کریں گی - ان دوکانوں میں سے ہر دوکان تقریباً (۵۰۰) خاندان کے دو ہزار راشن کارڈ درج رجسٹر کریگی - تجویز یہ ہے کہ ان دوکانوں میں ہر محلہ کی موجودہ دوکانوں کو شامل کرلیا جائے تا کہ کوئی بیوپاری بیروزگار نہ ہونے پائے - راتب بندی کی اسکیم کے تحت ایسی دوکانات کے لئے ایک خاص شرط یہ ہوگی کہ ان دوکانوں کے خریداروں کی تعداد کافی ہو یعنی یہ کہ ایسی دوکان کم از کم (۲۰۰۰) راشن کارڈوں کو درج رجسٹر کرے - یہ امر یقینی ہے کہ ایسی دوکانوں پر جو اعتبار کی سہولتیں بہم نہ پہنچائیں یا اچھی خدمت انجام نہ دیں لوگ غذائی اجناس کے حصول کے لئے اپنے کارڈ درج رجسٹر نہیں کرائیں گے - اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایسی دوکانیں عوام کی خدمت کے معیار اور سہولتوں کے معاملہ میں دوسری دوکانوں کا مقابلہ نہ کرسکیں گی اس لئے وہ از خود ختم ہوجائیں گی - اس سے راتب بندی کی اسکیم کے تحت چلر فروشوں کو فروغ حاصل ہوگا - اگر تاجروں کی ایک خاص جماعت مخصوص خریداروں کو اعتبار پر خریداری کی سہولتیں دیتی رہے تو یقیناً خریدار بھی تاجروں کی دوکانوں پر اپنے کارڈ درج رجسٹر کرائیں گے - اگر ایسا نہ ہو تو خریدار ایسی دوکانیں تلاش کرنے کی کوشش کریں گے جہاں اعتبار کی سہولتیں مل سکیں - اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صرف ان ہی دوکانات پر زیادہ تعداد میں راشن کارڈ پیش ہوں گے جو عوام کو زیادہ سہولتیں بہم پہنچائیں گی - جیسا کہ میں نے وضاحت کی ہے کہ خود محکمہ راتب بندی ، نظم ونسق کے نقطۂ نظر سے راتب کے مذکورہ دو طریقہ ہائے کار میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا کیونکہ اس امر کے فیصلہ کا تمام تر انحصار رسدات پر ہے -

ایک سال کے لئے راتب کا کارڈ

ایک سال کے لئے راتب کا کارڈ جاری کرنے کے فوائد کا ذکر کرتے ہوئے حمیدالدین صاحب نے فرمایا کہ ہر شخص کو پورے سال کا راشن کارڈ دیا جائے گا اور وہ ایک سال تک کسی سے کارڈ حاصل کرنے کی ضرورت سے بے نیاز ہوجائے گا جس کے باعث

اس کا بھی امکان ہے کہ چور بازاری بڑے پیمانہ پر خرید و فروخت کا انسداد ہوجائیگا۔ کوپن کی اجرائی کی صورت میں ممکن ہے کہ اس کو کسی ایسے مہینہ میں فروخت کردیا جائے جبکہ صاحب کوپن کو کسی خاص اشیاء کی ضرورت نہ ہو لیکن راشن کارڈ کو فروخت کرنا ممکن نہ ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے خود فروخت کنندہ کو ایک سال تک غذا نہ مل سکے گی۔ یہ صورت بھی ہمارے پیش نظر ہے کہ ممکن ہے کہ لوگ دوسرے مقیم حضرات کو اپنے راشن کارڈ فروخت کرکے شہر سے یا ہر چلے جائیں لیکن ایسی حرکات کا پتہ چلانے کے لئے ممکنہ انتظامات کئے گئے ہیں جو دوسرے مقامات کی کارروائیوں پر مبنی ہیں اور جو شخص اس فعل کا مرتکب ہوگا اس کا فوراً نہیں تو کم از کم کچھ عرصہ کے بعد ضرور پتہ چل جائیگا۔

سخت سزائیں

راشن بندی کے لئے مردم شماری کے دوران میں غلط معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کرنےوالوں کو آگاہ کرتے ہوئے حمیدالدین صاحب نے کہا کہ راشننگ پیرشری ایکٹ کی رو سے مردم شماری کے دوران میں غلط معلومات بہم پہنچانے یا مردم شماری میں رکاوٹ پیدا کرنے پر سخت سزائیں دی جائینگی اور آخر میں عوام کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے مردم شماری کے دوران میں تعاون عمل برتا جسے خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے سماجی کارکنوں کی مساعی نے کافی موثر بنادیا۔

پوشیدہ ذخیرہ کی شکایت چاہئے

(۱) بعض خود غرض بڑے کاشتکار اور تاجر آج کل اس فکر میں لگے ہوئے ہیں کہ جس طرح ممکن ہو آپ کے گاڑھے پسینہ کی کمائی اپنی تجوریوں میں منتقل کرلیں۔

(۲) اس غرض کے لئے وہ کبھی سرکار کی مقررکی ہوئی قیمتوں پر غلہ فروخت کرنے سے انکار کرتے ہیں اور کبھی اپنا مال چھپا کر آپ سے کہدیتے ہیں کہ دوکان میں مال نہیں ہے۔

(۳) یہ لوگ آپ سے زیادہ دام حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

(۴) اگر آپ کو اپنے بیوی بچوں - بھائی بہنوں ماں باپ اور عزیز اقارب کے حقوق کا کچھ بھی پاس ہے تو اپنی محنت کی کمائی کو ان کے ہاتھ نہ لگنے دیجئے۔

(۵) اس کی آسان صورت یہ ہے کہ آپ تاجروں اور کاشتکاروں پر نظر رکھیں، ان کے مال کی نقل وحرکت سے باخبر رہیں، ان کے ملازمین کے ذریعہ ان کے گوداموں کا پتہ لگائیں اور ان کی ساری باتوں سے سرکار کو مطلع کردیں۔

(۶) سرکار کو اطلاع دینے والے انعام بھی پائینگے

حیدرآباد کوآپریٹیو انشورنس سوسائٹی محدود حیدرآباد دکن
قائم شدہ سنہ ۱۳۲۵ف

مشہور اکچوری - پروفیسر - کے - بی - مادھوا اپنے ویالیوویشن رپورٹ مورخہ ۲۷ - ۸ - ۱۳۴۳ف میں فرماتے ہیں کہ

”آپ کی انجمن کے اخراجات کا تناسب حسب سابق غیر معمولی طور پر کم ہے - جیسا کہ میں نے اپنی سابقہ رپورٹ میں ذکر کیا ہے ایک میری دانست میں تو ایسا کوئی اور بیمہ کا ادارہ نہیں ہے جس نے ایسی کفایت شعاری سے کام کیا ہو۔ اور آئندہ بھی ایسی مثال ملنا دشوار ہے“

جملہ کاروبار وصول شدہ	زائد از ایک کروڑ اٹھائیس لاکھ
جملہ کاروبار ادا شدہ	ایک کروڑ پانچ لاکھ
محفوظات	۱۲ لاکھ کے قریب
تناسب اخراجات	۲۶۶

حیدرآباد کے لیے ایک صنعتی لائحہ عمل کی تشکیل

مشہور عالم سائنسدان کا ہدیہ ستائش

صنعتی تحقیقاتی مجلس کی سرگرمیاں

برطانیہ میں حیدرآباد کا تجارتی کمشنر مقرر ہونے کا امکان

مشہور عالم سائنس داں اور لندن کی رائل سوسائٹی کے معتمد پروفیسر اے - بی هل نے حیدرآباد کی صنعتی تحقیقاتی مجلس کے ارکان کو مخاطب کرتے ہوئے ان کوششوں کو بہت قابل تعریف قرار دیا جو مملکت حیدرآباد کی صنعتی ترقی سے متعلق ایک لائحہ عمل کے تحت انجام دیجارهی هیں - حیدرآباد کی صنعتی تحقیقاتی مجلس دو سال قبل قائم کی گئی تھی اور ایسے تجربے کرنے میں مصروف ھے جو ملک کی صنعتی ترقی میں بہت مفید ثابت ہونگے۔ جناب غلام محمد صاحب صدر المہام مالیات نے اپنی تقریر میں ان رکاوٹوں اور مشکلوں کا ذکر فرمایا جو سرمایہ کی کمی، فن دانوں کی عدم دستیابی اور جنگ کے پیدا کردہ حالات کی وجہ سے مجلس کے کام میں حائل هیں اور یہ توقع ظاہر فرمائی کہ ان دقتوں کے باوجود آئندہ دو سال کے عرصہ میں یہ مجلس نمایاں کام انجام دینے میں کامیاب ہوگی۔ بدوران تقریر صدر المہام بہادر مالیات نے لندن میں حیدرآباد کا ایک ٹریڈ کمشنر مقرر کرنے کے امکانات کا بھی اظہار فرمایا - انڈین سائینس انسٹی ٹیوٹ واقع بنگلور کے ڈائرکٹر سر جے - سی گھوش نے مختلف تحقیقاتی شعبوں کو مربوط کرنے کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کرنے پر حکومت سرکارعالی کو مبارکباد دی اور یہ خیال ظاہر فرمایا کہ اس ضمن میں برطانوی ھند بھی حیدرآباد کی تقلید کریگا۔

صنعتی تحقیقاتی مجلس کی سرگرمیاں

سرکارعالی کے ریلوے بورڈ کے مینیجنگ ڈائرکٹر کرنل سلاٹر نے پروفیسر هل کا خیرمقدم کرتے ہوئے فرمایا کہ حیدرآباد کی صنعتی و حکمیاتی تحقیقاتی مجلس اپنے قیام سے اب تک بہت هی اهم تحقیقی کام میں مصروف رهی ھے اور اس سے حوصلہ افزا نتائج مترتب ہوئے هیں - صنعتی تحقیقات کے لئے نو کمیٹیاں قائم کی گئی هیں جو روغنیات، ادویات، کیمیاوی اشیاء، کوزہ گری، ایندھن اور صحرائی پیداوار سے استفادہ جیسے امور سے متعلق هیں - فی الحال یہ کمیٹیاں مقامی طور پر دستیاب ہونے والی خام اشیاء کے صنعتی استعمال پر اپنی توجہ مرکوز کئے ہوئے هیں -

تحقیقاتی کام سرکاری دارالتجربہ اور جامعہ عثمانیہ کے تجربہ خانوں میں انجام دیا جارہا ھے - اس مجلس کی تحقیقات مقامی صنعتوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ھے اور اس وقت تک موم جامہ، طباعتی روشنائی، کاغذ اور مقوہ تیار کرنے کے لئے مفید تجربے کئے جاچکے هیں - اس کے علاوہ هڈیوں سے سپرفاسفیٹ اور گلو، مقامی طور پر دستیاب ہونے والی مٹی سے الومینا فیرک اور الومینم سلفیٹ، تمباکو کے بیکار اجزا سے نیکوٹین، شیرے سے آکزیلک ایسڈ اور الکوحل سے ایسیٹک ایسڈ تیار کرنے کے متعلق کامیاب تجربوں سے بھی استفادہ کیا جارہا ھے - مزید برآں انجنوں کے لئے مقامی طور پر دستیاب ہونے والے نیل استعمال کرنے اور کوزہ گری

اور میناکاری کے لئے مقامی خام اشیاء سے کام لینے اور ہوالئیم سالٹس وغیرہ تیار کرنے کی اسکیمیں، بھی تحقیقاتی مجلس کے دائرۂ عمل میں داخل ہیں ۔

دیگر تجاویز

کرنل سلاٹر نے ممالک محروسہ میں تحقیقاتی کام کے ضمن میں یہ خیال ظاہر فرمایا کہ صنعتی، زرعی اور علمی تحقیقات کو باہم مربوط کرنے کے لئے ایک اعلی صنعتی مجلس کا قیام ضروری ہوگا اور اس کے بعد تمام مدارس میں سائنس کی تعلیم کا بہتر انتظام کرنے اور اس کو وسعت دینے کی بھی ضرورت ہوگی۔ ہمیں ایسے بہت سے کام انجام دینے ہوں گے جن کے لئے نوجوانوں کی حکمیاتی تربیت غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ کرنل سلاٹر نے ایسے نوجوانوں کے لئے جو صنعتی کاموں میں مصروف ہیں فنی تربیت کے ایسے انتظام پر بھی زور دیا جس کے ذریعہ وہ کلی یا جزوی نصاب سے مستفید ہوسکیں ۔ بدوران تقریر کرنل سلاٹر نے یہ بھی بیان کیا کہ زرعی تحقیقات کے نتائج سے استفادہ کرنے کی ایک اسکیم بھی مرتب کی جارہی ہے۔

سائنس داں کا مقام

جناب غلام محمد صاحب صدرالمہام مالیات نے اس امر پر اظہار افسوس فرمایا کہ سائنس دانوں کو وہ مرتبہ نہیں دیا گیا جس کے وہ مستحق ہیں ۔ بدوران تقریر صدرالمہام بہادر مالیات نے صنعت وحرفت، زراعت و جنگلات اور ادویات سے متعلق تین شعبوں پر مشتمل ایک تجربہ خانہ اور سائنسدانوں کے لئے ایک ادارہ قائم کرنے کے بارے میں مابعد جنگ ترقیات کے لئے قائم شدہ ایک مجلس کی سفارشات کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ جامعہ عثمانیہ میں ذاتی مصارف سے ایک صنعتی کیمیائی تجربہ خانہ قائم کیا گیا ہے اور صنعتی اغراض کے لئے ایک جداگانہ دارالتجربہ بھی موجود ہے جس پر ایک لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں ۔ ان تجربہ خانوں میں جو تحقیقی کام ہو رہا ہے اس کے نتائج سے حکومت اور کارخانہ داروں کو واقف کیا جائیگا تاہم تحقیقات و تجربات کے نتائج معلوم ہونے میں لازمی طور پر کچھ عرصہ لگے گا ۔ صنعتی ترقی کے لئے مقامی کارخانہ داروں کا نقطۂ نظر وسیع ہونا ضروری ہے ۔ چنانچہ انہیں چاہئے کہ وہ بھی آگے بڑھیں اور تحقیقاتی کام کو ترقی دینے میں پورا حصہ لیں ۔ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے غلام محمد صاحب نے فرمایا کہ مملکت حیدرآباد کے صنعتی مسائل کو نظر انداز نہیں کیا گیا ہے بلکہ ان سے متعلق امور کا بخوبی مطالعہ کیا جارہا ہے اور یہ یقین دلایا کہ صنعتی ترقی کا خاکہ موجود ہے اور اسے روبہ عمل لانے کے لئے سرمایہ بھی فراہم کیا جائے گا ۔

طویل المدت لائحہ عمل

پروفیسر هل نے حیدرآباد میں مختلف قسم کی حکمیاتی اور صنعتی سرگرمیوں کو مربوط کرنے کی کوشش پر اظہار مسرت کیا اور یہ خیال ظاہر فرمایا کہ طویل المدت لائحہ عمل زیادہ مفید اور قابل عمل ہوگا ۔ انگلستان کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر هل نے فرمایا کہ ضروری مشینوں اور پلانٹ کی دستیابی میں وہاں بھی کافی مشکلات پیش آرہی ہیں ۔ انگلستان میں حکمیاتی مشاورتی مجلس کے اراکین نے برطانوی خزانہ کے اراکین سے قریبی تعلق قائم کر رکھا ہے ۔ ہندوستان میں بھی حکمیاتی پالیسی سے متعلق کمیٹیاں قائم کرنے کی شدید ضرورت ہے ۔ ان کمیٹیوں کا یہ فرض ہوگا کہ وہ حکومت کو صنعتی تحقیقات کے اصول اور طریقوں سے واقف رکھیں اور اسے پوری طرح ملحوظ رکھیں کہ حکومت کا کیا منشاء ہے ، وہ کیا کرنا چاہتی ہے اور کس حد تک کمیٹیوں کی مالی امداد کرسکتی ہے ۔ پروفیسر هل نے حکمیاتی اور تحقیقاتی کمیٹیوں اور مجالس مباحث کے درمیان قریبی اشتراک عمل کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر ہم دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ہمارے لئے یہ ناگزیر ہے کہ سیاست اور دوسرے مسلکوں کو نظر انداز کرکے گوناگوں خیالات و نظریات اور ضروریات سے فائدہ اٹھائیں۔

ایک قومی ادارہ کی ضرورت

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے پروفیسر هل نے فرمایا کہ ہندوستان میں قومی اساس پر ایک ایسے ادارہ کی تنظیم کی ضرورت ہے جو برطانیہ ، برطانوی مقبوضات اور ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے قریبی ربط قائم کرے ۔ دو ڈھائی سال قبل حکومت ہند سے یہ خواہش کی گئی تھی کہ وہ ہندوستان کے دو یا تین سائنسدانوں کو برطانوی سائنسدانوں کے مرکزی ادارہ کے مباحث میں حصہ لینے کے لئے انگلستان بھیجے لیکن ابتک اس تجویز پر عمل نہیں ہوا ۔ مناسب ہوگا کہ دو تین سائنسداں دفتر وزارت ہند سے متعلق کردئے جائیں تاکہ وہ برطانیہ میں سائنس کی ترقیوں سے حکومت ہند کو باخبر کرتے رہیں ۔ پروفیسر هل نے اس امر پر خاص طور پر زور دیا کہ سائنسدانوں کے لئے زیادہ سے زیادہ ممکنہ سہولتیں فراہم کی جائیں اور ان کی ضروریات بخوبی پوری کی جائیں تاکہ انہیں اپنے کام سے زیادہ دلچسپی اور انس ہوسکے ۔

حیدر آباد کی جنگی مساعی میں محکمہ محابس کا حصہ

محبسوں کے کارخانے تجارتی اصول پر چلائے جارہے ہیں

دو لاکھ روپیے سے زیادہ منافع ہوا۔

سنه ۱۳۵۰ف میں محکمۂ محابس کے نظم و نسق پر سرکاری تبصرہ میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ممالک محروسہ کی جنگی مساعی میں محابس کا حصہ اس سال کی ایک نمایاں خصوصیت ہے ۔ حیدرآباد کا صدر محبس جنگی ٹھیکوں کی تکمیل کے لئے دن رات کام کرتا رہا اور محکمۂ رسد کے واسطے (۷۵۰۹۰) ملبوسات تیار کئے ۔

محابس کے کارخانوں کا منافع

محکمہ واری رپورٹ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ محابس کے کارخانے تجارتی اصول پر چلائے جارہے ہیں حکومت نے خام اشیاء اور آلات وغیرہ کی خریداری کے لئے محکمہ مذکور کو سرمایہ دیا ہے جو تیار کردہ اشیاء کی قیمت وصول ہونے کے بعد ادا کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ بدوران سال زیر تبصرہ محکمہ محابس نے اپنے کارخانوں کے مصارف کیلئے حکومت سے ۱۶۶۴۷۹-۵-۱ روپے حاصل کئے ۔ اور تیار کردہ اشیاء کی قیمت سے ۳۸۱۶۱۳-۳-۲ روپے حکومت کو دئے اسطرح حکومت کو محابس کے کارخانوں سے ۲۱۳۱۳۳-۱۴-۱ روپے منافع ہوا ۔

قلیل المدت سزاؤں میں کمی ہونی چاہتیے

رپورٹ مذکور سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ قیدیوں کی روزانہ تعداد میں کچھ اضافہ ہوا چنانچہ سنه ۱۳۵۰ف اور سنه ۱۲۵۰ف کے اعداد علی الترتیب ۳۴۶۱ اور ۳۳۲۸ ہیں ۔ اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ عدالت ہائے فوجداری میں زیادہ عرصہ تک مقدمات کی سماعت جاری رہی جس سے زیر سماعت قیدیوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا ۔ اور دوسرا سبب یہ ہے کہ قلیل المدت سزائیں زیادہ دی گئیں ۔ رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قلیل المدت سزائیں نہ تو جرائم سے باز رکھنے کا باعث ہوتی ہیں اور نہ اصلاحی اعتبار سے ہی موثر ثابت ہوتی ہیں ۔ لیکن ان کی وجہ سے بلا ضرورت محابس میں قیدیوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے ۔ اس کے علاوہ ایسے مجرم جو کبھی کبھی جرم کے مرتکب ہوتے ہیں عادی اور جرائم پیشہ قیدیوں سے قریب تر ہو جاتے ہیں جو کسی طرح بھی مناسب نہیں ۔ اس سال ایسے قیدیوں کی شرح ۸۷٫۵ فی صد تک پہنچ گئی جنہیں صرف تین ماہ یا اس سے کم سزا دی گئی تھی ۔ چنانچہ سرکاری تبصرے میں عدالتوں کو سنه ۱۳۲۲ف میں جاری کردہ ہدایات کی جانب متوجہ کرتے ہوئے یہ زور دیا گیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہوسکے قلیل المیعاد سزائیں دینے سے احتراز کی اہمیت کو ملحوظ رکھا جائے

اعداد و شمار

ابتدائے سنه ۱۳۵۰ف میں ممالک محروسہ کے محابس میں ۳۵۶۳ قیدی تھے اور بدوران سال ۱۳۶۲۶ سزا یافتہ داخل کئے گئے ۔ ۳۷۱۹ قیدی مختلف اوقات میں رہا کئے گئے اور اختتام سال پر قیدیوں کی مجموعی تعداد ۳۴۷۰ تھی جس میں ۳۴۲۰ مرد تھے اور ۵۰ عورتیں تھیں ۔ سنه ۱۳۵۰ف اور سنه ۱۳۴۹ف میں علی الترتیب ۱۳۳۰۳ اور ۱۳۳۳۳ سزا یافتہ محابس میں داخل کئے گئے تھے ۔

سال زیر تبصرہ کے آغاز میں ممالک محروسہ کے محابس میں ۳۴۰۸ قیدی موجود تھے اور بدوران سال ۳۳۷۰ سزا یافتہ داخل کئے گئے ۔ قیدیوں کی مجموعی تعداد ۶۷۷۸ تھی ۔ سنه ۱۳۵۰ف اور سنه ۱۳۴۹ف میں یہ تعداد علی الترتیب ۹۰۵۰ اور ۶۷۲۰ تھی ۔

تعلیم

قیدیوں کو تعلیم دینے کا سلسلہ بدستور جاری رہا لیکن بمقابلہ سال گزشتہ اس سال نوشت و خواند کے قابل قیدیوں کی تعداد ۱٫۷ فیصد کم ہو گئی ۔ بدوران سال محابس کے مدرسوں میں ۹۱۸ ناخواندہ قیدیوں کو لکھنا پڑھنا سکھایا گیا ۔

تفریحات

تفریح کے لئے بھی سہولتیں بہم پہونچائی گئیں اور باسکٹ بال ، والی بال ، ورزش ، رسہ کشی ، کبڈی وغیرہ کا انتظام کیا گیا جس سے تمام قیدی مستفید ہوے

غیر سرکاری معائنہ کنندے

سرکاری تبصرے میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ غیر سرکاری معائنہ کنندوں کی تعداد ناکافی تھی اور مقامی عہدہداروں کو چاہئے کہ وہ اس میں اضافہ کی کوشش کریں کیونکہ اس سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ پبلک کو عہدہ داران محابس کی کارکردگی اور طرزعمل سے واقفیت ہوگی اور باہمی اعتماد پیدا ہوگا ۔ قیدیوں کی امداد کے لئے جو انجمنیں ہیں وہ بھی بہت عرصہ سے خاموش ہیں ۔ اگر وہ اس کام سے دلچسپی لینے لگیں تو اس سے بہت فائدہ ہوسکے گا ۔
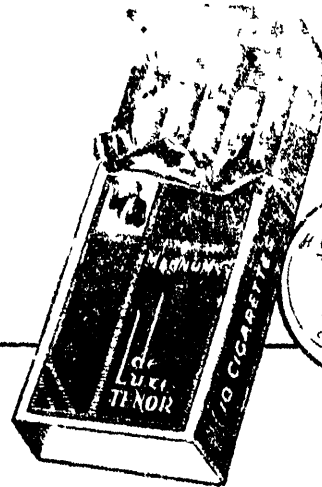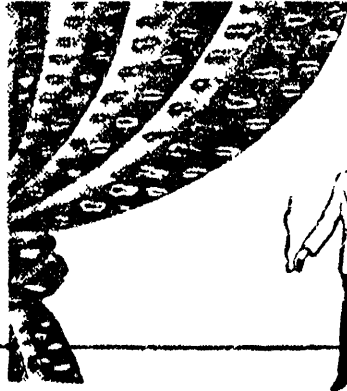
ابنائے وطن کی خاطر تھوڑا سا وقت صرف کیجئے

(۱) اگر بیوپاری آپ کو سرکار کی مقررکی ہوئی قیمتوں پر مال نہ دیں تو آپ مجبوراً زیادہ دام دیکر مال خرید لیتے ہیں ۔

(۲) محض آپ کی اس کمزوری کی وجہ سے چوربازار ترقی پر ہے ۔

(۳) اگر آپ تھوڑا سا وقت نکال کر خاطی تاجر کے خلاف کوتوالی میں شکایت کردیں تو نہ صرف آپ کو اس کا فائدہ ہوگا بلکہ آپ کے ابنائے وطن بھی آپ کی زحمت فرمائی سے ممنون و مستفید ہونگے ۔

باجرہ کا استعمال صحت بخش ہے

اس میں غذائیت زیادہ ہے اور سب کے لئے آسانی سے دستیاب ہو سکتا ہے

ممالک محروسہ سرکار عالی میں باجرہ کی وسیع کاشت کی جاتی ہے اور اوسطاً ہر سال ۳ لاکھ ٹن پیداوار حاصل ہوتی ہے لیکن اس کا بیشتر حصہ برآمد کر دیا جاتا ہے کیونکہ عوام کی بڑی تعداد اس کی غذائی افادیت سے واقف نہیں ہے -

ہندوستان میں غلہ کی موجودہ نازک صورت حال کی وجہ سے اغذیہ کے ماہروں نے باجرہ کی غذائی اہمیت دریافت کرنے پر بھی توجہ کی اور تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ صحت جسمانی کے لئے باجرہ بہت مفید ہے - چونکہ باجرہ بہت ارزاں ملتا ہے اور غریب ترین طبقہ بھی اسے استعمال کر سکتا ہے اس لئے یہ دریافت بہت اہمیت رکھتی ہے - باجرہ مختلف طریقوں سے پکا کر استعمال کیا جاسکتا ہے اور اگر اچھی طرح پکایا جائے تو بہت لذیذ ہوتا ہے -

اگر عوام اس سے بخوبی واقف ہوجائیں کہ باجرہ نہ صرف مزیدار ہوتا ہے بلکہ غذائی اعتبار سے بھی بہت مفید ہے تو حیدرآباد میں اس کا استعمال عام ہوجائیگا - باجرہ استعمال کرنے کے متعدد طریقے ہیں جن میں سے تین درج ذیل ہیں -

(۱) بھوسی صاف کرنے کے بعد باجرہ چاول کے بجائے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور اسے صاف کرنے کے دو طریقے ہیں - اگر باجرہ بڑے دانے والا اور تھوڑی مقدار میں ہو تو دو گھنٹے پانی میں بھگونے کے بعد اسے ہاتھ سے ملنا چاہئے اس طرح بھوسی خود بخود نکل جائے گی - اگر باجرہ کی مقدار زیادہ ہو تو اسے سکھا کر ایسی چکی میں دل لینا چاہئے جس کا اوپری پاٹ ہلکا ہو - باجرہ کی بھوسی نکل جانے کے بعد سفید دانہ نکل آتا ہے جو لسدار ہوتا ہے - صاف کیا ہوا باجرہ پکنے کے بعد کافی مزیدار اور چاول جیسا ہوتا ہے -

(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو باجرہ ٹھنڈے پانی میں بھگو کر دھوپ میں سکھالیا جائے اور اس کے بعد ریت خوب گرم کرکے اس میں بھون لیا جائے - بھوننے کے بعد باجرہ کا آٹا پیس لیا جائے - باجرہ کا آٹا شکر یا گڑ اور پانی میں پکا کر استعمال کیا جاتا ہے -

(۳) باجرہ کی چپاتیاں اور میٹھی ٹکیاں بھی بہت مزیدار ہوتی ہیں - یہ خیال رکھنا چاہئے کہ باجرہ کا آٹا ہفتہ عشرہ کے بعد خراب ہونے لگتا ہے -

مذکورۂ بالا تینوں طریقے آزمائے ہوئے اور کئی مقامات میں رائج ہیں - خانہ داری سے واقف عورتیں اور ہوشیار کھانا پکانے والے باجرہ استعمال کرنے کے متعدد دوسرے طریقے بھی دریافت کرسکتے ہیں - چونکہ لوگ عام طور پر باجرہ کی غذائی اہمیت سے واقف نہیں ہیں اسلئے بڑی مقدار باہر بھیجدی جاتی ہے - لیکن توقع ہے کہ اب باجرہ زیادہ مقدار میں استعمال کیا جائیگا کیونکہ یہ نہ صرف غذائی اعتبار سے بہت اہم ہے بلکہ بہت ارزاں بھی ہے اور اگر باجرہ کا استعمال عام ہوگیا تو ہزاروں خاندانوں کے لئے کافی غذائیت والی خوراک میسر ہو سکے گی -

پیٹ بھر کھانا کسطرح مل سکتا ہے -

۱ - غلہ کی طلب اور رسد کے مابین بالعموم جو توازن رہا کرتا تھا وہ جنگ کے خاص حالات کی وجہ سے قابل لحاظ حد تک متاثر ہوچکا ہے -

۲ - طلب کی زیادتی اور رسد کی دقتوں کا تقاضا یہ ہے کہ آپ زاید از ضرورت غلہ اپنے ہاں جمع نہ رکھیں اور کھانے پینے کی چیزوں کو ضائع نہ کریں -

۳ - اگر آپ اس مشورہ پر عمل فرمائیں تو خود آپ اور آپ کے ابنائے وطن مختلف مشکلات سے بچے رہینگے -

۴ - زاید از ضرورت غلہ جمع نہ کیجئے اور کھانے پینے کی چیزوں کو ضائع نہ کیجئے - اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کم کھائیں - پیٹ بھر کھائیے اور پیٹ بھر کھانا آپ کو اسی وقت ملتا رہیگا کہ آپ کھانا ضائع نہ کریں اور دوسروں کے حصہ کا غلہ اپنے کوٹھوں میں بند نہ رکھیں -

نظامیہ طبی کالج میں خواتین کے لئے یونانی طب کی تعلیم کا انتظام

حکومت سرکار عالی نے جب یونانی طب کا ایک محکمہ سنہ ۱۳۰۰ف میں قائم فرمایا ، تو اس کے ساتھ ساتھ ایک "مدرسہ طبیہ" کو بھی وجود بخشا تھا اسی درسگاہ کو طبابت یونانی کی جدید اسکیم (سنہ ۱۳۳۸ف) میں کالج کا موقف عطا کیا گیا ہے اور حضرت بندگان اقدس نے بذریعہ فرمان مبارک اس کو "نظامیہ طبی کالج" سے موسوم فرمایا۔

یہ کالج اب شاہانہ دلچسپیوں کی بدولت ، ایک ایسی تعلیم گاہ بن گیا ہے ، جو اقصائے ہند میں اپنے قسم کی اپنی ایک نرالی ہے۔ علوم وفنون کے تاجدار کی نظروں ایک عرصہ قبل یہ محسوس فرما چکی تھیں کہ قدیم مدرسہ اپنے پرانے نصاب کے لحاظ سے زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا ، اور نہ یونانی فن کو اس سے ترقی نصیب ہوسکتی ہے۔ اسی لئے اس کالج میں حسب فرمان اقدس جدید وقدیم فنون طبیہ کو ایسا سمو یا گیا اور ان کا اس طرح خوشگوار امتزاج کیا گیا ہے کہ جس سے یونانی طب کے متعلمین میں ایسی مہارت، جدت اور تحقیقات کا ذوق پیدا ہوسکے کہ جو اس فن کی بقاء کے حقیقی ضامن بن سکیں نیز اور اپنی صلاحیتوں سے ایسے ہی کار نامے پیش کرنے کے قابل ہوں کہ جیسے کہ جامعہ عثمانیہ کے سپوتوں نے پیش کرکے ملک کی وقعت کو آگے بڑھادیا ہے۔

اس کالج کی تعلیم دو درجوں پر مشتمل ہے۔ پہلی "ثانوی" حیثیت رکھتی ہے، اور دوسری اعلی "ثانوی" تعلیم کا نصاب چارسالہ مدت پر حاوی اور ذریعہ تعلیم زبان اردو ہے۔ اس میں کامیاب ہونے والا طالب علم "طبیب مستند" کی سند کا مستحق ہوتا ہے

اس درجہ کے لئے معیاری داخلہ کم از کم امیدوار کا میٹرک، مولوی یا منشی عالم کامیاب ہونا ضروری ہے۔ اور اعلی جماعت کی تعلیم دوسالہ ہے ، اس میں اس وقت تک کوئی امیدوار داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ چار سالہ مستندکی تعلیم سے فارغ نہ ہوچکا ہو ، نیز کم از کم مولوی عالم یا ، ایف اے (جس میں اس کی ثانوی زبان عربی رہی ہو) کامیاب نہ ہو

یہ قید اس لئے عاید کی گئی ہے کہ ، یونانی طب کی اعلی فنی کتابوں کا ذخیرہ اسی زبان میں مدون و محفوظ ہے ، اور جب تک طبیب ان سے استفادہ نہ کرے، اعلی دستگاہ اور قابلیت پیدا نہیں کرسکتا ہے، نہ اپنے فن کو ، جدید طب کے مقابلہ میں سائنٹفک اور اس کا ہم دوش بناسکتا ہے ، اور اس وقت تک ایسی کتابوں کا بہت کم ترجمہ ہوا ہے ، کیونکہ تاحال اس کام کے واسطے کوئی دارالترجمہ قائم نہیں یہ شرط اس درجہ کے لئے ایسی ہی ہے جیسی کہ جامعہ عثمانیہ میں انگریزی زبان کو لازمی ثانوی حیثیت حاصل ہے ، تاکہ طالب علم اپنے نصاب کے سواء متعلقہ کتب کے مطالعہ سے وسعت نظر اور ٹھوس قابلیت پیدا کرسکے۔

یہ درجہ طبیب ماہر کہلاتا ہے ، اس کی نصابی کتابیں ، اردو وعربی زبان میں ہیں ، اور طالب علم کو آخری سال میں ایک تحقیقی مقالہ لکھنا پڑتا ہے

جماعت ہائے مستند و ماہر میں جن مضامین کی تعلیم دیجاتی ہے ، وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) طبعیات جدید و قدیم۔
(۲) کیمیاء
(۳) منافع الاعضاء۔
(۴) تشریح علمی وعملی۔
(۵) کلیات (امور طبیعہ۔ علم احوال بدن انسان۔ علم الاسباب والعلامات ، (اصول علاج)
(۶) علم ادویہ مفردہ ومرکبہ۔
(۷) مرضیات قدیم و جدید (پیتھا لوجی) مع علم الجراثیم۔
(۸) طب قانونی متعلقہ شہادت وعلم السموم قدیم وجدید۔
(۹) حفظان صحت قدیم وجدید۔
(۱۰) معالجات۔

(۱) علم الجراحت جدید وقدیم -
(۲) علم القابله - " "
(۳) تاریخ و سیاسیات طب اور تحقیق و تطبیق ، مسائل قدیم و جدید -
(۴) تیمارداری -
(۵) پہلی طبی امداد -
(۶) منطق وفلسفه وصرف ونحو عربی -

اس تعلیمی انتظام کے ساتھ ساتھ اس کالج کو اس کی ضرورت سے ایسا مکمل کیا گیا ہے ، جو عصر جدید کے طبی کالجوں کے لئے لازمی ہیں۔ متعدد قیمتی تشریحی مجسمے ، ڈھانچے ، اور انسانی جسم کے مختلف حصوں کے بڑے بڑے تشریحی نقشے ، جو بطور خاص تیار کئے گئے ہیں ، دیگر آلات تعلیمی اور مفرد ادویہ کا ذخیرہ بغرض شناخت مہیا کیا گیا ہے -

ایک فنی کتب خانہ بھی قائم ہے ، جس میں ہرسال بہترین قلمی مطبوعہ اور جدید طبی کتابیں ، اضافہ ہوتی چلی آرہی ہیں ، جن سے طلبہ واساتذہ مستفید ہوتے رہتے ہیں ، چند سالوں میں توقع ہے کہ یہ کتب خانہ اپنے علمی سرمایہ کی وجہ سے کافی اہمیت حاصل کرلے گا -

کالج سے ملحق طالب علم کے لئے بہت سی عمل گاہیں بھی قائم کی گئی ہیں چنانچہ نظامیہ صدرشفاخانہ میں ایک معمل مرضیات (پیتھالوجیکل لیبورٹری) موجود ہے ، جہاں طلبہ کو مریضوں کے بول وبراز اور خون وبلغم وغیرہ کے کیمیائی طریقوں سے عصری آلات کے ذریعہ ، امتحان کی عملی تعلیم دیجاتی ہے -

نیز طلبہ دواخانہ کے بیرونی شعبہ (اوٹ ڈور پیشنٹ) میں نسخہ نویسی اور رہایشی شعبہ (انڈور پیشنٹ) میں مریضوں کا معائنہ ، وطریقہ علاج وغیرہ میں بھی ہرروز اپنے اساتذہ اطباء صاحبان کے زیرنگرانی تجربہ حاصل کرتے ہیں -

علاوہ ازیں ان کے لئے دواسازی کی عملی تعلیم حاصل کرنے کے واسطے اور "معمل الجراحته" (آپریشن تھیٹر) میں جراحی کی مشق اور "دارالاشراح" (ڈسکشن ہال) میں نعشوں کے چیرنے ، اور اصل اعضائے انسانی کے چشم دید معائنہ کے بھی انتظامات پایہ تکمیل کو پہنچائے جارہے ہیں -

عربی کے فاضل یا جدید اعلی اسناد رکھنے والے طلبہ کے لئے حکومت کی جانب سے وظائف بھی عطا ہوتے ہیں -

اوائل ماہ امرداد میں داخلہ اور ماہ اردی بہشت میں سالانہ امتحان منعقد ہوا کرتا ہے - شرکت امتحان کے واسطے ضروری ہے کہ ، طالب علم کی حاضریاں کم از کم (۷۵) فیصد ہوں -

اس کالج کو اور اس کے نظام تعلیم کو مختلف مکاتیب خیال کے ممتاز ماہرین نے بہت سراہا ہے -

چنانچہ ہندوستان کے نامور ، عالم مولانا سید سلیمان ندوی کے یہ تاثرات ہیں -

" ۲۱ - جنوری سے ۲۵ - فروری سنه ۱۹۴۰ ع تک پورا ایک مہینہ لکھنو ، حیدرآباد ، پونا اور بمبئی کے سفر میں گزرا ، اس دفعہ دکن کو ڈیڑھ ہی برس بعد جانے کا اتفاق ہوا مگر اس ڈیڑھ ہی برس میں حیدرآباد کی علمی وادبی ترقیوں میں غیر معمولی اضافہ پایا ، اور یہ بات بلا مبالغہ کہی جاسکتی ہے کہ اعلی حضرت سلطان العلوم کے عہد حکومت کا ہرسال علمی و ادبی ترقیوں کا ایک پورا دور ہوتا ہے "

"شہر کے اندر اس سال نئی ترقیوں میں صدر شفاخانہ طبیہ اور نظامیہ طبی کالج ہے - جو شہر کے مشہور مرکزی مقام چار مینار کے پیچھے واقع ہے ، واقعہ یہ ہے کہ میں اس کے تمام شعبوں کو اور اس کے اہتمام وانتظام کی خوبیوں کو دیکھکر ششدر رہ گیا ، اساتذہ زیادہ تر مسیح الملک مرحوم کے تلامذہ . . . . میں ہیں ، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی ستارہ شناس نے آسمان طب کے سارے منتشر ستاروں کو ایک مرکز پر جمع کرلیا ہے -

اس شفاخانہ اور طبیہ کالج کی اہمیت وعظمت کو سمجھنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ ، کسی مڈیکل کالج کو اپنے سارے اہتمام و انتظام اور وسعت کے ساتھ صرف اتنے فرق کے ساتھ تصور کرلیجئے کہ ڈاکٹروں کی جگہ اطباء ہیں ، اور انگریزی دواؤں کی جگہ طبی دوائیں اور علاج کے طریقے ہیں - اساتذہ کے لکچر سنئے ، ان کے طریقہ تعلیم کو دیکھا ، مکتب خانہ دیکھا ، تعلیمی شعبوں میں ایک نیا شعبہ تاریخ طب کا بھی تھا ، جس میں تاریخی تحقیقات سے بتایا جاتا ہے کہ -

بہت سی وہ باتیں جو نئی سمجھی جاتی ہیں وہ ہماری قدیم طب کے گوشوں میں بھی پڑی ہوئی ہیں غرض قدیم وجدید کی وہ خوشگوار آمیزش یہاں نظرآئی جو مرحوم حکیم اجمل خان کی طبی زندگی کی انتہائی خواہش تھی -"

حال ہی میں حکومت سرکارعالی نے ملک اور بیرون ملک کے مطالبہ پر اس کالج سے خواتین کو

بھی مستفید ہونے کی اجازت حسب ذیل قواعد و شرائط کے ساتھ عطا فرمائی ہے تاکہ یہ طبقہ بھی ''دور عثمانی،، کے برکات سے محروم نہ رہے اور نسوانی امراض کے علاج معالجہ میں اپنے ہم جنسوں کے درد اور دکھ کا صحیح مداوا کرسکے ۔

شرائط تعلیم

تعلیم مخلوط نہ ہوگی بلکہ پردہ کا معقول انتظام رہے گا ، اس کے باوجود طالبات کے لئے برقعہ میں آنا لازمی قرار دیا گیا ہے اور جو پردہ نہیں کرتی ہیں ، ان کے لئے بھی پردہ کی شرط لازمی رکھی گئی ہے ۔

حکومت سرکارعالی نے سردست دس طالبات کی تعلیم کی اجازت دی ہے ، داخلہ کا معیار وہی رکھا ہے جو طبیب مستند کے طلباء کے لئے ہے ، البتہ صرف اس سال کے واسطے رسالہ غیر سند یافتہ خواتین کو بھی شرکت کی اجازت دی گئی ہے اور اگر درخواستیں تعداد مقررہ سے زیادہ وصول ہوں تو انتخاب میں قابلیت کو وجہ ترجیح قرار دینے کی ہدایت کی ہے ۔

ناکتخدا طالبات کے لئے اجازت والدین ، یاسرپرست اور شادی شدہ ہونے کی صورت میں شوہر کا اجازت نامہ تعلیم لازمی قرار دیا ہے ۔

(۱۵) سال سے لے کر (۴۰) سال کی عمر تک کی خواتین شریک ہوسکتی ہیں ، ان طالبات کو علمی تعلیم کے بعد ''تجربہ عملی،، نظامیہ صدر شفاخانہ رہائشی کے زنانہ وارڈ میں کرایا جائے گا ۔

کالج کی آئندہ میقات جدید (امرداد سنہ ۱۳۴۳ف) سے اس تعلیم کا بھی آغاز ہوگا سرکاری طور پر فی الحال سواری کا انتظام نہیں ۔ سرکارعالی نے اپنی مہربانی سے اس تعلیم سے ملک کے ہر طبقہ کو زیادہ سے زیادہ متمتع کرنے کے لئے اس کالج کی تمام جماعتوں کی فیس معاف کردی ہے ، طلباء کے ساتھ ساتھ ، طالبات کو بھی وظائف عطا ہوں گے ۔ فقط

اضلاع کی خبریں

نظام آباد - نظام ساگر کی تعمیر کے بعد، جو تمام ہندوستان میں پانی کا دوسرا سب سے بڑا ذخیرہ ہے، ضلع نظام آباد میں زرعی سرگرمیوں کو غیر معمولی ترقی ہوگئی ہے۔ چنانچہ گزشتہ دو سال کے عرصہ میں (۹۷۳۶۸) ایکڑ اراضی آبی کاشت کے تحت لائی جاچکی ہے۔ چونکہ اس ضلع میں بمقام بودھن شکر سازی کا کارخانہ موجود ہے اس لئے نیشکر کی کاشت میں سال بہ سال اضافہ ہورہا ہے۔ سنہ ۵۲ - ۱۳۵۱ ف میں (۲۱۹۷۳) ایکڑ رقبہ اس فصل کے زیر کاشت تھا اور نیشکر کی کاشت کو ترقی دینے کے لئے حکومت کاشتکاروں کے واسطے روز افزوں سہولتیں بہم پہنچارہی ہے۔ چنانچہ گزشتہ دو سال کے دوران میں (۶۴۸۳۱۴) روپے بطور تقاوی تقسیم کئے گئے۔

ذریعات نظام ساگر اور نو آبادکاری کی اسکیموں کے تحت دوسرے اضلاع کے کاشتکاروں کو ضلع نظام آباد میں آباد ہونے کی ترغیب دی جارہی ہے حکومت نے اس ضمن میں جو سہولتیں بہم پہونچائی ہیں ان کی وجہ سے کاشتکاروں کی روز افزوں تعداد اس علاقہ میں آباد ہورہی ہے اور نئی نئی آبادیاں بسائی جارہی ہیں - نو آبادکاروں کے واسطے اس سال (۲۰۰) مکانات تعمیر کرنے کی تجویز ہے اور اس مقصد کے لئے (۷۰۰۰۰) روپے فراہم کئے گئے ہیں - کاروبار شروع کرنے میں کاشتکاروں کی امداد کرنے کے خیال سے زرعی آلات، مویشی اور بہتر قسم کے تخم بھی بطور تقاوی تقسیم کئے جاتے ہیں - چنانچہ اب تک ان اغراض کے تحت (۲۰) لاکھ روپے سے زیادہ تقسیم کئے جا چکے ہیں - امداد باہمی کے اصول پر کاشتکاری کو فروغ دینے کی بھی کوشش کی جارہی ہے اور اس مقصد کے لئے حکومت نے خصوصی عملہ مقرر کیا ہے - متعدد مواضعات میں زرعی انجمن ہائے فروخت اور غلہ کے گودام بھی قائم کئے جاچکے ہیں - دیہی علاقوں کو ترقی دینے کے لئے رسل و رسائل کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے سڑکوں کی تعمیر اور درستی پر پوری توجہ کی جارہی ہے چنانچہ اس مقصد کے لئے (۴) لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں - اس کے علاوہ چاوڑیاں اور کنویں وغیرہ بھی تعمیر کئے گئے ہیں اور ان کے لئے (۲۰۰۰۰) روپے ماہانہ کا متوالی عطیہ منظور کیا گیا ہے -

تعلیم یافتہ پیروکاروں کو کاشتکاری کی جانب مائل کرنے کے لئے بھی مناسب تدبیریں اختیار کی گئی ہیں جن کی وجہ سے اب علاقہ نظام ساگر میں تعلیم یافتہ نو جوانوں کی کافی تعداد آباد ہوگئی ہے اور ان میں سے ہر شخص کو اوسطاً (۳۰) ایکڑ اراضی کاشت کرنے کے لئے دی گئی ہے -

حکومت صرف موروثی کاشتکاروں ہی کی امداد نہیں کرتی بلکہ باغبانوں، گلہ بانوں اور دوسرے اشخاص کو بھی کافی مدد دیتی ہے - چنانچہ کھڈلہ پور تعلقہ بانسواڑہ کے ایک گلہ بان کو مزرعہ کو ترقی دینے کے لئے (۱۰۰۰۰) روپے بطور تقاوی عطا کئے گئے ہیں -

ترقیات نظام ساگر کی اسکیم کے تحت زرعی تحقیقات کے لئے بھی (۸۲۶۸۶) روپے فراہم کئے گئے ہیں - زمین کی نوعیت کی دریافت، تجارتی اعتبار سے مفید میووں کا تفصیلی جائزہ، تمباکو کے متعلق تحقیقات اور مختلف فصلوں کے لئے پانی کی ضروری مقدار کا تعین جیسے امور بھی اس دائرہ میں شامل ہیں -

سمکیات کو ترقی دینے کے لئے بھی ایک اسکیم مرتب کی گئی ہے - جس کے متوالی مصارف (۶۰۰۰) اور غیر متوالی مصارف (۶۱۵۰) روپے ہونگے - اس اسکیم کے تحت مقامی اور بنگالی اقسام کی مچھلیوں کی پرورش اور نگہداشت کے طریقوں کو عام کیا جائیگا -

آپ کی پریشانی کے اسباب اور اُن کا حل

(۱) ضروریات زندگی کی قلت و گرانی نے آپ کو پریشان کر رکھا ہے -

(۲) یہ قلت و گرانی بڑی حد تک مصنوعی ہے -

(۳) تاجروں نے ناجائز نفع حاصل کرنے کی خاطر غلہ کو چھپا دیا ہے -

(۴) اگر آپ ان پوشیدہ ذخائر کا پتہ چلانے میں حکومت کی مدد کریں تو آپ کی پریشانی کا حل نکل آئیگا - سرکاری انعام اس کے سوا ہے -

کچھ مدت پہلے ضلع نظام آباد میں ملیریا کا بہت زور تھا ۔ چنانچہ اس کا انسداد کرنے کے لئے اردی بہشت سنہ ۱۳۵۱ ف میں ایک باقاعدہ مہم شروع کی گئی ۔ اس مہم کے تحت سارا ضلع آٹھ حصوں میں تقسیم کیا گیا اور ہر حصہ کے لئے ایک طبی عہدہ دار اور امدادی عملہ کا تقرر ہوا ۔ سنہ ۱۳۵۲ ف میں (۸۷) پولڈ کونین تقسیم کی گئی اور (۸۰) مواضعات میں موقتی ضروریات کے لئے دوائیں فراہم کی گئیں ۔ یہ دوائیں پولس پٹیلوں کے پاس رہتی ہیں ۔ حلقہ واری طبی عہدہ دار اور ان کا عملہ ہفتہ میں ایک بار مواضعات کا دورہ کرتے ہیں اور حسب ضرورت دواؤں کی فراہمی کا پورا دھیان رکھتے ہیں ۔ دوائیں فراہم کرنے کا یہ طریقہ بہت کار آمد ثابت ہوا اور مواضعات کے باشندے ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں سنہ ۱۳۵۲ ف میں تقریباً (۷۰۰۰۰) مریض اس انتظام سے مستفید ہوئے ۔

ملیریا کا انسداد کرنے کے لئے جو تدابیریں اختیار کی گئی ہیں ان کے مفید اور کامیاب ہونے کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس مہم کی ابتدائی کے بعد (۱۸) ماہ کے اندر سات حلقوں میں مریضوں کی تعداد میں (۳۱ء۳) فیصد کمی ہو گئی ۔ جرا ثیمی شرح میں بھی نمایاں کمی ہوئی ۔ حلقہ نرمل بور میں یہ شرح سنہ ۱۳۵۱ ف میں (۷۰ء۵) فیصد تھی لیکن سنہ ۱۳۵۲ ف میں (۷۶ء۲) فیصد رہ گئی ۔ اسی طرح تمام حلقوں میں طحالی شرح میں بھی نمایاں کمی ہوئی ۔

غلہ کی قیمت اور گھٹ سکتی ہے

(۱) بعض حریص تاجر خفیہ برآمد کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں ۔

(۲) یہ فرض آپ کا بھی ہے کہ اس خفیہ برآمد کی خبر رکھیں اور قریب ترین پولس یا کروڑ گیری کے تھانہ پر اس کی اطلاع دیدیں ۔

(۳) خفیہ برآمد کے روکنے میں سرکار کا ہاتھ بٹائیے تو آپ کو غلہ سستے داموں ملا کریگا ۔

نشر گاہ حیدر آباد

تقاریر ۹ ۔ فروردی کو ڈاکٹر سید محی الدین صاحب قادری زور "اردو کی کہانی" کے شمالی ہند اور دلی سے متعلقہ ابواب پر تقریر فرمائینگے ۔

۱۱ ۔ فروردی کو ڈراماتی ادب کے ذریعہ پرو پگنڈہ پر مرزا محی الدین بیگ صاحب کی تقریر ہو گی ۔

۷ ۔ اور ۱۲ ۔ فروردی کو ترکاریوں کی کاشت اور زیادہ غلہ اگانے کی مہم کے بارے میں معلوماتی تقریریں ہونگی ۔

۱۳ ۔ اور ۲۹ ۔ فروردی کو قاضی محمد عبدالغفار صاحب "حالات حاضرہ" پر تبصرہ نشر فرمائینگے ۔

اس جنگ کے بعد دنیا میں عام طور پر اسقدر تبدیلیاں ہونگی کہ جنگ کے بعد کی دنیا گو یا ایک نئی دنیا ہوگی ۔ اس دنیا کے مسائل کے بارے میں تقاریر کے ایک سلسلہ کا انتظام کیا گیا ہے ۔ ۱۷ ۔ فروردی کو اس سلسلہ کی دوسری تقریر ڈاکٹر خواجہ حبیب حسن صاحب حیدرآباد کے معدنی وسائل پر نشر فرمائینگے ۔

ترجمہ ایک نہایت مشکل اور مشق طلب فن ہے ۲۱ ۔ فروردی کو جانکی پرشاد صاحب فن ترجمہ پر تقریر فرمائینگے ۔

بچوں کے لئے بچوں کی سمجھ کے مطابق کوئی چیز لکھنا ایک مشکل کام ہے ۔ نظم لکھنے بیٹھئے تو یہ دقت اور بھی بڑھ جاتی ہے ۔ ۱۶ ۔ فروردی کو ساعت خواتین میں لطیف النساء بیگم صاحبہ اس سلسلہ میں بچوں کی نظموں پر تقریر نشر فرمائینگی ۔

ہمارے ملک میں موجودہ جنگ کی بدولت جدید قسم کی صنعتوں کا دور شروع ہوچکا ہے اس قسم کی صنعتوں کو فروغ حاصل کرنے میں برقابی قوت سے بڑی مدد مل سکتی ۔ حیدرآباد کے برقابی وسائل پر مولوی افضل علیخان صاحب ۲۱ ۔ فروردی رات کے پونے دس بجے انگریزی میں تقریر فرمائینگے ۔

فروردی سنہ ۱۳۵۳ ف میں بچوں کے لئے دیہات ۔ صفائی ۔ گولکنڈہ اور جانور خانہ کے عنوان سے معلوماتی پروگرام پیش کئے جائینگے ۔ اس کے علاوہ کہانیاں ۔ نظمیں اور تقریریں بھی نشر ہونگی ۔ ہر جمعرات کو ننھوں کے لئے آچون چون کا خاص پروگرام ہوگا اور ہر شنبہ کو جنگ کی باتیں سنائی جائینگی بات چیت اور بحث بھی شریک پروگرام ہے

HVM. 20-193 UD

THE HINDUSTAN VANASPATI MANUFACTURING CO. LTD., BOMBAY

124919
31.8.75